رسالۂ جات علی العرش استوی

بفضلہ تعالے

درین جزو زمان دو قار رسائل مفیدہ

در مسئلہ استوا

یکے در متن

ایضاح فی الاستوا

مترجمہ مولوی حاجی محمد بدیع الزمان صاحب مرحوم و مغفور

دومی بر حاشیہ

تجلی رحمانی

مولفہ جناب حافظ حاجی مولوی محمد

عبد العزیز صاحب چشتی مرحوم و مغفور

135893

Marfat.com

135893

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اشہد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ الملک ولہ الحمد وہو علی کل شیء قدیر
واشہد ان محمدا عبدہ ورسولہ اما بعد عرض کرتا ہے حقیر گنہگار محمد بدیع الزمان
کہ اندنوں زمانہ پر شر و شور ہے ہر طرف جہمیوں کا زور ہے۔ منکران
صفات کا ہجوم ہے۔ معتقدان جہم بن صفوان کی دھوم تالیفات اون کے
مورث انکار صفات ہیں۔ اور تصانیف اون کے مشعر انکار ذات
مجمع انکیالات۔ ہر رسالہ معدن تاویل و تعطیل ہے۔ اور ہر تحریر
وتبدیل۔ نہ انکو تصنیف کی لیاقت نہ تالیف کی حذاقت نہ حدیث کی
الفت نہ محدثین کی محبت نہ معرفت کا شوق نہ حقیقت کا ذوق دیکھا انکا

فوق گلے مین جہمیت کا طوق نیم ملا خطرہ ایمان و نیم حکیم خطرہ جان اگرچہ اونکی
سرکوبی کیلئے قدیماً و حدیثاً تالیفات ہوتی رہی ہین اور ہمیشہ علمای اہل سنت
وجماعت ان کی ظلمت دہوتے رہے ہین چنانچہ کتاب العلو ہی کہ مشعر
علو باری تعالی ہی اب تک دنیا مین اوسکا بول بالا ہی اور کتاب الصفات للبیہقی
مثبت صفات الٰہی ہی کہ آجتک واقع الحاد نا منتہی ہی اور عقیدہ صابونی
صابون چرکہانی درونی ہی اور مصفی عقاید فاسدۂ اندرونی ہی کتاب النزول
آج تک پسندیدہ و مقبول ہی جس مین رد ہر جہمی بوالفضول ہی جو یہ حامی عقائد بنویہ
اندنوں جو پھر جہمیونکا شر و شور ہوا ہی تو سنیون کو تصانیف ذیل سے زور ہوا ہی اونمین
ایک رسالہ احتوا ہی جس مین نواب صدیق حسن خانصاحب نے جہمیونکا خوب
رد کیا ہی دوسرا قول فاصل ہی کہ پسندیدہ ہر فاضل و عاقل ہی تیسرا نظم برحق
منظوم ہی کہ اوسکی ہر شعر کی قوت معلوم ہے چوتھا قطف الثمر ہی جس مین
تفصیل عقیدہ اہل اثر ہی پانچوان حملہ مردانہ جس مین رد طرفہ زمانہ ہی چھٹا
عقیدہ اہل سنت ہی کہ نعمت بے منت ہے ساتوان لالی البہیہ فی الرد علی الجہمیہ
ہے غرض علمای محققین و محققان محدثین ہر زمانہ مین ان کی سرکوبی اور
گوشمالی کرتے رہے ہین مگر اس زمانہ کی تالیفات مین کوئی حسن ترتیب و خوبی
ترکیب اور بسط و شرح مین ابتدا سے انتہا تک مثل انتہائی الاستوا کے دیکھنے مین
نہ آئی مگر بسبب عربی ہونیکے عوام اوس سے منتفع نہ ہوتے تھے اسلئے
جب مین بہ ترک روزگار بھوپال سے حیدرآباد آیا تو بعض برادران دینی

اور طالبان حق گزینی نے اصرار کیا کہ اوسکا ترجمہ اگر زبان اردو میں
ہو جاوے تو ہزارہا خلایق کو نفع پہونچائے غرض مین ذ ثقۃً باللہ و توکلاً علی اللہ
کمالک گہر سلک کو اوٹہایا اور اللہ جل جلالہ کو اپنا حامی و مددگار بنایا و ہو حسبی نعم الوکیل

ترجمہ اصل کتاب

سب خوبیان اوس پروردگار کے لئے ہین جسنے بذات خود عرش پر استوا کیا
اور اپنی صفات کاملہ سے مخلوقات کا احاطہ فرمایا اور درود نامحدود ہمارے سردار
محمد مصطفے پر جو اشرف مخلوقات ہین اور اون کے آل و اصحاب پر جنہون نے
اللہ کی رضا حاصل کرنیمین کوشش کی بعد اسکے معلوم ہو کہ اندنون مسئلہ استوا
مین بڑا جدال و خلاف واقع ہو گیا ہے کوئی کہتا ہے کہ اللہ تعالی عرش پر مستوی
ہے اپنی ذات سے اور علم اوسکا ہر مکان کو گہیرے ہوئے ہے جیسا کتاب و سنت
مین وارد ہوا ہے اور اگلے لوگون نے کہ اونپر درود اور بخشش ہو صاف کہا ہے
اور کوئی کہتا ہے کہ وہ ہر جگہہ ہے اور جیسا کہ عرش پر ہے ویسا ہی فرش پر ہے
اور کوئی کہتا ہے کہ وہ نہ کسی جہت مین ہے نہ کسی مکان مین اور یہانتک اسمین
مبالغہ کرتا ہے کہ وجود رحمن کی نفی لازم آوے اور کوئی کہتا ہے کہ وہ کسی جہت
اور مکان خاص مین نہین ہے بلکہ ہر جہت اور مکان مین ہے پہر قول
ثانی اور ثالث اور رابع والون کے بہت باتین ایسی ہین کہ آپس مین مختلف
ہین لیکن مآل اونکا اونہی اقوال کیطرف راجع ہے اور سب کے سب جہم
بن صفوان کی باتسے نکلے ہین جسکا فتنہ اول صدی کے آخر مین ظاہر ہوا

اور قبل اسکے اس مسئلہ مین کوئی قیل و قال و جنگ و جدال نہ تہا بلکہ سب لوگ قول
اول پر متفق تہے جیسا کہ ہم آگے اپنے موقع پر بخوبی بیان کرینگے انشاء اللہ تعالے
اور ہر گروہ نے اون مین سے بہت رسایل اور کتابین تصنیف کین اور ایک نے
دوسرے کی تکفیر و تضلیل و تفسیق مین مبالغہ کیا اور باوجود اسکے کسی نے
اونمین سے ایسی تقریر نکی جو حصول مقصود کو کافی اور دفع اوہام کو وافی
ہو اور موافقین اور مخالفین سب کے دلائل اور براہین پر مشتمل ہو اور تحقیق
حق اور رد باطل اوس سے بخوبی ہو جاے سو میرے بعض دوستون نے درخواست
کی کہ مین اسباب مین ایک رسالہ مستقلہ ایسا لکہون کہ اوسکے ہوتے کسی
دوسرے کی حاجت نہو اور عبارت اوسکی نہ دراز ہو کہ طول کردے نہ مختصر ہو کہ
مخل مقصود ہو اور صواب خطا سے روشن ہو جائے اور طالب حق تکلیف
سے راحت پاوے اور مین ایک مدت تک اس راہ مین قدم رکھنے سے
عذر کرتا رہا اور ہر مجلس مین اس بات کو مین نے ذکر کیا اور اسکے کئی سبب
تہے اول یہ کہ اس زمانہ مین اکثر لوگون کے دل حق کے جانب راغب
نہین اگرچہ وہ شہد سے زیادہ شیرین ہو اور باطل پر میلان رکہتے ہین اگرچہ وہ
حنظل سے زیادہ تلخ ہو اور حسد و عناد و بغی و فساد اونپر غالب ہو چکا ہے
دوسرے یہ کہ وہ علوم سے مطلقاً موکہہ پھیرے ہوے ہین خصوصاً علوم شرعیہ سے
اور اونمین اونہی علوم کا زیادہ رواج ہو رہا ہے جو مفید معاش ہین اور اوسکا
سبب یہ ہے کہ اکثر بلاد اسلامیہ پر نصاری کا تسلط ہے اور لوگ اپنے

سلاطین کے چال پر ہوا کرتے ہین حقیقت مین یہ لوگ اونہی لوگون مین ہین
جن کے حق مین یہ آیتہ ہے الذین ضل سعیہم الایۃ یعنے جنکی کوشش دنیا کی زندگی
مین برباد ہوگئی اور وہ سمجھتے ہین کہ خوب کام کرتے ہین غرض یہی لوگ سب سے
زیادہ نقصان والے ہین میری کتب حدیث اور تفسیر کے جو سلف سے ماثور ہین
مفقود ہین اور جو نصیب بھی ہوتے ہین اونسے معتد بہا کام نہین نکلتا
اور اسی لئے اس وقت کی مصنفین کے پونجی اوچھی ہے اور یہ خرابی اس سبب
کہ لوگون کا شوق کم ہے اور ذوق منعدم اور اہل مطالع کو کتب دینیہ کے
طبع کا خیال مطلق نہین اسلئے کہ طالب اور مشتری اوسکے کم ہین چوتھے
یہ کہ امور مالیہ مین مشغول تہا اور خالی وقت بہت کم ملتا تہا اور جب خالی
ہوتا تو بعضے دوست میری مجھ سے تحصیل علوم کرتے پانچوین یہ کہ مین تو
جانتا تہا کہ تالیف آسان ہے مگر مولفین پر جو طعن و تشنیع ہوتے ہین اوسکا
اوٹھانا مشکل ہے اسلئے کہ مثل مشہور ہے کہ جسنے تالیف کی وہ ہدف تیر
ملامت ہوا مگر یہ عذر میرا اوس کام سے مجھے روک نہ سکتا تہا اسلئے کہ مین
جب حق کو معلوم کر چکا تو کسی کی ملامت سے نہین ڈرتا اور اگر تو کتابون مین
نظر کرے تو بخوبی جان لے کہ کوئی امام اگلون سے یا پچھلون سے زبان خلق سے
نہین بچا بیت نہ بچا جب خدا نہ اوسکا رسول ٭ طعن سے خلق کے
تو مین کیا ہون ٭ الغرض جب اکثر احباب نے مجھے گھیرا اور کوئی عذر میرا
اون کے اصرار کے آگے نچلا علی الخصوص میرے چھوٹے بھائی راحت جان

فخر برادران حافظ حاجی مولوی محمد فرید الزمان مغفور و مرحوم نے بہت اسمین اصرار کیا
اور کہا کہ ایک ایسی کتاب جامع اس مسئلہ مین تحریر ہو کہ اوس سے بخوبی تسکین
ہو جاوے۔ غرض مین نے اوسمین استخارہ کیا اور بقدر طاقت اوسمین کوشش
کی اور دس جز کے قریب اس کتاب کے تحریر کئے کہ وہ بامر الٰہی اس دار فانی سے
راہی دار آخرت ہوے اور سترھوین تاریخ کو محرم الحرام کی سنہ ۱۲۹۴ ہجری مین اس
سرائے بے بقا سے رحلت فرمائی اور ایسی وبا سے جسمین اسہال کی کثرت تھی انتقال
کیا اور اے میرے برادر جب تو اس کتاب کو مطالعہ کریگا اسکی فضیلت اور حقیقت سے
آگاہ ہوگا اور معلوم کریگا کہ اسنے کسطرح دلائل کو گھیرا ہے اور تو کہیگا کہ اگلون نے
پچھلون کے واسطے کتنی باتین چھوڑ رکھین اسلئے کہ پچھلا اگلون کا خزانہ پاتا ہے
اب ہم بعون ملک ودود اپنا مقصود شروع کرتے ہین ۔ مقدمہ کتاب

سنت کی پیروی کی فضیلت مین اور سنت و جماعت کی تحقیق مین

جان تو کہ جب اللہ تعالے نے خلق کو پیدا کیا اور وہ امور دنیا مین جیسے کہ کھانا
اور خورد و نوش اور لباس وغیرہ مین مشغول ہوئی اور اوس اقرار کو بھول گئی
جو بدنون مین آنے سے پیشتر اللہ کے ساتھ باندھا تھا کہ توحید اور ایمان پر ثابت
رہینگی تب اللہ تعالے نے اون کے طرف رسول بھیجے کہ اونکو ڈرا دین اور
بشارت دین اور اچھے کامون کا حکم دین اور برون سے منع فرما دین اور نیکی کے
رغبت دلا دین اور بدی سے نفرت کہ اللہ کے نزدیک اون کی کوئی حجت باقی نہ رہے
اور آخرت مین یہ نکہنے لگین کہ کیون نہ بھیجا تو نے ہماری طرف کوئی رسول

Marfat.com

کہ ہم تیری آیتون پر چلتے ذلیل و خوار ہونے سے پہلے اور جبکہ
یہ ہدایت زبان پہچاننے پر موقوف تھی اسلیئے اللہ تعالے نے ہر رسول کو
اوس قوم کے زبان مین بہیجا تاکہ دلائل توحید و ایمان اون سے بخوبی
بیان کردے پہر اللہ جسکو چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے
راہ پر لاتا ہے اسی لئے رسول جس زبان مین آتا ہے اوس زبان کے
لوگ سب سے زیادہ اوسکے اشارون اور لفظون اور مقصدون کو جو اوسکی
عبارتون سے نکلتی ہین بخوبی پہچانتے ہین اور جب یہ تمہید خیال مین
آچکی اب مین کہتا ہون کہ اللہ تعالے نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو عربی
زبان والون مین بہیجا تاکہ اونکی قوم جو عرب تہے مطالب دین اور مسائل شرع
متین اونسے بخوبی سمجہہ جیسا کہ اونہون نے حکم دیا اور منع فرمایا اور خبر
دی اور سمجہایا اور وہ لوگ ان سب امور کو سمجہہ کر اپنے پچہلون کو سکہا دین
اور وہ اپنے پچہلون کو اوسی طرح تار چلا جاوی تاکہ دین مشرق سے مغرب
تک پونہچ جاوی غرض معلوم ہوا کہ سنت و جماعت وہی لوگ ہین جو
صحابہ کرام کی چال پر چلے اللہ اونسے راضی ہوا اور اون کے بعد تابعین اور
اونکے بعد تبع تابعین وغیرہم جو اس امت کے اگلے ہین اس لئے کہ یہ لوگ شریعت کے پونہچنے
مین اور دین کے ملنے مین وسیلہ اور ذریعہ ہین اور وہ لوگ اہل لسان تہے
اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تہے اور سفر و حضر مین اون کے
ساتھ نشست و برخاست رکہتے تہے اور اون کے کلام کو خوب سمجہتے تہے

Marfat.com

اور جو مشکل ہوتی تہی اوسی دریافت کر لیتی تہی خواہ کتاب مین ہو یا سنت
مین علی الخصوص ایسی کامون کو ضرور پوچہتی تہی جو شریعت کی جڑ ہین
اور دین کی کہنبے ہین اور جنہی اون کی خلاف چال چلی وہ راہ بہولا اور
گمراہ ہوا اور اسی لئے تو گمراہ فرقون کو دیکہتا ہی کہ وہ آیات اور احادیث
کو سند لاتے ہین مگر چال اون کی صحابہ اور تابعین کی خلاف ہوتی ہی
اور علمای اسخین کے مخالف غرض وہ لوگ اپنی دعوی مین جہوٹے
ہوتے ہین اسلئی کہ قرآن اور حدیث دونو اچہی طرح اور کامل طور پر
اصحاب ابرار اور تابعین اخیار پر منکشف ہوئی تہی غرضکہ اگر کوئی یہ کہے
کہ شارع علیہ السلام نی اون کی عقلون کی موافق کلام کیا ہی اور حقیقت
مین ایسا نہین ہی جیسا شارع نی کہا ہی اور لوگون نے اون نصوص سے
جو نصوص مین وارد ہوی ہین معانی ظاہرہ سمجہہ لئی ہین جیسی اول نظر مین
خیال مین آتا ہے اور حقیقت مین وہ معنے مراد نہین ہین تو یہ قول
صریح جہوٹ ہی اسمین کچہہ شک نہین ہی اور افسوس ہی کہ یہ قائل
اتنا نہین سمجہتا کہ انبیا کا بہیجنا اسلئے ہی کہ خلق گمراہی سے نکلے نہ
اسواسطے کہ اونکو ایسی راہ مین ڈالدی کہ مخالف حق ہو اور اس قائل کے
قول سی معلوم ہوتا ہی کہ عقل کا ملنا علوم فلسفیہ کی سیکہنی پر موقوف ہی جو حقیقت
مین دین کے خراب کرنیوالی ہین اور عمر برباد کرنیوالی ہین اور وہ خیال کرتا ہے
کہ صحابہ رضی اللہ عنہم جو ان فنون سی کنارہ کرنیوالی تہی اور اس سے بہاگنیوالے

اون کی عقلین پوری نہین اللہ سبکو ایسی خیال سی بچاوی اور جو بے
جان سے تو کہ یہ وسوسہ شیطان کا ہی جو اپنے دوستونکی دلونمین اوسنی ڈالا ہے
اور عقل سلیم جو نفسانی خواہشونسی خالی ہو وہ اس سی بالکل انکار کرتی ہے
اور اسی واسطے تو اون عالمون کو دیکھتا ہے جو فلسفہ مین اپنی عمر ضایع کیے
ہے کہ آخر مین اونہون نی توبہ کی اور قرآن و حدیث کی طرف رجوع ہوئے
اور دل سی یقین کیا کہ جن علوم مین مشغول رہی اوس سی کچھہ کام نہ نکلا
اور اونسے بہوکا کو سیر نہ کیا اور نہ فرسی لایا اور کیون نہو کہ جو رئیس فلسفیونکے
تہے اہل اسلام مین اور نہایت علم کلام مین ڈوبے ہوی اور ساری
عمر علوم حکمت مین مشغول رہی اور دلائل فلسفہ کے امام تہے یعنی ابو عبد اللہ محمد
بن عمر بن الحسین بن الحسن بن علی التمیمی البکری الطبرستانی الرازی
المولد تہے جنکا لقب فخر الدین ہی اور ابن الخطیب مشہور ہی اونہون نے
اپنی آخر مین عمر کے جب دیکھا کہ سعی اون کی ضایع ہوی اور قدم اونکا
پہسلا تب اونہون نی کہا کہ مین نے کلام والون کی راہ مین تامل کیا اور
فلسفیون کے طریق دیکھی سو وہ سب کے سب نہ کسی بیمار کو شفا دیتی ہین
نہ کسی پیاسی کو سیراب کرتے ہین اور بہت نزدیک راہ اللہ سے ملنی کی
قرآن کی راہ ہی کہ مین اثبات مین تو الرحمن علی العرش استوی پڑہتا ہون اور
نفی مین لیس کمثلہ شیء اور ولا یحیطون بہ علما پہر کہا کہ جسکو میرے
برابر تجربہ ہی وہ اس معرفت کو جانیگا اور یہ بیتین اون سی یادگار زمان

ہین جنکا مضمون مترجم نظم کرتا ہی ابیات انتہا عقلونکی ہی یار و عقال ×
عالمونکی سعی اکثر ہی ضلال × روح کو اپنی ہی وحشت جسم سی × حاصل دنیا ہی تکلیف و
وبال × اور ہماری بحث کا حاصل تمام × کچھ نہین اس زیست مین جز قیل و قال
اور بعض ارباب کشف نی کہا ہی کہ وہ صحبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم سی مشرف
ہوی اور رازی کا حال پوچھا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا اوسپر خفگی ہی اور پھر
شیخ بوعلی سینا کا حال پوچھا تو فرمایا کہ وہ ایسا شخص ہے کہ اللہ تعالی
نے اوسی علم ہوتے ہوی گمراہ کر دیا اور اوسکی دل پر مہر کر دی اور اوسکی کان
اور اوسکی آنکھون پر پردہ کر دیا اور فرمایا کہ مقتول اوسکی تابعون سے بھی
اور مروی ہوا کہ فخر رازی کی جب وفات قریب ہوی تو شیطان اونکے
پاس آیا اور کہا تمہاری پاس اگر اللہ تعالی کے توحید پر کوئی دلیل
ہو تو مجھی خبر دو غرض اونہون نی ہزار دلیلین عقلی بیان کین اور شیطان نے
اون سب کا جواب دیدیا اور ہر ایک کو باطل کر دیا آخر اونہون نے
لاچار ہو کر کہا کہ مین نے اپنی معبود کو بلا دلیل پہچانا اور اسی وجہ سی کہا گیا ہے
کہ اللہ پر کوئی دلیل نہین بلکہ اللہ ہر چیز کے دلیل ہی اور مراد اس قول کی
دلیل لمی ہی جس مین علت سے معلول پر استدلال ہوتا ہی اوس مین البتہ مخلوق
اثبات الہی کی برہان ہو سکتی ہی جیسے ایک اعرابی نی کہا کہ مینگنی اونٹ پر
دلالت کرتی ہی اور پیر کے نشان چلنے والی کے وجود پر دال ہین پھر زمین
و آسمان کیون نہ اوس علیم و خبیر کے وجود پر دال ہوا اور اسی لئے کہا گیا

اللہ کے قول مین کہ وہ شاہد و مشہود ہی اسی لئی اللہ تعالی نی اپنی ذات کی
قسم کہائی کہ وہ شاہد ہی ہر چیز پر اور ہر چیز شاہد ہی اوسکی ذات مقدس پر
غرض وہ شاہد بہی ہی اور مشہود بہی اور جب فخر رازی سا شخص اپنی جلالت
قدر اور وثاقت امر کی ساتہہ باوجود اسکی کہ توبہ کر چکا اور تفسیر اور فقہ تصنیف
کی اور فلاسفہ کا رد کیا اللہ کا معاتب ہوا اور سبب اوسکا صرف اتنا ہی تہا
کہ لایعنی باتون مین مشغول ہوا اور غفلت کی چیزونمین اوقات صرف کی
جب اوسکا یہ حال ہوا تو معلوم نہین کہ اوس کم بخت کا کیا حال ہو جو کہتا ہے
کہ انسان کی رای کامل نہین ہوتی ہی جب تک منطق و حکمت نہ سیکہی اور
علما مین اوسکا شمار نہین ہوتا اور نہ باریک باتین کتاب و سنت کی سمجہہ سکتا ہے
اور اس شخص نی گویا ایک چیز کو اوسکی ضد کی ساتہہ جمع کیا اور چیز کی قوت
اوسکے نقیض سی حاصل کرنا چاہی اور یہ کم فہمی اور بدعقلی کے سوا کچہہ
نہین یاندیان ہی کہ جسی کوئی انسان قبول نہ کری اور لوگون نی کہا ہی کہ فخر رازی
کی پونجی حدیث سی بہت تہوڑی ہی اور ائمہ نقل اون کی روایتون پر
اعتماد نہین کرتے اور لوگون نی کہا ہی کہ اون کی تفسیر مین سب کچہہ ہے
مگر قران کی تفسیر نہین اور مولینای روم نے کیا خوب کہا ہی جسکا مین ترجمہ
کرتا ہون **بیت** علم حکمت پر اگر ہوتا مدار ٭ دین کا ای صاحبان باوقار
فخر رازی پہر تو ہوتا برملا ٭ فخر ملت ای اخی با صفا - اور جب تو دیکہے
اونکی تفسیر تو معلوم ہو کہ اونہون نے تمام فلسفیون کی باتین اور حکمت کی

خرافات بھردے ہین جس سے دین کو ذرا بھی تعلق نہین اور نہ اہل یقین کے
نزدیک اوسکا اعتبار ہے ۔ جیسا کہ کشف الظنون مین کہا ہے کہ صاحب علوم
عقلیہ خصوصاً امام فخر الدین رازی نے اپنی تفسیر اقوال حکما اور اقوال فلاسفہ
سے بھردی ہے اور ایک بحث سے نکل کر دوسری مین جا رہتی ہین کہ
کہ اوسکا دیکھنے والا حیران ہوتا ہے کہ کہان سے کہان چلی گئے اور ابو حیان
نے بحر مین کہا ہے کہ امام فخر رازی نے اپنی تفسیر مین بہت طویل چیزین ایسی
بھر دین ہین جنکی تفسیر مین کچھ حاجت نہین ہے اور اسی لئے بعض علما نے
کہا ہے کہ اوسمین سب چیز ہے مگر قرآن شریف کی تفسیر نہین اور ذہبی جو
حدیث مین امام ہین اور راویون کے پرکھنے مین سب کے پیشوا انہون نے کہا ہے
کہ فخر الدین خطیب کا بیٹا صاحب تصانیف ذکاوت مین سردار ہے اور
عقلیات مین مگر وہ آثار سے خالی ہے اور اوسکے شکوک دینی بڑے
مسئلون مین ایسی ہین کہ اوس سے حیرت ہوتی ہے اور شیخ الاسلام
ابن تیمیہ نے منہاج السنۃ النبویہ فی کلام الشیعۃ والقدریہ مین کہا ہے کہ
جبریہ سو بعض اون مین سے نفی صفات کرتے ہین اور بعض اوسمین توقف
کرتے ہین جیسے رازی اور آمدی ہین اور صفت کے نفی کرنے والے
لوگون مین جبریہ سے بعضے ایسے ہین جو نصوص کی تاویل کرتے ہین
اور بعضے ایسے ہین جو اون کے معنونکو اللہ کے سپرد کرتے ہین اور عبد الوہاب
شعرانی نے کہا شیخ فخر الدین رازی نے اللہ کی راہ ڈھونڈی تو شیخ نجم الدین

کبری نے فرمایا کہ تو اپنی بہت کو جو تیرا علم ہے چھوڑ نہین سکتا سو انہون نے کہا
ای میری سردار مین ضرور چھوڑ دونگا اگر اللہ نے چاہا غرض شیخ اونکو خلوت
مین لیگئے اور اونمین جتنے علوم تھے سب سلب کرلئے تو وہ خلوت مین بڑی
بلند آواز سے چیخنے لگے کہ مین وسکو نہین چھوڑ سکتا غرض اونہون نے خلوت سے
نکال دیا اور فرمایا مجھے تیرا سچ بولنا پسند آیا اور نفاق نکرنا اور بحر العلوم نے
شرح مسلم مین کہا ہے رازی کی عادت تھی کھلی ہوئی باتونمین شک ڈالنا غرض
وہ شک ڈالنے والون کا امام ہے اور شیخ ابن حجر نے لسان المیزان مین وہی
بات کہی ہے جو ذہبی نے اور ہم ذکر کر آئے ہین پھر کہا کہ فخر الدین رازی
باوجود اسکے کہ اصول مین بڑا تبحر رکھتے تھے کہا کرتے تھے کہ جو بڑے ہونگے
دین پر ہے وہ بڑی مراد کو پہونچا ہے اور کہا ہے ذہبی نے کہ لوگ اونپر عیب کرتے
تھے کہ سخت شبہے لاتے ہین اور اون کے حل کرنے مین قصور کرتے ہین
یہانتک کہ بعض مغاربہ نے کہا ہے کہ شبہے تو نقد لاتے ہین اور جواب اوسکا
قرض پر رکھتے ہین اور ابن وحیہ نے بھی اونکا ذکر کیا ہے اور مدح اور ذم
دونو کی ہے اور ابن شامہ نے ذکر کیا ہے اور اونکی بری باتین بیان کین ہین
اور وفات اونکی ہرات مین ہوئی عید فطر کے دن ۶۰۶ھ مین اور
مین نے اکسیر فی علم التفسیر مین جو نجم طوفی کی تصنیف ہے دیکھا ہے اور اوسکا
مضمون یہ ہے کہ تفسیرونمین کوئی تفسیر ایسی جسمین علم تفسیر زیادہ ہو قرطبی سے
بڑھ کر نہین اور تفسیر امام فخر الدین رازی ہے مگر تفسیر فخر الدین بہت عیبون

والی ہی اور مجھہ سی شرف الدین نصیبی نی کہا اونہون نی اپنی شیخ سراج الدین سبا
مغربی سی سنا کہ انہون نی ایک کتاب تصنیف کی دو جلدون مین اور
اوس مین فخر الدین کی تفسیر کی برائیان اور لغویات ذکر کی اور وہ اون
بہت خفا ہوتی تہی اور کہتی تہی کہ یہ مخالفان دین و مذہب کے شبہہ بڑی تحقیق سے
بیان کرتا ہی پھر مذہب اہل سنت کا نہایت ضعف کے ساتہہ اوسکی بعد ملاتا ہی
اور طوفی نی کہا کتب کلامیہ مین بہی اوسکی یہی عادت ہے اور سبب اوسکا
یہ ہی کہ اوسکی عمر اپنی علمون مین گذری ہی کہ اوسکا اثر نہین گیا اگرچہ وہ
اوس سی تایب ہو چکا اور لوٹا اور رجوع کی اور ڈرا مگر اوسکی اصول نہین
بہولتا اور دلایل عقلیہ کو اصل ٹہیرا کر نصوص کو اون کی طرف تاویل کرتا ہے
اور اونہی کی طرف پہیرتا ہی اور لایق یہ ہی کہ جب عقل مخالف نصوص
کے ہووی تو اوسی پہیر کر نصوص کی طرف لیجاوے اور کہے کہ سبحانک لا علم لنا
یعنی ای رب ہمارے تو پاک ہی ہمین علم کہان ہی مگر جتنا تو نے سکہایا تو ہی ہی علم والا
اور حکمت والا جیسے کہ امام بخاری نی اپنی رسالہ مین جسکا نام خلق افعال
عباد والرد علے اصحاب الجہم والتعطیل ہی ضمرہ بن ربیعہ سی اونہون نے
صدوہ سی نقل کیا ہی کہ انہون نی کہا سنا مین نی سلیمان تیمی سی کہ کہتے تہے
اگر مجھہ سی کوئی پوچہے اللہ کو تو مین کہون وہ آسمان پر ہی پہر اگر کوئی پوچہے کہ عرش
اوسکا کہان تہا آسمان سی پہلے تو مین کہونگا کہ پانی پر جیسا کہ اللہ تعالے
نے فرمایا وہو الذی الآیۃ یعنی وہ اللہ ایسا ہی جسنی بنایا آسمان و زمین

چھہ دن مین اور عرش اوسکا پانی پر تہا پہر اگر کوئی پوچہے کہ عرش اوسکا کہان
تہا پانی سے پہلے تو مین کہون گا کہ مین نہین جانتا کہا ابو عبد اللہ یعنے
بخاری نے اور یہ جواب انہون نے اسلئے دیا کہ اللہ تعالے فرماتا ہے
ولا یحیطون الآیۃ یعنے نہین گہیر سکتے وہ اوسکے علم سے مگر جتنا وہ چاہتا ہے
یعنے جتنا اوسنے بیان کیا تمام ہوا قول بخاری کا اور ایسے ہی امام آمدی کہ اپنے
زمانہ کے افضل تہے انہون نے توقف کیا بڑے مسئلون مین اور حیران ہوے
اور ایسے ہی خسرو شاہی تہے کہ امام فخر الدین رازی کے بڑے شاگردون مین تہے
جب وہ بعض فاضلون کے پاس آئے اون سے کہا کہ تم کیا عقیدہ رکہتے ہو
انہون نے کہا کہ جو سب مسلمان اعتقاد رکہتے ہین سو فرمایا کہ تو ایسا شخص ہے کہ تیرا
سینہ کہولدیا گیا ہے اسبات کے لئے اور تو یقین کہنے والا ہے اوسپر یا ایسا ہی کچہ کہا
پہر اونہون نے کہا کہ ہان وہ بولی شکر الحمد للہ کا اس نعمت پر مگر مین نہین جانتا
کہ کیا عقیدہ رکہون یعنے عقلی باتون مین اور علم کلام والونکو مسلمون مین قسم ہے
اللہ کی مین نہین جانتا کہ کیا عقیدہ رکہون قسم ہے اللہ کی مین نہین جانتا کہ کیا عقیدہ
رکہون مین اور روئے یہانتک کہ تر ہوگئی داڑہی اون کی - اور یہی حال گذرا
خونجی کا جو بڑے ماہر تہے فن کلام اور معقول مین کہ انہون نے کہا اپنی موت کے وقت
کہ مین نہین جانتا کیا فایدہ ہے اون علمون سے جو مین نے حاصل کئے سوا اسکے کہ
ممکن محتاج ہے طرف مرجح کے پہر کہا کہ محتاج ہونا صفت سلبی ہے
مسین مرتا ہون اور کچہ نہین جانتا - اور یہی حال گذرا ابن رشد حفید کا اور وہ

مذاہب فلاسفہ سے اور اون کی باتون سے سب سے زیادہ واقف تہا اوسنے اپنی
کتاب تہافت التہافت مین کہا کہ ایسا کون شخص ہے جسنے الہیات مین ایسی بات
کہی ہو جس سے کچہ کام نکلے اور ایک اور عالم فلسفی نے کہا کہ مین اپنے بچہونے پر لیٹتا ہون
اور اپنے مونہہ پر لحاف ڈال لیتا ہون اور ان کی اور اون کی دلیلون کو مقابل
کرتا ہون اور فجر ہو جاتی ہے مگر کسی کو اون مین سے ترجیح نہین ہوتی (یعنے
مفت اوقات ضایع ہوتی ہے) اور جو شخص اس حال تک نہین پہونچا
اگر اللہ تعالی کی رحمت اوسکی خبر نہ لے اور خدا کی توجہ اوسپر نہو تو وہ
زندیق ہو جاوے اور اوسکا انجام خراب ہو الغرض دوا نافع اس مرض کی
جو طبیب قلوب ہے یہی ہے کہ علام الغیوب کے آگے گڑگڑائے اور دعا کرے
ان لفظون سے اللہم سے عظیم تک یعنی یا اللہ اے دلونکے پہیرنے والے ثابت
رکھ دل میرا اپنے دین پر اور یا اللہ جو پیدا کرنیوالا آسمانون اور زمین کا ہے
جاننے والا چہپی اور کہلی چیز کا ہے راہ دکہا مجہکو حق کی طرف اپنے حکم سے
جس مین لوگ اختلاف کرتے ہین بیشک تو راہ بتاتا ہے جسکو چاہتا ہے
سیدہے طریقے کی طرف اور کہی نہین ہے طاقت گناہ سے بچنے کے اور نہ
قوت عبادت کرنیکی مگر اللہ بلند ذات عظمت والے سے اور یہی حال
گذرا امام غزالی کا جنکا لقب حجۃ الاسلام ہے کہ اونہون نے ایک مدت
اپنی عمر کی فلسفہ اور کلام اور جدل کے تصنیفون مین کاٹی مگر آخر عمر
مین اونہون نے رجوع کیا اور اوس سے توبہ کی اور اونکا کام صدق اور

تقوی ہوگیا اور قرآن و حدیث کیطرف رجوع ہونا چنانچہ ملا علی قاری نے
شرح فقہ اکبر مین کہا ہو کہ امام غزالی کا آخر مین کام یہ ہوا کہ توقف اور حیرت
کی اونہون نے مسایل کلامیہ مین پھر اعراض کیا ان سب طریقون سے اور توجہ کی
رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثون پر اور انتقال فرمایا اور صحیح بخاری
اون کے سینہ پر تھی اور جب امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے توبہ کی فلاسفہ پر
رد کیا پھر اونکی طرف سے اعراض کیا اور کبھی اونکا نام نلیا اور علوم شرعیہ
کے طرف بخوبی توجہ کی لیکن اونکو اس علم کا رہا اور علم حدیث مین اونکو
ملکہ راسخہ حاصل نہوا تھا تک کہ اپنی تصانیف
مین اکثر روایات ایسی لکھدی کہ جو ثابت نہین
جیسے کہ احیا کی تخریج سے معلوم ہوتا
ہے جو عراقی نے لکھی ہے اور کہا
قاضی القضاۃ ابو العباس نے جو اہل
حدیث سے ہین شافعی مذہب کہ
امام الحرمین سے نہایہ مین اور غزالی نے
بسیط مین کہا کہ یہ حدیث یعنے اذا فسا
احدکم او قلس آخر حدیث تک مروی ہے
کتب صحاح مین اور یہ وہم ہے اونکا اور ان دونکو معرفت حدیث

کی نہین اسلئے کہ وہ اس کام کے نہین اور علی قاری نے شرح شفا مین کہا ہے
کہ غزالی کی پونجی حدیث مین بہت اوچھی ہے اور شیخ الاسلام ابن تیمیہ نے
بھی کہا کہ پونجی اون کی حدیث مین بہت اوچھی ہے اور اسی لئے اون کی
کتابون مین موضوعات بہت بھری ہین اور فلاسفہ کی باتین بھی بہت ہین یہان تک
کہ اونکے رفیق ابوبکر بن العربی جو اونکی بہت تعظیم کرتے تھے اونہون نے بھی
کہا کہ ہمارے شیخ ابو حامد یعنی غزالی فلسفہ کے پیٹ مین گھس گئے اور پھر نکلنا
چاہا مگر نہ نکل سکے اور اسی لئے اونکی تصنیفون کو تو دیکھتا ہے کہ تھوڑا تھوڑا
اصول فلسفہ کے مخالف ہوتی ہین اور جتنی اونکو بیزاری فلسفہ سے ہوتی
جاتی ہے اوتنی ہی آخر وقت کی تصنیفون مین فلسفہ کی مخالفت ہوتی جاتی
ہے اور باوجود اسکے رگ فلسفیت کی نہین جاتی اور رہ اون پر رحم کریگا
اگر چاہیگا اسلئے کہ مسلمانون پر انہی کتاب احیا سے بہت بڑا احسان کیا ہے
اور دین اور شریعت کو زندہ کیا ہے اور اوسکے سبب سے اللہ تعالی نے
بہت ایسے لوگون کو ہدایت کی ہے جو گمراہی مین پھنس گئے تھے اور یافعی نے
اور اونکے مرید دمیری نے اور تاج الدین سبکی نے طبقات کبری مین
لکھا ہے کہ ابو الحسن بن حرزہم جو عام لوگون مین حرازم کرکے مشہور ہین
وہ امام غزالی کے منکر تھے اونہون نے حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا
کہ آپنے اونکو کوڑے لگائے شیخ ابو الحسن شاذلی فرماتے ہین کہ جسدن
وہ مرا اوسدن بھی کوڑون کے نشان اسکے بدن پر تھے امام یافعی فرماتے ہین کہ ابن حرازم

Marfat.com

کی اولاد مین سے ایک شخص تہا اوسنے مجکو خبر دی کہ میرے دادا ملک مغرب
مین سردار تہے اونہون نے احیاء العلوم کو دیکہا اور کہا کہ یہ خلاف سنت ہے پہر سب علماء کا
اتفاق ہوا کہ اس کتاب کو جلا دیوین یہ بات جمعرات کو ہوئی پہر جمعہ کی شب کو انہون نے
حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکہا اور آپ کی ساتہہ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر
اور اوس جگہہ نور بلند تہا ایکا ایک دیکہا کہ امام غزالی کہڑے ہین
جب اونہون نے مجکو دیکہا کہا یا رسول اللہ یہ میرا دشمن ہے اور اونہون نے
ایک نسخہ احیاء العلوم کا آپ کو دیا اور عرض کیا یا رسول اللہ یہ کہتا ہے کہ مین آپ کی
سنت کی خلاف کہتا ہون آپ اسکو دیکہین اگر وہی بات ہے جیسا یہ کہتا ہے تو مین
اللہ سے معافی مانگون اور توبہ کرون اور اگر وہی چیز ہے کہ آپ کو پسند ہے
اور مجکو آپ کی برکت سے حاصل ہوئی تہی تو میرے دشمن سے میرا حق لیجیو تب
حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسکو اول سے آخر تک دیکہا پہر فرمایا
اچہا ہے پہر انکا حکم ہوا میرے کپڑے اوتارے گئے اور مجکو پانچ کوڑے لگائے
گئے پہر ابوبکر صدیق نے میری سفارش کی اور کہا یا رسول اللہ اس نے
آپ کی سنت مین غور کر کے اور سنت کی تعظیم کی راہ سے یہ کلام کیا تہا تب
امام غزالی نے بہی میرا قصور معاف کیا اور مین پچیس شب تک بیمار رہا پہر مین نے
حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکہا کہ آپ تشریف لائے اور میرے اوپر
ہاتہہ پہیرا اور مجہہ سے آدہا پی پہر اللہ نے مجکو شفا دی پہر مین نے احیاء العلوم
کو دیکہا تو اوسکو ہم اچہا بہلے نہ سمجہا تہا تمام ہوا کلام امام یافعی کا مگر یہ بہی خیال

رکھنا چاہیئے کہ احیاء العلوم مین کچھ باتین اور
لوگون نے بھی ملائی ہین جیسا کہ خفاجی نے قاضی
عیاض کی شفا کی شرح مین لکھا ہے اور نواب
مولوی سید صدیق حسن خانصاحب نے ابن حزم کے
قصہ کو منادی کی کتاب سے مختصر طور پر نقل کیا ہی اور ایسا ہے
حال گذرا امام عبدالکریم شہرستانی کا کہ اونہون نے کہا مین نے فلاسفہ اور متکلمین
مین سوا حیرت اور ندامت کی اور کچھ نہ دیکھا کیونکہ اونہون نے کہا کہ قسم ہے
کہ مین نے تمام مقامات کو دیکھا اور ان علمون کی سب کی سیر کی سو مین نے
جسکو دیکھا اپنی گردن ٹھوڑی حیرت ہی جھکائی ہوی دیکھا یا ندامت سے
دانت پیستا پایا اور یہی حال گذرا امام ابو المعالی عبدالملک بن ابی محمد
الجوینی اوستاد غزالی کا کہ وہ بھی ابتدا مین عقلیات مین بہت مشغول تھے
پھر سمعیات یعنی کتاب و سنت کیطرف رجوع ہوی اور اسی پر اکتفا کی اور
تاویل کو اور جدل اور کلام مین گہسنی کو چھوڑ دیا اور فرمایا ای لوگو علم کلام
مین مشغول نہوا اسلئی کہ اگر مجھی معلوم ہوتا کہ علم کلام مجھکو کہانسے کہان پہنچا
تو مین کبھی اوسکی طرف مشغول نہوتا اور اپنی موت کی وقت کہا کہ مین
بڑی گہری دریا مین بیٹھا اور اہل اسلام کو اور اونکی علمونکو چھوڑ دیا اور
ایسی چیز مین گہسا جس نی مجھی منع کیا تہا اور اگر میرے رب کی رحمت مجھپر
نہوگی تو ابن جوینی کی بڑی خرابی ہوگی اور سن لو مین

Marfat.com

اپنی مان کے عقیدہ پر مرتا ہون یا یہ کہا کہ مین
بڑہون کے عقیدہ پر مرتا ہون جو نیشاپور مین ہین
اور ملا علی قاری نے کہا کہ امام الحرمین پہلے
تاویل کرتے تہے پہر آخر عمر مین اس سے باز آئے
اور تاویل کو حرام کیا اور تاویل کے منع پر سلف کا
اجماع نقل کیا اور یہی حال تھا امام ابو الحسن
علی بن اسمعیل اشعری کا جو رئیس اور سردار ہین
اشعریونکے کہ وہ بہی ابتدا مین اول عقلیہ مین پڑے
ہوئے تہے اور اوسی مین لپٹے تہے اور پہلے
معتزلی تہے پہر اللہ تعالے نے اونکو
توبہ کی توفیق دی اور اعتزال سے باز آئے
اور سنی ہو گئے ولیکن پورا اثر اوسکا نہین
گیا اور کچہ کچہ باقی رہا تھا تک کہ ابانہ
تصنیف کی اور محدثین کی موافقت کی اپنے عقیدے
بیان کرکے اور ابن عساکر کی ایک کتاب ہے
اون کی فضیلت مین اور اون کی تہمت دور کرنے
کے لئے ایک کتاب لکہی اور اوسکا نام
تبیین کذب المفتری علی ابی الحسن الاشعری کہا

اور یہ ابو الحسن ابی علی جبائی معتزلی کے
شاگرد تھے پھر اونسے کتنے ہی مسایل
مین مناظرہ کیا اور جبائی کو چپ کردیا اور اونکا مذہب
چھوڑ دیا ذہبی نے کتاب العرش والنزول مین کہا ہی کہ اشعری نے ۲۶۰ھ
مین پیدا ہوی اور ۳۲۴ھ مین بصرہ مین انتقال فرمایا اور پہلے معتزلی
تھی پھر توبہ کی اور اصحاب حدیث کی موافق ہوگئی ایسے بہت مسئلون مین
جن مین معتزلہ اصحاب حدیث کی مخالف ہین پھر اور بھی اکثر باتون مین اہل حدیث
کے موافق ہوی جیسی ہم نے اوپر ذکر کیا کہ انہون نے اجماع نقل کیا یعنی
منع تاویل پر اور وہ موافق ہین سب باتون مین اہل حدیث سے غرض اون کے
تین حال تھے ایک یہ کہ معتزلی تھی دوسری یہ کہ سنی تھی بعض
باتون مین اور بعضون مین نہین پھر اکثر مین سنی ہی تھی اور یہ تیسرا حال ہے
غرض یہ کیفیت ہے اون کی جو ہمکو معلوم ہوی اللہ ان پر رحم کرے اور اونکو بخشے
اور سب مسلمانونکو تمام ہوا قول ذہبی کا غرض اب تم ان اماموں کی حال
مین غور کرو کہ سب نے کیسی توبہ کی اپنی مشغولیونسے اور فلاسفہ کے اوس علم سے جسکو
پہلے علم سمجھا تھا مگر بعد اسکی جان لیا کہ اسکا کچھ مآل نہین سوا تردد اور حیرت کے
اور اوسکو چھوڑ دیا اور حدیث اور قرآن کی طرف رجوع کی اور یہ بخوبی
ظاہر ہے کہ حدیث اور قرآن ہمکو بواسطہ صحابہ اور تابعین اور تبع
تابعین کے پہونچا ہی اور وہ لوگ ہم سے زیادہ اوس سے

Marfat.com

واقف تہی سو تقلید اونکی عمل اور اعتقاد مین ہزارون مرتبہ پہلون کے
اتباع سی افضل ہی جو فلسفہ مین گہس گئی اور جن پر جدل اور کلام کا غلبہ ہوگیا
غرض مبارکباد ہی اوسکو جو صحابہ اور تابعین کا مقلد ہو اور خوشخبری ہی
جو اونکی پیچھے چلا اور اسباب مین بہت نصوص اور آثار وارد ہوی جنکی گنتی
نہین اونمین سی بعض کو ہم اس جگہہ ذکر کرتے ہین اوسمین سی ہی قول
اللہ تعالی کا مَا آتٰکُمُ الرَّسُوْلُ الآیہ یعنی جو دی تمکو رسول وہ لیلو اور
جس سی تمکو روکی اوس سی باز رہو اور قول اللہ تعالی کا اَلسّٰبِقُوْنَ الْاَ
وَّلُوْنَ الآیہ یعنے ایمان مین سبقت کرنیوالے اگلی مہاجرین سے
اور انصار سی جو لوگ اون کی تابع ہوی نیکی مین راضی ہوا اللہ اونسی اور
وہ راضی ہوی اوس سی اور قول اللہ تعالی کا لقد کان لکم الآیہ یعنی تمکو
رسول اللہ مین بڑی پیروی اچھی ہی اور قول اللہ تعالی کا اَطِیْعُوا اللّٰہَ
الآیہ یعنے اطاعت کرو اللہ کی اور رسول کی اور اولی الامر کی اپنی مین
اور قول اللہ تعالے کا وَاَنَّ ہٰذَا صِرَاطِیْ یعنے تحقیق یہ میری راہ
ہے سیدہی سو اسی پر چلو اور اور متفرق راہون مین مت چلو ورنہ پہوٹ
پڑجاویگی تم مین اور جدا ہو جاؤگی تم اوس راہ سی اور قول اللہ تعالی کا
قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ یعنی اگر تم دوست رکہتی ہو اللہ کو تو میری فرمانبردار
کرو کہ اللہ تمکو دوست رکہے اور قول اللہ تعالی کا فَلَا وَرَبِّکَ
یعنی قسم ہی تیرے رب کی وہ مومن نہونگی جبتک حاکم نہ بناوین

تجکو جن چیزون مین کہ وہ اختلاف کرین پھر وہ پناہ دین اپنی دلون مین کوئی
تنگی اوس حکم سی کہ تو دیوی اور مان لین اوسکو بخوبی اور قول اللہ تعالے
کا من یطع اللہ یعنی جو کہا مانے اللہ کا اور رسول کا وہ لوگ ہونگے
ساتھ ہین جنپر اللہ نی انعام کیا یعنے نبی صدیق وشہید وصالح اور قول
اللہ تعالی کا فالذین امنوا یعنے جو لوگ کہ ایمان لائی اوس رسول
پر اور اوسکو زور دیا اور تابع ہوی اوس نور کی کہ اوتارا گیا اوسکے
ساتھ وہی لوگ ہین نجات پانیوالی اور قول اللہ تعالی کا ومن
یشاقق الرسول یعنے جو مخالفت اور ضد کری رسول سی بعد اسکے
کہ کہل جاوے اوسپر سیدہی راہ یعنی حدیث اور پیچھے چلے مومنون کی راہ
سکے سوا اورون کی راہ پر ہم اوسے پھیر دینگے جدہر وہ پھرا اور
داخل کرینگے ہم اوسکو جہنم مین اور برا وہ ٹھکانا ہے باقی رہین حدیثین
سو اونہی مین ہی جو روایت کی اصحاب سنن نی ابی ہریرہ سے
کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی یہود متفرق ہوی اکہتر فرقون پر
اور نصاری بہتر پر اور میری امت متفرق ہوگی تہتر فرقون پر وہ سب
سب دوزخ مین جانی والے ہین مگر ایک فرقہ لوگون نے عرض کی
یا رسول اللہ وہ کون سی فرقہ آپنے فرمایا جس مین ہون اور میری اصحاب
اور ابن ماجہ کی ایک روایت مین یہ ہی کہ لوگون نی عرض کی کہ وہ کون ہے
یا رسول اللہ تو آپنے فرمایا جماعت والے لوگ یعنی صحابہ کی جماعت

والی اور روایت کی احمد اور ابوداؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ نے عرباض بن
ساریہ سے کہ اونہون نے کہا کہ نماز پڑھی ہماری ساتھہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے ایک دن پھر متوجہ ہوئے ہماری طرف اور ہمکو خوب پوری نصیحت کی
کہ اوس سے آنکھین جوش مارنے لگین اور دل ڈر گئے سو کہا ایک شخص نے
کہ یا رسول اللہ گویا یہ رخصت کرنیوالے کی نصیحت ہے سو ہمکو وصیت
کیجیے تو آپنے فرمایا مین تم کو اللہ سے ڈرنے کی وصیت کرتا ہون اور حاکم
کی بات سننی اور اوسکی اگرچہ ایک غلام حبشی ہو اسلئے کہ جو تم مین سے
میری بعد جئیگا بہت اختلاف دیکھیگا سو لازم پکڑنا تم میری سنت
کو اور خلفای راشدین کی سنت کو جو راہ پائے ہوئے ہین چنگل مارو اوسپر
اور پکڑو اوسکو کچلیون سے اور بچو تم نئی کاموں سے اسلئے کہ ہر نیا کام بدعت
ہے اور ہر بدعت کا انجام ضلالت ہے اور روایت کی احمد اور نسائی
اور دارمی نے عبد اللہ بن مسعود سے کہ اونہون نے کہا ایک لکیر کھینچی ہمارے
آگے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور فرمایا کہ یہ اللہ کی راہ ہے پھر اور
کئی لکیرین کھینچے اوسکے داہنے بائین اور فرمایا کہ یہ شیطان کی راہین ہین
کہ ہر ایک راہ مین سے ایک شیطان بیٹھا ہے کہ اس راہ کی طرف بلاتا ہے
اور یہ آیت پڑھی وان ھذا سے آخر تک یعنی فرمایا اللہ تعالی نے
کہ یہ میری راہ ہے سیدھی سو اسپر چلو اور راہون پر مت چلو مجاہد نے کہا ہے
قتادہ نے کہا ہے کہ مراد بدعتین اور شبہات کے راہین ہین اور

مالک نے موطا مین نقل کی ہی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مین تمہارے
درمیان دو چیزین چہوڑی جاتا ہون کہ جب تک تم اوسپر چلوگے گمراہ نہوگے
ایک کتاب اللہ کی دوسری سنت اوسکے رسول کی اور روایت کی
ترمذی اور دارمی وغیرہما نے معاذ سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جب معاذ
کو یمن کی طرف روانہ کیا فرمایا کہ بتاؤ اگر تمہارے آگے کوئی مقدمہ آوے
تو کیون کر حکم کروگے اونہون نے عرض کی کہ اللہ کی کتاب کے موافق
حکم کرونگا فرمایا اگر اللہ کی کتاب مین نہو عرض کی رسول اللہ کی سنت کے
موافق فرمایا اگر رسول اللہ کی سنت سے مین نہو اونہون نے عرض کی کہ اوس
وقت مین اپنی رای سے کوشش کرونگا اور کچہہ کمی نہ کرونگا یعنی حق کے
ڈہونڈہنے مین کہا راوی نے کہ پہر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکے
سینہ پر ہاتہہ مارا اور کہا سب تعریف اللہ کو ہی جسنے رسول اللہ کے
عامل کو ایسی توفیق دی جو رسول اللہ پسند کرتے ہین اور روایت کی ترمذی
نے بہ اسناد حسن کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابو ہریرہ سے
کہ اگر تو چاہی کہ پل صراط پر ایک آنکہہ جہپکنے کے برابر بہی نہ ٹہہرے
تو اللہ کے دین مین کوئی بات اپنی رای سے مت نکال اور روایت
کی ابو نعیم نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بدعت والی
ساری خلق اور مخلوقات سے بدتر ہین اور روایت کی ابو حاتم نے مرفوعاً
کہ بدعت والی لوگ دوزخ کے کتے ہین اور روایت کی طبرانی نے

مرفوعاً کہ اسلام خوب پھیلے گا پھر اوسمین کمی ہوجاویگی بسبب غلو اور بدعت
کے سو وہ لوگ دوزخ والے ہین اور روایت کی مسلم نے جابر سے کہ فرمایا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد حمد و صلوٰۃ کے معلوم کرو کہ سب
باتون سے بہتر کتاب اللہ ہے اور سب خصلتون سے بہتر محمد کی خصلت ہے
اور سب سے بدتر کام نئی نکلی ہوئی ہین اور ہر بدعت گمراہی ہے اور بخاری
اور مسلم نے روایت کی عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے جو شخص کہ نئی بات نکالے ہمارے دین مین جو اوسمین نہین ہے
وہ مردود ہے اور مسلم مین ہے کہ جو ایسا کام کرے جسپر ہمارا حکم نہین ہے وہ مردود
ہے اور بخاری نے ابن عباس سے روایت کی کہ فرمایا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ کے بڑے دشمن تین ہین [illegible]
دوسرے اسلام مین جاہلیت کی رسمون کے چلانے والا [illegible]
کے خون کا طالب کہ ناحق اوسکے خون بہائے [illegible]
روایت کی بخاری نے ابوہریرہ سے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
کہ میری ساری امت جنت مین جاویگی مگر جو منکر ہوا [illegible]
کہ کون منکر ہوا آپ نے فرمایا کہ جسنے میری اطاعت کی [illegible]
اور جسنے میری نافرمانی کی وہی منکر ہوا اور روایت کی [illegible]
کہا اونہون نے کہ آئے چند فرشتے نبی صلی اللہ علیہ [illegible]
سو رہے تھے کہا اونہون نے کہ تمہارے [illegible]

تو اونکے لیے کوئی مثال بیان کرو تب اونہون نے کہا وہ سوتے ہین اور
بعضون نے کہا کہ اونکی آنکھہ سوتی ہے اور دل جاگتا ہے پہر اونہون نے کہا
مثال اون کی اوس شخص کی مانند ہے جسنے ایک گہر بنایا اور اوسمین ایک
کہانا طیار کیا اور ایک بلانے والے کو روانہ کیا سو جسنے اوسکا کہانا
وہ گہر مین گیا اور کہانا کہایا اور جسنے اوسکی بات نہ مانی وہ نہ گہر مین
گیا اور نہ کہانا کہایا پہر اونمین سے فرشتون نے کہا کہ اوسکی حقیقت بیان
کرو تاکہ یہ نبی بہی سمجہے پہر کہا بعضون نے کہ وہ سوتے ہین اور کہا بعضون نے
کہ اونکی آنکھہ سوتی ہے اور دل جاگتا ہے سو اونہون نے کہا کہ گہر تو جنت
ہے اور بلانے والے محمد ہین (صلی اللہ علیہ وسلم) سو جسنے اونکا کہانا مانا اوسنے
اللہ کا کہانا مانا اور جسنے اونکی نافرمانی کی اوسنے اللہ کی نافرمانی کی اور
محمد فرق کرنیوالے ہین لوگون مین یعنی دوزخیون جنتیون مین اور روایت کی
شیخین نے انس سے کہا اونہون نے تین شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
بیبیون کے پاس آئے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت کا حال پوچہنے لگے
پہر جب اونکو خبر دی گئی تو اونہون نے اوسکو بہت کم جانا اور کہنے لگے
کہ ہم کہان اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کہان اسلئے کہ اللہ تعالے نے اونکے
اگلے پچہلے گناہ معاف کر دیے ہین پہر اونمین سے ایک نے کہا کہ مین ساری رات
ہمیشہ نماز پڑہا کرونگا اور دوسرے نے کہا مین دن کو ہمیشہ روزہ رکہا کرونگا
اور کبہی افطار نہ کرونگا اور تیسرے نے کہا مین عورتون سے جدا ہونگا اور کبہی

نکاح نہ کرونگا پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم آئے اور آپ نے فرمایا کہ تم ہی لوگون نے
ایسا ویسا کہا ہے آگاہ ہو کہ مین اللہ کی قسم تم سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والا ہون
اور تم سے زیادہ متقی لیکن مین روزہ بھی رکھتا ہون اور افطار بھی کرتا ہون
اور نماز بھی پڑھتا ہون اور سوتا بھی ہون اور عورتون سے نکاح بھی کرتا ہون
سو جو شخص نبرا ہو میری طریقے سے وہ میرے گروہ سے نہین اور روایت کی بخاری
اور مسلم نے کہ انہون نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے کوئی کام کیا اور اوسکی اجازت دی اور بعضے لوگون نے
اوس سے پرہیز کیا اور یہ خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی تو آپ نے
خطبہ پڑھا اور اللہ کی تعریف کی اور فرمایا کہ کیا حال ہے اون لوگون کا جو ایسی
چیزون سے پرہیز کرتے ہین جو مین کیا کرتا ہون اور قسم ہے اللہ کی مین اونسے زیادہ
علم رکھتا ہون اور اونسے زیادہ اللہ سے ڈرتا ہون اور روایت کی مسلم نے
رافع بن خدیج سے کہ اونہون نے کہا آئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ مین
اور لوگ کھجور کے درختون مین نر اور مادہ کا پیوند لگاتے تھے سو آپ نے
فرمایا کہ تم کیا کرتے ہو اونہون نے عرض کی کہ ہم ایسا ہمیشہ کیا کرتے ہین
آپ نے فرمایا اگر تم نہ کرو تو شاید بہتر ہو سب لوگون نے چھوڑ دیا اور کھجور اوس
سال کم پیدا ہوئی اور لوگون نے آپ کی خدمت مین عرض کی تو آپ نے
فرمایا کہ مین آخر آدمی ہون جب مین تمکو دین کی کسی کام کا حکم کرون تو
تم اوسے اختیار کرلو اور جب دنیا کے کسی بات کا مین تمکو حکم کرون تو

وہ تحقیق ایک آدمی ہون
فقہ کے باب شیخ الاسلام
اور ترک کے باب شیخ الاسلام
محمد بن اسماعیل بخاری

آخر مین آدمی ہی ہون اور روایت کی بخاری نے اور مسلم نے ابی موسیٰ سے کہ اونہون نے
کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری اور اوس چیز کی مثال جو اللہ نے
میری ساتھ بھیجی ہی ایسی آدمی کے مانند ہے کہ وہ ایک قوم کے پاس آیا اور
کہا کہ مین نے اپنی آنکھون سے ایک لشکر دیکھا ہی اور مین ننگا ڈرانیوالا ہون سو تم
اپنی نجات کی فکر کرو اپنی نجات کی فکر سو پس ایک گروہ نے اوسکی قوم سے
کہا مان لیا اور آخر شب سے چل نکلے اور آسانی سے چلے گئے اور نجات پائے
اور ایک قوم نے اوسکو جھوٹلایا اور صبح تک وہین رہی اور صبح کو وہ لشکر وہان
پہونچ گیا اور اونکو ہلاک کر دیا اور جڑ سے اکھیڑ دیا غرض یہی ہی مثال جسنے میرا
کہا مانا اور فرمانبرداری کی اوسکی جو مین لایا ہون اور یہی مثال ہی اوسکی
جس نے میری نافرمانی کی اور جو مین لایا ہون اوسکو جھوٹلایا حالانکہ وہ حق ہے
اور شیخین نے ابی ہریرہ سے روایت کی کہ فرمایا رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے مثال
میری مانند اوسکی ہی آگ سلگائی ایک شخص نے پھر جب اوسکا گرد روشن
ہوگیا اوسپر پروانے آکر اور پڑنے جو آگ مین گرتے ہین سب گرنے لگے اور
وہ شخص اونکو روکتا ہی اور اوسپر غالب ہوجاتے ہین اور آگ مین گرے پڑتے
ہین سو اسیطرح مین تمہاری کمر پکڑتا ہون اور آگ سے روکتا ہون اور تم
اوسمین گرے پڑتے ہو اور مسلم نے یہ بھی زیادہ کیا کہ یہ مثل ہی میری اور
تمہاری کہ مین تمہاری کمر پکڑتا ہون اور آگ سے روکتا ہون اور کہتا ہون
ادہر آؤ آگ سے ادہر آؤ آگ سے سو تم غالب آتے ہو جبہ پر اور اوسمین گرے

پڑتے ہو - اور روایت کی بخاری اور مسلم نے ابی موسے اسے کہ فرمایا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے جو چیز کہ اللہ نے میری ساتھہ بھیجی ہے ہدایت اور علم سو اوسکی
مثال ایک بڑے مینہہ کے مانند ہے جو ایک زمین پر پڑا اور اوسمین ایک ٹکڑا اچھا ہے
کہ اوسنے پانی قبول کیا اور گھانس اوگائی اور بہت چارہ اوگایا اور اوسمین ایک
ٹکڑا سخت اور گہرا تہا کہ اوسنے پانی کو روک رکہا اور اللہ نے اوسکی سبب سے
لوگون کو نفع دیا کہ لوگون نے اوس سے پیا اور جانورن کو پلایا اور کہیت
باڑی کی اور ایک ایسی زمین کو پونہچا جو بالکل پٹ پڑ تہی کہ نہ اوسنے پانی کو
روکا اور نہ اوسنے گھانس اوگائی غرض یہی مثال ہے اوس شخص کی جسنے اللہ کے
دین مین سمجھہ پیدا کی اور جو چیز اللہ نے میری ساتھہ بھیجی تہی وہ اوسکو مفید ہوئی اور
اوسنے علم حاصل کیا اور لوگون کو تعلیم کیا اور مثال اوسکی ہے جسنے اس علم کی
طرف سر اوٹھا کر نہ دیکھا اور نہ قبول کی اللہ کی راہ جسکی ساتھہ مین بھیجا گیا ہون اور
مسلم نے عبداللہ بن عمرو سے روایت کی کہ انہون نے کہا ایک دن دوپہر کو گئے تہے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سو آپنے دو شخصون کی آواز سنی کہ ایک آیت
مین اختلاف کر رہے تہے سو آپنے پاس نکلکر آئے اور آپکے چہرہ پر غصہ معلوم ہوتا تہا اور فرمایا
کہ جو قوم اگلی ہوئی کتاب مین اختلاف ہی کرنے کے سبب سے ہلاک ہوئے - اس حدیث
سے معلوم ہوا کہ کتاب کی تفسیر ویسی ہی کرنا چاہیے جیسے سلف نے کی ہے
اور اوسمین اپنی رائے سے کچھہ بڑہانا نچاہیے اور نہ ایسی تاویل کرنا چاہیے اپنی عقل
سے جسپر کتاب و سنت شاہد نہو - اور روایت کی مسلم نے ابی ہریرہ سے کہ فرمایا رسول اللہ

Marfat.com

صلی اللہ علیہ وسلم نے آخر زمانہ مین بہت دجال ہونگے اور جھوٹے کہ وہ ایسی باتین لاوینگے
جو نہ تم نے سنی ہین نہ تمہارے باپ دادون نے سو تم اونسے دور رہو اپنے تئین اور دور رکھو
اونکو اپنے سے کہ وہ تمہین گمراہ نکردین اور فتنہ مین نہ ڈالدین اور اس حدیث مین اب نے
خبر دی گمراہ فرقون کی جو نئی نئی باتین نکالین گے کہ کتاب اللہ مین اور
سنت مین رسول اللہ کی نہون اور لوگونکو اوس سے گمراہ کرینگے اور روایت
کی مسلم نے ابن مسعود سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی نبی ایسا نہین
جسے اللہ نے اوسکی امت مین بھیجا ہو مجھ سے پہلے مگر ہوتے ہین اوسکی امت
مین رفیقان خاص اور ایسے یار جو اوسکی سنت پر چلتے ہین اور اوسکی حکم کی
پیروی کرتے ہین پھر اوسکے بعد کچھ ناخلف لوگ ایسے ہوتے ہین کہ کہتے ہین جو نہین
کرتے اور کرتے ہین جسکا حکم نہین ہوا سو جس نے اونسے جہاد کیا اپنے ہاتھ
سے وہ مومن ہے اور جسنے جہاد کیا زبان سے وہ مومن ہے اور جسنے جہاد کیا
دل سے وہ مومن ہے اور اسکے سوا ایک رائی کے دانہ برابر بھی ایمان نہین اور روایت
کی مسلم نے ابو ہریرہ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جسنے ہدایت کی
طرف لوگون کو بلایا اوسکو تابعونکے برابر اجر ہے اسطرح کہ اونکے اجرون مین
سے کچھ نہین گھٹیگا اور جسنے ضلالت کی طرف بلایا اوسکو تابعونکے برابر
گناہ ہے کہ اونکے گناہون مین سے نہین گھٹیگا اور روایت کی ابو داؤد اور
ترمذی اور ابن ماجہ نے اور بیہقی نے دلائل النبوۃ مین
ابو ذر سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تم مین سے قیامت

مین نہ پاؤن کہ اپنی مسند پر تکیہ لگائے ہوئے ہو یعنی تکبر سے کہ آوے اوسکے پاس
کوئی حکم میرے حکمون مین سے جسکا کہ جس سے مین نے حکم کیا ہو یا
مینے اوس سے منع لیا ہو پھر وہ کہنے لگے کہ ہم جو کتاب اللہ مین پاوینگے
اوسی پر چلینگے یعنے حدیث کی ضرورت نہین مترجم کہتا ہے کہ جیسے
بعض جہلا رافضی وغیرہ کے یہی کہتے ہین اللہ اونکو ہدایت کرے آمین
غرض اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سنت مفسر قرآن عظیم الشان ہے اور
واجب ہے کہ قرآن کے مشکلات کو حدیث سے حل کرین اور روایت کی
ابوداؤد اور دارمی اور ابن ماجہ نے مقدام بن معدیکرب سے کہ فرمایا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آگاہ ہو کہ مجھے قرآن دیا گیا ہے
اور مثل اوسکے بھی قرآن کے ساتھ یعنے حدیث
اور بیشک جو چیز کہ حرام کہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ ایسی ہی ہے
جسکو حرام کہا اللہ نے اور حدیث دراز ہے اور روایت کی ابوداؤد نے
عرباض بن ساریہ سے کہا انہون نے کہ کھڑے ہوئے یعنے خطبہ پڑھنے کو
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور فرمایا کیا دست رکھتا ہے کوئی تم مین کہ تکیہ
لگائے ہوا اپنی مسند پر اور گمان کرتا ہو کہ حرام فقط وہی چیزین ہین جو قرآن مین مذکور ہین
سنو کہ قسم ہے اللہ کی کہ مین نے حکم کیا ہے اور نصیحت کی ہے اور منع کیا ہے ایسی بہت
چیزون سے کہ وہ قرآن کے مثل ہین یا اوس سے زیادہ ہین اور بیشک اللہ تعالی نے نہین حلال کیا تمکو
کہ تم اہل کتاب کے گھر مین داخل ہو مگر اونکے حکم سے اور نہین حلال کیا اونکی عورتون کا مارنا
اور نہ اونکے پھل کھانا جب وہ تمکو ادا کر دیا کرین جو اونپر باندھا ہے یعنے جزیہ دیدین

دیدین اور روایت کی بغوی نی شرح السنۃ مین اور نووی نی کتاب الحجہ مین اور کہا
کہ صحیح ہوا ہی عبد اللہ بن عمرو سی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی ہرگز مومن
نہین ہوتا کوئی تم مین کا جب تک کہ خواہش اوسکی تابع نہو جائے
اوسکی جو مین لایا ہون یعنی حدیث و قرآن کی روایت ہے ابن ماجہ اور ترمذی مین
عمرو بن عوف مزنی سی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی جسنی میری
ایک سنت زندہ کی جو مرمٹ گئی تہی میری بعد تو اوسکو اون لوگون کے
مانند ثواب ہی جنہون نی اوسپر عمل کیا بغیر اسکی کہ اونکی ثوابونسی کچھہ گہٹی اور
جس نی کوئی بدعت نکالی گمراہی کی جسکو اللہ اور اوسکا رسول پسند نہین کرتا اوسپر
مانند اون لوگونکی گناہ ہوگا جنہون نی اوسپر عمل کیا ہی بغیر اسکے کہ اونکی گناہونسے
کچھہ گہٹے اور روایت ترمذی نے عمرو بن عوف سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نی دین سمٹ آویگا حجاز کیطرف جیسی کہ سانپ سمٹ آتا ہی اپنے
سوراخ کی طرف اور دین پناہ لیگا حجاز مین جیسی جنگلی بکری پناہ لیتی ہی اپنی
کی چوٹی پر اور دین شروع ہوا ہی غریب اور پہر غریب ہوجاویگا جیسی شروع
ہوا ہی سو مبارکباد ہی غریبونکو اور غریب وہی لوگ ہین جو درست کرتے
رہتی ہین میری اون سنتونکو جنکو بگاڑ دیا ہی لوگون نی میری بعد اور روایت
ترمذی نے انس رضی اللہ عنہ سی کہ فرمایا مجھہ سی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
ای میری بیٹی اگر تجھہ سی ہوسکی کہ تو صبح کری اور شام کری اور تیری دلمین
کسی کی طرف سی بغض نہو تو ضرور کر پہر فرمایا کہ اے بیٹی میری یہی میرا طریقہ ہے

اور جس نے میری طریقہ کو دوست رکھا اوسنے مجھے دوست رکھا وہ میرے ساتھ
ہوگا جنت مین اور روایت کی بیہقی نے ابی ہریرہ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے جسنے میری سنت کو اختیار کیا میری امت کے بگڑنیکے وقت اوسکو سو
شہیدونکا ثواب ہے اور روایت کی احمد نے اور بیہقی نے شعب الایمان
مین جابر سے کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حضرت عمر آئے اور عرض کی کہ ہم یہود
سے اکثر ایسی باتین سنتے ہین جو نہایت پسند ہوتے ہین ہمکو کیا ہم اوسکو لکھ لیا کرین
تو آپنے فرمایا کیا تم بھی ایسے حیران ہوا چاہتے ہو جیسے یہود و نصاریٰ حیران ہوئے
ہین مین تو تمہارے پاس ایسی ملت لایا ہون جو نہایت سفید چمکتی ہوئی ہے
اور اگر موسےٰ زندہ ہوتے تو اونکو میری پیروی کے سوا کچھ نہ بن پڑتا اور روایت
کی ترمذی نے ابی سعید خدری سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
جو پاک مال کھاوے اور سنت پر عمل کرے اور لوگ اوسکے شر سے بخوف ہون
جنت مین داخل ہو تو ایک شخص نے عرض کی کہ یا رسول اللہ ایسے لوگ تو
اجکل بہت ہین آدمیون مین آپنے فرمایا اور قریب ہے کہ ہوینگے میرے بعد کے
زمانون مین - اور روایت کی ترمذی نے ابی ہریرہ سے کہ فرمایا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے تم ایسے زمانہ مین ہو کہ جو تم مین سے دسوان حصہ احکام کا
چھوڑ دے تو ہلاک ہو جاوے اور ایک زمانہ ایسا آویگا کہ جو دسوان حصہ احکام
بجا لاویگا نجات پاویگا - اور روایت کی احمد اور ترمذی اور ابن ماجہ نے
ابی امامہ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی قوم ہدایت کے بعد گمراہ

Marfat.com

نہین ہوے مگر جبکہ اونمین سے فائدہ تقریرین نکلین پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
یہ آیتہ پڑہی ماضربوہ الا یہ یعنے نہین بیان کرتے ہین وہ لوگ اوسکی
مثال تجھہ سے مگر بیفائدہ جھگڑنے کو بلکہ وہ لوگ جھگڑالو ہین اور روایت کی ابو داؤد
نے انس سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ تم اپنی جانون پر سختی نکرو
نہین تو اللہ تعالی بھی تم پر تشدد کریگا اسلئے کہ ایک قوم نے اپنی جانون پر تشدد
کیا تھا تو اللہ تعالی نے بھی اوس قوم پر تشدد کیا یہ لوگ اونہی مین کے بچے ہوے ہین
اور گرجاون مین جسکے بیان مین اللہ تعالی فرماتا ہے رھبانیہ الا یہ یعنے اونہون نے
درویشی نکالی جو ہم نے اون پر فرض نکی تھی اور روایت کی احمد بن حنبل نے ابن
عباس سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ دنیا مین کام تین طرح کے ہین ایک
وہ ہے جسکی خوبی کھل گئی اوسکو بجالا دوسرے وہ ہے جسکی برائی کھل گئی اوس سے
بچنا رہ تیسرے وہ ہے جسمین اختلاف ہے اوسے اللہ پر چھوڑ دے اور روایت کی
احمد نے عفیف بن حارث سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی قوم نے
کوئی بدعت نہین نکالی مگر اوسکی برابر ایک سنت اوٹھہ گئی سو بہرحال سنت
پر چلنا بہتر ہے بدعت نکالنے سے اور روایت کی بیہقی نے شعب الایمان مین
ابراہیم بن میسرہ سے مرسلاً کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جسنے بدعت
والے کی توقیر کی اوسنے اسلام کے ڈھانے مین مدد دی اور روایت ہے ابن ماجہ مین
حذیفہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بدعت والے کے
نہ روزہ نہ نماز نہ صدقہ نہ حج نہ عمرہ نہ جہاد نہ فرض نہ نفل کچھ اللہ قبول

نہین کرتا اور وہ اسلام سے ایسا نکل جاتا ہی جیسے آٹے سے بال اور روایت
کی ابن ماجہ نے عبداللہ بن عباس سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
اللہ تعالی صاحب بدعت کے عمل قبول کرنے سے مطلق انکار کیا ہی جبتک
وہ اپنی بدعت نچھوڑے اور روایت کی عبداللہ بن عمرو سے کہ سنا انہون نے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے کہ بنی اسرائیل کا کام خوب چلتا
رہا یہانتک کہ اونمین غیر قومون کے اولاد ہونے لگی اور لونڈی بچہ کئی
گروہون کے پہلے اور انہون نے اپنی رائے سے مسئلہ نکالے سو آپ ہی
گمراہ ہوئے اور لوگون کو بھی گمراہ کیا اور روایت کی احمد نی اور بیہقی نے
شعب الایمان مین اور ترمذی اور رزین نے اور یہ لفظ رزین کی ہین
ابن مسعود سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالی نے سیدھی راہ
کی ایک مثال بیان کی کہ اوس راہ کی دونو طرف دو پردے کی دیوارین ہین کہ اوسمین دروازے ہین کھلے ہوئے
اور دروازون پر پردے پڑے ہوئے ہین اور راہ کی سری پر ایک پکارنیوالا پکار رہا ہے اور کہتا ہے کہ راہ
پر سیدھے چلو اور کجروی مت کرو اور اوس راہ کی اوپر ایک پکارنیوالا اور ہے کہ جب کوئی بندہ
کسی دروازہ کے کھولنے کا ارادہ کرتا ہی تو وہ کہتا ہی تیری خرابی ہی اسکو مت کھول اور
جہان تو نے کھولا اسمین داخل ہوا پھر آپ نے اسکی حقیقت بیان کی اور خبر دی کہ راہ
تو اسلام ہی اور دروازے کھلے ہوئے اللہ کی حرام کی ہوئی چیزین ہین اور اوسپر جو
پردے پڑے ہین وہ اللہ کی سزائین مقرر کی ہوئی ہین اور وہ پکارنیوالا
راہ کے سرے پر قرآن عظیم الشان ہے

اور اوپر سے پکارنے والا ایک واعظ ہے اللہ کیطرف سے ہر مومن کے دلمین اور روایت
کی دارمی نے جابر سے کہ عمر بن خطاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے
ایک توراۃ کا نسخہ لیکر اور عرض کی کہ یا رسول اللہ یہ توراۃ کا نسخہ ہے اور حضرت
چپ رہے اور وہ اوسے پڑھنے لگے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ بدلنے لگا
تب ابوبکر نے کہا تم پر رونے والیاں روئین تم دیکھتے نہین ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کا چہرہ کیسا ہو رہا ہے تب حضرت عمر نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کے چہرہ کو دیکھا اور کہا مین پناہ مانگتا ہون اللہ کے غضب سے اور رسول
کے غضب سے اور راضی ہوا مین اللہ کے رب ہونیسے اور اسلام کے دین ہونے سے
اور محمد کے نبی ہونیسے تب فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قسم ہے اوس
خداوند تعالی کی جسکے ہاتھ مین میری جان ہے کہ اگر موسی تم پر ظاہر ہون اور
تم اوسکے پیچھے چلو اور مجھے چھوڑ دو تو البتہ سیدھی راہ سے بہک جاؤ اور اگر وہ
زندہ ہوتے اور میری نبوت پاتے تو البتہ میری چال چلتے اور روایت کی شیخین نے
حذیفہ بن یمان سے کہ اونہون نے کہا مین نے عرض کی یا رسول اللہ ہم جاہلیت مین تھے
اور شر مین پھر اللہ تعالی یہ خیر لایا یعنی ایمان عنایت فرمایا پھر بھلا اس خیر کے بعد
شر ہے تو آپ نے فرمایا ہان پھر مین نے عرض کی کہ آیا اس شر کے بعد پھر خیر ہے آپ نے
فرمایا ہان مگر اوسمین دھوئیں ہے مین نے عرض کی کیا ہے آپ نے فرمایا کچھ لوگ
ہونگے کہ وہ میری سنت کے سوا اور چال چلینگے اور میرے طریقہ کے سوا اور طریقہ
اختیار کرینگے بعضی بات اونکی تو اچھی ہوگی اور بعضی بری اور روایت کے

مسلم نے اپنی صحیح مین جریر سے ایک حدیث دراز مین نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آپ نے فرمایا
جس نے نیک طریقہ اسلام مین ایجاد کیا اوسکو اپنا ثواب ہے اور اونکا بھی جنہون نے
اوسپر عمل کیا اوسکے بعد بغیر اوسکے کہ اونکی ثوابون مین سے کچھ گھٹے اور جسنے برا طریقہ
نکالا اوسکے اوپر ہے وبال اوسکا اور وبال اونکا جنہون نے اوسپر عمل کیا ہے
بغیر اسکے کہ اونکا وبال گھٹے اور روایت کی ابن ماجہ نے انس سے کہ فرمایا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑی گروہ کے ساتھ چلو اسلئے کہ جو اکیلا جدا دوزخ مین گیا
ابن قیم نے ابی شامہ سے نقل کیا ہے کہ انہون نے کہا جب حکم ہوا کہ جماعت کو لازم
پکڑو تو مراد اوس سے لزوم حق اور اتباع حق ہے اگرچہ اوسپر چلنے والے تھوڑے
ہون اور مخالف بہت اسلئے کہ حق وہی ہے جسپر پہلی جماعت تھی نبی صلی اللہ
علیہ وسلم کے اور اصحاب کے زمانہ سے اور اہل باطل کے کثرت کا اعتبار نہین
جو اس زمانون کے بعد ہوے ہین اور بعض اہل علم سے امام محمد بن اسلم
کے زمانہ مین سوال کیا کہ سواد اعظم سے جو حدیث مین آیا ہے کیا مراد ہے
تو انہون نے جواب دیا کہ امام محمد بن اسلم طوسی بھی سواد اعظم ہین اور امام شعرانی
نے میزان مین کہا ہے کہ سفیان ثوری نے فرمایا کہ مراد اعظم سے وہی لوگ
ہین جو اہل سنت اور جماعت ہین اگرچہ ایک ہی شخص ہو اور ایک روایت
مین سفیان سے مروی ہے کہ ایک فقیہ پہاڑ کی چوٹی پر ہو تو وہی جماعت ہے
اور روایت کی احمد نے معاذ بن جبل سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے کہ بیشک شیطان بھیڑیا ہے انسان کا جیسے بکری کا بھیڑیا ہوتا ہے کہ

کہ وہ اکیلی دور چرتی کنارہ پھرتی کو لیلیتا ہی اور بچو تم گھاٹیون پر چلنے سے
اور لازم پکڑو جماعت کی ساتھ رہنے کو عام راہ کو مین کہتا ہون جماعت سے
صحابہ کی جماعت مراد ہے یا جو لوگ کہ اون کے بعد ہوئے ہین سلف صالحین
سے کہ جنکی خیر کی گواہی دی گئی ہے اور مشہور اماموں نے یہی تصریح کی ہے
اور روایت کی احمد اور ابو داؤد نے ابی ذر سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے جو جماعت سے ایک بالشت جدا ہو گیا اوسنے رسی اسلام کی اپنی گردن سے
نکالدی اور روایت کی ترمذی نے اور حسن کہا اسکو اور روایت کی
احمد نے اپنی مسند مین حذیفہ سے کہ نبی صلی اللہ علیہ نے فرمایا میرے بعد
ابی بکر اور عمر کے پیروی کرو اور ایک لفظ مین ہے کہ آپنے فرمایا مین نہین جانتا
کہ تم لوگون مین کب تک رہون گا سو تم میرے بعد ابی بکر اور عمر کی چال چلو
اور ایک لفظ مین ہے کہ آپنے فرمایا عمار کی چال چلو اور ابن مسعود کی
بات سچ جانو اور روایت کی یہ ابن عدی نے کامل مین انس بن مالک
کی سند سے اور روایت کی ابن عدی اور ابن عبد البر نے بیہقی نے
ابن عمر سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے اصحاب
کی مثال تارون کی مانند ہے کہ اون کو دیکھکر راہ پاتے ہین غرض جنکے
قول کو تم نے لیا راہ پائی اور ایک لفظ مین رزین بغوی نے عمر سے
روایت کی کہ آپنے فرمایا صحابہ سے جنکی اقتدا کرو گے راہ پاؤ گے اور اسمین
ایک لغو گفتگو کی ہے میرے اوستاد بزرگ نے اپنی رسالہ مین جسکا نام تحفۃ الاخیار

فی احیاء سنتہ سید الابرار ہے اور خلاصہ اس کا یہ ہے کہ یہ حدیث نمبر ۳۰ موضوع
نہیں ہے اور روایت کی مسلم نے ابی زرعہ سے انہوں نے ابی ہریرہ سے کہا انہوں نے
کہا ہم نے مغرب پڑھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پھر ہم کہا اگر
بیٹھ جاویں کہ آپ کے ساتھ عشا بھی پڑھ لیں غرض ہم بیٹھ گئے اور آپ نکلے
اور فرمایا کہ جب تم نہیں ہو ہم نے عرض کی کہ ہاں یا رسول اللہ نماز پڑھی
ہم نے آپ کے ساتھ مغرب کی پھر کہا کہ بیٹھ رہیں ہم یہاں تک کہ آپ کے ساتھ عشا
بھی پڑھ لیں آپ نے فرمایا خوب کیا تم نے اور بہت اچھا کام کیا اور آپ نے
اپنا سر آسمان کی طرف اٹھایا اور اکثر آپ آسمان کی طرف سر اٹھاتے تھے اور فرمایا آپ نے
کہ تارے آسمان کی امان ہیں پھر جب تارے گئے آسمان کا وعدہ آگیا اور میں
اپنے اصحاب کی امان ہوں جب میں گیا میرے اصحاب کا وعدہ آگیا اور
میرے اصحاب امان ہیں امت کی جب اصحاب گئے میری امت کا وعدہ آگیا اور
روایت کی بیہقی نے مدخل میں ابن عباس سے اور دارقطنی نے فضائل میں اور ابن
عبد البر نے علم میں جابر سے اور عبد بن حمید نے اپنی مسند میں عمر سے اور دارمی
نے اپنی مسند سے اور آجری نے اربعین میں اور ابن عساکر نے بھی انہی سے اور
حاکم نے اور کہا کہ یہ روایت صحیح ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
سوال کیا میں نے اپنے رب سے اپنے اصحاب کے اختلاف کا جو میرے بعد ہوگا
پس طرف اللہ تعالیٰ نے وحی فرمائی کہ اے محمد اصحاب تیرے میرے
نزدیک ایسے ہیں جیسے آسمان میں تارے کہ بعض قوی ہیں یعنی نور میں اور بعضے

کم اور ہر ایک مین نور ہی سو جسنی ایسی چیز لی جسپر وہ ہین اونکی اختلافی باتونمین
سی وہ میری نزدیک ہدایت پر ہے صواقع مین کہا ہی کہ پیروی اونکی ہدایت ہے
اور اونکا پیرو اہل سنت ہی اور وہی لوگ راہ پر ہین اور مذہب اونکا سچا ہے
اور باقی فرقون کی مذہب باطل ہین اور روایت کی شیخین نی عمران بن
حصین سی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی بہتر زمانہ میری امت کا میرا
زمانہ ہی پھر جو اونسے ملا ہوا ہی پھر جو اونسے ملا ہوا ہے پھر اونکی بعد ایسے
لوگ مین جو گواہی دیتے ہین اور کوئی اونسی گواہی نہین مانگتا اور خیانت کرتی ہین اور
کرتی ہین اور نذر کرتی ہین اور پوری نہین کرتی اور ظاہر ہوگی اونمین فربہی
اور ایک روایت مین ہی کہ قسم کہاتی ہین بغیر اسکی کہ قسم اونسی لیجاوی اور
ایک روایت مین مسلم کی ابو ہریرہ سے یہ ہی کہ پھر ان مانونکی بعد ایسی لوگ ہین
کہ فربہی کو دوست رکھتی ہین اور روایت کی نسائی نی اور اسناد اسکی صحیح
ہے کہ حضرت عمر نی کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی میرے
یارونکی تعظیم کرو اسلئی کہ وہ تم مین کے نیک لوگ ہین پھر اونکی بعد وہ لوگ
ہین جو اونکی نزدیک ہین پھر جو اونکی نزدیک ہین پھر اوسکی بعد ظاہر ہوگا جھوٹ
یہانتک کہ آدمی بی اسکی کہ قسم اوسی لیجاوی قسم کہانی لگیگا اور گواہی دیگا
قبل اسکی کہ اوسی گواہی طلب کیجاوی مگر جسکو خوش لگی جنت کا بیچ
سو چاہیے کہ جماعت کی ساتھ رہی اسلئی کہ شیطان اکیلی کے ساتھ ہوتا ہے
اور وہ دو آدمیونسی دور رہتا ہی آگے حدیث دراز ہی اور روایت کی ترمذی

سے جابر سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آگ نہ لگے گی اوس مسلمان کو
جس نے مجھے دیکھا یا اوسکو دیکھا جسنے مجھے دیکھا اور روایت کی ترمذی نے عبداللہ
بن مغفل سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ سے ڈرو اللہ سے میرے
اصحاب کے باب مین اونکو نشانہ ملامت مت بناؤ میرے بعد سو جسنے اونکو
چاہا میری چاہنے کے سبب سے چاہا اور جسنے اونسے دشمنی کی تو میری دشمنی
کے سبب سے اونسے دشمنی کی اور جسنے اونکو ایذا دی اوسنے مجھے ایذا دی اور
جسنے مجھے ایذا دی اوسنے اللہ کو ایذا دی اور جسنے اللہ کو ایذا دی تو لگتا ہے کہ اللہ
اوسکو پکڑے اور روایت کی بغوی نے شرح السنۃ مین انس سے کہ فرمایا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے میری امت مین میرے صحابہ کی ایسی مثال ہے جیسے کھانے
مین نمک کہ کھانا بغیر نمک کے درست نہین ہوتا حسن فرماتے ہین جو تابعی ہین
کہ اب ہمارا نمک جاتا رہا ہمارا کام کیونکر بنے اور روایت کی ترمذی نے عبداللہ
بن بریدہ سے وہ روایت کرتے ہین اپنے باپ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے کوئی صحابی میرا ایسا نہین ہے جو کسی زمین مین مرے مگر یہ کہ وہ آویگا قیامت
مین اوس زمین والون کو اپنے ساتھ لئے ہوئے اور اونکا نور ہوگا اور روایت کی
ترمذی نے ابن عمر سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب تم اون
لوگونکو دیکھو جو میرے یارون کو برا کہتے ہین تو کہو اللہ کی لعنت ہے تمہارے
شر پر اور روایت کی شافعی اور دارمی نے اور بیہقی نے مدخل مین ابن مسعود
سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تازہ رکھے اوس بندے کو جو

Marfat.com

میری بات سنی اور اوسکا خیال کیا اور یاد رکھی اور دوسرے کو پہونچائی اسلئے کہ اکثر
اوٹھانے والے فقہ کے سمجھ نہین رکھتے اور اوٹھانے والے اکثر سمجھ والے سے زیادہ سمجھ والے کو پہونچا دیتے ہین
اتنا سنے زیادہ بہت سے گروہ سمجھ دار ہوتے ہین تین چیزین ہین کہ اونمین مسلمان دل نہین چورا
اول خالص کرنا عمل کا اللہ کے واسطے اور دوسرے مسلمانون کی خیر خواہی
اور تیسرے مسلمانون کی جماعت مین رہنا اسلئے کہ دعا اونکی اونکے سوا سب
لوگون کو گھیر لیتی ہے اور روایت کی ترمذی نے ابن عباس سے کہ فرمایا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے جسنے قرآن مین کوئی بات اپنی عقل سے کہی وہ اپنی جگہ دوزخ
مین ڈھونڈھ لے اور ایک روایت مین ہے کہ جسنے قرآن مین بے جانے کوئی بات کہی وہ
اپنی جگہ دوزخ مین ڈھونڈھ لیوے اور روایت کی ترمذی اور ابو داؤد نے
جناب سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو قرآن مین اپنی رائے
سے کوئی بات کہے اور وہ ٹھیک بھی ہو جب بھی خطا کی اور ان دونون حدیثون
سے یہ بات نکلی کہ تفسیر قرآن کی صرف اپنی رائے سے بغیر اسکے کہ کتاب و سنت
و آثار سلف اوسکی گواہی دیوین بالکل ناجائز ہے جیسے بعض پچھلے متکلمین آیتون مین
تاویلین کیا کرتے ہین اور لازم ہے کہ قرآن کی تفسیر وہی کیجاوے جو نبی صلی اللہ علیہ
وسلم نے کی ہے اور صحابہ اور تابعین نے اللہ اونسے راضی ہو اور روایت کی ترمذی
اور دارمی نے حارث کی سند سے علی رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے قریب ہے کہ بہت سے فتنے ہونگے تو مین نے عرض کی کہ یا
رسول اللہ اونسے نکلنے کی راہ کیا ہے آپ نے فرمایا کتاب اللہ اسلئے کہ اسمین خبر ہے

[illegible]

[illegible]

اور عالموں کی سزا اس لئے کہ [illegible] اور وہ بار بار پڑھتے
پڑھا نہیں ہوتا اور اوس کا [illegible] نہیں ہوتی جس سے [illegible]
بات کی [illegible] اور جنہوں نے [illegible]
حکم کیا [illegible] اور جنہوں نے [illegible]
کی اور روایت کی احمد اور ابو داؤد نے ابو ہریرہ سے کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جھگڑا قرآن میں کفر ہے اور روایت کی احمد اور ابن
عمرو بن شعیب سے وہ روایت کرتے ہیں اپنے باپ سے وہ اپنے دادا سے کہ
نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگ قرآن کی بعض آیتوں کو بعض سے جھگڑتے
تو فرمایا کہ تم سے اگلے لوگ جو ہلاک ہوئے اس واسطے ہوئے کہ [illegible]
کتاب اللہ کی بعض سے لڑائی حال کہ اللہ کی کتاب اسطرح نازل ہوئی
کہ ایک کلام دوسرے کی تصدیق کرتا ہے یہ ایک آیت سے دوسری کو مت جھٹلاؤ
اور جتنا تمکو معلوم ہو کہو اور جتنا اوسکی جاننے والو نہیں کہو اور روایت

کی ابو داؤد اور ابن ماجہ نے عبد اللہ بن عمرو سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
علم تین قسم ہے آیت محکم یعنی جسمین نسخ و تاویل کا احتمال نہو اور سنت جاری اور
فریضہ جو انصاف کے ساتھ ہو اور اسکے سوا جو کچھ ہے حاجت سے زیادہ ہے
اور روایت کی بیہقی نے شعب الایمان مین ابی ہریرہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا قرآن پانچ قسم پر اوترا ہے حلال و حرام و محکم و متشابہ و
امثال اب سنو کہ حلال پر عمل کرو حرام سے بچو محکم کے تابع ہو متشابہ پر
ایمان لاؤ مثالون سے عبرت لو مین کہتا ہون اس حدیث مین دلیل ہے اسپر کہ
متشابہات کے معنی معلوم ہین نہین تو متشابہہ پر ایمان لانا کیونکر ہو سکتا ہے
لیکن اوس مین کسی قسم کی خفا ہے اسلئے اوسکو متشابہ کہا ہے اور وہ
خفا یا تو وقت مین ہے جیسے قیامت کے آنے مین یا کیفیت مین ہے جیسے آیات
صفات باریتعالی مین اور اگر یون کہے کہ اوسپر ایمان لانے کے معنی یہی ہین کہ
تسلیم کرلے کہ وہ اللہ کی طرف سے ہے تو اسمین متشابہات کے کیا تخصیص ہے اور اس
تخصیص سے کیا فائدہ ہوا اسلئے کہ اتنا جاننا کہ یہ اللہ کیطرف سے ہے یہ تو محکم اور حلال و
حرام وغیرہ سب قسمون مین کتاب اللہ کے ضرور ہے اور شیخین نے روایت
کی حضرت ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ انہون نے فرمایا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی ہو الذی انزل علیک الکتاب یعنی وہ اللہ ایسا ہے
کہ اوتاری ایسی کتاب کہ اوسمین بعض محکم ہین کہ وہ جڑ ہین کتاب کی اور
دوسری متشابہہ ہین آخر روایت تک پھر فرمایا جب تم دیکھو اون لوگونکو

جو متشابہہ کے پیچھے پڑے رہتے ہین تو جان لو کہ یہی لوگ ہین جن کا اللہ نے نام لیا
غرض اونسے بچتے رہو مین کہتا ہون کہ یہان متشابہ سے اوائل سور مراد ہین اسلئے
کہ اونکے معنونکا علم سوا خدا کے اور اوسکے رسول کے اور کسی کو نہین
اور یہی مذہب مختار ہے یا وہ جہت مراد ہے جسمین خفا ہے متشابہہ مین یعنی
کیفیت یا وقت جیسے ابھی اوپر گذرا اور آگے اسکا بیان بخوبی آتا ہے
انشاء اللہ تعالی اور روایت کی بیہقی نے مدخل مین ابراہیم بن عبد الرحمن سے
کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس علم دین کو ہمیشہ پچھلے عادل لوگ
اوٹھاتے رہینگے جو دور کرتے رہینگے اوس سے تحریف حد سے بڑھنے والون
کے اور بدل سدل باطل والونکے اور تاویل جاہلون کی اور روایت کی
دارمی نے وہب بن عمرو جمحی سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ طلب
کرو بلا کو قبل اوترنے کی کیونکہ اگر تم جلدی نہ کروگے بلا کے اوترنے سے پہلے
تو ضرور کوئی نہ کوئی مسلمانون مین سے ایسا ہوگا کہ جب بلا اوترے گی اور وہ کہیگا
تو اوسکو توفیق دیجائیگی اور اوسکی بات صحیح نکلیگی اور جو جلدی کروگے تو جدا
جدا خواہشین پیدا ہونگی اور کوئی ادھر ہوگا کوئی اودھر اور اشارہ کیا
اپنے سامنے اور اپنے داہنے طرف اور اپنے بائین طرف اور روایت کی اونہون نے ابی سلمہ سے کہ نبی صلی اللہ علیہ
کسی نے پوچھا ایسے کام کو جو نہ کتاب مین ہو نہ سنت مین ہو تو آپ نے فرمایا
اوس مین عابدان مومنین فکر کرین یعنے اوسکے حسن و قبح مین غور کرین
اور روایت کی اونہون نے ابی سلمہ سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مین گمراہ کرنیوالے سردار لوگون سے

اپنی امت پر بہت مہربان اور رحیم ایک روایت میں ہے ابی الدرداء سے
کہ آپ نے فرمایا میں سب سے زیادہ اپنی امت کے لئے گواہ کیونکہ تو اس روز
سے ڈرتا ہوں اور روایت کی ابن ماجہ نے ابوہریرہ سے کہ فرمایا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے جو میں نے حکم دوں دین کا اختیار کرنا اور جس سے منع
کروں باز رہو اور روایت کی ابو داؤد نے ابوہریرہ سے کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے میرا کہا مانا اور جس نے میرا
نہ مانا اور اس نے اللہ کی بات نہ مانی اور روایت کی ابو داؤد نے
عروہ بن زبیر سے کہ عبداللہ بن زبیر نے ابو لبابہ سے بیان کیا کہ ایک شخص
انصار کے قبیلہ کا زبیر سے جھگڑے نکلا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس
نہر کے بابت جو ہر دو سے آتی تھی جس سے لوگ کھیتوں کو
سینچتے تھے تو انصاری نے کہا کہ پانی چھوڑ دو کہ چلا آوے زبیر نے
اور زبیر نے اس سے انکار کیا یعنی کہا کہ میرا کھیت اور پہلے ہے
پانی لیوں پھر تو چھوڑ دوں غرض ان دونوں کا جھگڑا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا آپ نے فرمایا کہ اے زبیر تم پانی چھوڑ دو
اپنے ہمسایہ کے لئے انصاری غصہ ہو گیا اور کہنے لگا کہ رسول اللہ
آپ نے اس لئے فرمایا کہ وہ آپ کی پھوپھی کا بیٹا ہے غرض اس پر رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ بدل گیا اور فرمایا کہ اے زبیر تم پانی
پھر روکے رہو یہاں تک کہ وہ دیواروں تک پہنچ جاوے پھر چھوڑ دینا

Marfat.com

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کہ وہ اس امت مین سب سے افضل تھے اور دل اونکی
نہایت نیک اور علم اونکی گہری اور تکلف کم اللہ نے اونکو اپنے نبی کی صحبت کے
لئے چن لیا تہا اور اپنے دین قایم کرنیکے لئے سو اونکی بزرگی پہچانے رہو اور
اونکے قدمونپر چلو اور اونکی خصلتین اور عادتین جہانتک ہو سکے اختیار کرو اسلئے
کہ وہ سیدہی راہ پر تہے اور روایت کی دارمی نے عون بن عبد اللہ سے کہ اونہون نے
فرمایا کہ مین دوست نہین رکہتا کہ اصحاب نبی کے اختلاف نہ کرتے اسلئے کہ اگر وہ ایک
امر پر جمع ہوتے تو اگر کوئی چہوڑ دیتا تو وہ سنت کو چہوڑ دیتا اور جب وہ مختلف
ہوئے تو جسنے انکے کسی قول کو لیا اوسنے گویا سنت پر عمل کیا یعنی دایرہ شرع
کا اختلاف صحابہ سے وسیع ہوگیا یہ عجیب رحمت ہے اور روایت کی ابن ابی شیبہ
نے اور عبد بن حمید اور ابن جریر اور ابن منذر نے مجاہد سے اس آیت کی
تفسیر مین یا ایہا الذین آمنوا الآیہ یعنے اے ایمان والون اطاعت کرو
اللہ کی اور اطاعت کرو رسول کی اور اپنے سردارونکی غرض مجاہد نے کہا
سردار ونسے مراد اصحاب محمد ہین کہ عقل اور دین والے ہین اور روایت کی
عبد بن حمید اور ابن جریر اور ابن ابی حاتم اور ابن عساکر نے اسی آیۃ مذکورہ کے
تفسیر مین کہ مراد اولی الامر سے ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما ہین اور روایت کی
عبد بن حمید نے بھی مراد اولی الامر کے تفسیر مین کہ مراد اولی الامر سے ابوبکر و
عمر و عثمان و علی و ابن مسعود ہین اور روایت کی سعید بن منصور نے عکرمہ سے
کہ اونسے پوچھا کہ ام ولد آزاد ہے یا نہین تو اونہون نے کہا کہ ان دو احرار ہین

لوگون نے کہا کہ تم کہتے ہو قرآن سے لوگ بولے قرآن کی کسی آیت سے کہا اللہ تعالی
کے قول سے اطیعوا اللہ یعنی اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسول
کی اور اولی الامر کی اور عمر رضی اللہ عنہ ہماری اولی الامر تھے اور اونہون نے
فرمایا کہ ام ولد آنا ہے اگر حمل اوسکا حمل بھی گر جاے اور ابن حجر نے صواعق محرقہ میں لکھا ہے
کہ جب حسن بن علی نے صلح کی معاویہ سے تو اونکو ایک خط لکھا بسم اللہ الرحمن
الرحیم یعنی اللہ کے نام سے شروع کرتا ہون یہ صلحنامہ ہے حسن بن علی کا معاویہ کے
ساتھ [illegible] حسن نے اس اقرار پر کہ ولایت مسلمانون کی اونہین ہو
جو اوسے اس شرط سے قبول کریں کہ وہ عمل کریں اللہ کی کتاب اور رسول کی سنت
اور خلفای راشدین رضی اللہ عنہم کی سیرت پر اور روایت کی زہری نے
زہری سے کہ اونہون نے کہا جو ہماری کتاب [illegible] دین وہ کتاب ہے کہ سنت پر چلنا
[illegible] اور علم بھی سے [illegible] ہے دین و دنیا
[illegible] روایت کی عبد اللہ بن دینار سے کہ اونہون
نے کہا [illegible] کا چھوڑ دینا اور دین کی طرح
جاویگا کہ ایک ایک سنت چھوٹ جاویگی جیسے رسی کی ایک ایک لڑ کے
فوت ہوتی جاتی ہے [illegible] نے کہا کہ جس قوم نے ایک بدعت اپنے دین میں
نکالی اللہ نے اونکی ایک سنت چھین لی کہ وہ پھر اونکی پاس قیامت تک
لوٹ کر نہ آویگی اور ابی قلابہ نے کہا کہ کسی شخص نے کوئی بدعت ایسی نہیں
نکالی جس پر اوسے [illegible] ہوا اور ابی قلابہ نے یہ آیت کی کہ اونہون نے فرمایا [illegible]

یعنے اپنی جی کی چاہت پر چلنے والی لوگ گمراہی والی ہین اور مین اونکا ہمکنا دوست
ہی دیکھتا ہون اسلئے کہ اونمین سے کسی کو نہین دیکھتا کہ اوسنے کوئی قول نکالا ہو یا
کوئی بات ایجاد کی ہو کہ انجام اوسکا ملوا نہوا ہو اور نفاق کی کئی قسمین تھین
پھر یہ آیتین پڑھین ومنهم من عاهد الله ومنهم من يلمزك في الصدقات ومنهم الذين
غرض منافق لوگ اپنی باتونمین مختلف تھے مگر شک اور تکذیب مین سب متفق
تھے اور یہ حال حضرت کے زمانہ کے منافقون کا ہے اور یہ لوگ یعنی اہل ہوا اپنے
قولون مین مختلف ہین مگر تلوار نکالنے مین متفق ہین اور مین نوح کے حواریون کی حکم
کہین نہین دیکھتا اور کہا حماد نے سے کہا ایوب نے اس حدیث کے بعد یا حدیث
اول کے بعد کہ قسم ہے اللہ کی یا بو قلابہ فقہای ذوی الالباب مین سے تھے اور
روایت کی ہے ابن مسعود اور حذیفہ سے کہ وہ دونون بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک شخص نے
انکے اون دونون سے سوال کیا کسی چیز کا یعنے اونکی رای کسی مسئلہ مین دریافت کی
تو ابن مسعود نے حذیفہ سے کہا کہ تم دیکھتے ہو یہ لوگ مجھ سے کیا پوچھتے ہین حذیفہ نے
کہا جانتے ہین پھر چھوڑ دیتے ہین پھر ابن مسعود اونکی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا
کہ اگر تم اللہ کی کتاب سے کوئی بات پوچھو تو البتہ جو ہمکو معلوم ہو بتا دین یا
نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کرو تو ہم بتا دین باقی جو تم نئی باتین نکالین اوسکی ہمکو
طاقت نہین اور نقل ہے ابن مہدی سے روایت کی کہ اونہون نے کہا عبد اللہ نے جب
خطبہ پڑھا کوفہ مین تو حاضر رہا اور ایک دن مین نے سنا کہ ایک شخص نے
اونسے سوال کیا حکم اوس شخص کا جو آٹھ طلاق دیوے اپنی بیوی کو یا اوسکی مانند

کوئی اوبات تہی تو اونہون نے کہا وہ ویسا ہے جیسا اوس نے کہا یعنی اللہ تعالی نے اپنی کتاب
اوتاری اور اوسکو خوب بیان فرمایا پھر جو اوسکی روبرو تہی آیا اوسکی لئی وہ خوب
روشن ہوگئی اور جسنی اوسکا خلاف کیا تو اوسکی خلاف کی طاقت نہین رکہتے
اور ابن سیرین سے روایت کی کہ انکی عادت تہی کہ وہ کبہی اپنی رای سی کبہی کچہہ نہین
فرماتی تہی صرف وہی کہتی تہی جو سنا تہا اور اعمش نی کہا مین ابراہیم کو کبہی اپنی
رای سی کچہہ کہتی نہین سنا کسی مسئلہ مین اور قتادہ سی روایت کی کہ اونہون نے
کہا مین نی تین برس سی کوئی بات اپنی رای سی نہین کہی اور ابوہلال نے
کہا چالیس برس سی اور عبدالعزیز بن رفیع نے کہا عطا سی کوئی چیز پوچہی
تو اونہون نی کہا مین نہین جانتا لوگون نے کہا آپ اپنی رای سی کچہہ نہین
فرماتی اونہون نی کہا مین اللہ سی شرماتا ہون کہ اوسکی زمین مین میری رای کو
دین قرار دین اور شعبی سی روایت کی کہ ایک شخص نی اونسی آن کر کچہہ پوچہا تو اونہون نے
فرمایا کہ ابن مسعود اسمین ایسا کہتی تہی اوسی کہا مجہی آپ اپنی رای سے اس بارہ مین خبر
دین اونہون نی لوگون سی کہا کہ تم تعجب نہین کرتی اس شخص پر کہ مین نی اوسکو
ابن مسعود کی بات سی خبر دی تو وہ میری رای پوچہتا ہی اور میرا دین مجہی اس سے
زیادہ پیارا ہے اور قسم ہی اللہ کی کہ مین اگر ایک گیت گاؤن تو میری نزدیک بہتر
ہے اس سی کہ مین اوسکو اپنی رای سے خبر دون اور شعبی سی روایت کی کہ اونہون نے
فرمایا تم بچتی رہو قیاس کرنی سی اور قسم ہی اللہ کی اگر تم قیاس کرنی لگوگی تو حرام کو حلال کرلوگی
اور حلال کو حرام کرلوگی بلکہ جو تم کو پہونچا ہی اون لوگون سی جنہون نی اصحاب محمد صلی اللہ

علیہ وسلم سی یاد کرلیا ہی اوسی پر عمل کرو اور علقمہ نی کہا ایک مرد آیا عبد اللہ کے پاس
اور کہا مین نی اپنی بیوی کو کل کے شب آٹھ طلاق دی ہین اونہون نی پوچھا
کہ ایک کلام سی اوسنے کہا ہان ایک کلام سی پھر کہا اونہون نی تو بیشک
کہ بیوی تیری تجھ سی چھوڑ لین اوسنی کہا ہان اور ایک اور شخص آیا اور اوسنے
کہا کہ مین نی اپنی بیوی کو سو طلاق دی ہین آپنے پوچھا ایک ہی کلام مین اوسنے
کہا کہ ایک ہی کلام مین آپنے کہا پھر تو جانتا ہی کہ بیوی تیری تجھ سی چھوڑ لین
اوسنی کہا کہ ہان پھر عبد اللہ نے کہا جسنی طلاق دیا جیسا حکم کیا تہا اوسکو اللہ اور
تو حکم اللہ نے جو بیان فرمایا اور جسنی اپنی نفس پر شبہہ ڈالا اوسکو ہم اوسکی شبہہ پر
سونپتے ہین یعنی جیسے نیت کی ہو وہی حکم لگاتی ہین اللہ کی قسم یہ نہوگا
کہ تم تو اپنی جان پر شبہہ ڈالو اور ہم اوسی اوٹھاتے پھرین وہ طلاق ویسی ہی
ہین جیسی تم کہتی ہو یعنی عورت جدا ہو گئی اور قاسم نی فرمایا اگر آدمی اون حقوق
سے جاہل ہی جو اللہ نی اوسپر رکھی ہین تو یہ بہتر ہی اس سی کہ جو نہین جانتا وہ
کہہ بیٹھی اور اونہی سی یہ بھی روایت کی کہ فرمایا اللہ کی قسم ہم سب باتین جو ہم تم
جو نہین جانتی اور اگر جانتی ہوتی تو تمکو بتا دیتی اور ہرگز نہ چھپاتے یہ تمکو
حلال نہین کہ جان بوجھ کر چھپالین اور ابن عوف نی کہا کہ قاسم سی پوچھی گئی
کوئی بات جسکو اونہون نی بیان کیا تو قاسم نی کہا اس مین منشور کرنا ضرور ہوا
مین اوسکو سی لائق نہین اور یحیی نی کہا کہ مین نے قاسم سے کہا مجھپر یہ مرتبہ ناگوار گذرتا ہے
کہ لوگ آکر مجھ سے پوچھین اور مجھکو جواب آپکے پاس نہین اور آپکے باپ کے

سنے تو اونہون نے فرمایا اس سے زیادہ ناگوار یہ بات ہے اوس کے نزدیک جسکو اللہ تعالے
نے عقل دی ہو کہ مین فتوی دیدون بغیر علم کے یا روایت کرون کسی غیر ثقہ سے اور یہ
مسیب بن رافع نے کہا کہ صحابہ کی عادت تھی کہ جب اونکے یہان کوئی امر ایسا ہوتا
کہ اوسمین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی روایت نہوتی تو سب جمع ہوتے اور جو بات
انہونے مناسب جانا اور سب یک بات پر اتفاق کرتے پھر حق بات وہ ہی جو
انہونے مناسب جانا اور قاسم نے کہا کہ تم لوگ بہت باتین ایسی پوچھتے ہو کہ ہم اونکو
کبھی نہ پوچھتے تھے اور ایسی کھوج نکالتے ہو بعضی بات مین کہ ہم کبھی نہ نکالتے تھے
اور ایسی باتین پوچھتے ہو کہ ہم نہین جانتے کہ وہ کیا ہین اور اگر جانتے ہوتے تو ہمکو
حلال نہوتا اوسکا چھپانا اور عمر بن خطاب نے فرمایا کہ عنقریب لوگونپر ایسا زمانہ آویگا
کہ تم سے لڑینگے قرآن کی شبہون سے سو اونکو سنتونسے قایل کرو اسلئے کہ سنت والے
قرآن خوب جانتے ہین خطابی نے کہا اصحاب سنن سے یہان جانتے ہین حدیث مراد ہین
اور جو حدیثون پر اطلاع کا بقی رکھتے ہین جیسے ائمہ مجتہدین ہین اور تمام اتباع اونکے
اسلئے کہ یہی لوگ خوب سمجھتے ہین اون باتون کو جنکو سنت شامل ہے احکام سے اور
عروہ بن زبیر نے کہا بنی اسرائیل کا کام جب تک بنا رہا اوس مین کسی طرح کی
خرابی نہین آئی یہانتک کہ اونمین غیر قومونکی لوگ پیدا ہوئے اولاد اور گرونہونکی قیدیونکے
ایسی عورتونکی اولاد جو بنی اسرائیل کی قید مین آئی تھین غیر قومونکی غرض اونہون
نے رای سے باتین نکالین اور اونکو گمراہ کیا مین کہتا ہون مانند اسکی مرفوعاً
گذر چکا ہے ابن ماجہ سے اور روایت کی زید منقری سے کہ اونہون نے کہا ایک

Marfat.com

شخص ابن عمر کے پاس آیا اور اونسے کچھ سوال کیا کہ اوسی مین نہین جانتا تو ابن عمر نے
کہا جو نہین واقع ہوا ہی اوسکا سوال مت کرو اسلئے کہ مین نے عمر بن الخطاب سے سنا ہے
کہ وہ لعنت کرتے تھے اوس شخص کو جو بغیر واقع ہونے کسی شی کے سوال کرے اور روایت
ہے کہ زید بن ثابت کی عادت تھی کہ جب اونسے کچھ پوچھا جاتا تو وہ کہتے کہ یہ
حادثہ ہوا ہی یا نہین اگر لوگون نے کہا کہ ہان ہوا ہی تو وہ بیان کر دیتے جو جانتے
یا جو سمجھتے اور اگر کہا کہ نہین ہوا ہی تو کہتے کہ چھوڑ دو جب یہ حادثہ واقع نہوا اور عامر
سے روایت ہے کہ عطاء بن یاسر سے کوئی مسئلہ پوچھا تو اونہون نے فرمایا کہ یہ ہو چکا ہے
تو لوگون نے کہا نہین اونہون نے فرمایا چھوڑ دو ہمکو جب تک وہ نہوا اور جب
ہوگا تو ہم تمہاری لئے اوسکی تلاش مین کمر باندھینگے اور طاوس سے روایت ہے
کہ عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا سب سے زیادہ جرح ڈالنے والا اللہ کے دین مین بچھ رہا
شخص ہے جو ایسی چیز پوچھے جو ابھی نہین ہوئی ہے اسلئے کہ اللہ تعالی بیان فرما چکا
ہے جو چیزین ہونیوالی ہین اور ابن عباس سے روایت کی کہ اونہون نے فرمایا مین نے
نہین دیکھا کسی قوم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے یارونسے بہتر اور اونہون نے
سوال نہین کیا مگر تیرہ مسئلون مین سے یہانتک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
وفات ہوگئی اور وہ سب سوال قرآن مین مذکور ہین اونہین مین شہر حرام مین قتال
کا سوال اور حیض مین صحبت کرنیکا سوال اور ہمیشہ ایسی ہی سوال کرتے تھے جو
اونکو نفع دیتے یعنی [illegible] سوال کرنا بے نفع اور بے سود ہے اور سعد بن
اسحاق نے کہا کہ ہمکو مین نے پایا ہی حضرت کے یارونسے وہ زیادہ ہین اون سے جو نہین

پایا سو مین نے کسی قوم کو اونسے زیادہ نرم خصلت والا نپایا اور نہ کم سختی والا اور روایت ہے
رجاء بن ابی سلمہ سے کہ اونہون نے کہا سنا مین نے عبادہ بن نسی الکندی سے اور اونسے
پوچھا گیا مسئلہ اس عورت کا جو ایک ایسی قوم کے ساتھ مرگئی جن مین کوئی اوسکا
ولی نہین تو اونہون نے فرمایا کہ مین نے ایسی قوم کو پایا ہے کہ وہ تمہارے سے سختی
نہ کرتے تھے نہ تمہارے سے مسئلہ پوچھتے تھے اور ہشام بن مسلم قرشی نے کہا کہ مین ابن
محیریز کے ساتھ تھا مرج دیباج مین (نام مقام کا ہے) سو مین نے اونکو اکیلا پایا تو
ایک مسئلہ پوچھا اونہون نے فرمایا تم مسئلہ پوچھکر کیا کروگے تو مین نے کہا اگر مسایل نہون
تو علم ہی جاتا رہے تو اونہون نے فرمایا کہ علم کا جاتا رہنا زبان پر ملا اسلامی کہ علم نہ جانتا
جبتک قرآن پڑھا جاتا ہے لیکن اگر کم ہوگا تو سمجھ کم ہوگی یعنی علم کم نہین ہوسکتا جب
تک قرآن ہے اور روایت ہے شعبی سے کہ عمر نے کہا اے لوگون تم نہین جانتے شاید بہت
سی چیزین جنکا ہم حکم کرین تمکو وہ تمہین حلال نہون اور شاید بہت سی چیزین جو حرام کرین
ہم تم پر وہ حلال ہون تم پر جان لو کہ اخیر مین جو اوترا ہے قرآن سے وہ آیت ہے ربوا کی اور رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے اوسکو بیان نہین فرمایا یہانتک کہ وفات فرمائی سو تم
چھوڑ دو جسمین تمہین شک ہو اور اوسکو کرو جس مین تمہین شک نہین اور روایت
ہے ابن ادریس نے اپنے چچا سے کہ کہا اونہون نے مین ابراہیم کے پاس سے نکلا اور میرے
ایک چچا آگئے اور مین نے اونسے آٹھ مسئلہ پوچھے تو اونہون نے چار کا جواب دیا اور
چار کو یونہین چھوڑ دیا اور روایت ہے زید سے کہ اونہون نے کہا مین نے ابراہیم سے
جب کوئی بات پوچھی اونکے چہرہ سے کراہیت معلوم ہوئی اور روایت ہے عمر بن

ابی نے کہا اونہون نے مین نے کسیکو شعبی سے بڑھکر اسبات مین نپایا کہ جب اونسے
کچھہ پوچھا کہا مین نہین جانتا اور ابن عون نے کہا مین نے عمر بن ابی زائدہ سے سنا
کہ وہ شعبی کا ذکر کرتے تھے کہ جب اونکے پاس کوئی سوال آتا تو وہ بہت اپنے آپکو
بچاتے اور ابراہیم بہت جواب دیتے اور ابو عاصم نے کہا کہ شعبی اس بات مین بہت بہتر
تھے ابن عون کے نزدیک ابراہیم سے اور روایت کی شقیق نے کہ عبد اللہ سے کوئی
چیز پوچھی تو اونہون نے فرمایا کہ مین اوسکو برا جانتا ہون کہ تمہارے لئے کسی چیز کو
حلال کردون کہ اللہ نے تمہپر حرام کی ہے یا حرام کردون جسکو اللہ نے تمہپر حلال کیا
اور روایت کی حمید بن عبد الرحمن سے کہ اونہون نے فرمایا کہ مین اگر سائل کو اوسکے
جہل کے ساتھہ لوٹا دون تو یہ بہتر ہے اس سے کہ مین بے جانے کوئی بات بنا کر کہون
اور روایت کی عاصم سے کہ وہ کہتے تھے ابی بن کعب سے کسی نے کوئی مسئلہ پوچھا تو
اونہون نے فرمایا کہ ای بیٹے جو بات تم پوچھتے ہو وہ ہو چکی ہے اوسنے کہا نہین
اونہون نے فرمایا کہ مجھے مہلت دو جب تک کہ وہ ہو وے پھر جب ہو گی ہم اپنے
جان بھر محنت کرکے تمکو بتائینگے اور روایت کی مسروق نے کہ اونہون نے کہا مین
ابی بن کعب کے ساتھہ جاتا تھا تو اونہون نے مجھہ سے فرمایا کہ کب تو کہی جائیگا
کہ چچا فلانی بات کیسی ہے فلانی بات کیسی ہے ای میرے بھتیجے کیا یہ ہو چکی ہے تو نے
کہا نہین تو اونہون نے فرمایا ای میرے بھتیجے مجھے معاف کر جب تک کہ وہ واقع
ہووے اور روایت کی ابراہیم سے کہ جب اونسے کوئی سوال کیا جاتا تو اتنی ہی بات
کا جواب دیتے جتنی پوچھی تھی اور روایت کی ابن سیرین سے کہ وہ فرج کے

Marfat.com

باب میں کسی سوال کا جواب نہ دیتے تھے جس میں کسی طرح کا اختلاف ہو اور
روایت کی صحت سے کہ میں نے طاؤس سے ایک مسئلہ پوچھا تو اونہوں نے کہا یہ حادثہ
ہو چکا ہے میں نے کہا ہاں اونہوں نے کہا اللہ کی قسم میں نے کہا اللہ کی قسم پھر
اونہوں نے فرمایا کہ مجھ سے میرے یاروں نے خبر دی ہے معاذ سے کہ اونہوں نے کہا ہے
لوگوں بلا کو مت مانگو قبل اترنے کے نہیں تو تم کو ادھر ادھر پریشان کرے گا
اگر تم بلا کو قبل اترنے کے نہ مانگو گے تو ہمیشہ مسلمانوں میں ایسے لوگ رہینگے کہ جب
سوال کیا جاوے تو سیدھا اور ٹھیک جواب دیں اور جب بات کہیں تو صاف
کہیں اور روایت کی جعفر بن یاس نے کہا کہ میں نے سعید بن جبیر سے کہا تم
طلاق کے بارہ میں کچھ جواب نہیں دیتے اونہوں نے کہا میں نے اوسمیں ہر چیز کو حد رکھا ہے
مگر میں نہیں جانتا ہوں کہ حرام کو حلال کر دوں یا حلال کو حرام کر دوں اور روایت کی کہ
عبد الرحمن بن ابی لیلی کہتے ہیں کہ میں نے اس مسجد میں ایک سو بیس شخصوں کو پایا
کہ ہر ایک حدیث روایت کرنے کو چاہتا تھا کہ دوسرے پر ڈالے اور جب
کسی سے فتوی پوچھا جاتا تھا تو ہر ایک دوسرے پر ٹالتا تھا اور روایت کی ہے
کہ اونہوں نے کہا میں نے شعبی سے پوچھا کہ تم لوگ کیا کرتے تھے جب کوئی تم
سے مسئلہ پوچھتا تھا اونہوں نے کہا تم نے خبردار سے سوال کیا ہم لوگوں کا حال تھا
کہ جب کوئی مسئلہ پوچھا جاتا تھا تو ہر ایک دوسرے سے کہتا کہ تم جانو اور یوں ہی
لوٹ پوٹ چلا جاتا تھا یہانتک کہ سائل پہلے شخص کے پاس آتا اور روایت
کی ابن منکدر سے کہ اونہوں نے کہا کہ عالم اللہ اور بندوں کے بیچ میں ہوتا ہے تو اپنی

Marfat.com

نکاسی کی راہ ضرور ہی کہ نکال لی یعنی ٹھیک جواب دی ورنہ لاادری کہدے
اور روایت کی مسعر سی کہ اونہون نی کہا معن بن عبدالرحمن نی ایک کتاب نکالے
اور قسم کہائی کہ اونکی باپ کے ہاتھہ کی لکھی ہے اور اوسمین مین نی دیکھا تو لکھا تھا
کہ عبدہ نی کہا قسم ہی اوس معبود کی کہ جسکی سوا کوئی معبود نہین کہ مین نے
کسی کو زیادہ سخت نہین پایا بات کی کہال نکالنی والون پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے
بڑہ کر اور کسی کو زیادہ سختی کرتی نہین دیکھا اونپر ابوبکر و عمر سے بڑہ کر اور
مین نی عمر کو دیکھا کہ وہ سب سے زیادہ ڈرتی اونکی اوپر یا یون کہا کہ اونکی واسطے اور
روایت کی عثمان بن حاضر ازدی سی کہ اونہون نی کہا مین علی بن عباس کے
پاس گیا اور کہا کہ مجھی وصیت کرو تو اونہون نی کہا اچھا تو اللہ سی ڈرتا رہ اور
حق پر قایم رہ اور سنت کا پیرو رہ اور بدعت نہ نکال اور روایت کی ابن
سیرین سی کہ اونہون نی کہا کہ جب تک کوئی روایت پر رہے وہ راہ پر اور انکی ایک روایت
مین اونہی سی روایت ہی کہ کہا لوگ اوسیکو راہ پر سمجھتی تھی جو روایت پر ہو اور عبداللہ
بن مسعود سے روایت کی کہ اونہون نی کہا تم علم سیکھتی رہو اس سی پہلی کہ اوٹھہ جاوے
اور علم کا اوٹھنا یہ ہی کہ علم والی اوٹھہ جائین اور خبردار بچو تم بات کی کہال نکالنی سی اور
باتونمین بیفائدہ غور کرنی سی اور بدعتین نکالنی سی اور لازم پکڑو تم پرانی باتون کو اور
اونہی سی روایت کی ہے کہ کہا علم حاصل کرلو قبل اسکے کہ اوٹھہ جاوی اور اوٹھنا
اوسکا یہ ہی کہ لوگ اوسکی اوٹھہ جاوین لازم پکڑو علم کو اسلئی کہ کوئی نہین جانتا
کہ کب اوسکا محتاج ہوگا یا لوگ اوس علم کی محتاج ہون گی جو اوسکی پاس ہے

Marfat.com

بیشک تم بعض لوگون کو پاؤگی کہ وہ دعوی کرتے ہین کہ تمکو کتاب اللہ کی طرف بلاتے
ہین اور اونہون نی کتاب اللہ پیٹھہ پیچھے ڈالدی ہی سو لازم پکڑو تم علم کو اور بچو بدعتین
نکالنی سی اور بچو باتون کی کہال نکالنے سی اور بچو تم بنفائد باتونمین غور کرنی سی اور لازم
پکڑو پرانی باتون کو یعنی سنت کو اور روایت کی سلیمان بن یسار سی کہ ایک شخص
تہا صبیغ وہ مدینہ مین آیا اور قران کی متشابہہ پوچہنی لگا سو حضرت عمر نی اوسے
بلوایا اور اوسکے لئی کہجور کی شاخین تیار کین اور اوس سی پوچہا کہ تو کون ہے
اوسنی کہا مین اللہ کا بندہ صبیغ ہون غرض حضرت عمر نی ایک شاخ اونمین
سے لے اور اوسی مارنی لگی اور کہا کہ مین اللہ کا بندہ عمر ہون پہر یہانتک مارا
کہ اوسکا سر خون آلود ہوگیا اور اوسنی کہا کہ ای امیر المومنین بس کیجئی اور اب وہ
مرض جاتا رہا جو مین اپنی سر مین پاتا تہا اور روایت کی نافع سی کہ صبیغ عراقی
قرآن کی چند باتین مسلمانون کی لشکر مین پوچہتا پہرتا تہا یہانتک کہ مصر مین آیا اور
عمرو بن العاص نی اوسکو عمر بن الخطاب کی پاس روانہ کردیا غرض جب قاصد
حضرت عمر کی پاس آیا اور آپ نی خط پڑہا فرمایا وہ کہان ہی لوگون نی کہا وہ اپنی
فرودگاہ مین ہی آپ نی قاصد سی فرمایا دیکہہ اگر وہ کہین بہاگ گیا تو مین تجہی دردناک
سزا دونگا غرض اوسکو حضرت عمر کی پاس لایا اور اونہون نی فرمایا کہ تو
نئی نئی سوال کرتا ہی اور حضرت عمر نے ہری چہڑیان کہجور کی منگوائین اور
اوسکی پیٹھہ پر مارا کہ اوسکی پیٹھہ سوج گئی پہر چہوڑ دیا کہ پیٹھہ اوسکی اچہی ہوگئی
پہر مارا پہر چہوڑ دیا کہ پیٹھہ اچہی ہوگئی پہر بلایا کہ مارین تو صبیغ نی کہا اگر تم مجہے

Marfat.com

مارنا چاہتی ہو تو اچھی طرح مار ڈالو اور اگر میرا علاج کیا چاہتی ہو تو میرا علاج بخوبی
ہو گیا اللہ کی قسم تب حضرت عمر نے اوسکو دفن کرنے کی اجازت دی اور آپ نے
اشعری کو لکھا کہ مسلمانوں میں کسی کو اسکے پاس نہ بیٹھنے دینا اور یہ امر اوس
شخص کو بہت ناگوار ہوا اور اوسنے حضرت عمر کو لکھا کہ اوسکا حال اب
اچھا ہو گیا تب حضرت عمر نے لکھا کہ اسکے ساتھ لوگوں کو بیٹھنے کی اجازت دے
اور روایت کی ابن عباس سے کہ اونہوں نے فرمایا جس شخص نے ایسی رائے
کہ کتاب اللہ میں نہیں ہے اور سنت رسول اللہ میں بھی نہیں آئی معلوم نہیں
اللہ کے ملنے کے وقت اوسکا کیا حال ہوگا اور روایت کی میمون بن مہران سے
کہ اونہوں نے کہا ابوبکر کے پاس جب کوئی جھگڑا آتا تو وہ کتاب اللہ میں
نظر کرتے اگر اوسمیں مل جاتا تو اوسکے موافق حکم فرماتے اور اگر کتاب اللہ میں اوسکا
حکم نہوتا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت میں اوسکا حکم پاتے تو اوسکے
موافق حکم فرماتے پھر اگر کچھ نہ جانتے اور دونوں میں نہ پاتے تو نکلکر مسلمانوں سے
پوچھتے اور کہتے کہ میرے پاس ایسا ایسا مقدمہ آیا ہے آیا تمکو معلوم ہے کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بارہ میں کچھ حکم فرمایا ہے پھر کبھی ایسا ہوتا کہ سب لوگ
پاس جمع ہوتے اور ہر ایک ذکر کرتا کہ اس بارہ میں حضرت نے ایسا حکم دیا ہے
تب حضرت ابوبکر فرماتے کہ سب تعریف ہے اوس اللہ کی جس نے ہم میں ایسے لوگ پیدا
کیے کہ وہ ہمارے نبی کی باتیں یاد رکھتے ہیں اور روایت کی ابی نضرہ
اونہوں نے کہا کہ جب ابو سلمہ وہیں آئے تو انہوں نے اور حسن بصری دونوں نے کہا

گئے اونہون نی حسن سی کہا تم حسن ہو مین بصرہ مین سب سے زیادہ تمہاری ملنی کی
آرزو رکہتا تہا اور سبب اوسکا یہ تہا کہ مین نی سنا تہا کہ تم اپنی رای سی فتوی دیتی ہو
سو ہرگز اپنی رای سی فتوی نہ دو جب تک سنت نہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
سی یا کتاب اوتری ہوی نہو اور روایت کی جابر بن زید سے کہ ابن عمر اونسی ملی
طواف مین اور کہا ای ابو الشعثاء تم فقہای بصرہ سی ہو پس کوئی فتوی نہ دینا مگر
قرآن ناطق سی یا سنت جاری سی اگر تم نے کچہہ اور کیا تو آپ بہی ہلاک ہوے
اور اونکو بہی ہلاک کیا اور روایت کی عبد اللہ بن مسعود سی کہ اونہون نی کہا ہمارے اوپر
ایسا زمانہ آیا کہ ہم حکم نہین دیتی اور ہم اس مقام کی نہین اور اللہ تعالی نی ایک امر
اندازہ کیا ہی کہ ہم اوس تک پہونچی مین جیسا تم دیکہتی ہو سو اندنون بعد جسپر کوئی
مسئلہ آجای تو چاہیے کہ کتاب اللہ کی موافق حکم دی اور اگر ایسا مسئلہ ہو کہ کتاب اللہ
مین اوسکا حکم نہو تو وہ حکم دے جسکا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی حکم دیا ہو پہر اگر
ایسا مقدمہ ہو کہ اوسکا حکم نہ کتاب اللہ مین ہو نہ سنت رسول اللہ مین تو وہ حکم
دی جو نیکون نی حکم دیا ہو یعنی خلفای راشدین وغیرہم نے اور یہ نہ کہی کہ مین ڈرتا
ہون یا مین رای سی کہتا ہون اسلئے کہ حرام کہلا ہوا ہے اور حلال کہلا ہوا ہے اور ان دونو کے
درمیان بہت سی امور شبہی کی ہین سو چہوڑ دی تو جسمین شبہہ ہی اور لی لی
وہ چیز جس مین شبہہ نہین یعنی حرام قطعی کی طرح مشتبہات ظنی بہی چہوڑ دی
اور روایت کی عبد اللہ بن ابی یزید نی کہ ابن عباس سے جب کوئی بات پوچہی
جاتی اور وہ قرآن مین ہوتی تو اوس سی خبر دیتی اور اگر قرآن مین نہوتی اور

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہوتی تو اوس سے خبر دیتے اور نہین تو ابوبکر
وعمر سے اور نہین تو پھر اپنی رائے سے کہتے اور روایت کی شرح ہے کہ عمر بن خطاب اونکو بلاکر
کہ اگر تیرے پاس ایسی بات آوے جسکا حکم کتاب اللہ مین ہو تو اوسکا حکم دیدے اور
ہرگز لوگ اوس سے تجھے اور طرف مخاطب نہ کرین اور اگر ایسی بات ہو کہ کتاب اللہ
مین نہو تو سنت رسول اللہ مین نظر کر اور اوسکے موافق حکم دے اور اگر ایسی بات ہو کہ
نہ کتاب اللہ مین ہو نہ سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مین تو نظر کر کہ لوگ
یعنے صحابہ کس پر اجماع کئے ہوئے ہین سو اوسکو لیلے اور اگر ایسی ہو کہ نہ کتاب اللہ مین ہو
نہ سنت رسول اللہ مین اور نہ بات کی ہو اوس مین کسی نے تجھ سے پہلے تو اوسمین دو باتون
ایک بات اختیار کر اگر چاہے تو اجتہاد کر اپنی رائے سے پھر آگے بڑھ جا یعنی حکم دیدے
اور اگر چاہے تو تو پیچھے ہٹ جا یعنی حکم نہ دے اور پیچھے ہٹنا تیرے لئے مجھے مناسب
معلوم ہوتا ہے اور روایت ہے عبداللہ بن مسعود سے کہ اونہون نے فرمایا ای لوگو عنقریب
تم نئی باتین نکالوگے اور لوگ تمہارے لئے نئی باتین لاوینگے سو تم جب نئی بات
دیکھو تو اگلے کا کام یاد رکھو یعنی سنت کا اور روایت کی شفیق سے کہ
کہا عبداللہ بن مسعود نے کہ ای لوگو اوس وقت تمہارا کیا حال ہوگا جب تمکو ایسا
ایک فتنہ ڈھانپ لیویگا کہ بڑا اوسمین بڑا ہوگا اور چھوٹا اوسمین بڑا ہوگا یعنی
برسون رہیگا اور لوگ اوسی سنت سمجھ لیوینگے پھر جب اوسے کوئی بدلیگا تو لوگ کہینگے
کہ سنت کو بدل ڈالا لوگون نے کہا ای ابا عبدالرحمن یہ کب ہوگا اونہون نے
کہا جب تمہارے قاری بہت ہونگے اور دین مین سمجھنے والے کم ہونگے اور سردار

بہت ہونگی امانت دار کم ہونگی اور لوگ آخرت کا کام کرکے دنیا طلب کرینگے اور روایت
کی شریح سے کہ کہا کہ خرابی ہو تیری سنت تمہاری قیاسون کے آگے بڑھ گئی سو تو
پیروی کر سنت کی اور بدعتین مت نکال اسلئے کہ تو کبھی گمراہ نہوگا جب تک
عمل کریگا روایت پر اور روایت کی معاذ بن جبل سے کہ اونہون نے کہا کہ آدمی
ایسا کہیگا کہ مین ان کے پاس ایسی بات لاون جسکو نہ کتاب اللہ مین پاوین
اور نہ رسول اللہ سے سنے ہو شاید جب تو میری پیروی کرونگے معاذ نے
کہا سو تم اوس سے بچو اور جو وہ لایا ہے اوس سے بھی جدا رہو اسلئے کہ وہ
جو لایا ہے گمراہی ہے اور روایت کی عبد اللہ بن مسعود سے کہ فرمایا اونہون نے اللہ سے ڈرکر
کوئی سچا نہین اور سب سے اچھی راہ راہ ہے محمد کی اور بدبخت وہ ہے
جو ماں کے پیٹ سے بدبخت ہوا اور بدتر سب باتون سے جھوٹی باتین ہین اور
سب کاموں مین بدتر نئی کام ہین اور جو آنے والی شے ہے وہ قریب ہے اور
روایت ہے ابن سیرین سے کہ اونہون نے کہا جس نے بدعت کو لیا پھر کبھی
سنت کی طرف نہ لوٹا اور روایت ہے عائذ سے کہ اونہون نے کہا مین نے
ابن مسعود کو دیکھا کہ مردون اور عورتون کو وصیت کرتے تھے اور کہتے تھے جو اختیار
کرے تم مین سے مرد ہو یا عورت تو لازم ہے کہ اگلون کی خصلت اختیار کرے
اسلئے کہ ہم لوگ یعنی صحابہ فطرت پر ہین عبد اللہ نے کہا کہ سمت سے راہ مراد ہے
اور روایت ہے زیاد بن حدیر سے کہ اونہون نے کہا مجھ سے حضرت عمر نے
فرمایا تو جانتا ہے کہ اسلام کو کیا چیز ڈھا دیتی ہے تو مین نے کہا نہین فرمایا ڈھاتی ہے

Marfat.com

زلت عالم کی اور منافق کا جھگڑنا قرآن لیکر اور گمراہ اماموں کی حکومت اور
روایت ہے محمد بن علی سے کہ اونہون نے کہا جھگڑالوگون کے ساتھ نہ بیٹھو کہ وہ لوگ
بیفائدہ اللہ کی آیتون مین بال کی کھال نکالتے ہین اور روایت ہے حسن بصری سے
کہ اونہون نے کہا اوس اللہ کی قسم ہے جسکے سوا کوئی معبود نہین کہ تمہاری نسبت
بڑھنے والی اور گھٹنے والی کے بیچ مین ہے سو اوسپر جمے رہو اللہ تم پر رحم کریگا اسلئے
کہ سنت پر چلنے والے سب لوگون سے کم ہونگے اگلون مین بھی اور کم ہونگے پچھلون مین
بھی وہ عیش کرنیوالون کے ساتھ نہین ہوتے اونکے عیش مین اور نہ بدعت
والون کے ساتھ ہوتے ہین اونکی بدعت مین اور اپنی سنت پر ثابت رہتے ہین
یہانتک کہ ملین اپنے پروردگار سے ایسے ہی اگر اللہ نے چاہا تو تم بھی ہوجاؤ اور
روایت کی عبداللہ بن مسعود سے کہ اونہون نے فرمایا سنت مین بیچ بیچ کے
چال چلنا بدعت مین محنت کرنیسے بہتر ہے اور روایت کی عطا سے کہ اونہون نے
کہا اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسول کی اور اپنے لوگون مین جو
حاکم ہون اور کہا کہ اولی الامر سے علم اور فقہ والے لوگ مراد ہین اور اطاعت
رسول سے کتاب و سنت کے پیروی مراد ہے اور روایت کی عمر بن عبدالعزیز
سے کہ اونہون نے کہا جب کسی نے اونسے پوچھا نفسون کی خواہشون کو کہ
تو نام رکھ دیتے ہین گنوارون کا اور لڑکون کا جو کتاب اللہ مین ہے اور اوسکے
سوا کچھ نہین ہے اور روایت کی اوزاعی سے کہ اونہون نے کہا شیطان نے
اپنے دوستون سے پوچھا کہ تم بنی آدم کے پاس کیونکر آتے ہو اونہون نے کہا ہر طرف

سے شیطان نے کہا استغفار کی طرف سے یہی آتے ہو اونہون نے کہا بھلا یہ کہان ہو سکتا ہے
استغفار تو توحید سے ملی ہوئی چیز ہے شیطان نے کہا مین ان مین ایسی چیز پھیلاتا ہون
جو کبھی وہ استغفار نہ کرین اسسے غرض اون مین جھوٹی خیال پھیلائی اور روایت
کی مجاہد سے کہ اونہون نے فرمایا مین نہین جانتا کہ کون سی نعمت مجھکو عمدہ ملی ہے
اللہ نے اسلام کی طرف ہدایت دی اور جھوٹی خیالات سے بچایا اور روایت کی ابی قلابہ
کہ اونہون نے کہا اہل ہوا کے ساتھ نہ بیٹھو اور نہ اونسے جھگڑو اسلئے کہ مجھکو خوف
ہے کہ کہین وہ تمکو اپنی گمراہیون مین ڈبو دین یا جس چیز کو تم پہچانتے ہو اوس
مین شبہی نہ ڈال دین اور روایت کی ایوب سے کہ مجھے سعید بن جبیر نے دیکھا کہ
مین طلق بن حبیب کے پاس بیٹھا ہون تو مجھ سے فرمایا کہ تو اوسکے پاس بیٹھا
کہ مولف کہتا ہے کہ طلق بن حبیب مرجیئین کا تھا اور بدعت والون مین
کا اور روایت کی ابن عمر سے کہ اونہون کے پاس ایک شخص آیا اور کہا
کہ فلان شخص تمکو سلام کہتا ہے اونہون نے کہا مجھے
خبر لگی ہے کہ اوسنے کوئی نیا کام دین مین نکالا ہے سو اگر اوسنے نیا کام نکالا
ہو تو میرا سلام اوس سے ہرگز نکہنا اور روایت کی ابراہیم سے کہ وہ کہتے تھے
بدعتی کی غیبت نہین اور روایت ہے شعبی سے کہ اونہون نے کہا ہوا
کو ہوا اسلئے کہتے ہین کہ وہ آدمی کو اوڑا لیجاتی ہے اور ایک روایت مین ہے
کہ وہ آدمی کو دوزخ مین اوڑا لیجاتی ہے اور روایت کی ابی جعفر محمد بن علی سے
کہ اونہون نے کہا جھگڑے والون پاس نہ بیٹھو اسلئے کہ وہ بیخبر اللہ کے

Marfat.com

آیتون مین کہتی ہین اور روایت کی حسن اور ابن سیرین کی کہ ان دونو نے
کہا بدعت والون کی ساتھہ مت بیٹھو اور نہ اونسے تقریر کرو اور نہ اونکی بات
سنو اور روایت کی سعید بن جبیر سے کہ اونہون نے ایکدن ایک حدیث بیان
کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تو ایک شخص نے کہا اللہ کی کتاب مین اسکے
خلاف ہے تو اونہون نے فرمایا کہ مین تجھسے کہتا ہون کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا اور تو کتاب اللہ کو سنکر اوسکے خلاف ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کتاب اللہ کو تجھسے زیادہ جانتے تھے اور روایت ہے کہ اونہون نے کہا سعید
بن مسیب نے ایک شخص کو دیکھا کہ بعد عصر کے دو رکعت اکثر پڑھتا ہے
اور وہ سعید سے کہنے لگا کہ کیا اللہ تعالی مجھے نماز پر عذاب کریگا تو اونہون نے
فرمایا کہ نماز پر نہین تجھے خلاف سنت عمل پر عذاب کریگا اور روایت کی
بخاری نے انس بن مالک سے کہ اونہون نے حضرت عمر سے صاحب مسلمانون
نے ابوبکر سے بیعت کی تھی اوسکے دوسرے دن کہ حضرت عمر منبر پر چڑھے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے اور تشہد پڑھا ابوبکر سے پہلے اور کہا بعد حمد و نعت کے سنو
کہ اللہ تعالی نے پسند کیا اوس چیز کو جو اوسکے پاس تھی اور نہ پسند کیا اوس
چیز کو جو تمہارے پاس تھی اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے اور وہی کتاب ہے
اللہ کی جس سے اوسنے اپنے رسول کو راہ بتائی سو اسی پر چلو کہ تم راہ پاؤگے
اوس چیز کی جسکی راہ بتائی اللہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کے حکم سے اور
روایت کی بخاری نے ابن عون سے کہ اونہون نے کہا تین چیزون کو مین

اپنے واسطے دوست رکھتا ہون اور اپنے بھائیون کے واسطے بھی ایک لیے یہ ہے
کہ اوسکو سیکھین اور اوسکو پوچھا کرین اور دوسرے قرآن کہ اوسکو سمجھین اور اوسے
پوچھا کرین اور تیسری یہ کہ لوگونکا ذکر ہو اور ہمارے ساتھ اور روایت کی
زین نے ابن عباس سے کہ اونھون نے فرمایا جسنے اپنی کتاب سیکھی اور پھر اوسپر
چلا اللہ اوسکو ہدایت کریگا اور گمراہی سے بچائیگا دنیا مین اور قیامت کے دن
بچائیگا سخت حساب سے اور ایک روایت مین ہے کہ اونھون نے فرمایا جسنے
پیروی کی اللہ کی کتاب کی وہ نہ دنیا مین گمراہ ہوگا نہ آخرت مین بدبخت
ہوگا پھر یہ آیت پڑھی کہ اللہ تعالی فرماتا ہے جو میری پیروی کرے نہ گمراہ ہوگا نہ
بدبخت ہوگا اور روایت کی امام احمد نے کتاب الزہد مین بیان المحبہ مین
ابن مسیب سے کہ اونھون نے فرمایا عمر بن خطاب لوگون مین کھڑے ہوئے فرمایا
کہ ای لوگون اللہ کا ہو کہ ای پڑھنے والے کتاب مین یا حدیث کے
یاد کرنے سے عاجز ہین اور اوسکی حفاظت مین کوتاہی کرتے ہین اور فرماتے ہین
کہ کہین ہم نہین جانتے جب اونسے کوئی چیز پوچھی جاتی ہے تو سنت کی مخالفت
کرتے ہین اپنی رایون سے اور آپ بھی گمراہ ہوتے ہین اور لوگون کو بھی
گمراہ کرتے ہین اور مجھے اوسکی قسم ہے کہ اثر مین عمر کی جان ہے
کہ اللہ تعالے نے اپنے نبی کو دنیا سے نہین اوٹھایا اور وحی کو موقوف
نہین کیا جب تک کہ خلق کو راہ سے بے راہ نہ کر دیا اور اگر دین
راہ سے نکالا جاتا تو معجزہ کیا اور مسح کے لیے اوسکی پیٹھ سے اولی ہوتا

سوچ تو رای اون سی اور دور رکھہ انکو اپنی سی اور روایت کی دارقطنی نی کہ عمر بن خطاب
نے ابو موسی کو لکھا کہ بعد حمد وصلوۃ کے جان لی کہ قضا وہ فریضہ ہی جو منسوخ
نہوا ہو اور وہ سنت ہی جو جاری ہوا گی روایت طویل ہی اور روایت کی صاحب
صواعق نی عثمان رضی اللہ عنہ سی کہ اونہون نی فرمایا بہتر سب لوگون مین کا وہ
ہے جو بچا ہو یعنی فتنہ سی اور نگہبان کیا ہوا وسنے اپنا کتاب اللہ کو اور
روایت کی رزین نی علی رضی اللہ عنہ سی کہ اونہون نے فرمایا تم چہوڑ دی گئے
ہو ایک راہ پر چلو نکالی گئی ہی ام الکتاب سے اور اوسی مین سی ہی جو روایت
کی ابن ماجہ اور دارمی نی عون بن عبد اللہ بن مسعود سی کہ اونہون نی فرمایا جب
مین تم سی حدیث بیان کرون رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تو تم گمان کرو رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کی ساتہہ ایسی چیز جو نہایت درجہ کی خوشگوار ہو اور بڑی ہدایت
کی ہو اور نہایت تقوی کی یعنی یہ تینون امور حضرت ہی کی سنت مین منحصر
سمجھو اور روایت کی ترمذی نی اپنی جامع مین مجاہد سی کہ اونہون نی فرمایا کہ
مین عبد اللہ بن عمر کی ساتہہ ایک مسجد مین گیا کہ اوسمین اذان ہو چکی تہی اور مؤذن
نے تثویب کی یعنی دوبارہ بعد اذان کی لوگون کو پکارا تو عبد اللہ بن عمر نکلے
اوس مین سی اور فرمایا مجہہ سی کہ نکل تو میری ساتہہ اس بدعتی کے پاس سے
عبد اللہ بن عمر اور بعض سلف کا یہی مذہب تہا کہ یہ تثویب بعد سنت فجر کے
بدعت ہی اور تفصیل اس مسئلہ کی زاد المعاد مین خوب مذکور ہی اور روایت
کی ابن ابی شیبہ نی اپنی مصنف مین ابی الصدیق ناجی سی کہ ابن عمر نے کہہ

لوگون کو دیکھا کہ وہ لیٹی فجر کی سنتون کی بعد سو اونکی طرف ایک آدمی بہیجا اور اونکو
اوس سی منع کیا اونہون نی کہا ہم یہ ارادہ سنت لیٹی ہین ابن عمر نے اونہی کہلا
بہیجا کہ یہ بدعت ہے اور روایت کی ترمذی نی اپنی جامع مین نافع سی کہ ایک شخص
چہینکا ابن عمر کی بازو مین اور اوسنے کہا الحمد للہ والسلام علی رسول اللہ تو ابن
عمر نے کہا مین بہی کہتا ہون الحمد للہ والسلام علی رسول اللہ مگر چہینکنے کی وقت
مین ایسا مسنون نہین بلکہ سکہایا ہمکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ہم ہر حال مین
الحمد للہ کہا کرین اور روایت کی احمد نے اپنی مسند مین ابن عمر سے کہ وہ کہتے
تہے کہ تمہارا دعا مین بہت ہاتہہ اونچا اوٹہانا بدعت ہی رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے سینہ سی زیادہ نہین اوٹہائے یعنی اتنی سے زیادہ نہی صحابہ روا
نرکہتے تہے اور روایت کی بخاری نی اپنی صحیح مین عکرمہ سے کہ اونہون نے
کہا ابن عباس نی کہا کہ نظر کر دعا مین سجع کرنی اور بچ تو اوس سی کہ مین نے
اور اصحاب نی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سی اقرار کیا کہ ایسا نکرین گی اور روایت
کی طبرانی نی اپنی مسند سی قیس بن حازم سی کہ اونہون نی کہا ابن مسعود سی ایک
واعظ کا ذکر کیا گیا کہ وہ رات کو بیٹہتا ہی اور لوگون سی کہتا ہی ایسا کہو ایسا کہو تو
کچہہ پڑہ ہوتا ہی جو مسنون نہین تو ابن مسعود نی کہا جب تم اوسکو دیکہو تو مجہی
خبر کرو پہر لوگون نی اونکو خبر دی اور عبد اللہ آئی اپنے موہنہ پر کپڑا ڈالے
ہوی یعنی جیسے کوئی دہوپ مین نکلتا ہی اور کہا جسنے مجہی پہچانا پہچانا
اور جسنی نہ پہچانا ہو تو مین عبد اللہ بیٹا مسعود کا ہون لوگ جانتی ہین کہ ہم رسول

صلی اللہ علیہ وسلم سی اور اونکی اصحاب سے زیادہ ہدایت پائی ہوی ہین یعنی تم جو
بدعت کی ضلالت مین لپٹی ہوی ہو تو حضرت اور حضرت کی اصحاب سی زیادہ
اپنی کو ہدایت والا جانتی ہو اور ایک روایت مین ہی کہ اونہون نی فرمایا کہ تم بدعت
کرنے لگے ظلم کی راہ سے اور کیا تم اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
سے علم مین زیادہ ہوگئی ہو اور روایت کی ابو عبد الرحمن سلمی نی اپنی کتاب
مین کہ عمرو بن عتبہ بن فرقد سلمی اور معضد اپنی چند یارون کی ساتھہ ایک مسجد
مقرر کئی تہی کہ اوسمین عشا اور مغرب کے درمیان سبحان اللہ پڑہا کرتے اور
لا الہ الا اللہ پڑہا کرتے اور الحمد للہ سو اسکی خبر لگی عبد اللہ بن مسعود کو سو جسنے
خبر دی تہی اوس سی عبد اللہ نی کہا کہ جب وہ لوگ بیٹہی ہون تو مجہکو آگاہ کرنا
پہر اونکو آگاہ کیا سو عبد اللہ اپنا باران کوٹ اوڑہے ہوی آنے اور اون مین
داخل ہوی اور باران کوٹ سی سر نکالا پہر کہا کہ مین ام عبد اللہ کا بیٹا ہون
اور تم لوگ ظلم کی راہ سی ایک بدعت لائی ہو کیا تم اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم
سے علم مین زیادہ ہوگئی ہو سو معضد نی کہا اور وہ بڑا یا تو نی تہا کہ قسم ہے
اللہ کی ہم کوئی بدعت نہین لائی ظلم کی راہ سی اور نہ اصحاب محمد سی زیادہ
علم رکہتی ہین تب عبد اللہ نی فرمایا کہ اگر تم اونکی سچی چلو تو وہ تم سے آگے
بڑہ چکے ہین بخوبی اور اگر تم داہنی بائین جہکے تو بیشک تم گمراہ ہوی اور دور
پڑی اور روایت کی ابن نجیم مصری نی بحر مین جو اونکی کتاب ہی ابن مسعود سے
کہ اونہون نی ایک قوم کو سنا کہ وہ مسجد مین جمع ہوی اور لا الہ الا اللہ

پڑھنے لگی اور درود بھیجنے لگی نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر پکار پکار کر سو عبد اللہ اونکی
طرف گئے اور اونسے کہا کہ یہ رسم ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک مین
نہین دیکھی اور مین تمہین مدعی سمجھتا ہون غرض عبد اللہ اونکو یہی کہتے رہے یہانتک
کہ اون کو مسجد سے نکالدیا اور روایت کی بخاری نے اپنی جامع صحیح
مین ابی بکر صدیق سے جمع مصحف کی بیان مین کہ اونہون نے کہا مین نے
عمر سے کہا کیونکر تم وہ کام کروگے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہین کیا
مگر عمر نے کہا کہ اللہ کی قسم یہ بہتر ہے پھر عمر مجھ سے بار بار یہی کہتے رہے یہانتک
کہ اللہ تعالی نے میرا سینہ کھولدیا اس بات کے لئے اور مجھے بھی یہی
مناسب معلوم ہوا جو عمر کو مناسب معلوم ہوا تھا اور روایت کی بخاری نے
جمع مصحف کی بارے مین کہ زید بن ثابت نے کہا مین نے ابو بکر سے کہا تم کیونکر
وہ کام کروگے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہین کیا اونہون نے کہا یہ
کام اللہ کی قسم بہتر ہے غرض ابو بکر مجھ سے بار بار یہی کہتے رہے یہانتک کہ
اللہ تعالی نے میرا سینہ کھولدیا جیسا ابو بکر کا سینہ کھولدیا تھا مترجم ان روایتون
کا خلاصہ یہ ہے کہ صحابہ سب کے سب ایسے کام سے نہایت ڈرتے تھے جو رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مین نہوا تھا اگرچہ وہ سراسر خیر ہو جیسا قرآن کا
جمع کرنا مگر جب سوچ سمجھکر جان لیتے تھے کہ اس کام کی ضرورت ہے یا کچھ دین کے
مصلحت ہے تو اوسکو ضرور کرتے تھے یہان سے بدعت حسنہ
کی حقیقت کو سمجھ لینا چاہئے اور روایت کی ابن محمود موصلی نے

اختیار مین جو اون کی کتاب ہی علی رضی اللہ عنہ سی کہ وہ نکلے عیدگاہ کو
اور چند لوگون کو دیکھا کہ وہ نماز پڑھ رہی ہین تو پوچھا یہ نماز کیسی ہی کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کی زمانہ مین نہ تھی اور امام بزار نے اپنی مسند مین کہ ولید بن سریع تک

کہا کہ ہم نکلی ساتھ امیر المومنین علی بن ابیطالب رض کی عید کی دن تو آپکی ساتھ والون مین سے
کچھ لوگون نے آپ سے پوچھا اور بولی یا امیر المومنین آپ کیا فرماتی ہین عید کے دن نماز پڑھنی مین
نماز سے پہلی اور اوسکی بعد آپنے اونکو کچھ جواب دیا پھر کچھ لوگ آئی پھر اونہون نے پوچھا پھر آپنے
اونکو جواب نہ دیا پھر جب ہم عیدگاہ تک پہونچی آپنے لوگونکو نماز پڑھائی پھر لوگونکو خطبہ سنایا
پھر اوترے پھر سوار ہوے پھر لوگ پہونچے یا امیر المومنین یہ لوگ نماز پڑھتے
ہین آپنے فرمایا پھر مین کیا کرون تمنی مجھ سے سنت کا طریقہ پوچھا تو حضرت نبی صلی اللہ
علیہ وسلم نے نہین نماز پڑھی نہ عید کی نماز سے پہلے نہ اوسکی بعد پھر جو شخص
چاہے کرے اور چاہے نکرے کیا تم دیکھتے ہو کہ مین منع کرون
اون لوگون کو جو نماز پڑھتے ہین اور اوس کی طرح پر ہو جاون جسنے منع کیا
ایک بندہ کو جب وہ نماز پڑھتا ہی اور اسحاق ابن اسوبہ نے علاء بن مسیب سے روایت کی
کہا کہ حضرت علی رض عید کے اور روایت کی ترمذی نی اپنے جامع مین
عمارہ بن رویبہ سے اور بشر بن مروان خطبہ پڑھ رہا تھا سو اوسنے خطبہ مین
دعا کی وقت دونو ہاتھ اوٹھائے سو عمارہ نی کہا اللہ تیری ان نابکار
ہاتھون کا برا کری مین نی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہی کہ وہ اس

زیادہ کچھہ اور نہ کرتی تھے کہ کلمہ کی اونگلی سی اشارہ کرتے ہون اور ہشیم نی
اپنی اونگلی سی اشارہ کیا اور مسلم نی بہی اسی کی مثل روایت کیا ہے
فائدہ دعا کرنیکا یہ ہی طریقہ ہے کہ اونگلی سے اشارہ کرکے دعا کری امام محمد
اپنی موطا مین فرماتے ہین کہ بہلائی ہے دعا مین اشارہ کرنیکا ہمکو خبر دی مالک
نے کہ مجکو خبر دی عبداللہ بن دینار نے کہا مجکو خبر دی ابن عمر رض نے دیکہا کہ مین
دعا کر رہا تہا اور اپنے دونو اگلیون سے اشارہ کر رہا تہا پہر ہاتہہ کی
ایک اونگلی سے تو اونہون نے مجکو منع کیا کہا امام محمد نے کہ ہم
ابن عمر رض کے قول کو لیتے ہین چاہیئے کہ ایک
اونگلی سے اشارہ کرے اور یہی قول ہے
ابو حنیفہ کا . . . . . داور روایت کی بخاری اور مسلم
اور ابو داؤد اور نسائی اور ابن ماجہ نے اپنی کتابون مین حفص بن عاصم
سے کہ انہون نی کہا مین ابن عمر کے ساتہہ تہا سفر مین سو انہون نے ہمکو دو رکعتین پڑہین
یعنی فرض کی اور اپنی کجاوہ کی لکڑی پر تکیہ لگا لیا اور کچھہ لوگون کو نماز مین کہڑے
دیکہا سو انہون نی مجہہ سے کہا کہ یہ لوگ کیا کر رہے ہین مین نی کہا سنتین پڑہتے
ہین تو اونہون نی فرمایا اگر مجہے سنتین پڑہنا ہوتین تو اپنا فرض ہی نہ پورا
کرتا ای میری بہتیجے مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت مین رہا یہانتک
کہ اونہون نی انتقال فرمایا اور انہون نی سفر مین دو رکعت فرض سے
زیادہ نہ پڑہی پہر یہ آیۃ پڑہی لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ

یعنے تم کو رسول اللہ کی پیروی بہتر ہی اور روایت کی بخاری نے ابن مسعود سے کہ
اونہون نے کہا علم کو سیکھو اون لوگون کے آنے سے پہلے جو خدا کے دین مین گمان
اور رای سے باتین کرینگے اور روایت کی امام شعرانی نے میزان مین سعید
بن عباس اور مجاہد اور عطا وغیرہم اپنی باتون مین ای کہ ہم حاضر سے
ڈرتے تھے یہانتک کہ عبد اللہ بن عباس اور محمد بن سیرین سے جب کوئی رای
کرنے لگتا اور کہتا اونسے کہ کوئی مسئلہ ہمکو لکھوا دو تو اونسے کہتے کہ اللہ تعالی نے
مومنون کی عزت ریزی حرام کی ہے سو ہم اوسکو حلال نہین کر سکتے ویکن
اللہ تعالی تمکو بخشے یعنی توجہ ہماری برای کرتا ہی اللہ تعالی معاف کرے
اور روایت کی بیہقی نے عبد اللہ بن مسعود سے کہ وہ کہا کرتے تھے کہ کوئی شخص دین
مین کسی کی تقلید نہ کرے اسلیے کہ اگر وہ مومن ہوا تو یہ مومن ہوا اور اگر کافر ہوا
تو یہ کافر ہوا یعنی حقیقت مین اور نفس الامر مین معلوم نہین کہ کیا ہی پھر ایسے
شک مین کیون پڑنا اور فکر کرو تم خود اپنی دین مین اور روایت کی بیہقی نے
مجاہد اور عطا سے کہ اون دونون نے کہا کہ کوئی ایسا نہین ہی جسکا بعض
کلام لیا گیا اور بعض پھینکدیا گیا نہو سوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے یعنے
اونکا سب کلام مقبول ہی اور روایت کی شعرانی نے میزان مین مالک بن انس سے
کہ اونہون نے فرمایا کہ کوئی ایسا نہین ہی جسکا بعض کلام لیا گیا اور بعض چھوڑ دیا
گیا ہو مگر صاحب اس روضہ مطہر کا یعنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور روایت
کی امام جعفر صادق سے کہ وہ فرماتے تھے کہ سب سے بڑا فتنہ امت پر یہ ہوگا

کہ ایک گروہ امور شرعیہ مین اپنی رای سے قیاس کرنے لگین گے اور حرام کرینگے
جسکو اللہ نے حلال کیا ہی اور حلال کرینگے جسکو اللہ نے حرام کیا ہی اور
روایت کی حضرت عمر سے کہ وہ فرماتے تھے اوس پروردگار کی قسم ہی جسکے
ہاتھ مین میری جان ہی کہ اللہ نے کسی نبی کی روح قبض نہین کی اور نہ وحی کو موقوف
کیا جب تک اوس کی امت کو رای سے بے پروا نہ کر دیا اور روایت
کی شعبی سے کہ وہ کہتے تھے اب ایسے لوگ آئینگے کہ امور شرعیہ مین اپنی رای سے
قیاس کرینگے سو اسلام اس سے گرجائیگا اور اوس مین رخنہ پڑیگا اور وکیع کہتے تھے
لازم پکڑو تم اتباع اہل حدیث کا اور حدیث مین کچا اسلئے کہ وہ لکھتے تھے جو اونکے
حجت ہوتی تھی دوسرے پر جو دوسرے کی حجت ہوتی تھی اوس پر بخلاف اہل ہوا
اور اہل رای کہ وہ کبھی نہین لکھتے تھے جو اونکی حجت ہوتی اور عبد الرحمن
دوانی چھڑکتے تھے اور خفا ہوتے تھے جسکو کہ وہ رای کو دین ٹھیراتا ہے
اور اکثر یہ دو شعر عربی پڑھا کرتے تھے [illegible] اسبات دین احمد
مصطفی ای دوستو [illegible] ان دین کا ای
دلربا کیا [illegible] از احادیث نبی
ای حق [illegible] حدیث اک آفتاب ای
نیک [illegible] اور روایت کی احمد بن [illegible] کہ [illegible] اہل حدیث کا مرتبہ فقہا
سے بہت بڑا ہوا اسلئے کہ اہل حدیث اصل کو جمع کرتے ہین اور [illegible]
عامر بن قیس کہا کرتے تھے کہ [illegible] جب تک علم جہل نہو جاویگا

اور جہل علم نہو جائیگا اور اعمش کہتے تھے تم ملازمت سنت اختیار کرو اور وہی
لڑکونکو سکھاؤ اسلئے کہ وہ لوگون کا دین بنائینگے جب اونکا وقت آویگا اور
روایت ہے ابی سلیمان خطابی سے کہ وہ کہتے تھے تم حدیث مین اور اقوال
ائمہ مین جھگڑنا چھوڑ دو اسلئے کہ اللہ تعالی فرماتا ہے کہ نہین جھگڑتے اللہ کے
آیتون مین مگر وہی لوگ جو کافر ہین اور کبھی زندقہ یا بدعت یا کفر یا دلکی گمراہی
اللہ کی باتون مین نہین ہوئی مگر جھگڑنے اور علم کلام کے سبب سے اور روایت
کی ہے عمر بن عبد العزیز سے کہ وہ کہتے تھے جب دیکھو تم ایک جماعت
کو کہ وہ کانون مین باتین کرتے ہین اپنے دین کی مقدمون مین تو گواہی دو
کہ وہ گمراہی اور بدعت ہے اور وہ کہا کرتے کہ سب لوگون مین نزدیک
اہل سنت ہین اور سب مین ذلیل اہل بدعت ہین اور بعض لوگون نے
ابن مسعود سے نقل کیا ہے کہ اونہون نے کہا بچو تم اون چیزون سے جو نئی نکالی گئی
ہین بدعات سے اسلئے کہ دین لون سے ایکبارگی نہین نکل جاتا ولیکن شیطان
تمہارے لئے بدعات نکالتا رہتا ہے یہانتک کہ ایمان تمہارے دلون سے
نکل جاتا ہے اور اقوال مجتہدان اربعہ امت غیر تم سے روایت کی شیخ محی الدین
مکیہ مین اپنی سند سے جو امام اعظم تک پہونچتی ہے کہ اونہون نے فرمایا بچو تم اللہ کے
دین مین اپنی رائے سے بات کرنیکو اور لازم پکڑو تم فرمانبرداری سنت کے
اسلئے کہ جو سنت سے نکلا گمراہ ہوا اور امام شعرانی نے امام اعظم سے نقل
کیا ہے کہ اونہون نے فرمایا قدریہ اس امت کے مجوس ہین اور پیش خیمہ ہین

جہال کا اور فرماتے تھے کہ جو شخص میری دلیل نجانتا ہو اوسکو میری قول پر فتوی دینا
حرام ہی اور حضرت امام جب فتوی دیتے تھے فرماتے تھے کہ یہ ابو حنیفہ کی رای ہے
اور وہ بہتر ہے اون سب باتونمین جو ہم سے ہوسکی ہین سو جو اوس سی اچھی بات
لاوی وہ صواب مین اوس سی زیادہ ہی اور فرماتے تھے کہ بچو تم لوگون کی
رای سی اور اکیبار اونکی محفل مین ایک شخص کوفہ کا آیا اور حضرت امام کے
محفل مین حدیثین پڑھین جاتی تھین تو اوسنے کہا کہ ان حدیثون کو چھوڑو
اور امام نے اونکو اپر نہایت جھڑکا اور فرمایا کہ اگر سنت نہوتی تو ہم مین سے
کوئی قرآن کو ہرگز نہ سمجھتا پھر اوس سی کہا کہ تو بندر کی گوشت کو کیا کہتا ہے
اور اوسکی دلیل قرآن مین کہا ہے سو وہ شخص چپکا ہو گیا اور اوسنے امام
سے کہا کہ آپ اوسمین کیا فرماتے ہین کہا وہ بہیمۃ الانعام سے نہین ہے
یعنی اسوجہ سے حرام ہی اور ہمیشہ فرماتے تھے کہ آثار سلف کی لازم پکڑو
اور لوگون کی رایون سے بچتے رہو اگرچہ وہ اچھی باتون کو بہت زینت دین
اسلئے کہ جب حق و باطل کہلیگا جب ہی کہلیگا اور تم اوسوقت سیدھی
پر ہوگے اور فرماتے تھے کہ بچو تم نئی بات سی اور بے فائدہ غور کرنے سے
اور لازم پکڑو پرانی اگلی بات فائدہ اسلئے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
اول اول توراۃ وغیرہ انبیاونکی دیکھنے سی منع فرمایا تھا کیونکہ یہود اور نصاری اوسکے معنے
بدل دیتے ہین اور بعضی جگہہ لفظین بدل دیتے ہین پھر آخر مین حضرت اور ایکبار اون
کہا گیا کہ اس علم مین آپ کیا کہتے ہین جو لوگ جو ہر اور عرض

اور جسم مین گفتگو کرتے ہین سو آپنے فرمایا کہ بفلسفہ والون کی باتین مین سوتم
لازم پکڑو آثار اور طریقہ سلف کو اور بچو تم ہر نئی بات سی کہ وہ بدعت ہے
ایکبار اونسی کہا گیا کہ لوگون نی حدیث پر عمل کرنا چھوڑ دیا اور سماع حدیث مین
مشغول ہین تو آپنے فرمایا حدیث کا سننا بھی ایک عمل بالحدیث ہے
اور فرماتے تھے کہ لوگ ہمیشہ خیر و خوبی سے رہینگے جب تک اونمین
طالبان حدیث باقی رہینگے پھر جب حدیث کی سوا اور علمون نے علم طلب
کرینگے بگڑ جاوینگے اور ہمیشہ کہتے تھے کہ اللہ تعالی عمرو بن عبید کو
ہلاک کری کہ اوسنے دروازہ لایعنی علم کلام کا لوگون پر کھولدیا اور فرماتے
تھے کہ کسی کو لایق نہین کہ کوئی بات زبان سے نکالے جب تک معلوم
کہ شریعت محمدیہ اوسکو قبول کرتے ہین اور ہمیشہ علما کو جمع کیا کرتے تھے
ایسے مسئلون کی لئی جس مین کتاب و سنت کی صراحۃً پاتے تھے اور
جسپر علما متفق ہوتے تھے اوسپر عمل کرتے تھے اور ہمیشہ جب حکم کتاب و سنت کے
اشارون سے نکالتے تھے اوسکو لکھتے نہ تھے جب تک علمای
زمانہ اوسپر متفق نہو جاوین پھر اگر سب اسکو پسند کر لیتے تھے تو ابو یوسف سے
کہتے کہ اوسکو لکھہ لو اللہ اونسی اور اونکی سچی تابعون سی راضی ہو تمام
ہوا مضمون شعرانی مترجم سے تابع اونکی وہی ہین جو غالب اور عامل حدیث
نبوی ہین اور باقی متعصبان حنفی جھوٹے مدعی ہین انتہی اور زاہد
اور قاری نی کہا ہے کہ ابو حنیفہ سچی بات مین جھگڑنے کو برا جانتے

ہتے یہانتک کہ ابو یوسف سے مروی ہی کہ ہم ابو حنیفہ کے پاس بیٹھی ہوی تہی
کہ اونکی پاس کچہہ لوگ آئے اور دو آدمیون کو اپنی ساتہہ پکڑے
ہوی لائی اور کہا کہ ایک تو کہتا ہی کہ قرآن مخلوق ہی اور دوسرا اوس سے
جہگڑتا ہے اور غیر مخلوق کہتا ہے آپنے فرمایا کہ ان دونو کے پیچہے
نماز نہ پڑہو سو مین نے عرض کی کہ بہلا اول شخص تو برا ہے کہ قرآن کے
قدیم ہونے کا قائل نہین ہی مگر دوسرا کیا قصور ہے جو اوسکے پیچہے
نماز نہ پڑہین اُنہون نے فرمایا کہ یہ دونون جہگڑتے ہین اور دین مین جہگڑنا
بدعت ہے مین کہتا ہون کہ مراد امام کی اس مقام مین وہ جہگڑنا ہے
جو کتاب و سنت کی دلیلون سی نہو جیسی پہلی لوگون نی اپنی عقلون کی ساتہہ جہگڑنا
اختیار کیا ہی متکلمین مین سی اور اونکی کتابین اون خرافات سے بہری ہین اور
جو جہگڑنا کتاب و سنت کی دلیلون سی ہو اور اوس سی اظہار حق مقصود ہو وہ
سلف سی ثابت ہی اور اللہ تعالی نے فرمایا ہے کہ اہل کتاب سے جہگڑو
بہ احسن وجوہ سو اوسمین غور کرلو اور روایت کی بیہقی نے مدخل مین باسناد صحیح
ابن مبارک سی کہ اونہون نی کہا سنا مین نی ابو حنیفہ سی کہ وہ فرماتے تہی
جب کوئی بات آجاوی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تو وہ ہماری سر آنکہون
پر ہے یعنی ماننا ضرور ہی اور جب آوی اصحاب سے تو اونکی قولون مین سے
ہم عمدہ قول چہانٹ لینگے اور جب آویگی تابعین سے تو اونکی ہم برابر
کرینگے اور روایت کی امام ابو جعفر الشیزاری نے اپنی سند متصل سے

Marfat.com

جو امام ابو حنیفہ تک پہونچتی ہے کہ وہ کہتے تھے کہ اللہ کی قسم ہم پر جھوٹ باندھا
اور بہتان کیا جسنے یہ کہا کہ ہم قیاس کو مقدم رکھتے ہین نص پر اور خوب جان لو
کہ نص کے بعد پھر قیاس کی حاجت کب ہوتی ہی اور امام صاحب ہمیشہ فرماتے
تھے کہ ہم نہین قیاس کرتی ہین مگر انتہا کی ضرورت کی وقت اور یہ یون ہوتا ہے
کہ اول ہم دلیل اوس مسئلہ کی کتاب و سنت مین دیکھتی ہین یا قضایای صحابہ
مین پھر اگر کوئی دلیل نہین پاتے تو اوسوقت بمجبوری قیاس کرتے ہین ایک
امر مسکوت عنہ کو منطوق بہ پر جب دونون مین ایک علت ایسی پاتے ہین
جو جمع کردی اون دونو کو ایک حکم مین اور ایک روایت مین امام سے مروی ہے
کہ ہم پہلے کتاب کو لیتے ہین پھر سنت کو پھر صحابہ کی فتوؤن کو اور عمل کرتی ہین
اوسپر جسپر لوگ متفق ہوتی ہین پھر اگر لوگ مختلف ہوتے ہین تو ہم قیاس کرتی ہین
ایک حکم کو دوسری پر جسمین ایک علت جامعہ دو مسئلون مین پائے جاتی ہو
یہانتک کہ معنی اوسکے واضح ہوجائین اور ایک روایت مین ہی کہ اونہون
نے کہا ہم عمل کرتے ہین پہلی کتاب اللہ پر پھر سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
پھر ابوبکر و عمر و عثمان و علی رضی اللہ عنہم کی روایتون پر اور ایک روایت مین ہے
کہ وہ کہتے تھے جو روایت آجاوی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے
وہ سر آنکھون پر ہے میری باپ ماں آپ پر قربان ہین اونکو کسی طرح اوسکی
مخالفت کی گنجایش نہین اور جو اونکے اصحاب سے آدمی اوسمین ہم چن
لیتے ہین اور جو اونکی سوا اورون سے آدمی تو وہ بھی آدمی ہین اور

Marfat.com

ہم بہی آدمی اور ابو المطیع بلخی کہتے تہے کہ مین نے امام ابو حنیفہ سے کہا کہ خبر دیجئے
مجہے اُس سے کہ آپنے ایک رای سے بات کہی اور ابو بکر نے بہی کیا تم اپنی رائے
اونکی رای کے آگے چہوڑ دوگے اونہون نے کہا کہ ہان پہر مین نے کہا کہ بہلا
آپنے ایک رای سے بات کہی اور حضرت عمر نے ایک بات کیا آپ اپنی
رای اونکی رای کے آگے چہوڑ دینگے اونہون نے کہا کہ ہان اور پہر کہا کہ
مین اسی طرح اپنی رای چہوڑ دونگا عثمان و علی اور تمام صحابہ کی رای کے آگے
سوا ابو ہریرہ اور انس بن مالک اور سمرہ بن جندب کے تمام ہوا قول اونکا امام شعرانی
نے کہا اور شاید یہ بات اسلئے ہو کہ معرفت ان اصحاب کے مراتب اجتہاد مین کم
تہے مگر اس امر سے اونکی عدالت مین کوئی نقصان نہین آتا اور ابو مطیع نے
کہا کہ مین امام ابو حنیفہ کے پاس تہا جامع کوفہ مین سو اونکے پاس سفیان ثوری
اور مقاتل بن حیان اور حماد بن مسلمہ اور امام جعفر صادق آئے اور اور
فقہا بہی اور اون سب نے امام صاحب سے کہا کہ ہم کو خبر لگی ہے کہ تم دین مین
قیاس بہت کرتے ہو اور ہمکو بہت خوف ہے اوسکا کہ تمہے اس سے
ضرر نہ پہونچے اسلئے کہ اول جسنے قیاس کیا تہا وہ ابلیس تہا غرض اوسنے تقریر
کی امام نے جمعہ کی صبح سے زوال تک اور اپنا مذہب اونکے آگے بیان کیا
اور کہا کہ مین کتاب اللہ پر پہلے تو عمل کرتا ہون پہر سنت پر پہر اقضیہ صحابہ پر اور
اونمین سے جو امراؤن کے نزدیک متفق ہوتا ہے اوسکو مقدم کرتا ہون اوسکے
بعد وہ لیتا ہون جسمین وہ مختلف ہون پہر اوسوقت قیاس کرتا ہون تو سب نے

کہا کہ آپ سب علما کے سردار ہین اور اونکی ہاتہہ اور گہٹنے چومے اور کہا کہ ہمارا
کہا سنا معاف کیجیے جو ہم نے تمہاری نسبت کہا ہو سو امام نے کہا اللہ تعالے ہم کو
تمکو سب کو معاف کرے اور خلیفہ ابو جعفر منصور نے امام ابو حنیفہ کے پاس
کہلا بہیجا کہ مجہے خبر لگی ہے کہ آپ قیاس کو حدیث پر مقدم کرتے ہین تو انہون
نے جواب دیا کہ نہین ہرگز ویسی بات نہین ہے جیسی آپکو پہنچی ہے اے امیر المومنین
ہم پہلے تو کتاب اللہ پر عمل کرتے ہین پہر سنت رسول اللہ پر پہر صحابہ کے
فیصلون پر جیسے ابوبکر و عمر و عثمان و علی رضی اللہ عنہم ہین پہر باقی اصحاب کے
فیصلون پر پہر جب ان مین پتا نہین نکلتا اوس مسئلہ کا تو ہمین قیاس
کرتے ہین جب لوگ اوسمین مختلف ہون اور اللہ اور خلق مین کچہہ قرابت
نہین تمام ہوا مضمون روایت کا امام شعرانی نے کہا شاید اس سے مراد یہ ہے
کہ اللہ کے دین مین کسی کی مروت اور رعایت نہین ہے بلکہ جو بات حق ہو اوسے
کو بجا لانا ضرور ہے ساری خلق کو اور اللہ اپنے بندون کی بات خوب جانتا ہے
اور امام ابو محمد بن حزم نے کہا کہ امام ابو حنیفہ کے تمام یارون نے اتفاق
کیا ہے کہ حدیث اگرچہ ضعیف بہی ہو جب قیاس اور اجتہاد پر مقدم ہے اور
امام ابو جعفر شیزبانی نے بہت کلام طویل کیا ہے امام کے اس امر سے بری
کرنیکو کہ وہ بغیر ضرورت کے قیاس کرین اور رد کیا ہے اوسے بخوبی اس
امر کو کہ وہ مقدم کرتے تہے قیاس کو نص پر اور کہا ہے کہ روایت
صحیح بہی ہے امام صاحب سے کہ حدیث سب پر مقدم ہے اوسکے بعد

آثار صحابہ اوسکے بعد اگر ضرورت ہو تو قیاس کرین غرض قیاس نہ کیا جائے
گا مگر جبکہ کسی امر کا حکم کتاب و سنت اور صحابہ کی فتوؤن مین نہ ملے غرض یہی امر منقول
اور صحیح ہوا ہی امام سے اور اسپر تو اعتماد کر اور کسی بات پر کان آور آنکھہ نہ لگا اور
کہا ہی کہ قیاس کی خصوصیت کچھہ امام کی ساتھہ نہین ہی بلکہ جمیع علما جب لاچار
ہو جاتی ہین قیاس کرتی ہین جب اونکو کسی مسئلہ مین کتاب و سنت اور اجماع اور
اقضیہ صحابہ کا کوئی نص نہین ملتا اور تصریح نہین ہاتھہ آتی آخر تک اونکے
قول کی اور روضۃ العلما مین نقل کیا ہی کہ امام ابو حنیفہ سے پوچھا کہ جب تک
ایک بات کہین اور کتاب اللہ کی خلاف ہو تو آپنے فرمایا کہ میرا قول چھوڑ دو
کتاب اللہ کی آگے پھر لوگون نے کہا اگر حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
خلاف ہو تو آپنے کہا میرا قول چھوڑ دو حدیث کی آگے پھر کہا اگر قول صحابہ
کے خلاف ہو تو آپنے کہا میرا قول چھوڑ دو صحابہ کی قول کی آگے مترجم
کہتا ہے کہ حضرت امام کا تو یہ ارشاد ہی کہ صحابہ کی آگے بھی میرا قول چھوڑ دو
مگر اسوقت کے برادران احناف رسول اللہ کی حدیث بھی اونکے قول کے
آگے نہین مانتی اور اونکا قول چھوڑ دینا تو کیا ذکر ہے بلکہ اونکی آگے رسول
مختار کے قول کو رد کر دیتی ہین مصرعہ ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا
انتہی اور امام ابو یوسف نے جب بشر مریسی سے مناظرہ کیا کہا کہ علم کلام
سراسر جہل ہی اور کلام کو بجا ناسرا یا علم تو اور یہ بھی کہا کہ جس نے علم کو کلام
سے حاصل کرنا چاہا وہ زندیق ہو گیا اور جسنے کیمیا سے مال طلب کیا وہ مفلس

Marfat.com

ہوگیا اور جسنے غریب حدیثون کی طلب کی وہ جہوٹ مین پڑگیا اور یہ ہے
کہا کہ نماز جایز نہین متکلم کی پیچہی اگرچہ وہ سچ بات بہی کہے اسلئے کہ وہ بدعتی
ہے اور نماز بدعتی کی پیچہی روا نہین ملا علی قاری نے کہا مین نے اس روایت
کو اپنی اوستاد کے آگے پیش کیا تو اوسنے کہا تاویل اسکی یہ ہے کہ غرض اوس متکلم
کی اظہار حق نہو روایت کی یہ ذہبی نے کتاب العرش مین اور نسبت کی اس
روایت کی عبد اللہ بن ابی حنیفہ و بوسی کی طرف اور کتاب السنہ مین امام شافعی
سے مروی ہے کہ اونہون نے فرمایا جسنے اس علم کلام مین یا اور ہوا کی امور مین
کلام کیا اوسکا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے لگا کر اصحاب تک کوئی پیشوا نہین
اسلئے کہ اوسنے اسلام مین ایک نئی بات نکالی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا ہے کہ جسنے ہماری دین مین نئی بات نکالی یا کسی نئی بات کو جگہہ
دی اسلام مین اوسپر لعنت ہے اللہ کی اور فرشتون کی اور سب آدمیونکی
اوسکا فرض اور نفل کچہہ قبول نہین اور ہروی نے اپنی سند سے امام شافعی
سے روایت کی کہ اونہون نے فرمایا کہ جب حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کی صحیح ہوجائے پہر اوسکو کسی کی حاجت نہین یعنی قابل قبول اور واجب العمل
ہے اور پہر اوسکو کسی مددگار کی ضرورت نہین اسلئے کہ سنت قران پر حاکم
ہے اور قران سنت پر اور سنت قران کے مجمل کو بیان فرماتے ہین اور روایت
کی شعرانی نے میزان مین کہ امام شافعی سے ایک بار سوال کیا کہ محرم اگر
زنبور کو مارے تو آپنے فرمایا جو مکروہ یا ہے رسول نے سو لیلو اور جس سے

منع کیا ہے اوس سی باز رہو اور امام محمد کوفی نے فرمایا دیکھا مین نی امام شافعی
کو مکہ مین اور فتوی دیتی تھی اور دیکھا مین نی احمد اور اسحق کو کہ وہ بھی حاضر تھے
غرض امام شافعی نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی ارشاد کیا کہ
عقیل نی ہماری لئی کوئی گھر چھوڑا بھی ہی پھر کہا اسحق نے کہ روایت پہونچی
ہے ہمکو حسن اور ابراہیم سے کہ وہ اسبات کو جایز کہتے تھی اور ایسا ہی
عطا اور مجاہد تب امام شافعی نے فرمایا کہ اگر تمہارے جگہہ کوئی اور ہوتا
تو مین اوسکا کان مڑوڑتا کہ مین تو کہتا ہون فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے اور تو کہتا ہی کہ عطا اور مجاہد اور حسن نے ایسا کہا اور کسی کی بات
چل سکتی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کی آگی اور حجت ہو سکتی ہی
میری باپ ماں آپ پر فدا ہون اور امام احمد نے فرمایا کہ مین نی امام شافعی
سے قیاس کو پوچھا تو اونہون نی فرمایا عند الضرورت جایز ہی اور کہا کرتے
تھے کہ اگر نہوتے تکھنی والی حدیث کی تو نی دبن منبرون پر خطبے پڑھتے اور
کہا کرتے کہ اصول کا لینا اور اختیار کرنا ذوی العقول کا کام ہی اور لازم ہے
کہ اصول کی کسی بات مین چون چرا نکری پھر کسی نی اونسی کہا ایکبار کہ اصول
کیا چیز ہے تو اونہون نی فرمایا کتاب و سنت اور قیاس انہی پر اور وہ
کہتے تھے کہ جب حدیث تمہاری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک بسند
متصل پونہچ جاوی تو وہی سنت ہے مگر اجماع کا درجہ اوس سی زیادہ ہے
مگر جب حدیث متواتر ہو جاوی اور فرماتی تھی کہ حدیث اپنی ظاہر معنی

محمول ہی مگر جب کئے معنی اوس مین پائی جاتے ہون تو اوسوقت اوسی معنے
وہی ہین جو موافق ظاہر کے ہون اور وہ کہتے تھے کہ اہل حدیث ہر
زمانہ مین مانند بارش کی ہی اپنے زمانہ مین (یعنے جیسے بارش سے
بقای عالم ہی ویسے ہی اونسی بقای دین ہے) اور کہتے تھے کہ جب مین کسی
اہل حدیث کو دیکھتا ہون تو گویا صحابی کو دیکھتا ہون رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے اور فرماتے تھے کہ بجو تم اوس حدیث کے لینے سے جو اہل رای کے
شہر سے آئی ہی مگر بعد تفتیش کے اور فرماتے تھے کہ جو علم کلام مین گہسا
وہ دریا مین اوترا اوسکی طغیانی کے وقت سو لوگون نے کہا کہ ای ابو عبد اللہ
(یہ کنیت ہے امام شافعی کی) وہ علم توحید مین ہین تو اونہون نے فرمایا کہ
مین نے امام مالک سے پوچھا توحید کو تو اونہون نے فرمایا کہ توحید وہی ہے
جسکے ساتھ آدمی مسلمان ہو اور اوسنے اپنی جان اور مال جسکی سبب سے
بچایا نمازیون کی ہاتھ سے اور وہ بھی قول ہی اشہد ان لا الہ الا اللہ واشہد ان محمد
الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اونہون نے فرمایا کہ جب تم دیکھو کسی کو
کہ وہ کہتا ہی کہ اسم اور ہی اور مسمی اور ہی یا دونون ایک ہین تو گواہی دو
کہ وہ زندیق ہی اور روایت کی امام غزالی نے پھر ملا علی قاری نے
نے کہ اونہون نے کہا جب تم سنو کسیکو کہ وہ کہتا ہی کہ اسم اور ہی اور مسمی اور
ہے تو گواہی دو کہ وہ اہل کلام سے ہے اور وہ بے دین ہے اور یہ بھی
اونہون نے فرمایا کہ اگر لوگ جان جاوین کہ علم کلام مین کیا خرابی ہے

نفسانی افتون کی تو ضرور اوس سی بہاگین جیسی شیر غران سی بہاگتی ہین اور روایت
کی حاکم نے اور بیہقی نے امام شافعی سے کہ وہ کہتی تہی جب حدیث صحیح
ہو جاتی تو وہی میرا مذہب ہے ابن حزم سی کہا کہ مراد اس سی یہ ہی کہ اونکی نزدیک
صحیح ہو جاتی یا اور کسی امام حدیث کی نزدیک صحیح ہو جاتی اور ایک روایت
یہ ہے کہ اونہون نی فرمایا جب میرا کلام تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے ارشاد کے موجب عمل کرو اور میرا کلام دیوار پر مارو اور ایکبار
اونہون نی ربیع سے کہا کہ ای ابو اسحاق تم میری ہر بات مین تقلید نہ کیا
کرو اور خود بہی اپنی لئی غور کیا کرو اسلئے کہ یہ دین ہے اور وہ جب کسی
حدیث مین توقف کیا کرتے تہے تو یون کہتی تہے کہ اگر یہ صحیح ہو جائیگی
تو ہم قائل ہو جاوینگے (یعنے اسپر عمل کرینگے) اور روایت کی بیہقی نے
امام شافعی سی مستحاضہ کی حدیث کی باب مین کہ وہ خون کا اثر دہو ڈالے
اور نماز پڑہی اور وضو کیا کری ہر نماز کے لئے کہ اونہون نی کہا اگر حدیث
صحیح ہو جاوی تو ہم اسکے قائل ہو جاوینگے اور ہم کو اس سے بہتر
ہو تا کہ قیاس کرین اور پہر سنت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
وضو کے باب مین کہ وضو واجب ہی جب کچہہ آگے یا پیچہے سے نکلی
اور فرماتی تہی کہ جب کوئی بات ثابت ہو جاوی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے
تو میری ماں باپ فدا ہون آپ پر پہر اوسکا چہوڑنا ہمکو حلال نہین
ہے اور براذین کے باب مین (براذین ترکی گہوڑی) حصہ کی غنیمت

کی مال ہی اونہون نی صاف تصریح کی اور کہا کہ اگر ثابت ہو جاوی ہماری
نزدیک مثل اس حدیث کی تو ہم اوسکا خلاف ہرگز نہ کرین اور ایک روایت
مین ہی کہ اگر ہماری نزدیک اسکی مثل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت
ہو جاوی تو ہم اوسیکو اختیار کرین اس لئی کہ وہ سب کا مونسی ہماری نزدیک
اولی اور بہتر ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قول کی سوا کسی کا
قول حجت نہین اگرچہ قایل اوسکی بہت ہون اور نہ کسیکا قیاس حجت ہے
اور نہ اور کوئی چیز مگر اطاعت اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خوب
دلسی مان کر ذکر کی یہ روایت بیہقی نی اپنی سنن مین جس باب مین خاوند
جورو مین سی ایک کے مرجانی کا ذکر ہے جسکا مہر مقرر نہ کیا ہو اور اونہی نے
روایت کی ہی ابو السہو مین کہ فرماتے تہے اگر یہ حدیث ثابت ہو جاوے
تو پہر اسکے آگی کسی کی حجت چل نہین سکتی اور فرماتے تہے کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم ہماری آنکہون مین اس سی زیادہ پیاری ہین کہ ہم اونکی حکم
کے سوا اور کچہہ دوست رکہین اور امام شافعی نے باب الصید مین
کہا ہے کہ جو مخالف امر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہو وہ ساقط الاعتبار ہے
اور حضرت کی حکم کی مقابل نہ کسی کی رای قایم ہو سکتی ہی نہ قیاس اسلئی کہ اللہ تعالے
نے سب عذر کاٹ دی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قول کی آگی سو اب
اون کی آگے نہ کسیکا امر چلسکتا ہی نہ کسی کی نہی اونکے حکم کی ہوتی
اور سگ معلم کی شکار کے باب مین جو شکار مین سی کچہہ کہا جاوی اونہون

نے فرمایا ہے کہ جب ثابت ہوجائے حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تو پھر
اوسکا چھوڑنا حلال نہین ہرگز کسی طرح اور باب قلق مین اونہون نے فرمایا ہے
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کے آگے کسیکا قول حجت نہین اگرچہ
بہت لوگ ہون اور روایت کی امام الحرمین نے نہایہ مین کہ اونہون نے
یعنے امام شافعی نے فرمایا کہ جب تمکو خبر صحیح پہونچ جائے یعنے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم سے اور میرا مذہب اوسکے خلاف ہو تو اوسی خبر کی اطاعت
کرو اور جان لو کہ وہی میرا مذہب ہے نقل کیا ہے اوسکو شاہ ولی اللہ نے عقد الجید
مین پھر کہا کہ صحیح ہوا ہے بخوبی کہ اونہون نے فرمایا کہ جب میرا مذہب تمکو پہونچے
اور کوئی حدیث تمہاری نزدیک اوسکے خلاف صحیح ہوجائے تو جان لو کہ میرا مذہب
اوسی حدیث کے موافق ہے جو مضمون حدیث ہے اور ابن الصلاح نے
علوم حدیث مین نقل کیا کہ امام شافعی نے اپنے رسالہ قدیم مین فرمایا
بعد صحابہ کی تعریف کی اور ایسے صحابہ جو اونکی شان کے لایق ہے اور کہا کہ صحابہ
رضی اللہ عنہم ہم سے درجہ مین اوپر ہین ہر علم مین اور اجتہاد مین اور ورع مین اور
عقل مین اور ہر امر مین جسکو علم کے ذریعہ سے آدمی دریافت کرسکتا ہے
اور اونکی رائین وانہین ہے محمود اور اولی ہین ہماری رایون سے اور ایسے
ہی اونکی رائین اولی ہین ہماری رایون سے اور روایت کی ابو عبد اللہ حاکم نے
کہ سنا مین نے اصم سے کہ وہ کہتے تھے کہ سنا مین نے امام شافعی سے کہ فرماتے
تھے جب حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روایت کیجائے اور تم

Marfat.com

دیکھو کہ مین اوسی اختیار نہین کرتا تو گواہی دو کہ میری عقل جاتی رہی اور ابن عبد البر
المحدثین مین ہی کہ امام مالک بن انس یہ بیتین اکثر پڑہا کرتے تہے جنکا مضمون
یہ ہی شعر سنیتین بہتر ہین سب سے دین مین اور محدث ہین بہت شر الامور اور امام
شعرانی نے روایت کی ہی میزان مین کہ وہ کہتی تہی کہ بچو تم لوگون کی رایون سے
مگر جسپر اجماع ہو چکا ہو اور پیروی کرو اوسکی جو اوترا تم پر تمہاری پروردگار
اور جو مروی ہوا تمہاری نبی سے اور اگر تم اوسکی معنے نہ سمجھو تو اوسی جاننے
والونکی سپرد کرو اور جہگڑا مت کرو اسلیئے کہ جہگڑا دین مین بقیہ نفاق ہے
اور فرماتی تہی کہ سپرد کرو علم کی باتون کو امامون کی طرف اور مت جہگڑو
اون سی پہر اگر ہم مین یہ بات ہو جائے کہ جب ایک شخص ہماری پاس آدمی
اور دوسری سے عدل مین زیادہ ہو کہ ہم اوسکی تابع ہو جاوین تو خوف
اوسکا ہی کہ ہم اوسکی تابع ہو جاوین کہ تو خوف اسکا کہ ہم اوسکی زمین پر جاوین جسکو جبرئیل
امین لائی ہین رب جلیل کے پاس سی اور امام مالک رضی اللہ عنہ کی عادت تہی
کہ جب کوئی حکم نکالتے تہے اپنی لوگون سی فرماتی تہے کہ اسمین خوب
فکر کرو اسلئی کہ یہ دین مین ہی اور کوئی شخص ایسا نہین ہے جسکی بعض
بات مردود اور بعض مقبول نہو مگر صاحب اس قبر کا یعنے رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم اور ابن حزم نی اون سی نقل کی ہی کہ جب اونکی وفات
ہوی تو اونہون نی فرمایا کہ جتنی مسئلہ مین نی اپنی رای سے کہین ہین مین دوست
رکہتا ہون کہ ہر ایک کے عوض مین مجہی ایک کوڑا مارا جای اور نہ ملاقات

کرون مین ایسی حال مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سی کہ اونکی شریعت مین مین نے
کچھہ بڑہایا ہو یا اونکی ظاہر شرع کا خلاف کیا ہو اور روایت کی غزالی نی پہر ملا علی
قاری نی کہ فرمایا امام مالک نے کہ گواہی اہل بدعت اور ہوا کی روا نہین ہی سوا اونکے
بعض یارون نی اوسکی تاویل کی اور کہا کہ اونہون نی اہل ہوا سی اہل کلام کو مراد
لیا ہی چاہی وہ کسی مذہب پر ہون اور روایت کی بیہقی نے کہ امام احمد بن
حنبل سے جبکو کوئی مسئلہ پوچھا جاتا وہ فرماتے کہ کوئی رسول اللہ کی اگی کلام
کر سکتا ہے اور امام شعرانی نے میزان مین نقل کیا ہی کہ امام احمد نہایت درجہ
بیزار ہوتے تھے لوگون کی رایون سی اور فرماتے تھے کہ ہم روا نہین رکھتے
کسی کی لیے کہ اکثر رایون کی کتب دیکھا کری مگر کچھہ نہ کچھہ اونکی دل مین رای کا
اثر ہو جاویگا اور اونکی صاحبزادی عبد اللہ سے منقول ہی کہ اونہون نی کہا مین
نے حضرت امام سی پوچھا کہ ایک شخص ایسی بستی مین ہو جہان ایک صاحب حدیث
ایسا ہو کہ صحیح و سقیم کو بخوبی نجانتا ہو اور ایک صاحب رای ہو تو مسئلہ کس سے
پوچھی اپنے دین کا تو اونہون نے فرمایا کہ اصحاب حدیث سی پوچھی اور
صاحب رای سی ہرگز نہ پوچھی اور اکثر یہ فرماتے تھے کہ ضعیف حدیث ہی
ہمکو لوگون کی رای سی اچھی معلوم ہوتی ہی اور امام شعرانی نے یواقیت الجواہر
مین نقل کی ہی کہ امام احمد فرماتے تھے کہ اللہ و رسول کی ہوتے ہوی کسیکو کلام
کی مجال نہین اور تقلید کر تو میری تقلید کی اور مالک کی تقلید کی اور نخعی کی اور
نہ اونکی سوا کسی اور کی اور لے تو احکام شریعت کو جہان سی ان لوگون نے

لیا ہی کتاب و سنت سی امام شعرانی نے کہا یہ اوسکی لئی ہی جسکو قوت استنباط احکام
کی ہی کتاب و سنت سے اور نہین تو علما نے بیان کر دیا ہی کہ عامی کو تقلید علما
کی واجب ہے تاکہ وہ اپنی دین مین گمراہ نہو جاوے اور روایت کی غزالی نے
پہر قاری نی کہ امام احمد نی فرمایا کہ علمای کلام زنادقہ ہین اور یہ بہی کہا ہی کہ صاحب
کلام نجات نپاویگا کبہی اور ہمیشہ تو دیکہی گا اوس شخص کی دل مین غل کو
جس نی کلام مین نظر کی ہی اور اسمین حضرت امام نی اسقدر مبالغہ کیا کہ حارث
بن اسد المحاسبی کو چہوڑ دیا باوجود اونکی زہد و ورع کی اسلئے کہ اونہون نے
ایک کتاب تصنیف کی تہی مبتدعین کی رد مین اور حضرت امام نی اونسی فرمایا
کہ تیری خرابی ہو تو اونکی بدعتون کو نقل کرتا ہی پہلے پہر رد کرتا ہی کیا تو لوگون
کو بدعتون کی مطالعہ پر مستعد نہین کرتا اور اونکی شبہون مین فکر کرنے پر
اور یہ مطالعہ اور فکر اونکو رای اور بحث اور فتنہ کے طرف بلاویگا اور ردا
کی بخاری نے اپنے رسالہ خلق افعال عباد مین جس مین رد کیا ہے اصحاب
جہم اور تعطیل کو کہتا ہو نہین کہ امام احمد نے اور اونکی اتباع نی جو اہل علم ہے
سب نے کہا ہی کہ کلام اللہ غیر مخلوق ہے اور ماسوا اوسکے سب مخلوق ہے
اور اونہون نے اسمین بحث کرنیکو اور باریک باتون کی کہودنی کو مکروہ جانا ہے
اور ہلاکت الا بہجا ہی ان لوگون کو جو کلام کرتے ہین اور بیفائدہ غور کرتے ہین
اور جہگڑتے ہین مگر اوس چیز مین جسکا علم آچکا ہے یعنے خدا کی کتاب
مین اور بیان کر دیا ہی اوسکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور نقل کی

امام شعرانی نے داود طاہری سے کہ ایک شخص نے اونسی مشورہ پوچھا کسی عالم کی
تقلید کرنیکو جو اوسکی زمانہ مین تہا تو اونہون نے فرمایا میری بھی تقلید نہ کر چہ جائے
امام احمد سی اوپر مذکور ہوا وہ سب کہدیا اور آگی ہوچکا ہی کہ سفیان ثوری نی فرمایا
کہ سواد اعظم اہل سنت ہین اگرچہ ایک شخص ہو اور بعضون نی ثوری سی روایت
کی ہی کہ اونہون نے کہا بدعت ابلیس کو تمام معاصی سی زیادہ محبوب ہے اسلیئے
کہ اور معاصی الا اپنی معاصی سی توبہ کرتا ہی بخلاف صاحب بدعت کے کہ وہ اپنی
بدعت سے کبھی توبہ نہین کرتا اور نہ اوس سی مغفرت مانگتا ہی بلکہ اوسکو اچھا
جانتا ہی اور روایت کی سہل سی کہ اونہون نی اس آیۃ کی تفسیر مین ولا تجد قوما
یومنون بالله والیوم الاخر کہا ہے کہ جسکا ایمان صحیح ہوگیا اور توحید خالص
ہوگئی ہی وہ مبتدع کی ساتھہ نہ بیٹھتا ہی نہ اسکی ساتھہ کہاتا ہی بلکہ اپنی ذات سے
اوس سی عداوت اور بغض ظاہر کرتا ہی اور جسنی ان امور مین بدعتی کی ساتھہ
سستی کی اللہ تعالی اوس سی حلاوت یقین کی لیجاتا ہی اور جسنی قبول کی بات مبتدع
کی طلب عز وغنا کی لیے دنیا کی اللہ تعالی اوسکو ذلیل کریگا اوس عزت کی
وجہ سی اور محتاج کریگا اوس غنی کی بعد اور جو بدعتی کا منہہ دیکہکر ہنسا اللہ تعالی
اوس کی دل سے نور ایمان سلب کرلیتا ہی اور اوزاعی کا قول آگی ہوچکا ہی جسکو
کہ دارمی نی روایت کی ہی جس مین یہ مضمون ہی کہ پہر ابلیس نے اونکی اہوا
پیدا کی اور جو آیتین اور حدیثین اور آثار اور اقوال ائمہ مجتہدین اتباع سلف
اور اجتناب عن اہل بدعت کی باب مین ہم نی نقل کئے ہین کہ ایسے

95

كان الله تعالى فهو منزه عن ذلك علوا كبيرا

اسلام بغير حاجة

Marfat.com

کہ ایسے کافر ہین کہ اب تجھکو اور قولون کے لانے کیحاجت نہین ہی اور اگر ہم
اور اقوال کے جمع کرنیکا ارادہ کرین تو ایک دفتر کبیر کی ضرورت ہو مگر ہم نے
اسی پر اختصار کیا اور حتنا بادی النظر مین لکھا لکھدیا اب ہم کچھ اقوال علمائے
متصوفین کاملین متاخرین کے لکھتے ہین بعد اوسکے مقصود
کو شروع کرینگے انشاء اللہ تعالی مذکور کیا شیخ اجل امام ربانی غوث صمدانی
محبوب سبحانی نے کتاب غنیۃ الطالبین مین کہ عقلمند مومن دانشمند کا بہتر
یہی ہی کہ سنت کا تابع رہی اور بدعتین نہ نکالے اور نہ کسی امر مین حد شرعی
سے آگے بڑھے نہ بیفائدہ غور کرے نہ تکلف کرے تاکہ گمراہ نہو جائے
اور اوسکا پیر نہ پھسل جاوے کہ پھر ہلاک ہو جائیگا چنانچہ عبد اللہ بن مسعود نے
فرمایا ہی کہ پیروی سنت کرو اور بدعتین مت نکالو اسلئے کہ سنت تمکو کفایت
تمام ہوا مضمون غنیہ کا اور دوسری مقام مین فرمایا ہے کہ مومن کو اتباع
سنت اور جماعت لازم ہی اور سنت وہی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
مقرر کردی اور جماعت وہی جسپر اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گذری
خلافت مین خلفای راشدین مہدیین کی زمانہ مبارک مین اور اہل بدعت کے
بہت ہونے پر تو کچھ التفات نہ کر اور جناب شیخ علاؤ الدولہ سمنانی نے
فرمایا ہی کہ مسلمان کو لازم ہی کہ جب ایسے کسی شخص سے ملاقات کرے
جو کہ اہوا اور بدعتون کو لے رہا ہے اور سنتون مین سستی
کرتا ہے تو اوسکو برا کہے اور اوس سے بیزار رہے اور اوسکو بھیتی ہوئی چھوڑ دے

اور جب اوس سے ملے تو اوسکو سلام نہ کرے اور جب وہ سلام کرے تو جواب نہ دے
جب تک وہ اپنی بدعت کو نچھوڑ دے اور حق کی طرف نہ پھرے اور اگر بدعت
پر مرجاوے تو اوسکے جنازہ مین شریک نہو اور مجدد الف ثانی محبوب ربانی
شیخ احمد سرہندی نے اپنے مکاتیب مین ایک عبارت طویلہ کے بعد زبان فارسی
مین لکھا ہے کہ ایسے قیاس پر اور سب بدعات ہین اور نئی کام نکلے
ہوئے کہ وہ سب سنت پر زیادہ ہین اگرچہ کسی وجہ سے ہون اور زیادت موجب
نسخ ہے اور نسخ حکم کو مٹانا ہے تو گویا بدعات مین جانا سنت کو مٹانا ہے
سو لازم پکڑو تم پر وی سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اور کفایت کرو صرف
اقتدا اللہ اصحاب پر اسلئے کہ وہ تارک ہین کہ جنکی چال چلوگے ہدایت پاؤگے
مگر قیاس اور اجتہاد یہ بدعت نہین اسلئے کہ وہ معنی نصوص کے ظاہر کرنیکا
نام ہے اور وہ کسی امر زاید کو ثابت نہین کرسکتا سو عبرت پکڑو ای بصیرت
والون اور سلام ہے اوسپر جو ہدایت پر چلا اور لازم پکڑی جسنے متابعت
مصطفے صلعم کی اوپر رحمتین ہون اللہ پاک و برتر کی اور سلام علامہ عارف
باللہ ابو الخیر خراسانی نے اپنی کتاب شرعۃ الاسلام مین کہا ہے کہ آثار مشہور
مین آیا ہے کہ چنگل مارنے سے سید الخلایق کی سنت پر فساد امت کے وقت
اور جب اختلاف مذاہب و ملل کا ہو سو شہید کا ثواب ملتا ہے پھر لوگون نے
عرض کی کہ یا رسول اللہ سو شہید ہم مین کی یا سو شہدا اون مین کے تو آپنے
فرمایا نہین بلکہ سو شہید تم مین کی اور وہ شخص تو ایسے تکلیف مین ہوتا ہے

جیسے کوئی چنگاری آگ کی اپنی ہاتھ مین لئی ہو کہ نہ اوسکو چھوڑ سکتا ہو نہ پکڑ سکتا
ہو اور مراد اس سنت سے جسکے اختیار کرنیکا حکم ہوا ہے وہ طریقہ ہی جسپر اوس
زمانہ کے لوگ تھے جنکے خیر اور صلاح اور ارشاد کی بشارت دی گئی ہی اور وہ
اونکا زمانہ ہی جو خلفاء راشدین کی وقت مین تھی جو ہم عصر تھے سید الخلائق
کے پھر جو اونکے بعد تھے تابعین سے پھر جو اونکے بعد تھے پھر جو کام ظاہر
ہوا اونکے زمانونکے بعد اونکی طریقونکے خلاف وہ بدعت ہی اور صحابہ
رضوان اللہ علیہم اجمعین بہت برا جانتے تھے اوس شخص کو جسنے کوئی نیا
کام نکالا ہوتا تھا یا کوئی بدعت ایجاد کی ہوتی یا ایسے رسم جو عہد نبوت مین
نہ تھے خواہ وہ بات تھوڑی ہو یا بہت معاملہ مین یا عبادت مین یا ذکر مین
الغرض سنت مین یہ امر بھی داخل ہی کہ آدمی اوسمین بحث اور تفتیش نکرے
جس مین سنت آچکی ہو جب اوسکی سند صحیح ہو جاوے اور متن ثابت ہو جاوے
یعنی ملا تکرار مان لے اسلئے کہ اوس مین بحث کرنا تعمق فی الدین مین داخل ہے
اور تعمق گمراہی کی کنجی ہی اور اگلی امتین نہین ہلاک ہوئین مگر طول جدال سے
اور کثرت قیل و قال سے بلکہ ضرور ہی کہ آدمی اپنی کچلیون سی تھام لے اوس کام
کو جو سنت سے ثابت ہوا ہو اور اوسپر عمل کری اور اوسکی طرف خلق کو بلاوے
اور اوسکے موافق حکم دیوی اور اہل بدعت کی بات ہرگز نہ سنے اور
نہ اونکی طرف جھکے اور دوسری جگہہ اوسی کتاب مین کہا ہے سلف صالح
کی سنت ہے دور رہنا اہل ہوا اور اہل بدع سے اسلئے کہ نبی صلی اللہ

علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ اہل ہوا کے ساتھہ نہ بیٹھو اور نہ اہل بدع کی ساتھہ اسلئے
کہ اونمین ایک نشانی ہی جیسے کہجلی والی مین ہوتی ہی اور منع کیا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے قدریہ کو ابتدا السلام کرنیسی اور اونکی بیمارونکی عیادت سی اور اونکے
جنازونپر حاضر ہونے سے اور اونکی بات سننے سی پہر اگر ہوسکے تو
اونکو نہایت سخت زبانی سی جہڑکے اور اونکی انتہا درجہ کی ذلت کرے
اسلئے کہ حدیث مین وارد ہوا ہے کہ جس نے صاحب بدعت کو جہڑکا اللہ
تعالے اوسکا دل ایمان سی بہر دیگا اور امن سی یعنی فتنون سی بدعت کی
محفوظ رہیگا اور جسنے صاحب بدعت کی
ذلت کی اوسکو اللہ تعالے قیامت مین بڑی کہبراہٹ سی جو نفخہ اولی کی وقت پیدا
ہوگی اوس سی بچاویگا اور وہ سری جگہہ کہا اور آدمی کو لازم ہے کہ سواد اعظم
کو لازم پکڑی ہر چیز مین اور ایک بالشت [illegible] اسلئے کہ اللہ تعالی اس
امت کو گمراہی پر متفق نکریگا اور اونکو حق بات سمجہاتا رہیگا جہان کہین ہون
اسلئے کہ بدتر آدمی وہ ہی جو اکیلا ہو اور اپنی سمجہہ پر پہولا ہوا ہو اور اپنے عمل کو کہا
کو بجا لاتا ہو اور اگر جماعت مین کہ آدمی کسی عمل مین خطا بہی کر جاوے
تو عفو کے اور صواب کے نزدیک ہے بہ نسبت اوس شخص کے جو سب کو چہوڑ کر
اکیلا ہو رہا ہو قوم سے اور سواد اعظم وہی گروہ ہے جو امر الہی پر
قایم ہو اور متمسک ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر اور خلفاے
راشدین مہدین کی طریق پر ہو جو حضرت کی بعد تہے اور کہا شیخ علامہ کامل

عبد الوہاب شعرانی نے میزان مین اور مین نی سبات سے بخوبی جان لیا کہ ٹھیری رہنا
اوس حد پر جو وارد ہو چکی ہی یعنی شارع سے اولی ہی بدعت نکالنی سے اور اگر
استحسان بہی کیا جو ایک قسم ہی قیاس کی تو کبہی ایسا ہوتا ہی کہ شارع اوسکو
پسند نہین کرتا خواہ وہ زیادت تحریم مین ہو خواہ وجوب مین اور دوسری
جگہہ مین کہا ہی کہ مجہکو ظاہر ہو گیا ای میری بہائی راون روایتون ی جو ہم نے
ایمۂ اربعہ وغیرہم سے نقل کی ہین کہ جمیع ایمۂ مجتہدین اولہ شرعیہ کی گرد
گہومتی ہین جدہر وہ اولہ جاوین اور وہ سب کی سب اللہ کی دین مین اپنی
رای سے بات کہنے سے مبرا اور پاک ہین خصوصاً امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ
کہ وہ بہت دور ہین اللہ کی دین مین اپنی رای سی بات کہنی سے اور ایسی بات
جس پر ظاہر کتاب و سنت گواہ نہو تمام ہوا مضمون اونکا بطور اختصار کے
اور فرمایا شیخ عارف کامل و اصل الی اللہ شیخ ولی اللہ نی اپنی کتاب حجۃ اللہ البالغہ
مین کہ مین کہتا ہون فرقہ ناجیہ وہی لوگ ہین جو عقیدہ اور عمل مین سب مین
ظاہر کتاب و سنت کو اختیار کرتی ہین اور اوسپر مین جسپر جمہور صحابہ اور تابعین تھے
اگرچہ وہ مختلف ہون آپسمین ایسی چیزون مین جسمین کوئی نص نہین ہی اور صحابہ
کا اتفاق اوسمین کسی جانب ظاہر ہوا ہے اور اختلاف اونکا استدلال
مبنی ہو ساتہہ اون چیزون کی جو یہان مذکور ہوئین یا تفسیر مجمل پر اور غیر ناجیہ
وہ فرقہ ہی جو چلا گیا ایسے عقیدہ پر جو خلاف عقیدہ سلف ہے یا اختیار کر لیا
ایسے عمل کو جو اونکے عملونکے سوا ہی اور دوسری مقام مین فرمایا ہے

مولانا سلام اللہ فتح پوری کی آئمہ
اللہ علیہ کے صاحبزادی مین پوتے کا مین
روایت [illegible] نے ابو حنیفہ
فقہ کو [illegible]
[illegible] مین
[illegible] اور
[illegible] نے فرمایا ان اللہ علی عرشہ فی السماء
تعالی من خلقہ کیف شاء
و نہیں [illegible] مین زمین
عرش پر ہے اپنے آسمان مین
اپنے خلق سے جسطرح چاہتا ہے

اور امام احمد نے اور اسی طرح
نے فرمایا کہ علم والونکا ارکان
کہ اللہ عرش کے اوپر ہے
بیٹھا ہے اور ہر شے کو جانتا ہے
اور یہی قول ہے فقہا کا اور بخاری
اور ابو داؤد اور ترمذی اور نسائی
اور ابو یعلی اور بیہقی وغیرہ حدیث
کے امام ونکا مولانا

جناب شاہ صاحب نے کہ صواب وہی ہی جو صحابہ اور تابعین کی نزدیک تہا اور وہ یہ ہے
کہ آدمی ٹہیرا رہی ظاہر سنت پر اور جو مرتبہ مین ظاہر کے برابر ہے جیسی ایا اور اقتضا
فحوی ہی اور بہت غور نکری اور اجتہاد مین نہ گری جب تک اشد ضرورت نہوا
کوئی حادثہ واقع نہوا اسلیے کہ اللہ تعالی کہولدیتا ہی اوسوقت علم کو بنظر عنایت
کے جو لوگون پر ہی اور پہلے سے طیار رہنا قبل وقوع حادثہ کے اسمین گمان
کہ غلطی مین پڑجانے کا اور دوسری جگہہ کہا ہے کہ پہر ایک گروہ مسلمانون کا
گہس پڑا اور صفات مین بحث کرنے لگا اور اوسکی معانی کی تحقیق مین پڑگیا
بغیر کسی نص یا دلیل قطعی کے اور زبان درازی کی ان کہنی والون نے اور حدیث
والون کے اور اونکا نام مجسمہ اور مشبہہ رکہہ دیا اور کہنے لگے کہ وہ نکتہ
کے آڑمین ہین اور مجہپر بخوبی واضح ہوگیا ہی کہ اونکی زبان درازی محض مین
کے نسبت لغو ہی اور وہ اپنے طعنون مین خطا کرتے
والے ہین از روی روایت کے بہی اور اپنی طعنون مین نرے خاطی ہین جو
ہدی پر پیشی کرتے ہین تمام ہوا مضمون شاہ صاحب کا بطور اختصار کے
اور کہا شیخ علامہ ابو محمد الدمیاطی شافعی نے نظم مین کہ مضمون اوسکا
ابیات کتاب اور سنت مین ہی علم برحق کلام اور منطق مین ہی جہل
سکوت اور خموشی مین ہی خیر سارا کلام اور منطق مین ہی شر تمہارا
کہ وہ امر جسکے سبب سے اون سی انکار کیا گیا اور وہ برای جواب
بہلای ہو رہی ہی علم فضول کا پڑہنا پڑہانا ہے اور معقول مین مشغول

رہنا اور منقول سی غافل ہوجانا اور اوسمین منطق پر کرٹرنا اور اونکی خیال مین
یہ امر ہی کہ جو منطق نہ پڑہا ہو وہ بات ہی نہین کر سکتا سو مین نہین جانتا کہ امام
شافعی اور امام مالک نی اوسکو پڑہا تہا یا ابو حنیفہ نے اوسکو حاصل کیا تہا یا
احمد بن حنبل نے اس مین توغل رکہا تہا یا سفیان ثوری اس مین مشغول تہی یا
ایاس نی اپنی دکاہی سے حاصل کی تہی یا عمر نی اپنی ہوشیاری سی کمائی تہی یا واصل نے
اور سحبان نی اپنی بلاغت سی سے انتہا کے درجہ کو پہونچائی تہی اور اگر یہ علم
نہوتا تو یہ لوگ فصاحت کو پہونچتی کیا تو دیکہتا ہے کہ اس قوم کے عقلیں
بیمار ہوگئی تہی اور اونکی فطانت علیل ہوگئی تہے ہرگز یہ ایسا نہین ہے
اونکی عقلین اس سے زیادہ تیز تہین کہ منطق کی قید مین پہسین اور اس سی زیادہ مشابہ
ہے اسکی کہ یہ قوم بیکار شے مین گرفتار ہوگئی ہین اور ایسی شی کا اونہون
نے اپنے کو محتاج بنایا ہی جس سی مستغنی اور بے پرواہ کی گئی تہی اور
شیطان اونکو وعدے اور آرزو مین لاتا ہی اور وعدی دیتا ہی اور آگاہ ہو پہلے
کہ کوئی کوئی اہل علم مین سے ان کتابونکو چہپا کر دیکہتا تہا اور پوشیدہ
اونکا مطالعہ کرتا تہا اسلیے کہ سب سے پہلے آفت ان کی یہ ہے کہ
انسان کو ایک بیفائدہ امر مین مشغول کر دیتی ہی اور پروردگار نے جس سے
بے پرواہ کیا ہے اوسکا محتاج بنا دیتی ہی مگر ان لوگون نے اب
اوسکو سب مقاصد سے بڑا سمجہہ لیا ہے اور بڑی ثواب کی چیزون
سے اور مسلمات سے خیال کر رکہا ہے پہر اب اوس مین بہت

کثرت سی اوقات خراب کرتے ہین اور اوسکی تحصیل مین عمرین ضایع کرتے ہین حرا
اونکی کیا اونہون نی داعی ہدی یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بات نہین سنی
کہ وہ غصہ ہوی جب حضرت عمر اونکی پاس توراۃ ایک تختے پر لکھکر لائے اور فرمایا
ہر یادرکھنی والی کے لئے کہ اگر موسی علیہ السلام زندہ ہوتے تو اونسی کچھہ بن
پڑتا سوا میری اطاعت اور پیروی کی غرض اونہون نے کوئی عذر نچھوڑا
اوس کتاب کے لئے جسے موسی لائے تھے اور نور تھے تو اب تو اونکے
ساتھہ کیا خیال کرتا ہے جسکو خطیبون نی بنایا ہی شک کی ظلمتون مین پڑے
پڑے اور اقرار کیا ہے کہ وہ کذب وزور ہے پس ہای اللہ کیا حرانی
ہوگئی اولٹی عقلون کی کہ وہ ڈوب گئین فلسفہ کے گمراہیون مین
تمام ہوا مضمون دمیاطی کا اور فرمایا امام حافظ ابن عبد البر نے جو مالکی
ہین کہ مضمون اونکا یہ ہی ابیات کون ہی جو رودی ہم پروائے * علم دین
اور خیر کو ای باوفا * ہم نہین ہین جانتے غیر کتاب * یا احادیث نبی ماصوب
جو رسانید صحیحہ سی ہمین * اور صحت کے ساتھہ ای صاحب ملین * علم
اگلونکا یہی تھا دایما * ناقد دین تھی وہ ای صاحب وفا * پھر کیا لوگون
نے اب اوسکا خلاف * رای سے اور فکر سے یا اعتساف *
الغرض سمجھا اسے اب علم دین ہے یہی رونیکا باعث یا تیقین اور
امام حجۃ الاسلام ابو حامد الغزالی نے احیاء العلوم مین کہا ہے کہ تجھکو
جان لو کہ حاصل علم کلام کا جو ایسی دلیلین ہین کہ نفع دیتی ہین وہ خود

اور اخبار صحیحہ مین موجود ہین اور جو اسکے سوا اور واہیات علم کلام مین بھرا ہوا ہے
وہ مجادلہ مذمومہ ہی اور وہ بدعت ہے اور جو امور اوس مین ایسے مذکور ہین کہ اور
فرقون سے متعلق ہین اور اونکی باتون کو رد کرتے ہین اور اوسمین بڑی لمبی لمبی
تقریرین اور بڑی بڑی باتین مذکور ہین وہ سراسر بکواس اور بڑ ہین کہ طبیعتون
کو فریب دیتی ہین اور کانون کو تھکا دیتی ہین اور بہت باتین اوسمین ایسے
ہین کہ وہ بیفائدہ غور کرنا ہی ایسی چیزون مین جسکو دین سے کچھ تعلق نہین اور
زمانہ اول مین اونکا کوئی نشان بھی نپایا جاتا تھا اور اوس مین گھسنا محض
بدعت ہے تمام ہوا مضمون امام غزالی کا بطور اختصار کے اور دوسرے
مقام مین اوسی کتاب مین کہا ہے کہ لوگ علم کلام مین مختلف ہین سو
بعضون نے تو کہا ہے کہ وہ بدعت ہے اور حرام ہی اور اوسی طرف گئے ہین
امام شافعی اور مالک اور احمد بن حنبل اور سفیان ثوری اور تمام محدثین
سلف کی چنانچہ ابو عبد الاعلی نے کہا ہے کہ مین نے امام شافعی سے
کہ وہ کہتے تھے جسدن اونہون نے مناظرہ کیا تھا حفص فرد سے کہ وہ
متکلمین معتزلہ مین سے تھا کہ اگر کوئی شخص ملاقات کرے اللہ عزوجل سے
ساتھ تمام گناہون کے سوا شرک کے تو بہتر ہے اس سے کہ ملے اللہ سے
تھوڑا بھی علم کلام لیکر اور البتہ مین نے حفص سے ایک ایسی بات
سنی کہ مین اوسکو زبان پر نہین لا سکتا اور کہا اونہون نے کہ مین نے
اہل کلام سے ایسی باتین دیکھی ہین کہ مین اونکا گمان بھی نہین رکھتا تھا

اگر اللہ تعالیٰ کسی بندہ کو تمام گناہونمین گرفتار کردی سوا شرک کی تو بہتر ہے
اس سی کہ وہ نظر کری علم مین کلام کی اور کرانبسی نے نقل کیا ہی کہ امام شافعی سے
سوال کیا علم کلام سے تو غصہ ہو گئے اور کہا کہ ایسی باتین حفص فرد سے پوچھنا
چاہیئے اور اوسکے لوگون سی اللہ اونکو خراب کری اور جبکہ امام شافعی بیمار
ہوی حفص فرد اونکی پاس آیا اور اونسی کہا کہ مین کون ہون امام صاحب نے فرمایا
کہ تو حفص ہے پھر فرمایا کہ اللہ نہ تیری حفاظت کری نہ رعایت کرے تو
توبہ نکری اوس بات سے جس مین گرفتار ہے اور اونہون نی یہ بھی فرمایا کہ اگر
لوگ جان لیوین کہ علم کلام مین کسقدر خواہشین نفسانی بھری ہوئی ہین تو اوس سے
ایسا بھاگین جیسی شیر سے بھاگتے ہین اور یہ بھی فرمایا ہی کہ جب تو کسی سے
کہ وہ کہتا ہے کہ اسم عین مسمی ہی یا غیر مسمی تو گواہی دو کہ وہ اہل کلام مین
سے ہے اور بے دین ہی اور غضرانی نے کہا کہ امام شافعی نے فرمایا
کہ اہل کلام والون مین سے میرا فتوی یہی کہ اونکو چھڑیون سی مارے اور
تمام گروہون اور جماعتون مین ہنڈاوی اور کہا جاوے کہ یہ سزا ہے
اوسکی جسنی کتاب و سنت کو چھوڑ دیا اور کلام کے پیچھے پڑا اور احمد بن حنبل نے
کہا کہ کبھی نجات نپاویگا صاحب کلام اور کسی ایسی شخص کو تم نہ دیکھوگے
جسنے علم کلام مین نظر کی ہونگی مگر تم اوسکے دل مین دغا دیکھوگے اور
مبالغہ کیا اونہون نی ایسا رد مین یہانتک کہ چھوڑا دیا اونہون نی حارث
محاسبی کو باوجود اوسکے زہد اور ورع کے اسلیئے کہ اونہون نی ایک کتاب

تصنیف کی بدعتین کی رد مین تو اون سی امام احمد نے فرمایا کہ خرابی ہو تیری
تو اونکی بدعت کا ذکر کرتا ہی پہلے پہر اوسکو رد کرتا ہے تو تو لوگون کو مستعد
کرتا ہے اپنی اس تصنیف سی بدعت کی مطالعہ پر اور فکر کرنے پر اونکی شبہات
مین تو بلاتا ہے اونکو یہ امر طرف رای کی اور بحث کی اور امام احمد نے
فرمایا کہ علمای کلام زنادقہ ہین اور امام مالک نے فرمایا کہ تو نہین دیکھتا کلام والے
گو کہ اگر کوئی شخص اوسکے اوس سی زیادہ جہگڑنے والا آجاوے تو وہ
اپنا دین چہوڑ دیتا ہے غرض ہر روز اوسکا نیا دین ہوتا ہے مراد
یہ ہے کہ ان جہگڑالو لوگون کے اقوال قوت اور ضعف اور برای بہلائی
مین کم وبیش ہوتی ہین اور امام مالک نے فرمایا گواہی اہل بدع کی اور اہل ہوا کے
روا نہین ہی اور کہا ہے بعض اصحاب نے اونکے کہ مراد اس سی اہل کلام ہین
خواہ وہ کسی مذہب کے ہون اور امام ابو یوسف نے کہا کہ جسنے علم کلام کی ساتھ
طلب کیا زندیق ہو گیا اور امام حسن بصری نی فرمایا کہ مت تقریر کرو اہل ہوا کے
اور نہ بیٹھو اونکی ساتھ اور نہ اونکی بات سنو اور متفق ہوی اہل حدیث سلف
کے اس پر اور منحصر نہین ہو سکتی جو جو سختیان اس بارہ مین اونسی مروی ہین اور
اونہون نی سب نے کہا کہ اصحاب باوجودیکہ حقایق کو خوب جانتے ہین اور
ترتیب الفاظ کو اپنی غیر کے بہ نسبت زیادہ سمجہتے تہے مگر پہر اونکے حقیقت
کو جو بیان نہین کیا تو اسی وجہ سے کہ اوس سے شر پیدا ہوتے ہین اور
اسیوجہ سے فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہلاک ہو گئے تابکی کہال چیرنے

دائمین بار آپ نے یہی فرمایا مراد اوس سی یہ ہی بات کی تہ مین غور کرکے بیفائدہ جی
بہر کر بحث کرنیوالی اور یہ بہی دلیل لائی ہین کہ اگر یہ حقایق جو متکلمین بیان کرتی ہین
دین مین داخل ہوتے تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جتنے حکم کئے ہین
اون سب سے زیادہ اسمین اہتمام فرماتے اور اوسکا طریقہ ہمکو سکہاتے اور آپکے
اور اوسکی لوگونکی تعریف فرماتے اسلئے کہ آپنے استنجا سکہایا اور حفظ فرائض
کی ترغیب دی اور اون لوگون کے تعریف کی اور اونکو تقدیر مین کلام کرنیسے
روکا اور فرمایا تقدیر مین بحث کرنیسے باز رہو اور اسپر تمام صحابہ گذری اللہ
اونسے راضی ہو غرض زیادت استاذ ونپر سرکشی اور ظلم ہے اور صحابہ اور استاذ
اور پیشوا ہین اور ہم لوگ سب تابع اور شاگرد ہین تمام ہوا کلام غزالی کا اور کہا ہے
فاضل رومی نے مجالس الابرار مین کہ یہ جو نہی آئی ہے کہ کوئی بہائی کسی بہائی
مسلمان کو تین دن سے زیادہ نچہوڑے یہ اوسکے حق مین ہے جو حقوق صحبت
اور عشرت مین تقصیر کرے سوا اوس شخص کی جسکے دین مین قصور ہو کہ چہوڑنا
اور ترک ملاقات کرنا اہل بدعت اور اہل ہوا کا ہمیشہ کو ہے جب تک
وہ اپنی ہوا اور بدعت سے توبہ نکرے اسلئے کہ صحابہ اور تابعین اور تبع
تابعین اور علمای اہل سنت سب کے سب اسپر اجماع کئے ہوئے ہین اور متفق
ہین کہ اہل بدعت کی عداوت اور ترک ملاقات ضرور ہے اور علامہ
فاکہانی نے کہا کہ نئی بات نکالنا دین مین ہرگز مباح نہین یہ اجماع مسلمین
اور علامہ ابن حاج نے مدخل مین بعد ذکر مولد کے کہا ہے کہ یہ

بدعت ہی اسلیے کہ یہ زیادت ہے دین مین سلف صالح کی عمل سے نہین
اور اتباع سلف کا اولی ہے اور احمد بن محمد مصری مالکی نے معتمد مین کہا ہے
کہ ہم پچھلے لوگونکی بات نہین مانتے ایسے امور مین جو سلف نے نہین کی
اسلیے کہ پچھلون کو صرف اتباع کافی ہے پھر بدعت نکالنے کی کیا ضرورت
ہے اور شریعۃ الٰہیہ مین ہی کہ ہم خلف کی بات نہین مانتے اون چیزون کو
جو سلف نے نہین کین اسلیے کہ پچھلون کو فقط اتباع کافی ہے پھر بدعت نکالنے
کے کیا ضرورت ہی اور ابن الفضل نے بھی یہی کہا ہے اور احمد بن الحسن
نے اپنی ملفوظ مین کہا ہی کہ یہ عمل یعنے مولد نہین منقول ہی سلف
سے اور فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس امت کی اول مین
جو اصلاح ہوگی وہ آخر مین نہوگی اس قول کو ابن النقط سے نقل کیا ہے
اور فرمایا قاضی محمد بن علی الشوکانی نے اپنی کتاب نیل المرام علی شفاء الاوام
فی احادیث الاحکام مین کہا ہے کہ جو آتے ہین فضائل اعمال مین یعنے
احادیث موضوعہ جب اوس عمل کو جسکی وہ حدیث متعلق ہے
اوس حدیث سے ایسی نسبت دی جو دلیل
گو دلیل سے ہوتی ہے تو اسمین شک نہین کہ اوسکے عامل نے کوئی
اور عمل نہین کیا سوا اسکے جیسے نماز و روزہ یا ذکر سے
مگر وہ شخص بدعتی ہے اس فعل مین اپنی عقیدہ کے رو سے کہ وہ مقید
رکھتا ہے ایسی چیز کے مشروع ہونیکا جو مشروع نہین اور ثواب کا

عمل کا اوسکے وبال ابتداع کے ساتھہ برابر نہین ہوتا پس اوس فعل مین جو حکم
وہ ثابت نہین مصلحت خالصہ نہین ہوتی بلکہ مفسدہ بدعت کی گناہ کا
اوس مین مل جاتا ہے اور بچنا گناہ سے مقدم ہے منافع کے حاصل
کرنے پر تمام ہوا قول شوکانی کا اور اسی فاضل نے فوائد المجموعہ مین مسئلہ خلق
قرآن کی بارہ مین کہا ہے کہ یہ حدیث موضوع ہے جرات کی اسکی وضع پر
اوس شخص نے بکو اللہ مطلق محرم تھی جب یہ قول کہا لانہا یعنے قرآن کے مخلوق
ہونے کا مامون کے زمانہ مین اور اس قول کے سبب سے لوگونپر بڑی فتنین
پڑین اور اندہی بہت سے فتنہ پیدا ہوی اور کلام اس مسئلہ مین بدعت ہے
اور برا ہی اسلئے کہ قرآن عظیم ہی اور سلف مین اسبارہ مین ایک حرف سے وارد
نہین ہوا اور سلف سے اسمین کچھہ ثابت نہین ہوا اس مقدمہ مین شیخ علی کہتا ہے کہ قرآن
مخلوق نہین اوسکا مطلب تو یہہ ہوتا ہے کہ اسکا بولنا مخلوق ہے
وہ بولنا اوسکی صفت ہے وہ ذات سے جدا نہین اوسکا تکلم
ہوتا ہے اور سننے والا یہ سمجھتا ہے کہ یہ قرآن جو بندونکی
زبان سے نکلتا ہے اور بندے دیکھتے ہین یہ صاحب اللہ
مخلوق نہین ایسی لئے عام لوگونکو اس بارے مین بات
بحث کرنا بدعت ہے اور تعظیم اور اکرام جان لو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
مین ہے اور اون حکمون کے مقید رہنے مین ہے جو وہ لائے ہین اور جنکا اون نے
پھیلایا ہے اور اون کے طریقہ زندہ کرنے مین اور بندگان خدا کو اوس طریقہ کے

طرف بلانے مین غرض اسی مین نجات آخرت ہی اور تعظیم اوسکی بدعت
منع کرنی مین ہے خواہ وہ بدعت زیادتی کے راہ سے نکالی گئی ہو یا کمی کی
راہ سے **ابیات** سب سے بہتر ہین امور اگلونکے یار ، ہے ہدایت کا اونہین
مین کاروبار ، اور بدتر ہین امور محدثات ، اور نئی ہووی نکالی جو کہ بات ۔
اور شیخ عبد المحسن الجلی الکاتب دمشقی نے کہا ہے **ابیات** ۔

ہو بدل طالب حدیث پاک کا	ہے نجھو گر عقل اور فہم و ذکا
ہے مراد دین اسی مین کر یقین	علم دین بیشک یہی ہے بہترین
اور اسی سے نیکنامی ہی تمام	اہل دین ہین اے مری عالیمقام
ہے قیاس و رای ظلمت سر بسر	اور جو بدعت ہے وہ ہے پر خطر
ہے وبال آخرت محدث جو ہے	بچ تو اوس سے ای اخی نیک پے

اور کہا ہے شیخ علامہ شمس الدین ابن القیم حنبلی نے اغاثۃ اللہفان مین اور
شیطان کی مکرون سے ہے وہ امر جو لوگون کی خیال مین آگیا ہے پریشان رایون
سے اور شریر خیالون نے یہانتک کہ اونکو یہ خبط سوجھا ہے کہ کلام اللہ تعالے
کا بطور ظاہر کے ہے اور مفید یقین کا نہین اور دلایل قطعیہ وہی امور عقلیہ
ہین یا طریقے فلسفیہ یا طرق کلامیہ غرض حایل ہو گیا یہ خبط اونکا اور مانع ہو گیا
اونکو قرآن کی چراغ ہدایت اور یقین حاصل کرنے سے اور جھکا دیا اونکو
منطق یونان پر یہانتک کہ اونہون نے اللہ کی کتاب کو پیٹھون کے پیچھے پھینک دیا
اور اوندھی موہنہ گر پڑی اسی خیالات پر کہ وہ کو زاتے ہے اونہین کی اور

اور نجاست تھی فکر ونکے اور پہین اور جہاگ تھی کہ اوٹھی تھی سیاہ دلون پر بستان
سے سو دیکھو کیسا زمرے سے پہلا کہ شیطان اونکو بہکا کر لے گیا یہانتک
کہ ایمان سے باہر کردیا اور دین سے جیسے بال گوندھے آٹے سے اور فرمایا
شیخ الاسلام تقی الدین ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہ ہمارا قول وہی ہے جو
فرمایا اللہ جل جلالہ نے اور اوسکے رسول نے کہ فرمایا اللہ نے والسابقون
الاولون یعنی اور اگلے لوگ جو پہلے ایمان لائے ہین مہاجرین سے اور
انصار سے اور جو اونکی پیروی نیکی مین اور جو کہا ہے اللہ نے ان
مہاجرین اور انصار کے بعد کہ اجماع کیا مسلمانون نے اونکی ہدایت پر
اور ان کی پیروی پر اور یہی اجماع خلق پر اسباب مین اور اوسکے سوا اور اقوال
مین اصلی کہ اللہ تعالی نے بہیجا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ہدی اور دین حق کے ساتھ
نکالین لوگون کو ظلمتون سے نور کے طرف اون کے رب کے حکم سے عزت
تعریف والے اللہ کی راہ کیطرف اور گواہی دی اوسنے اللہ نے اپنے کہ بہیجا ہے
اونکو اپنے حکم سے اور حکم کیا اونکو کہ فرمادین کہ یہ راہ میری ہے
کہ بلاتا ہون مین اللہ کیطرف خوب دیکھہ بہال کرلین یہی اور جو میرے
تابع ہین غرض عقل اور دین کی رو سے محال ہے یہ کہ وہ چراغ روشن
کہ جسکے سبب سے اللہ نے لوگون کو ظلمتون سے نور کیطرف نکالا ہو اور
اوسکے ساتھہ بھی کتاب اوتاری ہو تاکہ وہ حکم کرے لوگون مین جس مین
وہ مختلف ہون اور حکم بھی کیا اللہ تعالی نے لوگون کو اپنے امور متنازع فیہ

مین اوسکی طرف رجوع کرین اپنے امور دینیہ مین اور رجوع کرین اوسکی کتاب و حکمت کے
طرف جو اوسکے ساتھہ بھیجی گئی ہے اور وہ بلانا بھی ہو اللہ کی طرف اور اوسکی راہ
کیطرف اوسکے حکم سے دیکھہ بھالکر اور اللہ نے یہ خبر دی ہے کہ اوسنے اس
نبی کا دین پورا کردیا اور اوسکی امت کا اور اونپر نعمت تمام کردی غرض محال ہے
ان سب باتون کے ہوتے ہوئے اور امور کے ہوتے ہوئے کہ اوس نبی نے ایمان
اور علم کا باب ایسا ہے چھوڑ دیا ہو کہ جس مین ہزارون شک اور شبہے پڑے
ہوئے ہون اور نہ بیان کرے اور نہ جدا کرے اون پیاری نامون کو اور
اوس بلند صفتون کو جنکو اللہ دوست رکھتا ہے اور جو درست ہین اور
جنکو برا جانتا ہے اسلیے کہ ان صفتون اور نامونکا جاننا دین کی اصل ہے
اور ہدایت کی جڑ ہے اور اون سب علمون سے جو دل نے کمائے ہین
یا نفسون نے حاصل کئے ہین یا عقلون نے دریافت کئے ہین زیادہ تر
افضل اور واجب ہے غرض کیونکر یہ بات ہو سکتی ہے کہ ایسی کتاب اور
ایسا رسول اور ایسے لوگ جو ساری خلق اللہ سے افضل ہین بعد انبیا کے
اونہون نے اسباب مین اعتقاد اور قول کے راہ سے کوئی حکم نہ دیا ہو
اور یہ بھی محال ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو ہر ایک شے
سکھائی ہو یہان تک کہ پاخانہ مین بیٹھنا بھی اور فرمایا ہو کہ مین تمکو ایسے
ملت روشن پر چھوڑے جاتا ہون کہ اوسکی رات اوسکے دن کے مانند
روشن اور اوسکے ہوتے ہوئے گمراہ نہین ہوتا میرے بعد مگر وہی جو

ہلاک ہونیوالا ہے اور فرمایا ہے آپنے اون باتون مین جو اونسے صحیح ہوچکی ہین کہ اللہ تعالی
نے کوئی نبی نہین بہیجا مگر اوسپر واجب کردی یہ بات کہ دلالت کری اپنی امت کو
اونکی بہتر باتون پر جسپر وہ ہین اور جدا کردیوی اونکی دین مین جو شر ہین اور سکہا دے
اونکو اور فرمایا ابوذر نے کہ بیشک وفات پائی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور
ایک جانور بہی جو آسمان کیطرف اپنی پر ہلاتا ہوا ایسا نہوڑا کہ جسکا ایک علم ہم سے
بیان نہ کیا ہو اور فرمایا عمر بن الخطاب نے کہ کہڑے ہوی ہماری درمیان رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم ایک مقام مین اور ذکر کیا ابتدائی خلقت کا یہانتک کہ داخل
کردیا اہل جنت کو اونکی مکانونمین اور اہل نار کو اونکی مکانونمین پہر جسنے اوسکو
یاد رکہا یاد رکہا اور جو بہول گیا بہول گیا روایت کی بخاری نی اور یہ محال ہی کہ جب
آپنے ہر ایک شے جس مین دینی منفعت ہے اگرچہ بہت کم ہو سب سکہادی تو ایسی چیز کو
چہوڑدین جسکو لوگ اپنی زبانون اور دلونسے پڑہتے ہین اپنی رب اور معبود کے
باب مین جو رب ہے سب عالمونکا اور ایسا ہے کہ اوسکی معرفت پر انتہا ہے تمام
معرفتون کی اور اوسکی عبادت اشرف ہے تمام مقصدونسے اور اوس تک پہونچنا
انتہا ہے تمام مقاصد اور مطالب کی بلکہ اللہ کی معرفت خلاصہ ہے ساری
دعوت نبوت کا اور خلاصہ ہے تمام دعوت الہیہ کا پہر کیونکر یہ وہم آسکتا ہے
اوسکے دل مین جسکو ذرا بہی ایمان کا اثر ہے کہ اسکا بیان رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم سے بخوبی تمام واقع ہوا ہو پہر جب یہ بات ثابت ہوگئی کہ آپنے
خوب بیان کردیا پہر یہ محال ہی کہ قرون فاضلہ یعنے صحابہ جن مین رسول اللہ

صلے اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے پھر جو اونکے بعد ہین یعنے تابعین پھر
جو اونکے بعد ہین یعنی تبع تابعین یہ سب کے سب
اس معرفت کو نجاتے ہون اسلئے کہ ناحق امر کے قبول کرنیکا
سبب یا تو یہ ہوتا ہی کہ علم نہو اور قبول نہ پہونچے اور یا یہ ہوتا ہے کہ حق کے سوا کسی
باطل کا عقیدہ رکھتا ہو اور خلاف حق کا قایل ہو اور یہ دو باتین ممکن نہین اب سنو
کہ پہلے بات یعنی علم نہونا اسطرح ممکن نہین کہ جسکے دل مین ذرا بھی حیات
اور طلب علم کی خواہش عبادت کے ہوگی اوسکی نزدیک یہ بحث اور اسکا دریافت
کرنا اور حق کو اسباب مین پہچاننا سب مقصدون سی بڑا اور سب مطلبون سے
عمدہ ہوگا مراد میری یہ ہی کہ جسکا اعتقاد ضرور ہی کیفیت رب سے اور صفات و
سے اور نفوس صحیحہ کسی چیز کے ایسے طالب اور شایق نہین ہی جیسے
اس امر کی معرفت کی طالب ہین اور یہ امر فطرت سے بخوبی معلوم ہی پھر کیونکر ہوسکتی
یہ بات کہ ایسا تقاضا ہر ایک نفس مین موجود ہو کہ جو سب تقاضون سے
بڑھ کر ہی اور اوسکا مقتضے موجود نہو یعنے وہ سردارون کی پیتے تین
زمانون والے اپنی سب زمانون مین اس سی سوال نکرین اور دریافت نکرین
بلکہ یہ امر جو انتہا درجہ کا بیوقوف ہوتا ہی اور کمال کنارہ رکھتا ہے اللہ سے
اور اوندہی موہنہ دنیا مین پڑا رہتا ہے اور اللہ کی یاد سے غافل ہوتا ہے
اوس سے بھی نہین ہونا پھر ان لوگون سے کیونکر ایسا ہو سکتا ہے
باقی رہی دوسری بات یعنے یہ کہ وہ غیر حق کی قایل ہون اور معتقد تو

اوسکا خیال تو کوئی مسلم اور عاقل جو اون اکابر کے حال سے واقف
ہو گا کبھی نہین کر سکتا اور کلام اسباب مین بہت ہے کہ اس قسم سے
مین نہین آسکتا اور یہ بات طلب اور تتبع سے دریافت ہو سکتی ہے
اور یہ بھی نہین ہو سکتا کہ پچھلے لوگ معرفت الٰہی کو اگلون سے
زیادہ جاننے والے ہون جیسے بعض کند ذہن کہتے ہین جو
قدر سلف کے اور بزرگی اون کی نہین جانتے اور نہ اللہ کو پہچانتے
ہین نہ اوس کے رسول کو اور نہ مومنون کو جانتے ہین اور
ہرگز وہ معرفت کسی کے نہین رکھتے جیسے معرفت کا حکم ہوا ہے
غرض اون احمقون کا قول یہ ہے کہ طریقہ سلف کا سلامتی
والا ہے اور طریقہ خلف کا علم و حکمت والا اور اگرچہ یہ
عبارت صادر ہوئی ہو بعض علما سے اور لوگ اوسکے
کچھ معنے صحیح بھی بیان کرتے ہون مگر یہ لوگ بیشک متبوع
ہین جو فضیلت دیتے ہین طریقہ سلف پر طریقہ خلف کو کہ
ماخوذ ہے فلسفیون سے اور جو اون کے قدم بقدم ہین
اور گمان کرتے ہین کہ طریقہ سلف کا صرف الفاظ
قرآن اور حدیث پر ایمان لانا ہے بغیر سمجھے

مانند اون امیون کے جن کی حق مین اللہ تعالے فرماتا ہے ومنہم امیون لا یعلمون
الکتاب الا امانی یعنے بعضے لوگ ہین بے علم ہین کہ نہین جانتے کتاب
کو مگر کچھہ خیال باندھ لیے اور طریقہ خلف کا معانی نصوص کا نکالنا ہے جو اپنے
حقیقی معنون سے پھیرے گئے ہین کئی قسمون کی مجازات سے اور غرایب لغات سے
غرض یہ خیال محض فاسد ہے اور اس خیال کی رو سے اور اس قول سے
لازم آتا ہے کہ اسلام کو پیٹھہ کے پیچھے پھینکدیا اور اگلے سلف والون پر
جھوٹ باندھ دیا اور اس گمراہی مین پڑ گئے کہ طریقہ خلف کو اوس سے زیادہ صواب
و بالاتر بتانے لگے اور یہ سب باتین اونہون نے جمع کین ایک تو طریقہ سلف کا نجاننا
دوسرے اوپر جھوٹ باندھنا تیسرے آپ جاہل رہنا چوتھے گمراہ ہونا یہ سب
خرابیان طریقہ خلف کی صواب جاننے سے لازم آئین اور سبب اوسکا فقط یہی
ہے کہ اونہون نے اعتقاد کر لیا کہ نفس الامر مین ایسی کوئی صفت اللہ مین نہین ہے
جسپر نصوص دلالت کرتے ہین اور منشا اسکا وہ شہادت ہوی جن مین اونکی بھائی
کا فر بھی شریک ہین پھر جب اونکے خیال مین یہ امر جم گیا کہ نفس الامر مین کوئی صفت
ایسی اللہ مین نہین ہے اور لازم ہوی یہ بات کہ نصوص کے کچھہ معنے ہون
جن مین وہ صفات مذکور نہین تو اب وہ متردد ہوے ان دو باتون مین ایک تو لفظ پر
ایمان لانے مین اور اوسکے معنے اللہ تعالے کو سونپنے مین اور اوسکو اونہون نے
طریقہ سلف کا مقرر کیا دوسرے یہ کہ بیان کرنے مین معانی اون نصوص
کے یہ تکلف بنا بنا کر اور اوسکو طریقہ خلف کا مقرر کیا غرض یہ خیال باطل

مرکب ہوا فساد عقل سے اور دلائل سمعیہ کے انکار سے اسلئے کہ اونہون
نے صفات منصوصہ کے نفی مین اعتماد کیا امور عقلیہ پر جسکو محض غفلت اور
شبہ سمجھنا ضرور ہے اور دلایل سمعیہ مین اونہون نے کلام کی تحریف کرنا شروع
کی اور بات کو اپنی موقع سے پلٹ دیا غرض جب اونکا کاروبار ان بیہودون
مقدمون پر مبنی ہوا تو نتیجہ یہ نکلا کہ اگلے سلف کے سب کے سب جاہل تھے اور نہایت
بیوقوف اور یہ اعتقاد کرنا ضرور پڑا کہ وہ لوگ امی تھے جیسے امت کے نیک لوگ بہوت
بہاسے سیدھے سادے ہوتے ہین عوام مین سے کہ انکو حقایق علم الٰہی معلوم
نہین ہوتے اور علم الٰہی کی باریکیان وہ غریب نہین سمجھتے اور یہ پچھلے لوگ فاضل ہین
کہ علم و فضل مین سب سے آگے ہو گئے ہین پھر اس بات کو جب آدمی خوب
غور کری تو انتہا درجہ کی گمراہی اس مین پائیگا اور یہ بات کیونکر ہو سکتی ہے کہ یہ
پچھلے جنکا اضطراب ابواب دین مین بہت سخت ہی اور اللہ کی معرفت سے
بڑے بڑے پردہ اپنے پڑ گئے ہین اور جو اسکے پوری دوڑ پر واقف ہو گیا ہے
وہ کہتا ہے یعنے امام شہرستانی **ابیات** چہان ساری مین نے پچھلے سب گروہ + ایک سے
اونمین نپایا حق پردہ جسکو دیکھا ایک پریشانی مین تھا + ہاتھ سر پر رکھے
حیرانی مین تھا + اور اقرار کیا ہی اونہون نے کسی کا شعر نقل کیا ہی یا خود تصنیف کیا ہی اوسکے
بعض روسا نے کہا ہے اپنی تصانیف مین چنانچہ ایک اونمین کہتا ہے یعنے امام
فخر الدین رازی **ابیات** عقل کی ہی انتہا عجز و کلال + اور اکثر سعی مردم ہی ضلال +
روح کو وحشت ہے یا روح جسم سے + ہمکو حاصل کچھ نہین غیر از ملال + بحث ساری

کہ امام رضا علیہ السلام کی درگاہ
مین آپکے پاس اور
حظ بادشاہ کو ہوگا اور شفاعت
اور آخرت مین برادر جو وجہ
اللہ تعالے بادشاہ اسلام کو دینا
کی شفیع کی فرزند شفاعت پیچھے
کیا اوس درگاہ مین گناہون کی
شہید رضا مین

عمر کی ضایع گئی ؛ مول ہمنے لے لیا ناحق وبال - اور میسرا کہتا ہی کہ مین ایک دریا ہی پیدا کنار
مین کودا اور اہل اسلام کو اور انکے علوم کو چھوڑ دیا اور ایسی غار مین گھسا جس سی مجھکو منع
کیا تہا اور اب اگر اللہ کی رحمت میری دستگیری نہ کری تو میری خرابی ہے اور اگاہ رہو
کہ مین اپنی مانکی عقیدہ پر قرا ہون اور ایک اون مین سے کہتا ہے کہ اکثر لوگون نے
شکایت کی ہی موت کی وقت اہل کلام کی اور ان متکلمین کے جو مخالف ہین سلف کے پہر
جب مین نی اونکی حقیقت امر دریافت کی تو معلوم ہوا کہ اونکی پاس اللہ کی خالص
پہچان اور علم کی ایک بہی خبر نہین ہی اور اوسکی معرفت کا ذرا دہبا اور نشان بہی
نہین غرض جب اون کاملون کا یہ حال ہے جو اوس مین کمال رکہتی تہی پہر ان متعصبین
کا کیا حال ہوگا جو پردہ غفلت مین طریقہ خلف کو فضیلت دی رہے ہین سلف کے
طریقون پر اور کہلے ہوی حیران ہو رہے ہین یہ لوگ بہلا اللہ کے ساتہہ زیادہ علم رکہنے
والے اور اوسکی اسماء اور صفات کو زیادہ جاننے والی اور اوسکی ذات کو مضبوطی
سے پہچاننے والی کیونکر ہو سکتے ہین اور اوسکی آیتون مین محکم راہ کیونکر پا سکتی ہین اون
اگلون نے جو مہاجرین اور انصار تہی یا جو اونکی پیرو ہوی نیکی مین وارثان انبیا سے اور
خلفای رسل سی کہ وہ نشان تہی ہدایت کی اور چراغ تہے اندہیرونکے اونکی مختون سے
قائم ہوئی کتاب اور وہ قایم ہوی کتاب پر عمل اور عقیدہ رکہنے کو اور اونکی زبانون
کتاب اوتری اور اونہون نی کتاب کے موافق کہا اونکو اللہ نے وہ علم اور حکمت کی
عنایت فرمائی کہ تمامی انبیا کے تابعون سے وہ بڑہ گئی اور اپنے حقایق معارف
اور باریک حقیقتون کو اونہون نی اپنے عمل سے گہیرا کہ اگر اورونکی حکمتین

سب کے سب جمع کیجاوین تو اونکی مقابل ہونیسے شرماوی اور پہر کیونکر یہ بات ہوسکتی ہے
کہ خیر القرون کے لوگ امت مین علم و حکمت دونون مین ناقص ہون علی الخصوص اللہ کے
پہچاننے مین اور اوسکی ناموں کے علم مین اور اوسکی آیتون کے جاننے مین ان چہٹ ہونے
اور کیونکر یہ بات ہوسکتی ہے کہ جو فرقہ فلاسفہ کے اور پیرو اہل ہند اور یونان کے
جو وارث ہین مجوس اور مشرکین کی اور یہود و نصاری ضلالت پر ہون کی اور صابئین
وغیرہم کے یا جو لوگ اونکی مشابہ اور مانند ہین وہ اللہ کی پہچاننے مین یاد ہو جاوین
وارثان انبیا سے اور قرآن اور ایمان والے لوگون سے تمام ہوا قول علامہ ابن تیمیہ کا اور قاضی
پانی پتی نے تفسیر مظہری مین فرمایا ہے کہ علم والے اہل سنت اور جماعت ہین
جنہون نے محکمات کتاب و سنت کو کچلیونسے تہامی اور پیروی کی ہی اونہون نے تفسیر
قرآن مین اجماع سلف کے صحابہ اور تابعین سے جو ساری امت مین بہتر ہین اور
پہیرا انہون نے متشابہات کو محکمات کے طرف اور چہوڑا اونہون نے اہوا اور شبہات
کو تمام ہوا قول جناب قاضی صاحب کا اور خلاصہ مین ہے کہ علم کلام کا سیکہنا اور اوس
مین نظر اور مناظرہ کرنا حاجت سے زیادہ منع ہی اور کہا اونہون نے کہ سنا مین نے
قاضی امام کو کہ اگر ارادہ کری اوس علم کے سیکہنے سے اپنے مقابل کا شرمندہ
کرنا تو کافر ہو جاویگا اور اونہون نے کہا کہ میری نزدیک کافر نہوگا مگر کذب کا خوف
البتہ ہی تمام ہوا قول اونکا بطور اختصار کی اور کہا امام علی قاری نے شرح فقہ اکبر مین
اور خلاصہ کلام اور اصل مقصود اتنا ہی کہ عقاید صحیحہ اور جو اونکی قوی کرنے والی
چیزین ہین دلائل کتاب و سنت سے جیسے اثر کرتے ہین دلون مین اور ثمرہ دیتے ہین

کمال ایمان اور یقین کا ایسے عقاید باطلہ بہی اثر کرتے ہین دل مین اور دلکو سخت
کرتے ہین اور دور ڈالدیتے ہین پروردگار کی حضور سے اور سیاہ کر دیتے ہین دلکو
اور بودا کر دیتے ہین یقین کو اور ہلا دیتے ہین آدمی کی دین کو بلکہ وہ عقائد باطلہ بڑی قوی
سببون مین سے ہین سو اخاتمت کی ہم اللہ سے عفو اور عافیت مانگتے ہین تو دیکھتا نہین
کہ جب شیطان چاہتا ہے کہ آدمی کا ایمان سلب کرے تو نہین سلب کر سکتا مگر ساتھہ عقائد
باطلہ کے کہ اوسکے دلمین ڈالتا ہے اور دوسری جگہہ کہا ہے آفات علم کلام کی نقل کرنیمین
کہ ایک آفت اوس مین یہ ہے کہ کلام حکیمون کا سننا پڑتا ہے اور اونکی اتباع کا جو نہایت
بیوقوف واحمق تہے اور حماقت اونکی ظاہر ہے اس سے کہ جو آیات آسمان سے نازل ہوے
ہین اونسے موہنہ پہیر کر ایسے لوگون کے ساتھہ غوطہ لگایا کہ جو نہایت درجہ کے جاہل
ہین اور گمان کیا جاتا ہے اون کی ساتھہ کہ وہ عقلا ہین اور علما ہین اور اللہ تعالے نے اسبات
کے خبر دی ہے اپنی کتاب مین جہان فرمایا ہے **واذا رایت الذین یخوضون
فی ایاتنا** یعنے جب دیکھو تو اون لوگون کو جو بری طرح غور کرتے ہین ہماری
آیتون مین یعنی تاویلات فاسدہ کرتے ہین اور بری بری تعبیرین کرتے ہین آیتونکی
فاعرض عنہم حتی یخوضوا فی حدیث غیرہ سو کنارہ کر تو اونسے یہانتک کہ وہ اور
باتین کرنے لگین اور معنی اس آیت کی ان لوگون کو بہی شامل ہین یعنی یہ لوگ اون مین
داخل ہین اسلئے کہ اعتبار عموم لفظ کا ہے نہ خصوص سبب کا اور تاویلات باطلہ
کبہی اور تحریفات بیکار کبہی تو کفر ہو جاتی ہین اور کبہی فسق ہو جاتے ہین اور کبہی
معصیت ہو جاتے اور کبہی چوک جانا ٹہیرتا ہے اور چوک جانا اس مقدمہ

Marfat.com

مین معاف نہین ہے اور وہ چوک جانا جو دین کی شاخون مین یعنے سوچ سمجھکر مشکل
مسئلونکی سمجھنے مین ہوتا ہے اوسمین گناہ نہین بلکہ ایک ثواب ملتا ہے اور
اسی سے ظاہر ہوا فرق بدعتیون کی سمجھ کی بات کہنے مین اور اہل سنت
کی سوچ سمجھکر بات کہنے مین اگرچہ اوسپر سبکا اتفاق ہو جاوے اور اسی
طرف اشارہ کرتا ہے قول اللہ تعالی کا کہ یضل بہ کثیرا ویہدی بہ کثیرا وینزل
من القران ما ہو شفاء ورحمۃ للمومنین ولا یزید الظالمین الا خسارا یعنے
اللہ گمراہ کرتا ہے اپنے کلام کے باعث سے بہتون کو اور راہ سمجھاتا ہے
اوسکی باعث سے بہتون کو اور ہم اوتارتے ہین قران مین سے وہ
چیز کہ وہ شفا ہے اور رحمت ہے ایمانوالونکو واسطے اور وہ چیز نہین زیادہ
کرتی بے انصافونکو مگر نقصان اور حدیث شریف مین ہے کہ قران
حجت ہے تیرے واسطے یا تیرے اوپر سو وہ دریاے نیل کی طرح
ہے اللہ کے پیارون کے واسطے پانی ہے اور جنپر پردہ پڑا ہوا ہے
اونکے واسطے خون ہے سو سب مسلمانون پر واجب ہے کہ محمد صلی اللہ
علیہ وسلم جو سب پیغامبرونکے سردار ہین اور جو کلام وہ لاے ہین وہ سب
نبیونکے عقیدہ کے موافق ہے اور صاف صاف کتابونکا مطلب اوسی
سے کہلتا ہے اونکی راہ پر چلین اور اللہ پاک نے اونکی بزرگی اور
اونکی قدر و منزلت کہولدی جہان قسم کہا کر فرمایا کہ قسم ہے تیری رب
کی وہ ایماندار نہین ہو سکتے یہانتک کہ تجکو فیصلہ کرنے والا ٹہیراوین اپنے

آپس کے جھگڑون مین پھر نہ پاوین اپنے دلمین تنگی تیرے فیصلہ سے
اور مان لیوین اچھی طرح مانکر اور اللہ نے یہ بھی خبر دی کہ منافق یعنے ظاہر داری
کے مسلمان یہ چاہتے ہین کہ کسی اور کے پاس فیصلہ کے لئے جاوین اور
جب اللہ کیطرف یعنے اوسکی کلام کیطرف اور اوسکی پیغامبر کیطرف یعنی اوسکے
حکم کیطرف تو اونسے جاتے تو اونسے ترک رہتے ہین اور اوس کیطرف سے بالکل منہہ
پھیر لیتے ہین اور اونکا گمان یہ ہے کہ وہ نیکی اور موافقت اور یقین اور
تحقیق چاہتے ہین جیسے کہ بہت سے علم کلام والے اور فلسفہ والے
وغیرہ کہتے ہین کہ ہم یہ چاہتے ہین کہ سب چیز پیغامبرون اور حکیمونکے
کلام کو مطابق کر لیوین اور جسطرح بہت سے حاکم اور امیر کہتے ہین کہ اچھی
طرح کی نادر بندوبست کو اور شریعت کو اچھی طرح مطابق کر دیوین پھر جو شخص
چاہے کہ دین کے کسی امر مین حکم کرے سوا اوسکے جو حضرت نبی صلی اللہ
علیہ وسلم سے ثابت ہے اور گمان کرے کہ یقین کی بات مین یہ بات
اچھی ہے اور اس مین دونو باتین اکٹھی ہو جاتی ہین رسول صلی اللہ علیہ وسلم
کی لائی ہوی شریعت اور جو عقلی دلیلین اوسکے خلاف ہین جنسے یون سمجھا
اوسکو اس گمراہی مین کا ایک حصہ ملا اور وہ ترقی سے محروم رہا
کیونکہ جو کچھ رسول صلی اللہ علیہ وسلم لائے ہین وہ کافی اور شافی اور
کامل ہے اوسمین ہر سچ اور جھوٹھ کا حکم کھل جاتا ہے اللہ تعالے
فرماتا ہے کہ مت ملاو سچ کو جھوٹھ سے اور مت چھپاو حق کو اور تم

جانتے ہو اور یہی طریقہ تہا اگلے لوگونکا جو پہلے تہے اور یہی طریقہ تہا
اصحابونکے شاگردونکا اور جو اونکے بعد امام تہے دین کی باتونمین غور کرنیوالے
اور قران کے معنے کے بڑے بڑے بیان کرنیوالے اور بڑی بڑی
حدیث جاننے والے اور اچہی اچہی درویش جو اگلے وقت کے تہے
جیسے داود طائی والمحاسبی اور سری سقطی اور معروف کرخی اور
جنید بغدادی اور پچہلے وقت کے جیسے ابو نجیب سہروردی اور حضرت
شیخ عبد القادر جیلانی اور صاحب عوارف المعارف اور ابو القاسم
قشیری رحمۃ اللہ علیہم اور جلال الدین نے عقائد عضدیہ کی شرح مین کہا ہے
کہ نجات پانیوالا فرقہ یہی اشعری لوگ اور وہی اگلے اچہے لوگ ہین حدیث
جاننے والونمین سے جو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثونکے
پہچاننے والے ہین اور وہ حدیثین جو پکے معتبر لوگون سے یا اچہے
لوگونسے یا کچے لوگونسے پہونچے ہین طرح طرح کی حدیثونکا فرق پہچانتے
ہین اور جو حدیثین لوگون نے بنائی ہین اونکو پرکہتے ہین اور ہر فرقہ
گمان کرتا ہے کہ وہی نجات پانیوالا ہے مین کہتا ہون کہ اس بات کا بیان
یہ ظاہر کرتا ہے کہ وہ لوگ اون باتون کے تابع ہین جو حضرت نبی صلی اللہ
علیہ وسلم سے اور انکے صحابونسے روایت کی گئی ہین اور یہ تعریف
اونہین اشعریون پر مطابق پڑتی ہین کیونکہ وہ پکڑے ہوے ہین اپنے
عقیدون مین اون حدیثونکو جو پکے معتبر لوگون سے ملے ہین اور اونکے

حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اور آپکے اصحاب سے جو حدیثین روایت کی گئی ہین اونکے
ظاہری معنے سے آگے نہین بڑہتے ہین بغیر ضرورت کے اور اپنی عقلون کیطرف رجوع نہین
ہین مانند معتزلیونکے اور جو اونکے قدم پر چلنے والے ہین اور شیخ مرتضے حسینی نے اپنی
کتاب عقود الجواہر مین کہا ہے کہ رائے دو طرح کی ہے اچھی اور بری اور بری
رائے کا بیان کئی طرح پر لوگون نے کیا ہے کچھ لوگون نے کہا ہے کہ وہ
بدعتین جو عقیدون مین ہین حدیثونکے برخلاف جیسے کہ رای جہم کی اور اوسکے تابعون
کی اور رای معتزلیون کی جنہون نے اپنی رائے کے بہروسے پر حدیثون اور
روایتون کو نہ مانا یہ رائے بری ہے چھوڑ دینے کے لائق ہے اوسکا دیکھنا
اور اوسمین مشغول ہونا حلال نہین اونکے قول کو آخر تک دیکھو اور امام ابو الحسن اشعری
جو اشعریونکے سردار ہین اونہون نے اپنی کتاب ابانہ فی اصول الدیانہ مین ہین
فرمایا ہے کہ ہم مانتے ہین صحیح روایتون کو جو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
سے آئی ہین جبکہ معتبر لوگون نے ایک معتبر نے دوسرے معتبر سے
روایت کیا ہے یہانتک کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک
پہونچی ہین اور ہم پہچانتے ہین اون سب روایتونکو جنکو نقل کرنیوالے
ثابت کرتے ہین جیسے کہ [illegible] آسمان تک اوترنا اور اوسکی سواری دابتین خلاف
اوسکے جو کج عقل اور گمراہ لوگون نے کہا ہے اور جس بات مین کوئی کچھ
کوئی کچھ کہتا ہے اوسمین ہم رجوع کرتے ہین اپنے رب کی کتاب کی
طرف اور اپنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کیطرف اور ہم اللہ کے

دین مین نئی بات نہین نکالتے جسکا اوسنے اذن نہین دیا اور ہم اللہ کے
اوپر وہ بات نہین کہتے جو ہمکو معلوم نہین تمام ہوا اُنکا قول مختصر طرح پر
پہلا باب اس بیان مین کہ ہست کے اگلون لوگونکا کیا عقیدہ تہا اللہ کے
عرش پر بیٹہنے مین اور یہ کہ اوسکا ساتہہ ہونا یہ ہے کہ سب چیزونکو
جانتا ہے تو جان لے کہ آیتین اور حدیثین اور اصحابونکے قول سب اسپر
متفق ہین کہ اللہ تعالے اپنی ذات پاک کی ساتہہ عرش کے اوپر ہے
اور اگلے لوگ سب اسکے قائل تہے اور اسپر ایمان رکہتے تہے اور وہ
آیتین اور وہ حدیثین جو اس بات مین کہ اللہ سبکی ساتہہ ہے وہ اسکے
خلاف نہین ہے کیونکہ عرب کی زبان مین ساتہہ ہونے کے بہت درجے
ہین جو شخص اپنے جگہہ سے غائب نہین ہوتا اوسکو کہتے ہین کہ وہ
ہماری ساتہہ ہے جیسا کہ عرب بولتی ہین کہ ہم چلے جاتے ہین اور
سورج ہماری ساتہہ ہے اور چاند ہماری ساتہہ ہے اور جو شخص
کسی مرد کی مدد کرتا ہے اوسکو کہا جاتا ہے کہ وہ اوسکی ساتہہ ہے
تو اللہ کا تمام خلق کی ساتہہ ہونا یہ ہے کہ وہ سبکو جانتا ہے اور
اوسکا ایمانوالونکی ساتہہ ہونا یہ ہے کہ وہ اونکا مددگار ہے اور بہت بڑے
نیک لوگونکی ساتہہ اوسکا ہونا یہ ہے کہ اونکو اوسنے بڑا درجہ دیا ہے
جیسا کہ چہٹے باب مین انشاء اللہ تعالے اسکا پورا بیان اور اگلے
علم والون نے یہی معنے لئے سب جگہہ اون آیتون اور حدیثون کے

جن مین ساتہہ ہونیکا لفظ ہے اور اونکا مقصد اس سے یہ ہے کہ کوئی
شخص ساتہہ ہونے سے مکان مین نزدیک ہونا اور اوسمین ایک ہو جانا
نہ سمجہے کہ پہر وہ یہ کہنے لگے گا کہ اللہ تعالی عالم کے اندر ہے کسی شئے کے
اندر یا کسی شئے کے اوپر اور اس سے یہ مطلب نکلے گا کہ کوئی مکان
یا زمانہ اوسکو گہیر لے گا اور یہ اس بات کے برخلاف ہے جو شریعت
والونکے نزدیک پہیری ہوی ہے کہا ذہبی نے کتاب العرش والعلو
مین کہ یہ بات کہ اللہ تعالے عرش کے اوپر ہے مخلوقات کے اوپر ہے
سب سے الگ ہے کسی شئے کے اندر داخل نہین اور یہ بات کہ اوسکا علم
ہر مکان مین ہے اسپر دلیل ہے قران اور حدیث اور اتفاق صحابہ اونکا
اور اونکی شاگردونکا اور ہدایت پائی ہوی امامونکا اور ذہبی نے دوسرے
مقام مین کہا کہ ہمکو اجازت دی احمد بن سلامہ نے وہ ابو القاسم بن
یوسف سے کہا کہ ہمکو خبر دی ابو طالب سیوتی نے کہ ہمکو خبر دی اسحاق
برمکی نے کہ ہمکو خبر دی علی بن عبد العزیز نے کہ ہمسے بیان کیا عبد الرحمن
بن ابی حاتم نے کہا کہ مین نے پوچہا ابو حاتم اور ابو زراعہ سے جو دونو رازی
کے رہنے والے تہے کہ مذہب اہل سنت کا اصول دین مین کیا ہے اور کہا
اون دونون نے پایا علم والون کو سب شہرونمین حجاز مین اور عراق مین اور
مصر مین اور شام مین اور یمن مین اور اون سب کا مذہب یہ تہا کہ اللہ تعالے
عرش پر ہے اپنے خلق سے الگ ہے جیسا کہ اوسنے اپنی ذات پاک

کا بیان کیا یہ نہ کہو کہ کیونکر ہے اور اوسنے اپنے علم مین ہر شے کو گھیر لیا ہے اور کہا
شیخ الاسلام ابن تیمیہ نے اپنے اوس رسالہ مین جسکا نام عقیدہ واسطیہ ہے کہ یہ اعتقاد ہے
اوس فرقہ کا جو نجات پانیوالا ہے قیامت کی قایم ہونے تک اونکی مدد ہونیوالی ہے
جو اہل سنت اور جماعت ہین کہ اللہ پر ایمان لاتے ہین اور جو کچھ اللہ نے اپنی کتاب مین خبر دی
اور اوسکی پیغامبر صلی اللہ علیہ وسلم سے لگاتار خبرین آئین اور اوسکے اگلون کا اوسپر اتفاق
ہوا کہ اللہ پاک اپنے آسمانونکے اوپر اپنے عرش پر ہے اپنی خلق پر اونچا ہے اور وہ اللہ پاک
اونکے ساتھ ہے جہان کہین وہ ہون وہ سب جانتا ہے جو کچھ وہ کرتے ہین جیسا کہ
اوسنے ان دونون باتونکو اکٹھا بیان فرمایا اپنے اس قول مین ہو الذی خلق السموات
والارض فی ستۃ ایام ثم استوی علی العرش یعلم ما یلج فی الارض وما یخرج
منہا وما ینزل من السماء وما یعرج فیہا وہو معکم اینما کنتم واللہ بما تعملون بصیر
یعنے وہی ہے جسنے بنایا آسمانونکو اور زمین کو چھ دن مین پھر بیٹھا تخت پر وہ
جانتا ہے جو کچھ داخل ہوتا ہے زمین مین اور جو نکلتا ہے اوس سے اور جو اوترتا
ہے آسمان سے اور جو چڑھتا ہے اوسمین اور وہ تمہارے ساتھ ہے جہان کہین
تم ہو اور اللہ جو کچھ تم کرتے ہو دیکھنے والا ہے اور یہ جو فرمایا کہ وہ تمہارے ساتھ ہے
اسکا یہ معنی نہین ہین کہ وہ خلق سے مل گیا ہے کیونکہ عرب کی زبان مین یہ معنے
نہین ہین اور یہ اوس بات کی برخلاف ہے جسپر امت کے اگلے لوگونکا اتفاق ہے اور اوسکے
برخلاف ہے جسپر اللہ نے خلق کو پیدا کیا ہے تمام ہوا قول اونکا اور کہا ذہبی نے کتاب
العرش والعلو مین کہ ہمکو خبر دی عبد الواسع ابہری وغیرہ نے انہون نے ہمکو لکھہ بھیجا

اور اوسکا عضو مین
پر اور زبان اور گردن اور وہ
ان چیزون مین اور چیزون کی مشابہ نہین اور
چیزین اوسکا مشابہ نہین امام شمس الدین
ذہبی رحمہ اللہ نے میزان الاعتدال مین بیان
کیا ہین کہ مقاتل جو سلیمان کا بیٹا ہے
قرآن کی تفسیر بیان کرنیوالا ہے مجاہد اور ضحاک سے
روایت لیتا ہے اور اوس سے
حمی بن عمارہ اور علی بن جعد اور
بہت لوگ روایت لیتے ہین ابن مبارک
نے فرمایا اوسکی تفسیر بہت اچھی ہے
اگر ثقہ ہوتا امام شافعی نے فرمایا کہ تفسیر
مین لوگ مقاتل کے محتاج ہین
امام ابو حنیفہ نے فرمایا کہ جہم اس بات
مین حد سے بڑہ گیا کہ ...

کرکر ابو الفتح ہمدانی نے کہا کہ ہمکو خبر دی عبید اللہ نے جو شیخ ہین محمد کے جو شیخ ہین امام ابو بکر بیہقی کے انہون نے
کہا کہ ہمکو خبر دی میرے دادا نے کہا کہ ہمکو خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے کہ مجکو خبر دی محمد بن علی جوہری نے
بغداد مین کہ ہمسے بیان کیا ابراہیم بن ہیثم نے کہ ہمسے بیان کیا محمد بن کثیر مصیصی نے
کہا کہ مینے سنا اوزاعی سے اونہون نے فرمایا کہ جسوقت اصحاب کے شاگرد بہت سے تہے اوسوقت مین ہم
کہا کرتے تہے کہ اللہ تعالے اپنے عرش کے اوپر ہے اور جو صفتین اللہ کی حدیث مین آئی ہین اون پر ہم
ایمان لاتے تہے اور اسکو روایت کیا بیہقی نے کتاب الاسماء والصفات مین کہا ذہبی نے کہ اسکے
راوی سب امام لوگ ہین معتبر لوگ ہین اور بیہقی اسکے قائل ہین اور کہا تفسیر کما این آلکی نے
کہ کہا اسحاق نے کہ علم والون نے اتفاق کیا ہے اس پر کہ اللہ تعالے عرش کے اوپر بیٹھا ہے اور ہر شے
کو جانتا ہے اور یہی قول ہے مزنی کا اور بخاری کا اور ابو داؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ اور
ابو یعلی اور بیہقی وغیرہ کا جو حدیث کے امام ہین اور کہا عثمان بن سعید دارمی نے اوس کتاب
مین جو اونہون نے بشر مریسی کی دلیلون کی توڑنے کے لئے لکھی ہین کہ سب مسلمانون کا اس بات پر
اتفاق ہے کہ اللہ تعالی اپنے عرش کے اوپر اپنے آسمان کے اوپر ہے اور دوسرے مقام مین کہا ہے
کہ اہل سنت نے کہا کہ اللہ اپنے عرش کے اوپر ہے سمجھتا ہے اور سنتا ہے عرش کے اوپر سے خلق کی کوئی
چھپی بات اوس سے چھپی نہین ہے اور کوئی شے خلق کی اللہ سے نہین چھپا سکتی اور کہا غزالی نے
احیاء العلوم مین کہ جن آیتون مین ساتھ ہونیکا لفظ ہے اونکے معنے سب کے نزدیک یہی
ہین کہ اللہ تعالی کا علم سبکو گھیرے ہوئے ہے اور تحیر ظاہر ہو جائیگا آنیوالی تمیز تو
کہ پچھلے لوگ بھی اس مین برخلاف نہین ہین کہ جن آیتون مین ساتھ ہونیکا لفظ ہے
اونکے یہی معنے ہین کہ وہ سب کو جانتا ہے نہ یہ کہ اوسکی ذات سبکی ساتھ ہے اور مکان

...سا لفظ ہین کہ عرب کی زبان نہین اونکے معنے نہین جیسے الم اور المر اور المص کہ یہ لفظین اسرار ہین اللہ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے ساتھ

اور ایسا ہی ابن عباس سے مروی ہے اور مقاتل بن حیان سے اسلئے کہ لفظ متشابہ
کا شبہ سے نکالا گیا ہے جو شین ضمہ سے ہے اور معنی اوسکے خفا ہین یعنی پوشیدگی
اور ان حروف مین کمال خفا ہے معنی اور کیف دونون کی رو سے تو یہ زیادہ تر
مستحق ہین کہ اونکو متشابہ کہین باقی رہا لفظ استوا وہ ایک لفظ موضوع ہے عرب
کے زبان مین پڑا ہوا اور مواضع مختلفہ مین بولا جاتا ہے جیسے کہتے ہین
استوی جالسا یعنی سیدھا بیٹھا اور استوی علی الفرس یعنی خوب بیٹھا گھوڑے پر
اور استوی علی المکان سیدھا بیٹھا مکان مین اور استوی علی العراق یعنے غالب
ہوگیا عراق پر استوی علی سریر الملک یعنی سیدھا بیٹھا بادشاہ کی تخت پر
اور قرآن مین بھی یہ لفظ کئی جگہہ آیا ہے اور ہر جگہہ ایک معنی اوسکے معنون مین سے
مراد ہے جیسا اللہ تعالے فرماتا ہے ثم استوی الی السماء یعنے پھر
متوجہ ہوا آسمان کیطرف اور فرماتا ہے الرحمن علی العرش استوی یعنی رحمن عرش
پر بیٹھا اور فرماتا ہے فاذا استویت انت ومن معک علی الفلک یعنے جب تو بیٹھا
اور جو تیرے ساتھہ ہین کشتی مین یہ خطاب ہے حضرت نوح علیہ السلام کو اور فرماتا ہے
واستوت علی الجودی یعنے ٹھہر گئی کشتی نوح علیہ السلام کی جودی پہاڑ پر اور فرماتا ہے
فاستوی علی سوقہ یعنے سیدھا کھڑا ہوگیا اپنے تنہ پر یعنے درخت اور فرماتا ہے
فاذا استویتم علیہ یعنے جب تم سیدھے بیٹھہ لو جانور پر تو کہو سبحان الذی سخر
لنا ہذا وما کنا لہ مقرنین یعنے پاک ہے وہ پروردگار جسنے ہمارے
اختیار مین لایا اوس جانور کو اور ہم اوسکو دبانے والے نہ تھے اور فرماتا ہے

ولما بلغ اشده واستوى یعنے جب پہونچا وہ اپنی قوت کو اور اعضا
اوسکے برابر ہوئے اور فرماتا ہے لا یستوی اصحاب النار واصحاب الجنۃ
یعنے برابر نہین ہونگے دوزخ والے اور جنت والون کے اور فرماتا ہے ہل یستوی الذین
یعلمون والذین لا یعلمون یعنی کیا برابر ہین وہ لوگ جانتے ہین اور جو نہین جانتے غرض
اب جو ہماری زمانہ کے عوام لوگون مین سے گمان کرے کہ استوا کے معنے مجہول
ہین جیسے الم کے معنے مجہول ہین یا جیسے اور حروف مقطعات جو اوائل سورتون
واقع ہین تو بیشک وہ صریح گمراہ ہوگیا اور بڑے تعجب کی بات یہ ہے کہ حروف
تہجی مین اور ایسے لفظ مین مطلق فرق نہ کیا جس کے بہت سے الفاظ موضوعہ جو
معانی مین مستعمل ہوتے ہین مضبوط ہوئے ہین اور وہ معانی بھی برابر بدل ہوتے ہین
اور عرب کے لوگون مین بخوبی مشہور ہین اور خاص و عام سب اوسے بخوبی جانتے
ہین اور اگر استوا اوائل سور کے مانند مجہول ہوتا تو اہل لغت اوسکو اپنے
کتب مین کیونکر ذکر کرتے اسلئے کہ ظاہر ہے کہ اہل لغت کا ذکر کرنا خاص معانی
کے بیان کرنیکو ہوتا ہے نہ فقط لفظ کے ذکر کرنیکو اور معنے کے ترک کر دینے کو
جیسے کہ تو دیکھتا ہے چنانچہ فیروزآبادی نے قاموس محیط مین کہا ہے
استوی یعنی معتدل ہوا اور آدمی اپنے قوت پر پہونچا یا چالیس برس کا ہوگیا
اور استوی الی السماء یعنی آسمان کی طرف چڑھا یا ارادہ کیا یا قصد کیا یا اوسطرف
متوجہ ہوا اور غالب ہوا اور کہا ہے امام احمد بن محمد بن علی الرافعی نے مصباح المنیر
مین استوی الطعام یعنے کھانا پک گیا اور استوی القوم فی الحال

جو جب کہتا ہے کہ اوس قوم کا ہر شخص اپنے غیر پر کوئی فضیلت نہ رکھتا ہو اور سب کے
سب برابر ہو جاویں اوس حال مین اور وہ سب کی سب ایک حال مین برابر ہو جاویں
اور استوی جالسا اور استوی علی الفراش اس سب کے معنے یہہ ہین کہ قرار پکڑا اور
استوی المکان یعنے جگہہ برابر ہوگئی اور سویتہ یعنی برابر کیا مین نے اوسکو اور استوے
علی العراق عراق کا قصد کیا اور استوی علی سریر الملک یہ کنایہ ہے اوس
ملک پر حاکم ہو جانے کا اگرچہ وہ حاکم تخت پر نہ بیٹھے اور زمخشری نے کہا ہے کہ
استوا کے معنے اعتدال اور استقامت کی ہین جیسے کہتے ہین استوی العود
وغیرہ یعنی برابر ہوی لکڑی وغیرہ جبکہ وہ سیدہی کھڑی ہو جاتی ہے
اور برابر ہو جاتی ہے پھر کہا جاتا ہے استوی الیہ کالسہم المرسل
یعنے قصد کیا اوسکا جیسے چلا ہوا تیر جب کہتے ہین جب قصد کیا کسی چیز کا
برابر بغیر اسکے کہ جھکے اور متوجہ ہو کسی اور کیطرف اور اسی سے استعارہ
کیا گیا ہے ثم استوی الی السماء یعنی قصد کیا اوسکے طرف اپنے ارادہ اور مشیت
کے ساتھہ بعد اسکے کہ زمین کی سب چیزین پیدا کر لین اور فرا نے کہا استوے
یعنے جب بیٹھا اور جوہری نے صحاح مین کہا واستوی من اعوجاج واستوے
علی ظہر دابتہ یعنے سیدھا ہوا کجی سے اور سیدھا سوار ہوا پیٹھہ پر یعنی قرار پکڑا
واستوی الی السماء یعنے قصد کیا اور استوی یعنے مستولی اور غالب
ہوا اور استوی الرجل یعنے تمام ہوا شباب اوسکا اور استوی الشی یعنے برابر ہوی
دو چیز اور حکایت کی ابن عبد البر نے ابی عبیدہ سے اللہ تعالے کے اس قول مین

الرحمن علی العرش استوی کہا اونہون نے علا یعنے اوپر ہوا ایک
شاعر نے کہا فاورد تہم ما یفیقا فنزہ وقد خلق النجم الیمانی فاستوی ای علا و
ارتفع یعنے بلند ہوا اور ناظر عین الغریبین نے کہا استوی الی السما یعنے
قصد کیا اسمان کی طرف اور متوجہ ہوا اوس طرف ابن اثیر نے نہایہ مین کہا
اور صراح مین جو خلاصہ سے صحاح کا اور کہا قاضی بیضاوی نے اصل استوا کی للہ
سواء ہے اور اطلاق اوسکا اعتدال پر ہے اسلئے کہ اسمین تسویہ ہی اجزا کے
رکھنے کا اور ابو البرکات نے کہا استوا کے معنے اعتدال ہیں اور استقامت
سیدھا ہونا کہلاتا ہے استوی العوادی یعنے لکڑیان سیدھی ہوئی اور برابر
ہوگئیں پھر کہا جاتا ہے استوی الیہ کالسہم المرسل یعنے سیدھا ہوا طرف
اوسکے جیسے چھوٹا ہوا تیر جب قصد کرتا ہی آدمی کسی چیز کا قصد یورا تیر اسلئے
کہ وہ کسی اور طرف جھکے اور مجاہد جو بڑے تابعین سے ہین اونہون نے کہا ہے
استوی بمعنی علا ہے یعنے اونچا ہوا اور کلبی نے اور مقاتل نے کہا استقر یعنے
قرار پکڑا اور ابو عبیدہ نے کہا صعد یعنے چڑھ گیا اور ابن عباس نے کہا یہ ایسی بات ہے
جیسے تم مین سے کوئی کہی کسی بیٹھی ہوئی آدمی کو کہ وہ سیدھا کھڑا ہو گیا اور ابو العباس
ثعلب نے کہا استوی علی العرش علا یعنے عرش پر بلند ہوا اور استوی
الوجہ یعنے مونہہ درمونہہ ہوگیا اور استوی القمر یعنے چاند پورا
ہوگیا اور استوی زید وعمرو یعنے زید اور عمرو مشابہ ہوگئے اور
استوی الی السما قبل یعنے آسمان کے طرف متوجہ ہوا اور ابو العالیہ

نے کہا استوی علا ارتفع یعنے اوپر ہوا اور بلند ہوا اور یہی اسحاق بن
راہویہ نے کہا اور طبری نے اور خلیل نے بھی کہا استوی الی السماء ارتفع یعنی آسمان
کے اوپر مرتفع ہوا اور ایک شاعر نے کہا شعر استوی بشر علی العراق یعنے غالب
ہوا بشر عراق پر اور دوسرے نے کہا ما علونا واستوینا علیہم یعنے ہم غالب ہوئے
ہم اور چڑھ گئے ہم اونپر اور عرب کہتا ہے استوی الماء والخشبۃ یعنی برابر ہوگیا پانی
لکڑی کے غرض اب غور کرو ابن عباس اور ابی عبیدہ اور ابی العالیہ اور اسحق بن راہویہ
اور مجاہد اور کلبی اور مقاتل وغیرہم کے قولون مین جو اکابر سلف اور اعاظم
مفسرین سے ہین کہ اونہون نے کیسے استوا کے معنے بیان کئے ہین اور کسی نے
یہ نہین کہا کہ وہ مہمل اور غیر موضوع ہے اور اوسکے کچھ معنے نہین یا اوسکے
معنے معلوم نہین اور اتفاق کیا اس امر پر تمام لغت کی امامون نے جیسے خلیل
اور فرا اور ابو العباس اور فیروزآبادی اور جوہری وغیرہم ہین اور نظر کرو متاخرین
مفسرین کے طرف جنسے زمخشری اور بیضاوی اور ابی البرکات اور اونکے سوا اور
لوگ ہین جنکے گننے مشکل ہے کہ آگے ہم بیان کرینگے انشاء اللہ تعالے اور اوسمین
پوری بات کہین گے غرض جو اسمین تہوڑا سا بھی تامل کریگا جو ہم نے ذکر کیا ہے
تو جان لیوے کہ استوا لغت عرب مین معانی متعددہ کے لئے موضوع کیا گیا ہے
اور قرآن مین جابجا وارد ہوا ہے سو ضرور ہے کہ اوسکے ہر ایک جگہ ایسے
معنے لئے جائین جو مناسب ہون اور یہ لفظ بے معنے نچھوڑ دیا جائے
اسلئے کہ ان سب کلاموں سے زیادہ فصیح ہے اور نظام اوسکا سب نظامون

سے بڑھ کر بلیغ ہے ہرگز یہ نہین ہوسکتا کہ اوس مین کوئی لفظ بھرتی کے لئے
بیکار ہو اور نہین تو قرآن پر اوس مین نقصان لازم آتا ہے برتر اللہ تعالے اس سے
اور بہت پاک ہے اور جب یہ تمہید تمام ہو چکے تو ہم کہتے ہین کہ کلام اس مقام مین
متعلق ہے معانی استوا سے جو وارد ہوا ہے اللہ تعالے کے اس قول مین
الرحمن علی العرش استوی اور جو دوسری آیتین اسکے برابر اور مثل ہین اور ہم کو
اور مقامات باقیہ سے غرض نہین ہی تو اب ہم ذکر کرتے ہین اون اقوال کو جو ائمہ
سلف اور خلف سے مفسرین کی اشارہ مین وارد ہوئی ہین ساتھ تحقیق حق اور تردید
باطل کے اور اللہ تعالے مددگار اور معین ہی اور ہم اوسے سے مدد چاہتے ہین
اور ہر باب مین اوس سے طالب صواب ہین پہلے جو بخاری نے کہا ہے اپنی صحیح
مین کہ مجاہد نے کہا **استوی علی العرش علا علی العرش** یعنے اوپر
ہوا عرش کی کہا ابن حجر نے کہ فریابی نے اوسکو متصل کر دیا ہے ورقا سے
وہ روایت کرتے ہین ابن نجیح سے وہ مجاہد سے اور ذہبی نے کہا ارشاد اوسکے
صحیح ہے ابن حجر نے فتح الباری مین کہا کہ ابن بطال نے کہا ہے کہ تفسیر استوا
کی علا کرے صحیح ہے اور یہی مذہب حق ہے اور قول ہے اہل سنت کا
اسلئے کہ اللہ سبحانہ موصوف ہے ساتھ علا کے اور فرمایا اوس خداوند تعالے
نے سبحانہ وتعالی عما یشرکون یعنے پاک ہی اور بلند و برتر ہے اون چیزون سے
جنکو وہ شریک کرتے ہین اور محمد بن جریر طبری نے اپنی تفسیر مین کہا ہے
ثم استوی علی العرش ای علا وارتفع یعنے پھر استوا کیا عرش پر

یعنے بلند ہوا اونچا ہوا اور حکایت کی ہے عبد الرزاق نے ابی عبیدہ سے اس قول
کی تفسیر میں الرحمن علی العرش استوی اور کہا علا یعنے اوپر ہوا ذکر کیا اوسکو طبری
نے اپنی تفسیر میں اور دارقطنی نے روایت کی اسحق کا وہی ہے کہ اونہوں نے
سنا ابو العباس ثعلب سے کہ وہ کہتے تھے استوی علی العرش یعنی علا
اور قرطبی نے اپنی تفسیر میں کہا ہے کہ لغت کلام عرب میں علو اور ارتفاع
یعنے بلندی اور شیر نے کے معنوں میں ہے اور ابن بطال نے کہا ہے
لوگوں نے اختلاف کیا ہے استوا میں جو جگہ مذکور ہے سو معتزلہ نے
کہا ہے معنے اوسکے استیلا یعنی غلبہ کے ہیں اور بعض اہل سنت نے
کہا معنے اوسکے اوپر ہوا تمام ہوا قول ابن بطال کا اور کہا ہے مصابیح میں
کہ جو کہا ہے مجاہد نے کہ معنے اوسکے اوپر ہوا البتہ کہا ہے اوسکو بہت
اماموں نے اہل سنت کے اور دفع کیا اعتراض اوس شخص کا جسنے کہا علا
اور ارتفع کا ایک ہی مطلب ہے اور تم نے ارتفع کو باطل کیا ہے کیونکہ کلام
میں اوس سے حرکت اپنی سے بلندی کی طرف معلوم ہوتی ہے اور وہ
محال ہے اسطرح سے کہ اللہ نے اپنی نفس کی صفت علو سے بیان کی ہے
اور ارتفاع سے نہیں بیان کی ایسا ہی کہا قطلانی نے ارشاد ایسا ہی
ہیں دوسرے ارتفع یعنے اوپر ہوا اور بلند ہوا چنانچہ بخاری نے اپنی صحیح میں
کہا ہے کہ ابو العالیہ نے کہا استوی الی السماء یعنی بلند ہوا سو برابر کیا
اوسکی پیدائش اور کرمانی کی روایت میں ہے کہ فسواھن یعنی برابر کیا

Marfat.com

اسمانون کو اور وہ موافق اوس نقل کی ہے جو ابو العالیہ سے بلفظ فقضاہن مروی ہے یعنے
پورا کیا اونکو جیسا کہ روایت کیا اوسکو طبری نے ابی جعفر رازی کے روایت سے
ابو العالیہ سے تفسیر مین اللہ تعالے کے اس قول کے ثم استوی الی السماء
کہا ارتفع یعنے بلند ہوا اور اوسکی تفسیر مین فقضاہن کہا کہ پیدا کیا اونکو اور
یہی قول قابل اعتماد ہے اور بغوی نے اپنے تفسیر مین کہا ہے ثم استوی الی
السماء کہا ابن عباس نے اور اکثر مفسرین نے سلف کے یعنے بلند ہوا
آسمان کی طرف اور ذہبی نے کہا کتاب العرش والعلو مین کہ کہا اسحاق
بن راہویہ نے کہ سنا مین نے کئی مضمون سے کہ وہ کہتے تھے الرحمن علی العرش
استوی یعنے رحمن عرش پر بلند ہوا اور کہا محمد بن جریر الطبری نے
اللہ کے اس قول مین ثم استوی علی العرش الرحمن ای علا وارتفع یعنے اوپر ہوا اور
بلند ہوا اور روایت کی ابن جریر نے ربیع بن انس سے کہ اونہون نے کہا
استوا کے معنے ارتفع یعنے بلند ہوا اور کہا خلیل بن احمد نے ثم استوی الی
السماء یعنے بلند ہوا اور یہ بھی پوشیدہ نہ رہے کہ علا اور ارتفع دونو کے
ایک ہی معنے ہین جیسے لغت کا تقاضا ہے چنانچہ قاموس مین کہا ہے
علو بمعنے رفعت ہی اور علا النہار کے معنے دن مرتفع ہوا یعنے چڑھ گیا
اور علا رمانند سما کے رفعت کے معنو نمین ہے اور ابن حجر نے فتح الباری
مین کہا ہے ابن بطال سے نقل کر کے کہ اونہون نے کہا جسنے تفسیر
کی ارتفع کر کے اوس مین تامل ہے اسلئے کہ اللہ تعالے نے

اپنا وصف ارتفاع نہین فرمایا مین کہتا ہون کہ وصف کیا اس لفظ سے رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم نے جہان فرمایا ہے ثم یرتفع تبارک و تعالی علی کرسیہ ویرتفع
معہ النبیون یعنے پہر مرتفع ہوجاویگا پروردگار برکت والا اور بلند ذات والا اپنی
کرسی پر اور مرتفع ہوجاوینگے اوسکے ساتھ پیغمبر لوگ روایت کی یہ عبد اللہ بن
امام احمد بن حنبل نے اپنی کتاب الرد علی الجہمیہ مین عبد الاعلے بن حماد سے اونہون نے
عمر بن یونس سے اونہون نے حزم بن عبد اللہ سے اونہون نے ابو طیبہ سے
اونہون نے عثمان بن عمر سے اور روایت کی یہ لیث بن ابی سلیم نے عثمان بن عمیر سے
اور اوس مین یہ لفظ ہین ثم یرتفع تبارک و تعالی علی کرسیہ ویرتفع معہ النبیون
اور ذکر کی یہ روایت فیروزآبادی نے سفر السعادت مین اور منسوب کیا اسکو
ابن ابی الدنیا کی طرف بسند صحیح اور روایت کی ابو یعلے موصلی نے انس سے اور روایت
کی ابن ابی شیبہ نے کتاب العرش مین حسن بن علی سے اونہون نے قاسم بن اشعث سے
اونہون نے ابی حنیفہ یمانی سے اونہون نے عمر بن عبد الملک سے کہا کہ خطبہ پڑہا ہم پر علی
رضی اللہ عنہ نے یہانتک کہ کہا فرمایا مجھسے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے
پروردگار کے طرف سے کہ فرمایا اوسنے قسم ہے میری عزت اور جلال کی اور میرے
ارتفاع کی میرے عرش پر آخر حدیث تک اور روایت کی یہ ابو احمد غسال نے
کتاب المعرفۃ مین احمد بن حسن سے اونہون نے حلوانی سے اور روایت کی مالک بن
دینار نے انس سے کہ اونہون نے کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
خبر دی مجھکو جبرئیل علیہ السلام نے اللہ عزوجل سے کہ وہ فرماتا ہے قسم سے

مجکو میرے عزت کی اور میرے جلال کی اور میرے استوی علی العرش کی
اور میری بلندی مکان کی مین اپنی بندی سے شرماتا ہون اور اپنی باندی سے
کہ بوڑھے ہو جاوین وہ اسلام مین اس بات سے شرماتا ہون کہ اونہی عذاب
کرون روایت کی یہ حافظ ابو نعیم نے اپنی کتاب مین ابی بکر بن اسندی
سے روایت کی ہم سے جعفر بن محمد بن الصباح نے انہون نے
یحیے ابن حزام سے انہون نے محمد بن عبد اللہ انصاری سے انہون
نے مالک بن دینار سے یہ سب راتیین ذہبی نے کتاب العرش
والعلو مین ذکر کی ہین اسپر کہ ہم محتاج نہین اسکے کہ یہ لفظ وارد ہوا ہو
لسان شارع مین اسلئے کہ جب ہم قطع نظر کرین اون روایتون سے
جو ہم نے ذکر کی ہین یعنے جس مین لفظ ارتفاع کا وارد ہوا ہے
جب بھی ہم یہ کہہ سکتے ہین کہ ارتفع بمعنے علا ہے پھر جب اطلاق
علا کا اللہ پر جائز ہوا تو اطلاق ارتفع کا بھی جائز ہوا اسلئے کہ ان دونو
معنے مین کوئی فرق نہوا اور کیونکر نہ جائز ہو جب خود لفظ ارتفع احادیث
متعددہ مین وارد ہو چکا ہو اسلئے کہ یہ امر اس سے زیادہ نہین ہے
کہ علا کی تفسیر ارتفع سے کرین تاکہ دونون کا ایک ہونا ثابت ہو جاوے
حسب تصریح امام لغت اور یہ تو ایسی بات ہی جیسی استوا کی تفسیر کوئی فارسی مین
کرے جیسی کہا ہی عارف باللہ شاہ ولی اللہ صاحب نے ترجمہ استوا مین قرار گرفت
و مستقر شد بر عرش اور اون کے صاحبزادے عبد القادر نے اپنے ترجمہ ہندی مین کہا ہے

ٹھہا اور ایسا ہی کہا اون کے بھائی رفیع الدین نے اللہ اون کی درجہ بلند کری درجات
خلدمین اور ان معنونکا کوئی انکار نہین کرتا جسکو ذرا بھی بہرہ ہو عقل ہی اور اسکی منع ہو شیکو
زبانسی نہین نکالتا جسکو ذرا بھی عقل چھو گئی ہو اور ابن تیمیہ نی کہا ہی استوی معلوم ہی معنے
اوسکی سب جانتی ہین اور دوسری زبانونمین اوسکا ترجمہ کیا جاتا ہی مگر کیفیت اوسکی
مجہول ہی اور جسنی احتیاط کی اسکی ترجمہ نکرنی مین تو اوسکی احتیاط کسی دلیل سی مستنبط نہین اور
سوا اسکی اور امر نہین ہی کہ ایسی احتیاط اس روایت مین داخل ہی جو ہم نی مقدمہ مین ذکر
کی ہی بروایت شیخین کہ ایک قوم نی ایسی بات سی پرہیز کیا جسکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نی کیا تہا سو آپنے فرمایا کیا حال ہی اون لوگون کا کہ پرہیز کرتی ہین ایسی چیز سی جو مین
کرتا ہون اور قسم ہی اللہ کی مین اون سی زیادہ اللہ کا علم رکہتا ہون اور اونسی زیادہ اللہ سے
ڈرتا ہون اور جب یہ امر واضح ہو گیا کہ اوسکی رسول نی اوسکو ارتفاع کی ساتہ وصف
کیا ہی تو پھر کون امر ہمکو مانع ہو سکتا ہی اسکی اطلاق کرنی سی اللہ سبحانہ تعالی پر اور اگر
ہم بھی اس سے پرہیز کرین تو اونہی لوگون مین ہین جن پر یہ حدیث صادق آئی ہے
اللہ ہمکو پناہ دے اس سے اور جو منقول ہوا حضرت امام سے
فقہ اکبر مین اور جو علما نے ذکر کیا ہے فارسی مین اللہ کے
صفتون مین سے بزرگ ہین اوس کے اسما اور صفات
سو اوسکا زبان پر لانا روا ہے سوا ید کے کہ اوسکا فارسی
مین ذکر کرنا روا نہین باوجود اسکے کہ یہہ بھی
ایک ترجیح بلا مرجح ہے کہ کوئی مرجح اوسکا ہمکو

اس مقام مین نہین ملتا اور ذکر کیا قاری نے اوسکی شرح مین اس قول کو
امام کے مگر اوسپر کوئی دلیل جوید کے ترجمہ سے منع کری ایسے نہین ذکر کی اور
صحیح بات مطابق عقل سلیم کے یہی ہے کہ بدا نند وجہ کے ہے اور
مانند تمامی صفات کی پہر جب بسکا ترجمہ روا ہوا اوسکا بہی روا ہوا اور اس سے
زیادہ تعجب کی بات یہ ہی کہ امام صاحب اوس مین فرماتے ہین کہ یہ کہنا بروے
خدا بلا تشبیہ وکیفیت روا ہے اور یدکا ترجمہ منع ہے اور یہ سوا تحکم اور ترجیح بلا
مرجح کے اور کیا ہے اور شاید کلام امام کا کوئی اور مطلب ہو کہ شہری تجسیم
مین آیا ہو اور اللہ اپنی بندون کی مراد خوب جانتا ہے اور یہ بہی پوشیدہ
نہین کہ کلام ابن بطال کا جو ہم نے نقل کیا ہے ابہی اوپر کہ سے ارشاد
مین تامل ہی سراپا باطل ہے ہرگز اوسکو مان لینا اور چپ رہنا اوسپر روا
نہین جیسے ابن حجر چپ ہو رہے اور قسطلانی نے بہی اسکو ذکر کیا ہے
ارشاد الساری مین ساتھہ کسیقدر زیادتی کے جو مصابیح سے نقل کی ہے
اور اونہون نے اوسکا ابطال نکیا اور شاید وجہ اسکی یہ ہو کہ ابطال اوسکا
ظاہر اور بدیہی ہے کہ بغیر فکر وغور کے ہر ایک پر واضح ہو سکتا ہے جیسے
ہم نے اوپر نقل صحیح اور عقل صریح سے مفصلاً اوپر بیان کر دیا اور
جو کلام سے صاحب مصابیح کے ظاہر ہوتا ہے جسکو نقل کیا ہے ارشاد
الساری مین وہ یہ ہے کہ ان تنفع مین ایک دلالت ظاہری اسپر پائی
جاتی ہے کہ منتقل ہوا ہو وہ تعالے اسفل سے اعلے کو اور وہ محال ہے

اللہ تعالے کے لئے غرض یہ تفسیر معنی ارتفع کے رو مین نہایت
ضعیف ہے اسلئے کہ یہ امر بعینہ علا مین بھی ہر کوئی کہہ سکتا ہے اسلئے کہ
ارتفع اور علا دونون مرادف ہین بحسب لغت اور دونون صیغے ماضی کے ہین
کہ تجدد اور حدوث کے لئے آتے ہین پھر جو ہم کہتے ہین علا مین کہ علو
اوس تعالی کا محمول ہے ظاہر معنے پر بلا کیف اور بلا تشبیہ کہ وہ علو اجسام
کے علو سے مشابہ نہین یہی جواب ہمارا ارتفاع مین بھی ہے کہ ارتفاع بھی
اوس تعالی کا ویسا ہی ہے جیسا کہ اوسکی ذات مقدس کو لائق ہے بلا کیف
اور بلا تشبیہ اسلئے کہ تو نے بخوبی معلوم کیا ہے کہ ارتفع کے معنی وہی علا
ہین بغیر کسی فرق کے اور ان دونون لفظون مین سے کسی طرح کا فرق اور تفاوت
نہین اور جیسا کہ اوسکے اوپر اطلاق علا کا جایز ہے ایسا ہی اطلاق ارتفع
کا بھی روا ہے اسیوجہ سے تم دیکھوگے ابن عباس اور ابی العالیہ اور طبری
اور اسحق بن اسویہ اور ربیع بن انس وغیرہم کو ائمہ سلف سے جو مفسرین ہین اور
خلیل وغیرہ کو جو ائمہ لغت ہین کہ وہ سب تفسیر کرتے ہین استوا کو ارتفاع کے
ساتھ جیسے تفسیر کرتے ہین علا کے ساتھ اور ذکر کیا اسکو بغوی وغیرہ نے
ائمہ تفاسیر سے اور متاخرین مفسرون نے ذکر کیا ہے اپنی تفسیرون مین بغیر
انکار کے غرض یہ معنے ثانی بھی طرف معنی اول کے راجع ہین گویا
وہ دونو ایک ہی ہین اور اللہ خوب جانتا ہے اور تامل کرو اور سمجھ لو
تیسرے استقر یعنے قرار پکڑا سیوطی نے اتقان مین کہا ہے کہ حکاہ

کی مقاتل اور کلبی سے وہ ابن عباس سے راوی ہین کہ استوی
بمعنی استقر ہی اور اپنی تفسیر مین جو ابن عباس کے طرف منسوب ہے
اوسمین ہے ثم استوی علی العرش یعنی قصد کیا طرف عرش کے
پیدا کرنیکی اور بعضون نے استقر کہا ہے اور بغوی نے کہا ہی اپنی
تفسیر مین کہ مقاتل اور کلبی نے کہا قرار پکڑا اور شیخ ولی اللہ نے کہا بار مستقر
شد بر عرش یعنے پہر عرش پر قرار پکڑا اور اون کے صاحبزادی مولوی
رفیع الدین صاحب نے کہا پہر قرار پکڑا وہ پر عرش کے یعنی استقرا اور
قرطبی نے اپنی تفسیر مین کہا ہے کہ استوا کلام عرب مین علو اور
استقرار کو کہتی ہین اور اسکی جوہری کا قول مذکور ہو چکا ہی کہ انہون نے
کہا مستوی ہوا دابہ پر یعنے قرار پکڑا اوسپر اور اوسی معنو مین ہے قول
اللہ تعالی کا واستوت علی الجودی یعنی کشتی نے قرار پکڑا جودی پر اور علمانے
بہت اوسمین کلام کیا ہی اور اسکی تردید کی ہی اور ضعیف کہا ہی اوسی قبیل سے ہی قول ابن
حجر کا جو بطور نقل ابن بطال سے کہتے ہین کہ قول مجسمہ کا فاسد ہی اسلئے کہ
استقرار صفات اجسام مین سے ہی اور اس سے حلول اور فنای لازم آتی ہے
اور وہ محال ہی اللہ تعالی کے حق مین اور مخلوقات کے لائق ہی اسلئے کہ اللہ تعالی فرماتا ہے
فاذا استویت انت ومن معک علی الفلک اور فرماتا ہی لتستووا علی ظہورہ ثم
تذکروا نعمۃ ربکم اذا استویتم علیہ الایۃ یعنی جب تو برابر بیٹھہ جاوی اور جو لوگ تیری
ساتھہ ہین اور فرمایا جب تم بیٹھہ لو اون سواریون کی پیٹھہ پر اور یاد کرو نعمت اپنے

پروردگار کی جب تم اوسپر خوب جم جاؤ اور اسی قبیل سے ہی قول قسطلانی
کا ارشاد الساری مین کہ مجسمہ نے کہا ہے معنی استوا کی استقر ہین یعنی قرار پکڑا
اور یہ معنی رد کیا گیا ہی اس تقریر سی کہ یہ صفت اجسام کی ہی اور اس سی حلول
لازم آتا ہی اور وہ محال ہے اللہ تعالے کی حق مین اور اسی قبیل سی ہے
قول سیوطی کا اتقان مین کہ انہون نے کہا اگر یہ معنی صحیح ہو تو محتاج ہے
تاویل کا اسلئے کہ استقرار مشعر تجسیم کا ہی اور امام اعظم نے اپنی کتاب فقہ
مین فرمایا کہ ہم اقرار کرتے ہین کہ وہ تعالے نے عرش پر استوا کیا ہے
بغیر اسکے کہ اوسکو عرش کی طرف کچھ حاجت ہو یا وہ اوسپر مستقر ہو اور
وہ حافظ ہی عرش کا اور غیر عرش کا اور اگر وہ محتاج ہوتا تو ایجاد عالم
پر قادر نہوتا اور اوسکی تدبیر نکر سکتا جیسے مخلوق یہ نہین کر سکتی اور
اگر وہ جلوس اور استقرار کیطرف محتاج ہوتا تو قبل عرش پیدا ہونے کے
کہان رہتا غرض وہ پاک ہے ان سب باتون سے اور بہت بلند
ہی تمام ہوا قول امام کا اور پوشیدہ نرہی کہ یہ سب جو ذکر کیا ہی اس سے رد نہین ہوتا
اوسکا قول جو قائل ہی کہ استقرار بلا کیف ہی یعنی وہ استقرار ہی جو اوسکی ذات مقدس کے
لائق ہی نہ ایسا استقرار ہی کہ جیسے اجسام کو ہوتا ہو اور اسی لئے تم امام کی قول کو دیکھتے ہو کہ
وہ اوس استقرار کو رد کرتی ہین جو احتیاج کی معنون مین ہین اور محدثین لوگ جو استقرار
کی قائل ہین وہ یہ نہین کہتے کہ استقرار بمعنی احتیاج کی ہی اور وہ تعالی معاذ اللہ عرش
کیطرف محتاج ہے یا عرش اوسکا حامل ہے بلکہ وہ کہتے ہین

Marfat.com

کہ حامل عرش اور غیر عرش کا وہی اللہ تعالے ہے اور عرش اور حاملان عرش
سب اوسکے محتاج ہین اور وہ اون سب سے بے پرواہ ہے بلکہ اس سے وہ قول
اون مجسمہ کا رد کرتے ہین جو کہتے ہین کہ رب اونکا ایک جسم ہے اجسام سے
اور استقرار اوسکا مانند استقرار اجسام کے ہے اور اونسے ہمکو کچھہ
بحث نہین اور شاید مقصود اونکا استقرار کے روسے وہی استقرار ہو
جو مانند اور اجسام کے ہے جیسے کہ دیکھتے ہو تم ابن حجر اور قسطلانی
کو کہ دونو نے تصریح کی ہے اسمقام مین مجسمہ کے رد پر اور نہین تو کیونکر
متصور ہوگی نسبت اس قول کے ابن عباس کی طرف جو امام ہین اہل سنت
کے فن تفسیر مین اور مبالغہ کیا ہے فخر الدین رازی نے اپنی تفسیر مین
استقرار کے رد مین اور بہت سے دلائل اسکے ذکر کئے ہین کہ وہ حجت
ہین مجسمہ پر نہ اوسپر جو استقرار بلاکیف کا قائل ہے عرش پر اسلیئے کہ
جتنی اونہون نے باتین ذکر کی ہین وہ کوئی اونکی طرف متوجہ نہین ہوتین
یعنے جو بلاکیف کے قائل ہین جیسے کہ ظاہر ہوگا تم پر جب تم اوسے
دیکھوگے اور اب آگے اسکی تفصیل اور زیادہ آویگی آگے کے
بابون مین انشاء اللہ تعالے اور ایک بات میرے بھی خیال مین آئی
استقرار کے سُست ہونیکے اور وہ یہ ہے کہ استقرار کا لفظ کہین قرآن مین اور
کلام رسول مین نہین وارد ہوا صلے اللہ علیہ وسلم اور ظاہر مین اس سے ایک
وہم ہوتا ہے اوس معنے کا جو مجسمہ کے مراد ہے اسلیئے اطلاق اسکا

اللہ پر مستحسن نہین اور جو منقول ہے مقاتل اور کلبی سے وہ معتبر نہین اسلیے
کہ یہ علما کے نزدیک ضعیف ہین اور علما نے کہا ہے کہ ان مین مذاہب
مردودہ کی باتین ہین فتامل چوتھے معنے استوا کے قعد ہین یعنے
بیٹھا اور فرانی یہی کہا ہے اور ابن عباس سے بھی منقول ہوا ہے
روایت کیا اسکو بیہقی نے اسماء والصفات مین اور ذکر کیا ذہبی
نے کتاب العرش والعلو مین اور مراد اس قعود سے وہی معنے لغوی
ہین لیکن قعود اللہ جل جلالہ کا اوسکی مخلوق کی قعود سا نہین ہے بلکہ قعود
اوسکا ویسا ہے جیسا اوسکو لایق ہے جیسے ہم نے تمام معانی مین ذکر
کر دیا ہے اور اسی تقریر سے ہم مجسمہ سے جدا ہو جاتے ہین اور مشبہہ سے بھی
اسلیے کہ ان لوگون نے تشبیہہ دی اللہ جل جلالہ کو اور اوسکے صفات
عالیہ کو خلق کے ساتھہ اور ہم یہ نہین کہتے بلکہ ہم کہتے ہین کہ لفظ قعود کا محمول
ہے اپنی موضوع پر مگر وہ متفاوت ہے کہ قعود مخلوق کا ایک
طور پر ہے اور قعود خالق کا دوسرے طور پر
کہ اوس طور کو سوای اوس تعالی کے کوئی نہین جانتا جیسے وجود
مین دیکھو کہ وجود ہمارا ویسا نہین ہے جیسا وجود باریتعالی کا ہے از روے
کیفیت کمی اور اگرچہ لفظاً اور معناً دونون متحد ہین یعنے دونو سے وہ
مراد ہے جسکے لئے لفظ وجود وضع کیا گیا ہے لغت مین اور یہ
معنے استوا کا صحیح ہے کہ اسمین کسی طرح کا ضعف نہین اور یہ سستی ہے

اور اسی لئے مولوی عبدالقادر صاحب نے موضح القرآن میں استوی
علی العرش کے مضمون کا ترجمہ یون کیا ہے کہ بیٹھا تخت پر یعنی قعود کیا اوسنے
عرش پر اور وارد ہوا ہے یہ لفظ کئی حدیثون مین سو اوسمین یہ وہم نہین ہوسکتا
کہ یہ لفظ اللہ جل جلالہ کے لئے وارد نہین ہوا یا تفسیر استوا مین یہ لفظ
بولنا روا نہین ہے چنانچہ اون روایتون مین سے جن مین قعود مذکور
ہے یہ روایت ہے جو طبرانی نے کبیر مین مرفوعاً نقل کی ہے اور اوس
مین یہ مذکور ہے اذا قعد علی کرسیہ لفصل عبادہ کہ جب بیٹھیگا
وہ پروردگار جل جلالہ وعم نوالہ اپنی کرسی پر اپنے غلامون کا فیصلہ کرنیکو
اور روایت کی ابوعبدالرحمن نے جو بیٹے ہین احمد بن حنبل کے اپنے باپ
سے کتاب السنۃ والرد علی الجہمیہ مین اونہون نے عبدالرحمن بن مہدی سے
اونہون نے سفیان ثوری سے اونہون نے ابی اسحق سبیعی سے اونہون
نے عبداللہ بن خلیفہ سے اونہون نے عمر رضی اللہ عنہ سے کہ اونہون نے
کہا آئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک عورت اور عرض کی اوسنے
کہ اللہ سے آپ دعا کرو کہ مجھے داخل کرے وہ جنت مین سو آپ نے تعظیم
بیان کی پروردگار کی اور فرمایا جب کہ بیٹھتا ہے وہ پروردگار اپنی کرسی پر
اوس مین سے آواز آتی ہے جیسے نئے پالان سے آدمی کے بیٹھنے
کے وقت آواز آتی ہے اور روایت کی عباس بن عبدالعظیم نے ابی احمد
سے اونہون نے اسرائیل سے اونہون نے ابی اسحاق سے اونہون نے عبداللہ بن خلیفہ سے اونہون نے

عمر سے اور اوسکے لفظون مین یہ ہے کہ کرسی اوس تعالی شانہ کی آسمانون کے
اوپر ہے اور وہ اوسکے اوپر ٹھہرا ہے سو کرسی مین کہلی جگہ نہین رہتی
مگر چار انگل کہا امام ذہبی نے کتاب العرش مین العلوین یہ حدیث محفوظ
ہے ابی اسحق سبیعی سے جو امام ہین کوفون کے اپنے زمانہ کے کہ اونہون
نے یہ حدیث سنی ہی کئی صحابیون سے اور شیخین نے اونکے حدیث
صحیحین مین روایت کی ہے اپنے ایسے معتبرین کہ شیخین اونکی روایت لیتے
ہین اور وفات کی اکیسو ستائیس سنہ مین ہجری وہ اس حدیث کی
روایت مین عبد اللہ بن خلیفہ سے جو قدماء تابعین سے ہین اور ہم اونکی حال
کو جرح اور تعدیل کی راہ سے نہین جانتے ولیکن اس حدیث کو ابو اسحق
سبیعی نے روایت کیا اور اقرار کیا اسکا سبیعی اور محدثون کا اقرار
کیا جو صفات مین وارد ہوئی ہین اور روایت کی یہ سفیان نے بہی اسی طرح
اور روایت کی ابو احمد زبیری نے اور یحیی بن ابی بکر نے اور وکیع نے اسرائیل
سے اور کہا امام عبد اللہ ابن حنبل نے اپنی کتاب مین جسکا نام رد علی الجہمیہ
ہے کہ روایت کی مجہہ سے میرے باپ نے اونہون نے وکیع سے
حدیث اسرائیل کی اونہون نے ابی اسحق سے اونہون نے عبد اللہ بن
خلیفہ سے اونہون نے عمر رضی اللہ عنہ سے کہ جب بیٹھا پروردگار کرسی
پر تو روئین کہڑے ہوگئے ایک شخص کے کہ اوسکا نام لیا میرے
باپ نے یعنے یہ حدیث سنکر اور وہ شخص نزدیک تہا وکیع کے سو غلط ہوئے

عبارت مجموعی بیرام کرامین اور
ابن عقیلہ الطالبین مین ابن ابی داؤد
۱۴۷
کہا پہر انکار ہے
کہ اللہ کا کلام پیدا ہوا اور
اسطرح بولا کہ غلام کو دوسری چیزین
پیدا کر دیا اور اللہ کی صفتون کے
انکار مین مذہب معتزلہ کا
اور قدیر کے منکرون کا ایک باب
فرقہ غلاۃ کے ذکر مین پہلے مین کہ یہ
فرقہ ابو عبد اللہ بن کلاب سے علاقہ
رکہتا ہے وہ کہتا تہا کہ اللہ جو فرمایا ہے
الرحمن علی العرش استوی استوی کے
معنے یہ ہین کہ اوسمین کی ہمین ہے
اور اللہ جسطرح پر پہلے تہا اوسی طرح
ہمیشہ رہا اور اوسکا کوئی مکان نہین ہے
اور اوسنے انکار کیا کہ قرآن مین آوے
ہمون فایدہ یعنے ابو عبد اللہ بن
کلاب نے کہا کہ استوی

وکیع اور کہا اونہون نے پایا ہم نے اعمش کو اور سفیان ثوری کو کہ وہ بہی
اس حدیث کو روایت کرتے تہے اور انکار نہ کرتے تہے ہر شاید وہ
شخص جسکی روئین کہڑے ہوگئے وہ منکر صفات تہا اور اس روایت کو
بیان کرنا خدا کی درگاہ مین اوس نادان سفیہ نے گستاخی اور بے ادبی جانی
ہماری زمانہ کے بعض جہلا منکران صفات ہین معاذ اللہ من ہذا الانکار انتہے
قول المترجم پہر کہا امام ذہبی نے اوس کتاب مین کہ یہ حدیث صحیح ہے نزدیک
ایک جماعت کی محدثین سے اور روایت کیا ہے اسکو حافظ ضیاء الدین
مقدسی نے اپنی صحیح مین اور وہ ابن حبان کی شرط پر ہے اور ابن حبان نے مین
جانتا ہون کہ اوسکو روایت کیا یا نہین اسلئے کہ اون کے نزدیک شرط یہ ہے
کہ جب ایک راوی عادل حافظ کسی راوی سے روایت کرے جو جرح
کے ساتہہ مشہور نہو تو وہ سند صحیح ہے پہر جب ان امامون نے جیسے
ابو اسحق السبیعی ہین اور ثوری اور اعمش اور اسرائیل اور عبد الرحمن بن مہدی
اور ابو احمد الزبیری اور وکیع اور احمد بن حنبل وغیرہم ہین کہ اون سبکا ذکر
کرنے مین ایک طول ہوتا ہے اور گنتی گننا باعث تطویل ہے اور یہ سب
لوگ ہدایت کے چراغ ہین اور رفع ظلمت کے لئے آفتاب ہین جب ان لوگون
نے اوسکو قبول کرلیا اور روایت کیا اور کسی نے انکار نہ کیا اور نہ طعن
کی اوسکی اسناد مین تو ہم کون ہین جو اوسکا انکار کرین اور اوسپر تنقید کرنیکا
ارادہ کرین بلکہ ہم کو ضرور ہے کہ اوسپر ایمان لاوین اور اوسکی کیفیت کا علم

اللہ کو سونہین جیسی فرمایا ہے امام احمد بن حنبل نے کہ ہم کوئی صفت اپنے پروردگار
کی صفتون مین سے نہین چھوڑتے ہین بسبب اوس طعن کے جو ہم پر ہوتا ہے
یعنے اہل بدعت کے جانب سے اور اگر تمکو اس صفت کی سننے سے نفرت ہوتی
ہے تو کیع بن جراح کے طرف دیکھو جو خلیفہ تھے سفیان ثوری کے اور وارث
تھے اونکے علم اور فضل کے اور انگشت نما تھے لوگون مین کہ یہ
سفیان کے چال اور رد یئے پر ہین غرض اونکو کیا غصہ آیا اوس نادان پر
جسکے روبرو کھڑے ہوتے دیکھی اور ضرور اس حدیث کا ذکر صحابہ مین
ہوگا اسلئے کہ اونکے اقوال مین داخل ہے یہ بات کہ اللہ آسمان پر ہے اپنے عرش پر
غرض یہ حدیث حکم مین احادیث مرجوعہ کے ہے اسلئے کہ اصحاب
رضی اللہ عنہم ایسی بات ہرگز نہین کہہ سکتے مگر جب سنی ہو اونہون نے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اسلئے کہ اونکو اس مین گنجایش اجتہاد کے
نہین اور نہ وہ ایسی بات اپنی رائے سے کہہ سکتے ہین اور سوا اسکے اور
کوئی امر نہین ہے کہ اونہون نے اوسکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے
سنا ہے تمام ہوا مضمون امام احمد کے قول کا **پانچوین** معنی استوا کے جمعہ
ہین کہ ابو عبیدہ نے کہے ہین روایت کی یہ بغوی نے اپنی تفسیر مین اور وہ
مثل قعود کے ہے بلا کیف اور ثابت ہوا ہے احادیث صحیحہ مین نزول
پروردگار کا اپنے عرش پر سے آسمان دنیا تک پہر جیسے نزول سے لیے اور ترجمہ
محمول ہے اپنے ظاہری معنی لغوی پر اور ایسا نزول ہے جو اوسکی ذات

مقدس کی لایق ہی ایسا ہے صعود یعنے چڑہ جانا اوسکا بہی ویسا ہی ہے
چنانچہ سیوطی نے اتقان مین کہا ہے تیسرے یہ کہ وہ استوی بمعنی صعود کے
ہو جیسے ابو عبیدہ نے کہا اور رد کیا گیا ہے یہ قول اونکا اسلئے کہ وہ
خداوند تعالی منزہ ہے صعود سے بہی مین کہتا ہون کہ یہ رد کرنا خود قابل
رد ہے اسلئے کہ صعود حدیث مین وارد ہوا ہے جیسے مروی ہے
عبد اللہ بن احمد بن حنبل سے کہ اونہون نے کتاب الرد علی الجہمیہ مین عبد الاعلے بن
حماد سے روایت کی اونہون نے عمرو بن یونس سے اونہون نے جہضم بن
عبد اللہ الفشی سے اونہون نے ابو ظبیہ سے اونہون نے عثمان بن عمیر سے
اونہون نے انس سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب
جمعہ کا دن ہوتا ہے اوترتا ہے اللہ تعالی عزوجل علیین سے اپنی کرسی پر
پہر کرسی کے گرد منبر نور کے بچہائے جاتے ہین پہر انبیا لوگ آتے ہین اور
اوسپر بیٹہہ جاتے ہین پہر اوسکے گرد کرسیان سونے کے بچہائی جاتی ہین
پہر صدیق اور شہید آتے ہین اور اوسپر بیٹہہ جاتے ہین پہر جنت کے
اور لوگ آتے ہین اور وہ ٹیلون پر بیٹہہ جاتے ہین پہر اونپر پروردگار
ایک تجلی فرماتا ہے یہانتک کہ وہ سب اوسکے چہرہ پر انوار کو
دیکھتے ہین اور وہ فرماتا ہے کہ مین وہی ہون جسنے اپنا وعدہ تم سے
سچا کیا سو مجہہ سے کچہہ مانگو سو وہ مانگنے لگتے ہین یہانتک کہ اونکے
سب آرزو مین پوری ہو جاتی ہین اور اونپر ایک دروازہ ایسی چیز کا

کہولا جاتا جسے کسی آنکھ نے نہین دیکھا اور نہ کسی کان نے سنا ہے اور نہ کسی آدمی
کے دل مین اوسکا خیال گذرا اور وہ دروازہ اوسپر مفتوح رہتا ہے اور
دیر تک جتنی دیر مین لوگ جمعہ سے ہمیشہ پیرا کرتے ہین یعنی دنیا مین پھرتے رہینگے
جل جلالہ وعم نوالہ چڑھ جاتا ہے اپنی کرسی پر اور چڑھ جاتے ہین اوسکے
ساتھ صدیقین اور شہدا اور ذکر کیا آخر حدیث تک ۵ خداوندا اپنے
فضل و کرم سے مجھے اور مولف رسالہ اور میرے سب برادران ہم عقیدہ کو اوس جماعت
مین داخل فرما جو اپنے پروردگار کے ساتھ اوپر چڑھ جاویگی اور منکران صفات
کو ہدایت کر انتہے قول المترجم امام ذہبی نے کتاب العرش العلو مین کہا ہے
کہ یہ حدیث محفوظ ہے اور اوسکے شواہد سنن مین موجود ہین اور اوسکے ساتھ
ہی یہ بات بھی ہے کہ صعود اللہ نزول کے ہے اور جب نزول ثابت ہو گیا تو صعود
کے ثبوت کا کوئی مانع ہے اسلئے کہ دونون بہ نسبت ذات مقدس باری تعالے
برابر ہین اور ثابت ہو چکا ہے نزول روایات متعددہ سے کہ قریب تواتر
کے ہین امام ذہبی نے کہا ہے کہ اوسکو بیس پر چند اصحاب نے رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے اور مین نے اوسکے بیان مین
ایک جزء مستقل لکھا ہے مین کہتا ہون کہ ابن تیمیہ کا ایک رسالہ شریعہ ہے
نزول مین اور دوسرے امامون نے بھی اس مین تالیفین کی ہین اور رسالے
لکھے ہین سو اون کی طرف رجوع کرو اگر چاہو اور جب آگے یہ بات گذر چکی
ہے کہ استوا بہ معنے صعود لغت مین بھی آچکا ہے

اور حدیث مین بہی وارد ہوچکا ہے جیسا ہم نے روایت کیا ہے
تو اب اسکی صحت مین کچہہ شک نہین رہا مگر استوا بہ معنے صعود جب اوسے
تو اوسکا تعدیہ الی کے ساتہہ چاہیئے جیسا صاحب قاموس کی قول سے
اوپر گذر چکا مگر یہ کہا جائے کہ صعد علی انجیل بہی کلام عرب مین مستعمل ہے
اور موید ہے اسبات کے جو حدیث مین وارد ہوا ہے لفظ علی کا جیسے کہ
اوپر گذر چکا اور صاحب قاموس نے کہا ہے کہ عرب کہتا ہے صعد فی
انجیل و علیہ اور تصریح کی ہے اسپر ائمہ لغت نے تو اس مین کسی طرح کا تعدیہ نہین
اور کسی قسم سے استبعاد نہین چہٹے استوا کے معنے اقبل ہین یعنے متوجہ
ہوا عرش کے پیدا کرنیکے طرف اور ارادہ کیا اوسکے پیدایش کا جیسے
اللہ تعالے فرماتا ہے ثم استوی الی السماء وہی دخان یعنے پہر قصد کیا طرف آسمان کے
اور وہ ایک ہوان تہا ذکر کیا اوسکو سیوطی نے اتقان مین اور کہا کہ یہ
قول ہے فراء کا اور اشعری کا اور ایک جماعت کا اہل معانی سے اور
اسمعیل ضریر نے کہا ہے کہ وہ صواب ہے پہر رد کیا اوسکو سیوطی نے کہ
اگر استوا اقبال اور قصد کی معنونمین ہو تو وہ متعدی بہ الی ہونا چاہیئے
نہ بہ علی اور یہ معنے یعنے ارادہ اور اقبال کے ثم استوی الی السماء مین خوب
چسپ بنتی ہین اس قول مین اللہ تعالے کے ثم استوی علی العرش اور امام
سیوطی نے اس مقام مین بہت عمدہ بات کہی اور اوسکی موید وہ بہی
ہے جو صاحب قاموس نے کہی ہے استوی الی السماء یعنے چڑہا

یا ارادہ کیا یا قصد کیا غرض نہین کرکتے معنے قصد و عمد کے مگر وہین جہان تعدیہ
بالی ہوا ہے اور ایسا ہے جوہری نی ذکر کیا ہے صحاح مین جیسا کہ اوپر گذرا
اور ذکر کیا زمخشری نے کشاف مین معنی قصد اور اقبال کو اللہ تعالے کے
اس قول مین ثم استوی الی السماء اور نہین کرکتے یہ معنے ثم استوی علی العرش
مین اور ایسا ہی ذکر کیا بغوی نے اپنی تفسیر مین اور یہ دلیل ہے اسپر کہ معنی قصد کے
خوب چسپان نہین ہوتے جہان تعدیہ علی کے ساتھہ ہے غرض اب کوئی
عاقل اس مین شک نہین کرتا کہ جنے معنے قصد کے لیے ایسی جگہہ جہان تعدیہ
علی کی ساتھہ ہے اوسنے لغت عرب کے اور اونکی بول چال کی بالکل مخالفت
کی اور ایسے شخص کا قول قابل اعتبار نہین اور یہان کہنی والا یہ بھی
کہہ سکتا ہے کہ سیوطی کا لانا جب ٹھیک ہوتا ہے کہ استوا سے قصد کے
معنے لیے جاوین مگر جب اوسکے معنے اقبال کے لیے جائین تو اس صورت
مین البتہ ٹھیک نہین ہوتا اسلیے کہ اقبال علی کی ساتھہ متعدی ہوتا ہے اور
موید ہے اسکا قول صاحب قاموس کا اقبل علیہا او استولے یعنے موتہہ کیا اوسکے
طرف اور غالب ہوا اور جواب دیا ہے اس کا یہ کہ ایراد سیوطی کا اونکے
سارے قول پر ہے یعنی اقبل علی خلق العرش و عمد الی خلقہ اور اسکے قائل
ہونے مین کچھہ شک نہین اور جب اوس سے صرف اقبال ہی مراد ہو
تب بھی فاسد محض ہے اگرچہ اسکا کوئی قائل نہین اور فساد اوسکا کئی وجہ سے
ظاہر ہے اول یہ کہ اقبال علی العرش سے کچھہ معنے نہین پس صرف رہوا

کہ لفظ خلق کو بغیر ضرورت مقدر کرنا اور بے ضرورت تقدیر کرنا خوب نہین
اسلئے کہ علا اور تفع کے معنے لینے مین مطلب بخوبی حاصل ہوتا ہے اور یہی
مذہب مختار ہے دوسرے یہ کہ اگر لفظ خلق کو مقدر بھی کرین تو بھی لازم
آتا ہے کہ پیدایش عرش کی سموات و ارض کی بعد ہو اور یہ امر خلاف نصوص
ہے اسلئے کہ اللہ تعالی سورہ ہود مین فرماتا ہے وھو الذی خلق السموات
والارض فی ستۃ ایام وکان عرشہ علی الماء یعنے وہ ایسا شخص ہے کہ پیدا کیا اوسنے
آسمانون کو اور زمین کو چھ دن مین اور عرش اوسکا پانی پر تھا اور روایت کی بخاری
نے عمران بن حصین سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تھا اور کوئی
چیز نہ تھی پہلے اوس سے اور عرش اوسکا پانی پر تھا یعنی فتح بخاری مین کہا ہے کہ اگر تم کہو عرش اور
پانی دونو پہلے مخلوق ہین پھر انمین سے پہلے کون پیدا ہوا تھا تو مین کہونگا
پانی اسلئے کہ احمد اور ترمذی نے روایت کی اور صحیح کہا ابی رزین عقیلی کے
روایت سے مرفوعاً کہ آپنے فرمایا کہ پانی عرش سے پہلے پیدا ہوا ہے اور
روایت کی سدی نے اپنی تفسیر مین اسانید متعددہ سے کہ اللہ تعالے
نے اپنی مخلوقات مین سے کوئی چیز پانی سے پہلے نہین پیدا کی غرض اس
صورت مین تکلف یون دور ہو سکتا ہے کہ کہین لفظ ثم کا یہان ترتیب کے
لئے نہین بلکہ صرف نعمتون کی شمار کے لئے ہے جیسے کوئی کسی سے کہے
مین نے تجھے بڑی بڑی نعمتین دین پھر تیری قدر بلند کی پھر تیرے دشمنون
کو دور کیا غرض یہان لفظ پھر جو ترجمہ ثم کا ہے ترتیب کے لئے نہین ہے
ایسا ہی ذکر کیا رازی نے تفسیر کبیر مین اور صاحب کشاف نے کہا

اس آیت کے ذیل مین ثم استوی الی السماء کہ ثم اس مقام مین صرف اسلئے
ہے کہ دونو مخلوقات مین تفاوت اور فضیلت آسمانون کی پیدا کرنیکی زمین
کے پیدا کرنے پر اور ثم کا لفظ اس سبب سے نہین ہے کہ وقت مین تراخی ہو جیسے
اس آیت مین ثم کان من الذین آمنوا اور بیضاوی نے بھی انہی کی پیروی
کی ہے اور صاحب مدارک وغیرہما نے متاخرین مین سے غرض لفظ ثم بیان
بھی اسی معنی پر حمل کرنا ضرور ہے مگر یہ امر بھی پوشیدہ نہ رہے کہ حمل ثم
کا اس معنی غیر مشہور پر باوجود اوسکے کہ حمل اوسکا معنی مشہور پر ہو سکتا ہے
ایسی بات ہے کہ طبیعتین اسکو قبول نہین کرتین اور کان اوس سے
محظوظ نہین ہوتے غرض ایسے تکلفات کلام الٰہی مین ضرور نہین اور جو
نظیر اوسنے بیان کی ہے وہ مطابق نہین ہے اسلئے کہ خلق سموات
وارض مین اور اقبال کرنے مین خلق عرش کی کچھ مناسبت نہین ہے
بخلاف خلق ارض اور خلق سموات کے کہ ان دونون مین مناسبت ظاہر ہے
جیسے اللہ تعالے نے فرمایا ثم استوی الی السماء یعنے بعد بنانے زمین کے
قصد کیا آسمانون کے بنانے کا دور ایسا ہی ہے جو ذکر کیا رازی نے
اسلئے کہ وہانپر ایک نسق واحد ہے اور وہ ذکر کرتا ہے نعمتونکا اسے
خوب غور کرو تنبیہ بعض قاصر فہم لوگ ہماری زمانہ کے جنکو تاویل رازی
کے سمجھنے کا شعور نہو اور صاحب کشاف وغیرہ متاخرین کے تہی تاویل
کو مطلق نہ سمجھے انہون نے کہا کہ میری خیال مین یہ بات نہین آتی کہ

Marfat.com

کہ ان بڑی بڑی لوگون نے آسمان و زمین وغیرہ کے پیدا کرنے کے بعد عرش
کے پیدا ہونے سے کیا مراد لیا تیسرے یہ کہ اس صورت مین آیت حالے
ہو جاتی ہے اس امر کے ثابت ہونے سے کہ اللہ تعالی عرش پر ہے اور
یہ خلاف تصریحات سلف کے ہے یعنے وہ سب اس آیت سی اللہ تعالے کا
عرش پر ہونا ثابت کرتے ائین ہین امام شمس الدین ذہبی رح نے
کتاب العرش والعلو مین غنیۃ الطالبین سے نقل کیا ہی وینبغی
اطلاق صفۃ الاستواء من غیر تاویل وانہ استوی الذات
علی العرش یعنے صفت استوا کو اسطرح بولنا چاہئے کہ مطلب
دوسری طرف نہ پہیرا جاوے اور بیشک استوا ذات کا ہے
عرش پر وکونہ سبحانہ وتعالے علی العرش مذکور فی کل
کتاب انزل علی کل نبی ارسل بلا کیف اور اللہ تعالے
کا عرش پر ہونا ہر کتاب مین موجود ہے جو کتاب
اللہ کے کسی بہیجے ہوے نبی پر اوتری ہے مگر یہ
نہین نہ کہو کہ کیونکر ہے ساتوین معنے استوا کی اعتدال
ہین یعنے عدل کی واسطے قائم اور مستعد ہوا جیسے
فرماتا ہے قایما بالقسط غرض قایم ہونا اوسکا قسط عدل کے

ساتھہ یہی اوسکا استوا ہے گویا مراد اس آیۃ استوا کی اوس صورت مین یہ
ہوگی کہ اوسنے سرجہ کو اپنی قدرت و عزت سے پیدا کرکے اپنی پورہ حکمت
سے اعتدال کی ساتھہ بنایا ذکر کیا اسکو سیوطی نے اتقان مین اور ابن اللبان
سے نقل کیا اور اوپر سکوت فرمایا مین کہتا ہون کہ اس معنی مین کئی خلل ہین
اول یہ کہ معنی استوا کے لغت مین اعتدال البتہ آئے نہ قیام بالعدل
اور اس معنی کے اثبات کے لئے فقط ابن لبان کا تنہا قول کافی نہین ہے
بلکہ نقل صحیح ائمہ لغت سے لازم ضرور ہے مترجم کہتا ہے میرے نزدیک
تو ابن لبان کے قول کو بان دینا چاہئے اسلئے کہ اوس مین آیت مذکور
فوقیت الٰہی کے مثبت نہین ہے اور یہ تمام سلف کے خلاف ہے چنانچہ خود
مولف کہتا ہے انتہے دوسرے یہ کہ یہ معنی خلاف اجماع سلف و خلف
اور مخالف اتفاق محققین سابقین و لاحقین کے ہے اسلئے کہ ان سب نے
تصریح کی ہے کہ استوا ایک صفت فعلی ہے کہ اوسکو اللہ تعالے نے کیا آسمان
و زمین بنانے کے بعد تیسرے یہ کہ قیام اللہ کا ساتھہ عدل کی ایک صفت
ازلی ہے کہ وہ متاخر نہین آسمان و زمین بنانے سے اور حمل ثم کا اس جگہہ
تفاوت پر صحیح نہین ان وجوہ سے کہ جو اوپر ذکر کر چکے ہین ہم سو تم غور
کرلو اٹھوین معنے الرحمن علی العرش استوے کے یہ ہین کہ تقدیر اس آیت کی یون ہے
کہ رحمن بلند ہوا اور عرش اسکے لئے سیدھا ہوگیا حکایت کی یہ اسمٰعیل
ضریر نے اپنی تفسیر مین اور لائے ہین اوسکو سیوطی اتقان مین اور کہا ہے

Marfat.com

کہ یہ معنے مردود ہے دو وجہون سے اور مین کہتا ہون کہ اوسکی ایک تیسری
وجہ بھی ہے کہ آخر مین ابھی مذکور ہوگی اول یہ کہ اس قائل نے علی کو
اس جگہہ فعل بنایا اور حالانکہ وہ یہان حرف ہے بالاتفاق اسلیے کہ اگر فعل ہوتا
تو الف سے لکھا جاتا جیسے لعلا بعضہم علی بعض اور دوسری وجہ یہ ہے کہ اوسنے
عرش کو مرفوع پڑھا حالانکہ کسی قاری نے اوسے مرفوع نہین پڑھا ہے
اب تیسری وجہ سنو جو مولف نے بڑھائی ہے کہ مولف کہتا ہے اس
تکلف کی کچھ حاجت نہین ہے جب علو اللہ جل جلالہ کا مسلم ہو چکا
اسلیے کہ کافی ہے یہان کہ استوی کے معنے علا لیے جاوین اور
معنی آیۃ کے یہ ہو جاوین للرحمن علا علی العرش یعنے رحمن عرش کے
اوپر ہوا غرض یہ تطویل لاطائل ہے کہ کلام الٰہی کو اوس سے محفوظ رکھنا
لازم ہے برتر ہے وہ پروردگار ان تکلفات سے نوین یہ ہین کہ کلام الرحمن
علی العرش پر پورا ہو گیا اور پھر دوسرا جملہ یہان سے چلا استوی لہ مافی
السموات ومافی الارض اور سیوطی نے اسکو دو طرح رد کر دیا
ایک تو اسطرح کہ آیت اپنے نظم سے گر جاتی ہے اور مراد سے دور ہو جاتی
ہے اور آیتون کے قافیون مین جو آخر مین مذکور ہین خلل آجاتا ہے
دوسرے یہ کہ یہ تاویل فقط اسی سورہ کی آیت مین یعنے طہ مین ہو سکتی ہے
کہ اوس مین مذکور ہے الرحمن علی العرش استوی لہ مافی السموات والارض
وما بینہما وما تحت الثری اور دوسری آیتون مین جیسے ثم استوی علی العرش یغشی اللیل النہار

اس مین نہین چل سکتی دسوین معنے استوی کی استولی ہین اور معتزلہ کا مقولہ
یہی ہے اور اسی طرف فخر الرازی بہی پہل گئے ہین اور بیضاوی وغیرہ متاخرین
بہی جنپر علم کلام غالب ہوگیا ہے اور یہی قول ہی غزالی کا احیاء مین اور
اسکو رد کیا ہے محققین نے اہل سنت کے اگلے ہون خواہ پچہلے اور یہان
اونکے کچہہ تہوڑی اقوال مذکور ہوتی ہین روایت کی الالکائی نے کتاب السنۃ
مین ابن الاعرابی سے کہ اون سے کسی نے معنے استوی کے پوچہے تو اونہون نے
فرمایا وہ اپنے عرش پہ ہے جیسا کہ اونہون نے خبر دی تو لوگون نے
کہا کہ ای ابو عبد اللہ معنے استوی کے استولی ہین اونہون نے کہا چپ رہ یہ
نہین کہہ سکتے کہ وہ رحمن غالب ہوا عرش پر مگر جبکہ اوسکا کوئی دشمن مقابل ہو
پہر جب اون دونون دشمنون مین سے کوئی غالب ہو وی تو کہتی ہین عرب
استولی اس قول کو سیوطی نے اتقان مین اور ذہبی نے کتاب العرش
والعلو مین نقل کیا ہے اور روایت کی ذہبی نے کتاب العرش مین محمد بن
احمد بن النصر سے کہ سنا مین نے ابن الاعرابی سے جو صاحب لغت تہے
کہ وہ کہتے تہے کہ ارادہ کیا مجہہ سے ابن ابی داؤد نے کہ مین ڈہونڈہون
اوسکے واسطے بعض لغات عرب مین اور اوسکے معانی مین کہ الرحمن
علی العرش استوی مین استوی بمعنی استولی کے ہے تو مین نے اوسے
کہا کہ اسکی قسم مجہہ سے کبہی نہ ہوگا اور مین نے اوسکو جواب نہ دیا اور کہا
ذہبی نے کتاب العرش مین اور اسی قبیل سے ہے قول اللہ تعالی کا

هو الذی خلق السموات والارض فی ستة ایام وکان عرشه علی الماء یعنے وہ پروردگار
ایسا ہے جسنے آسمان و زمین بنایا چھہ دن مین اور عرش اوسکا پانی پر تہا اور
فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ایک وقت ایسا تہا کہ اللہ تہا اور اوسکے ساتھ
کوئی شی نہ تہی اور عرش اوسکا پانی پر تہا اور اوسنے لوح محفوظ مین ہر چیز
لکھہ دی روایت کی یہ بخاری نے غرض پیدائش عرش کے قبل پیدائش آسمان و زمین
کی ہے پہر پیدا کیا آسمان و زمین کو نص کتاب و سنت کے رو سے اور
اس مین کوئی شک نہین ہے اور فرمایا اللہ تعالے نے کہ وہ اللہ ایسا ہے
کہ اوسنے پیدا کیا آسمان و زمین کو چھہ دن مین پہر چڑھ گیا عرش پر غرض
استوا اس جگہہ اگر یہ معنے استیلا یعنے غلبہ کے ہوتا یا قہر کے یا اسی قسم کے
اور کسی کی معنون مین جیسے جہمیہ اور معتزلہ خرافات کہتے ہین تو یہ خرابی لازم
آتی ہے کہ اللہ تعالے آسمان و زمین پیدا کرنے کے قبل عرش پر غالب اور
قاہر ہوتا پاک ہے اللہ جل جلالہ اس سے اور بہت بلند ہے غرض تم
اس مین غور کرو اور اپنی دل مین سوچو اور اللہ سے ڈرو کہ کیا بات تمہاری
مونہہ سے نکلتی ہے اور اپنی دل کی خواہش کو چھوڑو اور انصاف کی تابع ہو اور
قول حق کو اللہ تعالی ہمکو اون مین داخل کری جو نیک بات سنتے ہین اور اوسکے
تابع ہو جاتے ہین آمین یا رب العالمین اور روایت کی امام ابو عبد اللہ ابراہیم
بن محمد بن عرفہ نفطویہ نے کتاب الرد علی الجہمیہ مین جو اونکی تالیف ہے کہ روایت
کی ہمسے داؤد بن علی نے اونہون نے کہا ہم تہے ابن الاعرابی کے پاس

اور ایک شخص اونکے پاس آیا اور اوسنے کہا کہ کیا معنے ہین اللہ تعالے کے
اس قول کے الرحمن علی العرش استوی تو اونہون نے کہا وہ تعالے عرش پر ہے
اور اوسنے اوپر استوا کیا ہے جیسے خبر دی سو اوسنے کہا ایسا نہین
بلکہ معنے اسکے یہ ہین کہ وہ غالب ہوا ابن اعرابی نے کہا چپ تو کیا جانتا ہے
عرب کبھی نہین کہتا کہ فلان شخص غالب ہوا فلان چیز پر جب تک کہ اون
دونون مین کہٹ پٹ نہو پھر جب کہٹ پٹ ہوتی ہے تو جو اونمین سے
غالب آجاتا ہے اوسکو عرب کہتا ہے استوی علیہ اور اللہ کے آگے
کسی کی مجال نہین جو کہٹ پٹ کرے بلکہ اصل بات یہ ہے کہ وہ اپنے عرش پر
ہے جیسے اوسنے خبر دی اور سفیان نے داؤد بن علی سے کہ وہ کہتے
تھے کہ مریسی کہتا تھا سبحان ربی الاسفل یعنے پاک ہے میرا معبود جو نیچے
ہے اور یہ جہالت ہے کہنے والے کی اور دوسری بعضی کتاب مین کہا کہ
تعالے خود اپنی کتاب مین فرماتا ہے ءانتم من فی السماء امام ذہبی نے
کہا کہ یہ ابو عبدہ عربیت اور لغت کے امامون مین سے ہین اور مشہور لوگون
مین سے ہین اور معاصر ہین ابن ابی داؤد اور اوس زمانہ والون کے
اور امام ابو الحسن اشعری نے جو رئیس ہین اشاعرہ کے اپنی کتاب ابانہ مین
کہا ہے کہ معتزلہ اور جہمیہ اور حروریہ نے کہا ہے کہ معنے استوی کے
استولی ہین اور ملک اور قہر یعنے غالب ہوا اور مالک اور
قادر ہوا اور کہا اون لوگون نے کہ اللہ ہر ایک مکان مین ہے اور

اثبات کا انکار کیا کہ اللہ عرش پر ہے جیسا اہل حق کا عقیدہ ہے اور استوا کے
معنو یہین اونہون نے قدرت کو اختیار کیا ہے غرض اگر ایسا ہی ہو جیسا
اونہون نی کہا ہے تو عرش مین اور ساتوین زمین مین کوئی فرق نہین رہتا
اسلیئے کہ اللہ تعالے ہر ایک شے پر برابر قادر ہے اسلیئے کہ
اللہ قادر ہے زمین پر اور تمام گھانس پھونس پر اور اگر عرش پر مستوی ہونیکے
معنے غالب ہونیکے ہین تو جایز ہے کہ یون کہین کہ وہ مستوی ہے
سب چیزون پر حالانکہ یہ ہرگز مسلمانون کے مذہب مین روا نہین کہ
کوئی کہے وہ مستوی ہے گھوڑون اور پائخانون پر غرض باطل ہو گیا یہ کہ
استوا یہ معنے استیلا اور غلبہ کے ہو کہ یہ صفت تو عام ہے جمیع چیزون کو
تو واجب ہوا کہ استوا کے ایسے معنے ہون جو مختص ہون ساتھ عرش کے
سوا اور چیزون کی تمام ہوا قول اشعری کا اور کہا امام ابو الحسن علی بن مہدی
طبری فی جو رفیق ہین ابو الحسن اشعری کے کتاب مشکل الآیات مین جو لوگ
تابعین ہے الرحمن علی العرش استوی کے باب مین کہ اللہ سبحانہ آسمان پر ہے
سب چیزون سے اوپر مستوی ہے اپنے عرش پر یعنے اوسکے اوپر ہے
اور معنے استوا کے اوپر ہونا ہے جیسے عرب کہتا ہے استویت
علی ظہر الدابۃ واستویت علی السطح یعنے چڑھا مین سواری کی پیٹھ پر اور چڑھا
کوٹھے پر اور واستوت الشمس علی راسی اور چڑھ آیا آفتاب میرے سر پر
واستوی الطیر علی قمۃ راسی یعنے چڑھ آیا پرند میرے سر پر

اور مطلب یہ ہوتا ہے کہ جو فلک میں چڑھ گیا پھر میرے سر کے اوپر پایا گیا آپ
سمجھو کہ وہ پروردگار قدیم جل جلالہ عرش کی اوپر ہے جیسا وہ خود فرماتا ہے
اامنتم من فی السماء یعنی کیا بیخوف ہو گئے تم اوس سے جو بلند مکان میں ہے
اور فرمایا یا عیسی انی متوفیک ورافعک الی یعنے ای عیسی میں تجھکو پھیر لینے والا
اور اپنی طرف اوٹھانے والا اور فرمایا الیہ یصعد الکلم الطیب والعمل الصالح
یعنے اوسیکے طرف چڑھ جاتے ہیں کلمہ پاک اور نیک عملوں کو وہ خود
اوٹھا لیتا ہے اور فرمایا یدبر الامر من السماء الی الارض ثم یعرج الیہ یعنے وہ تدبیر کرتا ہے
آسمان سے زمین کی طرف پھر چڑھ جاتا ہے وہ کام اوسی کی طرف اور
بلخی نے کہا ہے کہ استوا اللہ کا عرش پر بمعنی استیلا ہے اور یہ کلام
عرب میں موجود ہے جیسے اس شعر میں ثم استوی بشر علی العراق یعنے غالب
ہوگیا بشر عراق پر اور کہا اوسنے کہ عرش ہوتا ہے بادشاہ کے
لیے سو اوس سے کہا گیا کہ تو نے اسکا انکار کیوں کیا کہ عرش اللہ کا
ایک جسم ہو کہ اوسکو پیدا کیا ہو اور حکم کیا ہوا ہے فرشتوں کو اوسکے
اوٹھانے کا چنانچہ فرمایا اللہ تعالے نے یحمل عرش ربک فوقہم یومئذ
ثمانیۃ اور امیہ کہتا ہے ابیات مجدوا اللہ فہو للمجد اہلا ۔ ربنا فی السماء
امسی کبیرا ۔ بالبناء الاعلی الذی سبق الناس ۔ وسوی فوق سبع سماء سریرا ۔
یعنے تعظیم کرو اللہ کی کہ وہ تعظیم کے لائق ہے اور معبود ہمارا آسمانوں
پر ہے کہ وہ ایسے اونچے بنا ہے کہ لوگوں سے پہلے طیار ہوئی اور

Marfat.com

اور آسمان کی اوپر اوسنے اپنا تخت بنایا ہے اور اون لیلون سے جو اوپہ صاف
دلالت کرتے ہین کہ استوا یہان استیلا کے معنون مین نہین ہے ایک
یہ ہی ہے کہ اگر یہ معنی استیلا ہوتا تو تخصیص اوسکے عرش کے ساتھ نہ ہوتے
تمام مخلوقات کو چھوڑ کر اسلئے کہ وہ مستولی اور غالب ہے عرش پر
ہی اور تمام مخلوقات پر بھی مغلوب ہونے مین عرش تو دوسرے مخلوقات
پر کچھہ مزیت نہین ہے غرض اس تقریر سے بلخی کے قول کا بطلان
بخوبی ظاہر ہو گیا پھر اوس نے یہ بھی کہا جاوے کہ استوا بہ معنے
استیلا نہین ہے جیسے عرب کہتا ہے استوی فلان علی کذا ای استولے
یعنے استوا کیا فلانے نے اوپر فلان کے یعنے غالب ہوا اور یہ جب
کہتا ہے کہ وہ کسی شے پر قادر ہو جاوے
بعد اسکے کہ پہلے اوسپہ قادر نہو غرض اس جگہہ پر معنے
استوا کے استیلا کے طرف ہرگز پھرے نجاوینگے یہ کہا روایت کی
ہم سے ابو عبد اللہ نفطویہ نے اونسے ابو سلیمان نے کہا کہ ہم تھے
ابن الاعرابی کے پاس اور ایک شخص آیا اوسنے کہا الرحمن علی
العرش استوی کے کیا معنے ہین غرض ہی قصہ ذکر کیا جو ہم اوپر بیان
کر چکے ہین تمام ہوا قول اونکا امام ذہبی نے کہا یہ ابو الحسن بہت بڑے
امام ہین اور اونہون نے رفاقت کی ہے اشعری کی اور اونسے علم
کلام سیکھا ہے اور بہت عمدہ عمدہ تصنیفین کی ہین کہ وہ ایک وسیع

علم پر دلالت کرتے ہین ذکر کیا اونکا ابن عساکر نے ثقات مین اور اونکی
کی کتاب تبیین کذب المفتری مین اور اونکی بہت
تعریف کی ہے اور کہا ہے کہ مین نہین جانتا کہ کب اونکا انتقال ہوا
اور فرمایا امام محی السنۃ حسین بن مسعود بغوی نے اپنی تفسیر مین اس قول الٰہی کے نیچے ثم
استوی علی العرش کہ کلبی نے کہا اور مقاتل نے استقر یعنے قرار
پکڑا اور ابو عبیدہ نے کہا صعد یعنے چڑہا اور تاویل کے متعلق نے
استوا کی استیلا سے اور اہل سنت کہتے ہین استوا علی العرش ایک
صفت ہے اللہ تعالی کی بلا کیف کہ اوسپر ایمان واجب ہے امام ذہبی نے
کہا ہے یہ ابو محمد بغوی کبار ائمہ سے ہین اور بڑے فقہائے شافعیہ سے
مصنف ہین شرح السنۃ کے اور کتاب التفسیر وغیر ذلک کے شہرت اونکی
تعریف کی پرواہ نہین رکہتی وفات پائی ہے اونہون نے پانچ سو
پندرہوین سال مین اور امام ابن حجر نے فتح الباری مین ابن البطال سے
نقل کیا ہے کہ قول معتزلہ کا محض باطل ہے اسلیئے کہ وہ اللہ تعالی
ہمیشہ قاہر اور غالب اور مستولی رہا ہے اور نفظ استوی یہ چاہتا ہے
کہ ظہور اس صفت کا ابہی شروع ہوا ہو اور پہلے سے نہو اور اونکی تاویل
سے لازم آتا ہے کہ وہ پہلے سے مغلوب ہو اور بعد اوسکے وہ
بڑے زور سے اوسپر غالب ہوا ہو جس سے مقابلہ کیا تہا اور
یہ بات اللہ جل جلالہ مین نہین ہو سکتی اور کہا ہے قسطلانی نے

Marfat.com

ارشاد الساری میں اور کہا ہے معتزلہ نے کہ معنے اوسکے استیلا ہیں
قہر اور غلبہ کے ساتھ اور رد کیا گیا ہے اونکا قول اس طور سے کہ وہ پروردگار
ہمیشہ غالب اور قاہر اور مستولی رہا ہے اور اوسکا استوی فرمانا دلالت
کرتا ہے کہ ظہور اس صفت کا اوسیوقت شروع ہوا بعد اسکے کہ پہلے نہ تھا
اور اونکی تاویل سے لازم آتا ہے کہ پہلے اس سے وہ مغلوب ہو پھر
غالب ہوا بڑے قہر سے اوسپر پہلے جس سے مغلوب تھا اور یہ اللہ سے
دور ہے تمام ہوا قول اونکا اور سیوطی نے اتقان میں کہا ہے کہ معنی
استیلا کے دو وجہ سے رد کئے گئے ہیں ایک تو یہ کہ اللہ تعالے غالب
ہے دونو جہان پر اور ثبت اور زمار اور اونکے لوگوں پر پھر کیا فائدہ
ہوا یہاں عرش کی تخصیص کا اور دوسرے یہ کہ استیلا بعد قہر اور غلبہ کے
ہوتا ہے اور اللہ تعالے اوس سے منزہ ہے اسکے بعد پھر اثر ابن
اعرابی کا ذکر کیا جو اوپر گذر چکا کئی بار اور ملا علی قاری نے شرح فقہ اکبر
میں کہا ہے کہ اسی طرح یہ نہیں کہنا چاہیے کہ وجہ مبارک سے اوسکی ذات
مراد ہے اور آنکھ سے اوسکی بینائی مراد ہے اور استوا سے
عرش پر اوسکا استیلا مراد ہے اسلیے کہ ان سب تاویلوں سے
اوسکی صفتوں کا ابطال ہوتا ہے اور یہ قول ہے قدریہ اور معتزلہ کا
اور ان سب باتوں سے جو ہم نے نقل کیں بخوبی ظاہر ہوتا ہے کہ استیلا
کے معنے تین وجہوں سے مردود ہیں اول تو یہ کہ وہ تعالے

ثانہ جل جلالہ سب چیزون پر مستولی اور غالب ہے پہر تخصیص عرش کی کیا
ضرورت ہے دوسرے یہہ کہ استیلاء عرش پر اللہ جل جلالہ کو آسمانون کے پیدا کرنیکے
بعد حاصل ہوا اور اوس سے پیشتر وہ عاجز تہا اللہ کی پناہ ایسے بات سے
اور تقریر اسکی یہ ہے کہ استوی فعل ماضی ہے کہ بخدد اور حدوث کے لئے
وضع کیا گیا ہے علی الخصوص اوسوقت مین کہ جب اوسکے نزدیک
لفظ ثم کا ہو جو تاخیر کے لئے زبان عرب مین وضع کیا گیا ہے تو اوس
صورتمین اس آیت کے معنے یہ ہونگے کہ اللہ تعالے نے آسمانون کو اور
زمین کو بنایا اور نہ اونکے بنانے کے وقت اور نہ اوس سے پہلے اوسکا
استیلاء عرش رہتا اور صرف ان دونو کے بنانے کے بعد استیلا حاصل
ہوا اور یہہ مستلزم ہے عجز کا جو محال ہے اور جس پر سے محال
لازم اوسی وہ محال ہے تو استیلاء کے معنی یہان لینا محال ہوا تیسرے
کہ استیلاء کلام عرب مین جیسے ابن الاعرابی نے ذکر کیا ہے اور وہ لغت کے
امام ہین یہ ہے کہ ایک غلبہ حاصل ہو بعد لڑائی بہرائی کے اور چہین چہٹ
کے اور اللہ جل جلالہ اس سے پاک ہے اور وجہ اول کا جواب شارح
مواقف نے اور اونکے سوا متکلمین نے جو معتزلہ کے موافق ہین یون دیا ہے
کہ فائدہ اس تخصیص استیلاء کا ساتہہ عرش کی یہ ہی کہ خبر دی ہی اس مین
اعلی سے ادنی کی طرف اسلیے کہ ذہن مین یہ امر بخوبی جما ہوا ہے کہ
عرش سب مخلوقات سے بڑا ہے پہر جب وہ تعالی اوسپر مستولی ہوا

غالب ہوگیا تو اور چیز دنیر بشبہہ غالب ہوگیا اور اس تقریر کا یہ جواب دیا گیا ہے
کہ استیلا کا زیادہ اور کم ہونا مغلوب کے جسم کی جہانی بڑہانی پر موقوف نہین
بلکہ زیادہ اور کم ہونا اوسکا مغلوب کے قوی اور ضعیف ہونے پر موقوف ہے
جیسے کہ کوئی شخص پہاڑ پر غالب ہو جائے تو یہ زیادہ نہین ہو سکتا
اوس شخص کے غلبہ سے جو ایک بہادر مرد ہنیار بندہ پر غالب ہووے
باوجودیکہ اوس مرد کا جسم پہاڑ کے جسم سے بہت چہوٹا ہے
عرش اگرچہ سب جسمون سے بڑا ہے لیکن یہ وجہ نہین کہ اوسکی قوت
اور ضعف غلبہ کے وقت ظہور مین آوے اور اگر اللہ تعالے کی مراد یہی
ہوتی کہ قوت استیلا ہماری بندون کو معلوم ہو تو البتہ یہ بات فرماتا
کہ وہ بڑے بڑے بادشاہون پر اور بڑے بڑے حاکمون اور جنون
پر یا بڑے بڑے فرشتون پر غالب ہوا جیسے دوسری جگہہ فرمایا ہے
لن یستنکف المسیح ان یکون عبد اللہ ولا الملئکۃ والمقربون یعنے
مسیح اور نزدیکی والے فرشتے ہرگز اس سے کنارا نہین کرتے
کہ غلام ہون اللہ کے تو دیکھو اس آیت مین اللہ جل جلالہ نے
ادنے سے اعلے کے طرف ترقی کی اسلئے کہ ملائکہ قوت مین زیادہ
اور قدرت مین حضرت عیسے علیہ السلام سے بڑکر ہین اسلئے
کہ حضرت عیسے علیہ السلام ایک بشر ضعیف ہین اور بعض چہٹ بیون
نے اوسکی تصحیح مین یعنے معنے استیلا کے ثبوت مین

یہہ تقریر کی ہی کہ عرش سب مخلوقات سے بڑا ہے اور سبکو گھیرے ہوئے
ہے عرض اوسکے اوپر غالب ہونیکا جو ذکر کیا ہے وہ دلالت کرتا ہے
اور اوپر غالب ہونے پر اسلئے کہ جو ایک بہت بڑے قوی شے پر
غالب آجاوے اور جو چاہے سو اوسکے ساتھہ معاملہ کرے تو وہ اور
ضعیف اور چہوٹے چیزونپر غالب ہونے سے کب عاجز ہوگا
غرض ایسی لایعنی اور پوچ تقریر کی ہے کہ جسپر اطفال صغیر بہی قہقہہ لگاوین
اسلئے کہ قوت کو مغلوب کے جسم کی بڑائی اور جثہ کی کلانی پر موقوف رکہا اور ضعف
کو جسم کی چہوٹائی اور جرم کے تہوڑے ہونے پر موقوف خیال کیا
اور یہ امر ہرگز معقول نہین اسلئے کہ انسان مثلاً صغیر ہی بہ نسبت پہاڑ
کے مگر قوت اوسکے پہاڑ کو اوکہاڑ دیتی ہے اسلئے کہ ایک آہنی
الات کی زور سے پہاڑ کی توڑ پہوڑ پر قادر ہو جاتا ہے اور اوسکو
پارہ پارہ کر دیتا ہے اور پہاڑ کسی شخص پر ایسی قدرت نہین رکہتا اسلئے
کہ وہ جماد بے جان بے حس ہے اور ضعف اور قوت کا جب
خیال کیا جاوے جانب مقابل مین استیلا کی کمی بیشی کے واسطے
تو اوس صورت مین قدرت کی کمی اور بیشی کا لحاظ ضرور کیا جاویگا اور
قدرت بخوبی ظاہر ہے کہ بے حیوۃ کے نہین ہوسکتی اسلئے کہ جسمین
حیوۃ نہین ہے ظاہر ہے کہ اوس مین مطلق ایک ذرہ بہی قدرت نہین
ہے کمال قدرت کا تو کیا ذکر ہے اسلئے کہ اگر فرض کیا جاوے

کہ ایک شخص نے جو نہایت درجہ کا رذیل اور محض کمینہ تہا اوسنے ایک
بڑے پہاڑ کو توڑ ڈالا اور بذریعہ آلات اوسکو ٹکڑے ٹکڑے کردیا
اور دوسرے نے بہت لوگونسے مقابلہ کیا اور بہت لوگونسے
لڑا اور اونکے ہتیار چہین لئے اور اونکو بے کار کردیا
تو اوس صورت مین شخص اول کو غلبہ اور استیلا مین اور قوت اور طاقت
مین دوسرے سے افضل اور اعلے اور اشرف جاننا محض حماقت اور گمراہی
ہے اب اسمین بخوبی تامل کرلو اور دوسری وجہ سے یون جواب دیا ہے
صاحب کشاف نے اور فخر الدین رازی نے بہی اپنی تفسیر مین اوسیکی تقلید
کی ہے اور کہا ہے کہ وہ حق ہے اور صحیح ہے اور تقریر اوسکی یہ ہے
کہ استیلا نہین ظاہر ہوتا جب تک وجود مغلوب کا نہو غرض استیلا اور غلبہ
اللہ کا اگرچہ پہلے سے تہا مگر ظاہر جب ہوا کہ جب آسمان اور زمین عرش
پیدا ہوچکا اسلئے کہ استیلا ممکن نہین ہے جب تک شے مغلوب کا وجود
نہو اور اوسکی مثال ایسی ہے جیسے تکوین ایک صفت قدیمہ اللہ جل
جلالہ کی ہے باوجودیکہ ظہور اوسکا جب ہوا کہ مکونات اور موجودات
پیدا ہوئی غرض استوا بہی ایسا ہی ہے اور پوشیدہ نہ رہے کہ یہ جواب
باطل ہے اور بطلان بہی اسکا ظاہر ہے اوس شخص پر جسکو ذرا سی بہی
عقل ہو اور شریعت سے واقف ہو اسلئے کہ جو ذکر کیا اونہون نے
وہ کافی نہین ہوسکتا ثبوت دعوے کے لئے اس مقام مین اسلئے

اسجگہہ لازم آتا ہے استیلا کا آسمان و زمین پیدا ہونے کی بعد ظاہر ہوا اور
آسمان و زمین کا پیدا ہونا عرش کی پیدا ہونیکی بعد ہی تو لازم آتا ہے کہ استیلا
کئی چیزوں سے پیچھے ہو جاوے اور یہ بات کیونکر ہو سکتی ہے کہ عرش
موجود ہو آسمان و زمین پیدا ہونے کے قبل اور اللہ تعالے اوپر
استیلا اور غلبہ تر کہتا ہو بلکہ استیلا اوسکا جب حاصل ہوا ہو کہ جب آسمان
و زمین بن چکا اسلئے کہ یہ عجز اور نقصان ہے اور یہ محال ہے اللہ عزوجل
کے لئے باتفاق عقلا اور یہ جواب البتہ جب روا ہوتا کہ یہ امر تسلیم کر لیتا
کہ خلقت عرش کی آسمان و زمین پیدا ہونیکے بعد ہے یا اونکے ساتھ
ہے اور یہ دونوں امر باطل ہیں کتاب و سنت کے رو سے جیسے ابھی
گذرا پھر اگر یہ کہو جب تم نے معنے علا اور ارتفاع کے لئے جب بھی
محذور لازم آتا ہے جو استیلا میں لازم آتا ہے ضرور اسلئے کہ علو
اللہ تعالے کا عرش پر آسمان و زمین پیدا کرنیکے قبل تھا جیسے کہ اللہ تعالے
فرماتا ہے دوسرے مقام میں وکان عرشہ علی الماء یعنی تھا عرش
اوسکا پانی پر پھر متاخر ہوا اس علو علے العرش کا آسمان و زمین پیدا
ہونے سے کیا معنے رکھتا ہے تو اوسکے جواب میں ہم یہ کہینگے کہ ہم نے
تسلیم کیا کہ اللہ تعالے عالی اور مرتفع تھا عرش پر آسمان و زمین
کی خلقت سے پہلے ولیکن کون مانع تھا اوس ذات مقدس کو
عرش پر سے اوترنے سے آسمان و زمین بنانیکو اور کون مانع تھا اوسکو

اس سے کہ بعد فراغ پھر عرش پر چڑھ گیا جیسے کہ مروی ہے ابن عباس سے
جیسے پانچوین باب مین آویگا انشاء اللہ تعالی غرض نزول بھی ایک صفت ہے
اللہ تعالی کی کہ اوس مین کوئی عیب اور نقص نہین کہ اللہ پر محال ہو علی الخصوص
جبکہ احادیث صحیحہ اوسکے موید و مددگار ہون جیسے کہ قول ذہبی کا گذرا ہے
کہ اونہون نے فرمایا بیس پر کئی صحابی سے نزول اوس تعالی
شانہ کا مروی ہوچکا ہے اور قریب ہے کہ مضمون نزول کا حد تواتر کو
پہونچے اور ایسا ہی صعود بھی ہے اور تحقیق اس مقام کی یہ ہے کہ جو
امر ایسا ہو کہ جس سے کوئی عجز اور نقص لازم آوے وہ البتہ ذات
الٰہی سے دور ہی قطعاً از روئے احادیث صحیحہ اور آیات صریحہ کے
اسلئے کہ وہ نرنکال بے پرواہ احسان کرنیوالا مہربانی کرنیوالا نیکی
کرنیوالا پالنے والا نرمی کرنیوالا رحمت کرنیوالا ہے اور جامع ہے جمیع
صفات کمال کو اور دور اور پاک ہے جمیع نقصان اور عجز کی باتون سے
اور احتیاج کے امور سے اور اوترنا اور چڑھنا اور نزدیک ہونا اور
اوتر آنا دور ہوجانا اور قریب ہوجانا اور آنا اور پھر دیکھنا ایسے امور ہین
کہ اونمین ذرا بھی شائبہ عیب اور نقص کا نہین پایا جاتا بلکہ یہ وہ امور ہین کہ بادشاہ
اوسکو اپنی ملک کی تدبیر کے لئے اختیار اور پسند کرتا ہے اور اللہ
برتر تو سب بادشاہونکا بادشاہ ہے اور جو چاہتا ہے سو کرتا ہے اور
جو ارادہ کرتا ہے اوسکا حکم دیتا ہے اوترتا ہے چڑھتا ہے اور

Marfat.com

اور بلند ہوتا ہے اور نیچے آتا ہے اور بیٹھتا ہے اور ہنستا ہے اور غصہ ہوتا ہے
جیسے اوسکی ذات مقدس کو لایق ہے اور اسی لیے تم نصوص کو دیکھتے ہو
کہ ایک دوسرے کے بعد چلے آتے ہین اور برابر ان صفتونکو ثابت کرتے
چلے جاتے ہین یہانتک کہ جو ان صفتونکا انکار کرتا ہے آخر اوسکو بہت سے
نصوص کی تاویل کرنا پڑتا ہے اور اوسکی اوپر یہ نصوص بڑی بڑی مشکلونکے
دروازے کہولتے ہین کہ اونسے نجات پانا نہایت دشوار ہوتا ہے جبتک
اللہ نہ بچاوے اور وہ مدد نفرماوے اور اسی لئے تم جہمیہ اور معتزلہ اور تمام منکران
صفات کو دیکھتے ہو کہ وہ ہرگز اوس امرون مین جس سے نقص اور عجز لازم
آتا ہے اور اونمین جن سے کچھ نقص نہین لازم آتا بلکہ وہ دلیل ہوتے ہین
کمال کی اور نشانیان ہوتی ہین جلال کی اور گواہ ہوتے ہین عظم سلطنت
اور حسن تدبیر اور انتظام ملک پر ہرگز تمیز نہین کرتے اور صرف تنزیہ مین
پڑگئے ہین اور اللہ کو منزہ کردیا ہے ایسی چیزونسے کہ جس سے اوسنے خود
اپنی ذات کو منزہ نہین کیا نہ اوسکے رسول نے اور اللہ تعالے نے فرمایا ہے
یا ایہا الذین امنوا لا تقدموا بین یدی اللہ و رسولہ یعنے اے ایمان والو
اللہ اور رسول کے آگے مت بڑہو اور اگر کوئی شخص خوب غور کرے
تو بخوبی جان لے کہ اونہون نے اپنے واسطے اپنے علم مین ایک دوسرا
معبود تراش لیا ہے جو اونکی دانست مین اون چیزونسے پاک ہے
جو شرع کی زبان پر معرض بیان مین آچکی ہین یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

نے اونکو اوس پروردگار کے لئے ثابت کیا ہے جسکے طرف
ہمکو بلایا ہے تو غور کرو کہ اونکو شیطان نے کس اندہاد ہندورطے مین ڈال دیا ہے
اور اسبات کو غور نکیا کہ اللہ تعالے اپنی ذات کو جمیع مخلوقات سے زیادہ پہچانتا ہے
پہر اوسکا رسول علیہ الصلوۃ والسلام پہر ہمکو کیا کتے نے کاٹا ہے کہ ہم اللہ جل جلالہ
کے تنزیہہ کرتے رہین اون چیزون سے کہ جن سے اوسنے اپنی ذات کی
تنزیہہ نہین کی اور نہ اوسکے رسول نے جنکی سبب سے اللہ تعالے نے ہمکو
گمراہی سے نکالا اور اسی وجہہ سے جہمیہ اور معتزلہ پراگلے لوگون نے بہت
انکار کیا ہے کہ اونہون نے انکار صفات پر کمر باندہی اور تاویل کا دروازہ کہولدیا
اور کتاب و سنت کی طرف رجوع نہین کی اور اون دونو پر یقین نکیا اور ایسے
شبہات عقلیہ سے تمسک کیا کہ وہ ایک وضع پر ٹہیر نہین سکتی اور البتہ وہ
ایسے خیالات ہین کہ کبہی ٹوٹ جاتے ہین کبہی جوڑ جاتے ہین اور انشاء اللہ تعالے
اسکا بیان آگے کے بابون مین اور بہی آویگا اور جب تم نے ہماری یہ تقریر
سمجہہ لی تو تمکو بخوبی روشن ہوگیا کہ یہ جو بعض معاصرین نے کہا ہے اس ایراد
کے دفع مین کہ ہان یہ ایراد واقع ہوتا ہے اسپر بہی اور اور اقوال پر بہی جیسے ارفع
اور علا اور صعد ہین مگر استیلا ان سب معنون کے بہ نسبت صواب سے زیادہ قریب ہے
اسلئے کہ ممکن ہے کہ مطلب اسکا یون کہین کہ معنے استولی علی العرش کے یہ ہین
کہ اوسنے اپنا غلبہ اور قہر عرش پر ظاہر کیا اور وہ مغلوب اور مقہور ہوگیا
بعد اسکے اور جب وہ مقہور و مسخر ہوگیا اپنے تمام امور متعلقہ کے ساتہہ تو تدبیر امر کی

اوس تعالے شانہ نے عرش کے سوا اور چیزون پر اور یہ تاویل سوا استیلا کے
اور معنون مین نہین چل سکتی اسلئے کہ یہ نہین کہہ سکتے کہ اوسنے ارتفاع اور
علو اور صعود اپنا ظاہر کیا مگر بہ تکلف جیسے یہ امر پوشیدہ نہین غرض یہ مقولہ
بعض معاصرین کا بچند وجوہ باطل و فاسد ہے اول یہ کہ ابھی گذر چکا ہے کہ
اس تاویل سے کوئی فائدہ نہین دوسرے یہ کہ جب اس تاویل کو استیلا
مین قبول کرلین تو علو اور ارتفاع مین اسکا صحیح نہونا کیا معنے غرض علو اور ارتفاع
مین اسکا صحیح نہونا ایک دعوے بے دلیل تیسرے یہ کہ استیلا مین ضرور بالضرور
تاویل کی ضرورت ہوتی ہے اور پھر بھی اوسمین ایک نوع کا خلل رہ جاتا ہے
اور علو اور ارتفاع مین مطلق تاویل کی حاجت نہین ہوتی جیسے کہ ہم اوپر اسکی
تقریر کرچکے ہین اسلئے کہ اللہ جل جلالہ کے نزول ہبوط مین آسمان و زمین کے
پیدا کرنیکے وقت اور پھر چڑھ جانا اوسکا اور اوپر ہوجانا جیسے احادیث مین
وارد ہوا ہے اور کتاب مین آچکا ہے جب اسمین کوئی استحالہ نرہا تو اب لازم ہے
کہ یون کہین استیلا قریب خطا کے ہے بلکہ بالکل خطا ہے پس اسکے سوا اور معنے
مثل علو اور ارتفاع کے لینا اقرب الی الصواب ہے اور تیسری وجہ جو ابطال معنے
استیلا کی ہے اوسکا جواب شارح موقف نے یون دیا ہے کہ ہم اس امر کو
نہین مانتے کہ استیلا کے لئے پہلے لڑائی ہونا ضرور ہے اسلئے کہ آپ دیکھو
کہ لفظ غالب اسکا مقتضے نہین جیسے اللہ تعالے فرماتا ہے واللہ غالب
علی امرہ اور اس جواب کا رد اسطرح پر کیا گیا ہے کہ یہ تسلیم نکرنا ہی لغت

کی بات کو جیسے کوئی کہے کہ مین تسلیم نہین کرتا کہ اسد بمعنے شیر کے ہو اور اسکا
فاسد ہونا ظاہر ہے اور اسپر جو نظیر انہون نے ذکر کی ہے اوس سے کچھ
کام نہین نکلتا اسلئے کہ کلام لفظ استعلا مین ہے نہ غلبہ کے لفظ مین اور استیلا غلبہ کا مرادف
نہین تاکہ اطلاق ایک کا صحیح ہو دوسرے کی اطلاق پر باوجودیکہ ان دونو کی استعمال
مین آیت مین بڑا فرق ہے اسلیے کہ غالب کا لفظ بصیغہ اسم فاعل مذکور ہے جو
استمرار اور ثبوت پر دال ہے بخلاف استیلا کے اور خلاصہ یہ ہے کہ معنی استیلا کے
مراد لینا فساد سے خالی نہین اور اگر ایک جزا اسکا بتکلف صحیح ہو گیا تو بھی کل معنے
صحیح نہین ہو سکتا ہے اور فساد معنی استیلا کی ایک وجہ قوی اور بھی ہے اور وہ یہ
کہ معنے استیلا کسی سلف صالحین سے منقول نہین باوجودیکہ وہ قرآن کی تفسیر سے
بہ نسبت پچھلے لوگون کے بدرجہا زیادہ واقف و عارف تھے بلکہ اون سب لوگون
سے اسکا آجتک وہی منقول ہوتا رہا اور سب نے اسکو تاویل معتزلہ اور جہمیہ کہا
اور اسپر طعن و تشنیع کرتے رہے ابیات مترجم سلف چون لفظ استیلا شنود
زبان اندر ملامت در کشودند ✤ بجام طعن بکشادند لب را ✤
قدح بر لفظ استیلا نمودند ✤ بتفسیر و تاویلات آیات
اگرچہ گوئے سبقت می ربودند ✤ چہ گویم صالح و اسلاف خود را
کہ ہمراز کتاب اللہ بودند ✤ بدیع خستہ دل مسار اہاست
کہ ہر دم ساز و رگ دین بودند ✤ غرض ہمکو کیا کتنے کا ہے وہ معنے
صحیح جسپر سلف نے یقین کیا ہے اوسے چھوڑ کر معانی فاسدہ

رکھنے کی طرف پڑے پھر ایسا جسکی طرف مائل ہوا اور اون کے اتباع جمع ہوئے اور
اسی لئے بغوی اور ابن حجر اور قسطلانی اور سیوطی اور ابن بطال اور ابن حجر
اشعری وغیرہم جو علمائے مشہور ہین اون سبنے اس مذہب کو مردود کیا ہے
اور اسطرف مطلق رغبت نہین کی اور اوسی کی طرف رجوع کیا جو سلف نے ذکر کیا ہے
اور بیضاوی نے اپنی تفسیر مین بعد ذکر استیلا کی جو براہ متابعت کشاف کی لایا ہے
کہا ہے کہ ہمارے اصحاب کے نزدیک یہ امر ہے کہ استوی ایک صفت ہے اللہ تعالی کی
بلا کیف اور یہ صاف دال ہے اسپر کہ صاحب بیضاوی بھی معنے استیلا پر راضی
نہین مترجم کہتا ہے اس قول سے معتقدان بیضاوی کا اور بھی اندازہ ہوا
ہوگیا حالانکہ وہ بزرگ بڑے پیرو کشاف اور بڑے تاویلات مہملہ اور تسویلات
متخیلہ کے لکھنے والے ہین فقط انتہی اور حاصل کلام یہ ہے کہ جسکو اوسنے
نظر بھی ہوگی اقوال سلف اور اون کے آثار پر تو وہ صاف انکار کریگا اس سے
کہ استوا کے معنے استیلا کے ہون اور جو اس سے راضی ہوا ہے اوسکو کتاب
کی طرف رجوع ہے نہ سنت کی طرف بلکہ اوس نے آراء فاسدہ اور اقوال
کاسدہ اور دلائل عقلیہ اور قلاقل فلسفیہ مین اپنے ہاتھون کو آلودہ کیا ہے
اور اوسکا کسی طرح اعتبار نہین نہ اوسکے قول کا اعتماد ہے اسلئے کہ دلائل
یقین سے نہین بلکہ اہل ظن و تخمین سے ہے اور اس امر سے تو وہ ہو کا کہا
کہ فخر رازی اور امام غزالی نے معنی استیلا کو اختیار کیا ہے اور اوسکو صحیح کہا اسلئے کہ ہم نے
بخوبی اوپر ظاہر کر دیا ہے کہ تقریر امام رازی کی درست نہین اور اون فلسفیات

غالب گئی ہے اور جبریہ اور معتزلہ کا اتباع یہانتک کہ بعض لوگون نے اونکو
جبریون مین شمار کیا ہے جیسے کہ ہم نے مقدمہ کتاب مین ذکر کیا ہے اون کے
تفسیر کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ کلام اون کا اس مسئلہ مین سطر پر ہے
کہ سورہ طٰہٰ مین انہون نے کہا ہے کہ استیلا پر حمل کرنا استوا کا واجب ہے
اور سورہ فرقان کے تفسیر مین بطور سوال کے کہا ہے کہ حمل اوسکا استیلا
اور قدرت پر روا نہین اسلئے کہ استیلا اور قدرت اللہ کی صفات ازلیہ
سے ہے کہ وہ ہمیشہ سے ہین اور اون پر لفظ ثم کا داخل نہین ہو سکتا
پھر جواب دیا ہے کہ مراد یہ ہے کہ پھر پیدا کیا عرش کو اور اوسکو بلند کیا اور
وہ مستولی تھا اور یہان فقط استیلا پر راضی نہین ہوئے اور سورہ سجدہ
تفسیر مین کہا ہے کہ استیلا کا قائل ہونا جائز ہے کہ جہل ہو اور اوسکا اعتقاد
رکھنا سابق واقع کے نہین اور سورہ یونس و طٰہٰ وغیرہ کے بعض مواضع
مین کہا ہے کہ استوا کے معنے استقرار کہنا صحیح نہین اور اوسپر حمل کرنا اس کا
جہل اور بدعت ہے اور کفر کے قریب ہے پھر سورہ سجدہ کی تفسیر مین کہا ہے
کہ بعضون کا قول ہے کہ استوا سے استقرار مراد ہے اور یہ قول ظاہر ہے
اور اس سے یہ نہین نکلتا کہ وہ تعالی کسی مکان مین ہو غرض صحیح یہ ہے
کہ انہون نے استقرار مکانی کے نفی کی ہے جو اجسام کی طرح پر ہے اور ظاہر
ہے کہ ہم لوگ اس قسم کی استقرار کے قائل نہین جیسا کہ اوپر گذر گیا اور اسی وجہ
سے انہون نے سورہ سجدہ کی تفسیر مین کہا ہے کہ ایک قول اوسی مضمون مین یہ ہے

کہ مراد اوسکی ظاہر ہے اور وہ قیام اور نصب کرنا اور استقرار مکانی ہے
پہر اسکو رد کیا اور اسیطرح کلام ہے غزالی کا کہ وہ بہی پریشان ہی کئی مقامات
مین چنانچہ کئی مقام مین احیاء العلوم اور کیمیای سعادت مین کہا ہے کہ وہ
تعالی عرش کے اوپر ہے اور تفرقہ بین الاسلام والزندقہ جو اون کی کتاب ہے
اوسمین اسی کو حنابلہ سے نقل کیا ہے اور اسکے بعد سکوت کیا ہے اور کچہ رد نہین کیا
اور دوسری جگہ مین احیاء کے کہا ہے کہ وہ کسی جہت مین نہین اور معنے استوا کے
استیلا ہین اور شاید ان لوگون کے کلام کا اور کوئی محمل ہو کہ جسپر مجہے اطلاع نہین
ہوئی اور آگے اسکا اور تفصیل آویگی اور آگے مین اقوال امام رازی کے اس مسئلہ
مین پوری پوری ذکر کرونگا اگلی بابون مین مع رد اور بیان ضعف اون
قولون کے سو تم اوسکے منتظر رہو اور اللہ مددگار ہے اور اوسکی ذات
مقدس کا آسرا ہے گیارہوین معنے استوا کے غالب ہوا اور قہر کیا
اور وہ ابی منصور بغدادی سے منقول ہے اور اوسمین بہی وہی خرابی
ہے جو استیلا مین ہے باوجود اسکے کہ اگر معنے غلبہ اور قہر کے مطلق ہی لیے
جاوین کہ جسمین لڑائی اور مار کوٹ نہو جب بہی یہ معنے استوا کے اہل لغت
سے منقول نہین اور اگر بعد لڑائی اور مار کوٹ کی ہو تو وہی خرابی اوسمین
بہی ہوگی جو استیلا مین واقع ہوتی ہے اور وہ تم اوپر جان چکے ہو بارہوین
معنے استوا کے قادر ہوا اور مالک ہوا اور یہ قول ہے بعض متکلمین کا اور اس صورت
مین استوا کا مآل کار قدرت کی طرف ہوگا اور اسمین بہی وہی خرابی ہوگی جو

استیلا مین گذر چکی تیسری معنے یہ ہین کہ متوجہ ہوا خلق کے تدبیر کیطرف
اور متوجہ ہوا اونمین احکام کے جاری کرنیکی طرف بعد اسکے کہ آسمان و زمین
وغیرہ مخلوقات کو بنا چکا چھہ دن مین اور استوا کرنا عرش پر گویا مثال ہے
اوسکی تدبیر کی اور ایک معنے نہ ہے خیال مین لانیکا اوسکی عظمت اور جلال اور اجرائے
احکام کے لئے جیسے کہ بادشاہ اپنے تخت پر بیٹھتا ہے اور احکام جاری
کرتا ہے اور حقیقت مین نہ عرش ہے نہ استوا ہے اور یہ قول ہے بعض
ملحدون کا معتزلہ وغیرہم سے اور جو اون کے تابع ہین اور اس قول کا بھی
فساد اور بطلان بخوبی ظاہر ہے اونپر جو نصوص کتاب و سنت مین غور کرے
مین اسلئے کہ عرش اللہ تعالے کا ایک مخلوق ہے اور وہ سب جسمون
سے بڑا ہے فرشتے اوسکو اوٹھائی ہوئی ہین اور اللہ تعالی اوپر مستوی ہے
چنانچہ فخر الدین رازی نے تفسیر کبیر مین سورہ یونس کی تفسیر مین کہا ہے
کہ مسلمانون کا اتفاق ہے اسپر کہ آسمانون کے اوپر ایک بہت بڑا جسم ہے
اور وہ عرش ہے اور یہ استوا اوسکا مذکور ہے بہت سی آیات و احادیث مین
جنکی گنتی نہین ہو سکتی اور مسلمانون نے اسپر اجماع کیا ہے غرض اس بات کا
کہ نہ عرش ہے نہ استوا ہے صرف ایک خیال ہی خیال ہے کوئی قائل
نہوگا مگر جو اللہ و رسول کے مخالفت کی کچھ پرواہ نہین رکھتا اور بے فائدہ
تاویل کی طرف دوڑتا ہے اگرچہ اوس تاویل سے آیات اور احادیث رد
ہو جاوین اور ایسی تاویل کو کوئی مومن جو طبع سلیم رکھتا ہوگا کبھی نمانیگا امام

رازی نے باوجود بڑے ماوّل ہونے کے اور باوصف اسکے کہ اہل ہوا اور
اون کی دلیلون کیطرف کمال مائل ہین تسپر بھی کہا ہے کہ اگر ہم اسباب مین دلیل کا
دروازہ کھولدینگے تو تاویلات باطنیہ کا پھاٹک کھل جاویگا اسلئے کہ وہ بھی کہتے
ہین کہ مراد اللہ کے اس قول کے فاخلع نعلیک یہ ہے کہ اللہ کی حضوری
مین نہایت ڈوب جاوے بغیر تصور کسی فعل کے اور یہ فرمانا اللہ تعالے کا
یانار کونی بردا وسلاما علی ابراہیم یعنے اے آگ ٹھنڈی اور سلامتی ہوجا
ابراہیم کے لئے مراد اس سے ابراہیم علیہ السلام کا نجات پاجانا اور چھٹ
جانا ہے اوس ظالم کے ہاتھ سے بغیر اسکے کہ وہان آگ ہو یا اللہ تعالے
نے آگ سے بات کی ہو اور یہی حال ہے باطنیہ کا تمام کتاب اللہ مین بلکہ
واجب اور لازم ہے کہ حمل کیا جاوے ہر لفظ قرآن کا اپنی حقیقت پر مگر جبکہ
کوئی دلیل قطعی عقلی ایسی آجاوے جو باز رکھے لفظ کو حقیقت پر حمل کرنے
سے اور لازم کردے اوسکا پھیرنا معنے حقیقی سے تمام ہوا قول فخر الدین رازی
کا مگر مجھے فخر الدین رازی کے اس استثنا مین جو انہون نے کہا ہے کہ جب
کوئی دلیل قطعی عقلی آجاوے الخ کلام ہے اسلئے کہ دلائل عقلیہ سب
سب ظنیات ہین اسلئے کہ وہ آپس مین ایک دوسرے کے مخالف ہوتے
رہتے ہین غرض دلیل عقلی مین کوئی قطعی نہین ہوسکتی بلکہ قطعی وہ ہے
جو کتاب و سنت سے ہو اور اوسکے سوا جو کچھ ہے اگر اوسکے موافق ہے تو اوسکے
قبول مین کچھ خوف نہین اور نہین تو وہ مردود ہے اور یہ بات ایسی ہے

Marfat.com

کہ اسی پر پایا ہم نے اپنے اماموں کو جو بڑے لوگ تھے اگلوں میں اور پچھلوں میں
جیسے کہ ہم مقدمہ میں ذکر کر آئے ہیں اور اب ہم دوبارہ اوسکو بخوف طول ذکر نہیں
کرتے غرض جن لوگوں نے معاصرین میں سے اس معنے کو تاویل حسن کہا ہے
تو البتہ اوسنے ایسے بات کہی کہ کوئی مومن اوسی قبول نکرے بلکہ ضرور ہے
کہ اس تاویل کو نہایت درجہ کا برا سمجھیں اور نقل کے رو سے کمال مردود جانیں
چودھویں وہ ہیں کہ ذکر کئے ہیں نیشاپوری اور رازی وغیرہ نے کہ عرش کی
تعبیر ملک کی سمجھیں اور استوا سے استعلا مراد لیں تو معنے یہ ہونگے کہ وہ
تعالی مستعلی ہوا ملک پر اور یہ معنے بھی تیرہویں معنوں کیطرف رجوع کرتے ہیں
اور فساد اونکا بھی مثل تیرہویں کے ظاہر ہے پندرہویں یہ ہیں کہ پیدا کیا
عرش کو اور بلند کیا اوسکو اور وہ مستوی ہے تھا ذکر کیا اسکو فخر الدین رازی نے
یعنے سورہ رعد کی آیت میں جسمیں یہ لفظ ہے اللہ الذی رفع السموات بغیر
عمد ترونہا ثم استوی علی العرش پھر رد کیا اوسکو اسطرح پر کہ لازم آتا ہے اس سے
عرش کا پیچھے پیدا ہونا آسمانوں کی پیدائش سے پھر جواب دیا اس سے کہ کلمہ
ثم کا داخل ہوا ہے رفع پر نہ عرش کی پیدائش پر حالانکہ یہ جواب مردود ہے
اسلیئے کہ ثم دونو پر داخل ہوا ہے اور تخصیص رفع کے کوئی وجہ نہیں اور
اصل معنے اس صورت میں باطل ہیں کئی وجہوں سے اول یہ کہ حذف
کرنا لازم ہوتا ہے بغیر ضرورت کے دوسرے یہ کہ استوا اس صورت میں بمعنے
استیلا ہوتا ہے اور اوسکا بطلان بخوبی اوپر ہو چکا تیسرے یہ کہ آگے بخوبی

آویگا کہ اللہ تعالے نے ایک فعل کیا بعد آسمان و زمین پیدا کرنیکے جسکو کہ وہ
اور وہ استوا تھا نہ عرش کا بلند کرنا چونکہ یہ کہ اسکی کیا دلیل ہے کہ عرش اول
مین آسمان و زمین کے نیچے تھا تاکہ اوسکے رفع کی ضرورت ہو اسمین تامل
کرو اور قرطبی نے اپنی تفسیر مین کہا ہے یہ مسئلہ متشابہات کا ہے اسمین علما کا
بہت کلام ہے اور اون کے کلام کو ہم نے کتاب الاسنی فی شرح اسماء الحسنیٰ
مین ذکر کیا ہے اور ہم نے یہان پندرہ قول ذکر کئے اور یہ کتاب ہم کو نہین
ملی ولیکن ہم نے ان قولون کو اونہی کتابون سے جمع کیا جو ہمارے پاس
موجود تھین اور اللہ سے امید ہے کہ اب کوئی قول یہان نہین باقی رہا ہوگا
اور اگر ہے بھی تو نادر ہوگا اور مآل اوسکا بھی چند قولون کیطرف ہوگا جو ہم نے
ذکر کئے اور جب تم یہ جان چکے تو اب سمجھ لو کہ اقوال صحیحہ معانی استوا مین
پانچ ہین پہلا تو علاوہ دوسرے ارتفاع تیسرے قعود چوتھے صعود پانچوین چوتھے
چارون سے ذرا اوتر کر ہے وہ استقرار ہے اور یہ شیخ نے کہا ہے کہ یہ پانچون
معانی مثبت ہین اوس چیز کے جسپر ہم نے تمسک اپنی باندھی ہے اور وہ اللہ تعالے
کا عرش پر ہونا ہے اسلئے کہ علو اور ارتفاع اور قعود اور صعود اور استقرار
عرش پر سب کا نتیجہ ایک امر واحد ہے جب خصوصیات الفاظ سے قطع نظر
کرو اور وہ یہی ہے کہ اللہ تعالے عرش پر ہے اور جہت فوق مین ہے اور
یہی مذہب ہے سلف و خلف کا محققین سے جو تابع ہین کتاب و سنت کے
جیسا تم پر آگے کھل جاوے گا اور یہ ہمارے مقصود کی انتہا ہے اور ہمارے

Marfat.com

مطلوب کی لمعتے اعوض اب ہم اللہ جل جلالہ کا شکر کرتے ہین اپنے ثبوت مقصود
پر ایسے تقریر سے جسمین کچھ کلام نہین ہو سکتا ہے تیسرا باب اون آیتون
کے بیان مین جن سے استوا باریتعالے کا عرش پر اور اوسکا
جہت علو مین ہونا ثابت ہوتا ہے پہلی آیت سورہ اعراف
مین ہے ان ربکم اللہ الذی خلق السموات والارض فی ستۃ ایام ثم
استوے علی العرش یعنے رب تمہارا وہ اللہ ہے جس نے بنایا
آسمان و زمین کو چھہ دن مین پھر استوا کیا عرش پر دوسری آیۃ
سورہ یونس مین ان ربکم اللہ الذی خلق السموات والارض فی ستۃ ایام
ثم استوے علی العرش یدبر الامر یعنے وہ رب تمہارا جس اللہ نے پیدا
کیا آسمانون کو اور زمین کو چھہ دن مین پھر استوا کیا عرش پر تدبیر کرتا ہے
کام کی تیسری آیۃ سورہ رعد مین ہے اللہ الذی رفع السموات بغیر عمد
ترونہا ثم استوی علی العرش وسخر الشمس والقمر یعنے وہ اللہ ایسا ہے
کہ بلند کئے اوسنے آسمان بغیر کھنبے کے جسے تم دیکھتے ہو پھر چڑھ گیا عرش
پر اور کام مین لگایا سورج اور چاند کو چوتھی آیۃ سورہ طہ مین ہے تنزیلا ممن
خلق الارض والسموات العلی الرحمن علی العرش استوے یعنے اس قرآن
کا اوترنا ہے اوسکی طرف سے جس نے زمین کو بنایا اور بلند آسمانون کو
وہ رحمن عرش پر چڑھ گیا پانچوین آیۃ سورہ فرقان مین ہے الذی خلق
السموات والارض وما بینہما فی ستۃ ایام ثم استوے علی العرش الرحمن

قائل ہے خبیرا جس نے بنایا آسمانونکو اور زمین کو اور جو اون کے بیچمین ہے
چھہ دن مین پھر بیٹھا عرش پر وہ رحمن ہے سو پوچھہ تو اوسکو خبردار سے
چھٹی آیتہ سورہ سجدہ مین ہے اللہ الذی خلق السموات والارض وما
بینھما فی ستۃ ایام ثم استوی علی العرش یعنے وہ اللہ ایسا ہے
جس نے آسمان و زمین اور اون کے اندر کی چیزین بنائین چھہ دن مین پھر
چڑھ گیا عرش پر ساتوین آیت سورہ حدید مین ہے ہو الذی خلق
السموات والارض فی ستۃ ایام ثم استوی علی العرش یعلم
ما یلج فی الارض وما یخرج منھا وما ینزل من السماء وما یعرج
فیھا وھو معکم اینما کنتم واللہ بما تعملون بصیر یعنے وہ اللہ
ایسا ہے کہ اوسی نے آسمان و زمین کو بنایا چھہ دن مین پھر چڑھ گیا عرش پر جانتا ہے
جو داخل ہوتا ہے زمین مین اور جو اوس سے نکلتا ہے اور جو اوترتا ہے آسمان سے
اور جو چڑھتا ہے اوسکی طرف اور وہ تمہاری ساتھہ ہے جہان کہین اور اللہ جو تم
کرتے ہو دیکھتا ہے غرض یہ ساتون آیتین استوا علی العرش پر دلالت کرتی ہین
اور اسپر دال ہین کہ وہ تعالی اوپر کی جہت مین ہے اسلئے کہ عرش اللہ تعالی کا
اوپر کی جہت مین ہے اور جب اللہ عرش پر ہوا تو سب کے اوپر ہوا اور ہر چیز کے اوپر ہوا
اور اوسکے اوپر کوئی شے نہوئی اور باقی آیتون سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ وہ تعالی
اوپر ہے اور جہت علو اور فوق مین ہے چنانچہ اوسی مین سے وہ آیتہ جو سورہ
بقر مین ہے کہ فرمایا اللہ تعالی نے قد نری تقلب وجھک فی السماء

یعنے دیکھتے ہین ہم تیرے مونہہ کا پھرنا آسمان کی طرف بغوی نے اپنی تفسیر مین
لکھا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرئیل سے کہا کہ مین دوست رکھتا ہون
کہ اللہ تعالی مجھے کعبہ کے طرف پھیر دیتا تو خوب ہوتا اسلئے کہ وہ قبلہ ہے ابراہیم
علیہ الصلوۃ والسلام سو جبرئیل نے کہا کہ مین بھی ایک بندہ ہون مثل آپکے
اور تمہاری بزرگی اللہ کے نزدیک ثابت ہے تم اللہ سے درخواست کرو اسلئے
کہ اللہ تعالی کے نزدیک تمہارا بڑا درجہ ہے سو جبرئیل علیہ السلام یہ کہکر اوپر
چڑھ گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اکثر ٹکٹکی آسمان کی طرف
لگی رہتی تھی اور اس امید مین تھے کہ جبرئیل نازل ہوتے ہونگے قبلہ کا
حکم لیکر جو آپ چاہتے تھے سو اللہ تعالی نے یہ آیت اوتاری کہ ہم دیکھتے
ہین تیرے مونہہ کا پھرنا آسمان کے طرف یعنے وحی کے انتظار مین غرض اس سے
بخوبی معلوم ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس کا انتظار کرتے تھے کہ اللہ کا
حکم اوپر کی طرف سے اوتریگا اور ہمیشہ جبرئیل اوسی طرف سے آپکے پاس
آتے تھے اور وحی کو اوپر ہی سے اوتارتے تھے اور اسمین شک نہین کہ
جبرئیل علیہ السلام اللہ ہی کے پاس سے وحی لاتے تھے تو معلوم ہوا
کہ اللہ اوپر ہی کی جانب ہے جہت فوق مین اور یہی ہمارا مطلب ہے اور
دوسری جگہہ اللہ تعالی نے فرمایا تنزیلا ممن خلق الارض والسموات
العلی یعنے اوترنا اس وحی کا اوس پروردگار کے پاس سے ہے کہ بنایا
اوسنے زمین کو اور اونچے آسمانون کو اور سورہ آل عمران مین فرماتا ہے

اذ قال الله یا عیسٰی انی متوفیک ورافعک الی یعنے جب فرمایا اللہ تعالیٰ
نے اے عیسٰی مین تجھے پورا لینے والا ہون اور اوٹھانیوالا ہون اپنی طرف یعنے
جہت فوق مین اور مراد اوس سے آسمان دوم ہے جیسے حدیث معراج مین
بتصریح آیا ہے اور سورہ نسا مین فرمایا ہے بل رفعه الله الیه یعنے بلکہ بلند
کیا اللہ تعالیٰ نے عیسٰی علیہ السلام کو اپنی طرف اور سورہ انعام مین فرمایا وھو
القاھر فوق عبادہ یعنے وہ تعالیٰ زبردست ہے اپنے بندون کے اوپر
اور سورہ اعراف مین شیطان کا قول بیان فرمایا کہ اوسنے کہا ثم لاٰتینھم
من بین ایدیھم ومن خلفھم وعن ایمانھم وعن شمائلھم
یعنے اون گا مین بنی آدم کو گمراہ کرنیکے لئے اون کے آگے سے اور اون کے
پیچھے سے اور اون کے داہنے اور بائین سے ابن عباس نے کہا کہ شیطان
کو اتنی جرات نہوی کہ اون کے اوپر سے آوے اسلئے کہ اللہ تعالیٰ اون کے
اوپر ہے اور قتادہ نے کہا کہ وہ اون کے اوپر سے نہ آیا اور شیطان سے
یہ نہ ہوسکا کہ بنی آدم مین اور اللہ کی رحمت مین آڑ ہوجاوے اور سورہ
نحل مین فرمایا یخافون ربھم من فوقھم یعنے ڈرتے ہین فرشتے اپنے
رب سے کہ اون کے اوپر ہے ابن عباس نے اسکی تفسیر مین کہا ہے کہ ڈرتے
ہین اپنے رب سے جو اون کے اوپر ہے عرش کے اوپر اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے سورہ مین
تنزیلا ممن خلق الارض والسموات العلی اور دوسری جگہ سورہ مین
فرمایا تنزیلا من حکیم حمید وانہ منزل من ربک بالحق

اور سورۂ سجدہ مین فرمایا یدبر الامر من السماء الی الارض ثم
یعرج الیه فی یوم کان مقداره الف سنة مما
تعدون اور فرمایا سورہ فاطر مین الیه یصعد الکلم الطیب
والعمل الصالح یرفعه سیوطی نے درمنثور مین کہا ہی کہ روایت
کی عبد بن حمید اور ابن جریر اور ابن المنذر اور طبرانی اور حاکم اور بیہقی نے
اسماء والصفات مین ابن مسعود سے کہ انہون نے فرمایا جب ہم کوئی حدیث
بیان کرتے ہین تم سے تو اوسکی تصدیق کتاب اللہ سے بتا دیتے ہین
جب بندہ مسلم کہتا ہے سبحان اللہ سے آخر تک اوسکے اوپر ایک فرشتہ
مقرر ہوتا ہے کہ اون کلمون کو اپنے بازو مین لے لیتا ہے پھر آسمان پر
چڑھ جاتا ہے اونکو لیکر پھر کسی گروہ پر فرشتون کے نہین گذرتا جو اون
کے کہنے والے کے لئے استغفار نہین کرتے یہانتک کہ لاتا ہے اون
کلمون کو رحمن کے روبرو پھر پڑھی اونہون نے یہ آیت الیه یصعد
الکلم الطیب یعنے اوسیکی طرف چڑھتے ہین پاک کلمے اور روایت
کی ابن مردویہ نے ابی ہریرہ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
کہ سبحان اللہ سے آخر تک جب بندہ کہتا ہے تو ایک فرشتہ ان
کلمون کو اپنے پرون مین لیلیتا ہے یہانتک کہ لاتا ہے اونکو رحمن کے روبرو
اور فرمایا سورہ قصص مین اور سورہ مومن مین یاهامان ابن لی
صرحا لعلی ابلغ الاسباب اسباب السموات فاطلع

Marfat.com

الی الٰہ موسیٰ وانی لاظنہ کاذبا یعنے کہا فرعون نے اے
ہامان بنا میرے لئے ایک محل شاید کہ مین چڑھون آسمان کے ٹیڑھیون پر اور
جہانکون موسےٰ کے معبود کو اور مین اوسے جھوٹا جانتا ہون ذہبی نے کتاب
العرش والعلو مین کہا ہے یعنے فرعون نے کہا کہ مین موسےٰ کو اس امر مین جھوٹا
جانتا ہون کہ اللہ آسمان مین ہو اور اگر موسےٰ علیہ السلام اوسکو ایسے خدا
کی طرف نہ بلاتے جو آسمانون پر ہے تو وہ ہرگز یہ نکہتا اسلئے کہ اگر موسےٰ
علیہ السلام یہ فرماتے کہ وہ خدا جسکی طرف مین تجھے بلاتا ہون وہ آسمان پر
نہین ہے تو یہ کہنا فرعون کا محض بے فائدہ اور لغو ہوتا اور اوسکا محل
بنانا اور حکم دینا محض جنون ہوتا اور صاحب احتوا نے نقل کیا اور اسکا
بارا وہی پر ہے کتاب تنزیہ الذات والصفات اور کتاب فرع ثابت اور
اعلام الموقعین سے جو ابن قیم کی ہے کہ فرعون نے یہ حکم جب دیا کہ موسےٰ
علیہ السلام نے اوس سے کہا کہ میرا رب آسمان پر ہے تمام ہوا قول صاحب
احتوا کا امام ابو الحسن اشعری رئیس اشاعرہ نے ابانہ عن اصول الدیانہ مین
اس آیتہ کے بعد کہ جھٹلایا فرعون نے موسےٰ کو اس قول مین کہ اللہ آسمانون
کے اوپر ہے سو جسنے اس امر کا انکار کیا کہ اللہ تعالےٰ آسمانون کے
اوپر ہے اوسنے فرعون اور اوسکے یارون سے بھائی چارہ کیا اور
ایسے عقیدہ کا معتقد ہوا جسکا فرعون معتقد ہوا تھا امام فخر الدین رازی نے
اپنی تفسیر کبیر مین جو کہا ہے کہ مشبہہ نے اس آیتہ مین لپٹ کر کہا ہے کہ اللہ تعالےٰ

آسمانون پر ہے اور کہا ہے کہ اگر موسے علیہ السلام فرعون کو اشرف وعوت
نہ دیتے تو وہ کیون یہ بات کہتا اور اسکا جواب یہ ہے کہ موسے علیہ السلام نے
فرعون کو یہ بتایا کہ وہ تعالے رب ہے آسمانون کا اور زمین کا اور یہ نہین کہا
کہ وہ آسمان مین ہے زمین مین نہین سو فرعون نے اون کے قول کو
اسطرف پہیر دیا کہ وہ کہتے ہین کہ معبود میرا آسمانون پر ہے اور یہ بھی فرعون
کی ایک خباثت اور مکر اور فریب تہا سو اس قول مین فخر رازی کی گفتگو ہے
اسلئے کہ انہون نے مشبہہ سے کیا مراد لیا اگر یہ مراد لیا کہ مشبہہ وہ لوگ
ہین جنہون نے تشبیہ دی ہے صفات الٰہی کو صفات خلق سے اور
اوس تعالے کے واسطے لوازم جسم ثابت کئے ہین تو ہمکو اون سے
کچھ بحث نہین اور جو فخر رازی نے کہا وہ ہمارا موید ہے اور اگر مشبہہ سے
اونہون نے اون لوگون کو مراد لیا جو کتاب و سنت کو اوسکے ظاہر پر جاری
کرتے ہین اور اوسمین تحریف و تاویل نہین کرتے اور فلاسفہ کی تقلید
نہین کرتے اور نہ معتزلہ اور جہمیہ اور نجاریہ کی سو یہ مراد فخر رازی کی
بالکل ٹوٹ جاتی ہے اسطرح کہ جب موسے علیہ السلام نے فرعون سے
یہی کہا تہا کہ وہ تعالے رب ہے آسمانون کا اور زمین کا اور یہ نہین کہا تہا
کہ وہ آسمان پر ہے تو پہر فرعون نے محل عالی شان کیون بنایا اور اوسکے
لئے ہزارون کہڑاگ کیون کئے باوجود اسکے کہ فرعون عاقل ذکی تہا کہ
موسے علیہ السلام کی بات سمجہ گیا جب اون سے سوال کیا کہ رب العالمین

کیا ہے یعنے اوسکی حقیقت کیا ہے اور موسے علیہ السلام نے جواب دیا
کہ وہ رب ہے آسمانون کا اور زمین کا اور جو اونکے بیچ مین ہے غرض فرعون
جان گیا کہ مین سوال کچھ کرتا ہون اور موسے علیہ السلام جواب کچھ دیتے ہین
اور کہا کہ تم مجنون ہو اور یہ کسی پر پوشیدہ نہین ہے سب بخوبی جانتے
ہین کہ آسمان و زمین کے رب ہونے مین اور آسمان پر ہونے مین
کوئی تعلق نہین ہے کہ پہلے بات کے دوسرے کا وہم بھی ہو غرض
فرعون نے جو ذکر کیا اوسکا فساد ظاہر ہے اگرچہ اون کی پیروی اور تعظیم
سے بھی کی ہو جنہون نے داد بلیغ کہین ہین غرضکہ ان کا کچھ اعتبار نہین
سلف کے مقابلہ مین نہ کچھ اعتبار ہے ان کے مخالفت کا اور فرمایا
سورہ ملک مین ءامنتم من فی السماء ان یخسف بکم الارض
یعنے کیا تم بیخوف ہو گئے اوس سے جو آسمانون پر ہے اس سے کہ
دھنسا دیوے تمکو زمین مین بغوی نے کہا کہ ابن عباس نے کہا ہے
یعنے بیخوف ہو گئے اوسکے عذاب سے جو آسمانون پر ہے کہ اگر تم نافرمانی
کرو تو وہ تمکو دھنسا دے اور ابن عباس کی تفسیر مین ءامنتم من
فی السماء علی العرش یعنے آسمان پر ہونے سے عرش پر ہونا
مراد ہے اور روایت کی بیہقی نے ابی بکر صنبعی سے کہ عرب کا قاعدہ ہے
کہ وہ فی کو علی کے جگہہ بولتا ہے جیسے فرمایا اللہ تعالی نے فسیحوا
فی الارض یعنے چلو تم زمین کے اوپر اور فرمایا لاصلبنکم فی

جذوع النخل اور فرمایا ان اللہ مع الذین اتقوا والذین ہم محسنون
یعنے تحقیق اللہ ساتھ ہے پرہیزگاروں کے اور وہ لوگ جو نیکی کرنے والے ہین
کام کے نیکی اور اور فرمایا ان اللہ سمیع بصیر اور اللہ تعالی سننے والا ہے
دیکھنے والا ہے اور حضرت ہارون اور حضرت موسے سے فرمایا انی معکما اسمع
یعنے حضرت موسے اور حضرت ہارون سے فرمایا کہ البتہ مین
ساتھ تمہارے سنتا ہون اور دیکھتا ہون

جذوع النخل یعنے مین تمکو کھجورون کے ڈنڈ پر سولی دونگا غرض
ان سب جگہہ مین فی بمعنے علی ہے اور ایسا ہے اللہ تعالی کا یہ قول ہے
من فی السماء یعنی عرش کے اوپر آسمانون کے پرے جیسے کہ اسبارہ مین اخبار صحیحہ
آچکی ہین اور تاویل کرنا کہ من فی السماء سے یہ مراد ہے کہ وہ ذات جسکی مملکت یا قدرت یا حکومت آسمانون پر ہے
ایسے ہی اوسکی طرف کان کہنا چاہیے جب صحیح ہوگیا حمل لفظ کا ظاہر معنی پر اسلئے کہ فی بمعنے علی اکثر جگہہ مستعمل
ہوتا ہے جیسا کہ اللہ تعالی کے اس قول مین ولاصلبنکم فی جذوع
النخل غرض آسمان اسمقام مین اللہ سبحانہ کا ظرف نہین ہے جس سے
تاویل واجب ہو اسلئے کہ آسمان اللہ تعالے کو گھیرنے والا نہین بلکہ حال
یہ ہے کہ اللہ کا علم آسمان کو گھیرے ہے ابن تیمیہ نے کہا کہ پھر جو وہم کرے
کہ اللہ تعالے آسمان مین ہے اور آسمان اوسکا حاوی اور محیط یعنے
گھیرنے والا ہے تو وہ جھوٹا ہے اگر اس مضمون کو کسی غیر سے نقل کرتا ہے
اور گمراہ ہے اگر خود اسکا اعتقاد رکھتا ہے اپنی رائے سے اور ہم نے
کسیکو نہین سنا کہ یہ بات سمجھا ہو ان لفظون سے اور نہ ہم نے کسیکو دیکھا کہ اس مضمون کو کسی سے
نقل کرتا ہو بلکہ اگر تمام مسلمانون سے پوچھا جاوے کہ آیا تم اللہ و رسول کی اس قول سے کہ اللہ فی السماء
یہ سمجھتے ہو کہ آسمان خدا کو گھیرے ہے تو ہر ایک یہی کہیگا کہ اسکا
وہم بھی ہمارے دل مین کبھی نہین گذرا اور جب یہ بات ٹھیر چکی تو اب کیا
ضرور ہے کہ من فی السماء کی ایک معنی محال مراد لیے جاوین جو ہرگز لوگ
نہین سمجھتے ہین اور پھر اوسکی تاویل کیجاوے بلکہ مسلمانون کے نزدیک

یہ کہنا کہ اللہ آسمان مین ہے اور اللہ عرش پر ہے دونون کا مطلب ایک
ہی ہے اسلئے کہ آسمان سے بلندی مراد ہے تو آسمان مین ہونے کے
معنے یہ ہوئے کہ وہ بلندی مین ہے نہ پستی مین اور مسلمان جانتے
ہین کہ اللہ تعالے کی کرسی مین آسمان و زمین کی سمائی ہے اور کرسی عرش
کے آگے ایسی ہے جیسے ایک میدان مین ایک چھلا پڑا ہو اور عرش
اوسکی مخلوقات مین سے ایک مخلوق ہے اوسکو اللہ کی قدرت اور
عظمت سے کچھ نسبت ہی نہین سو کیونکر ممکن ہے کہ کوئی مخلوق
اوس تعالے کو گھیر لیوے گی اور اوس ذات مقدس کا محاصرہ کریگی
اور اللہ تعالے نے فرمایا ولاصلبنکم فی جذوع النخل اور فرمایا
فسیروا فی الارض اور ان دونو آیتون مین فی بمعنے علی ہے اور
اسیطرح وہ کلام عربی اور حقیقی ہے مجاز نہین اور اسکو خوب جانتا ہے
جو حروف کے حقیقت معانی سے بخوبی واقف ہے تمام ہوا قول ابن تیمیہ
کا اور اس تقریر سے امام رازی کا قول جو اون کے تفسیر مین ہے بالکل ساقط
ہو جاتا ہے اونہون نے کہا ہے کہ جہان سے تو کہ مشبہہ نے اللہ تعالے
کے لیے مکان ثابت کرنیکو اللہ تعالے کے اس قول سے استدلال کیا ہے
ءامنتم من فی السماء اور جواب اسکا یہ ہے کہ اس بیت کا جانا
کرنا اسیطرح پر باتفاق مسلمین ممکن نہین اسلیے کہ اوس تعالے کے
آسمان مین ہونے سے لازم آتا ہے کہ آسمان اوسکا محیط ہو جاوے

Marfat.com

جمیع جوانب سے اور وہ تعالے آسمان سے چھوٹا ہو جاوے اور آسمان عرش
سے بہت چھوٹا ہے غرض لازم آتا ہے کہ اللہ تعالے عرش کے آگے
نہایت حقیر شے ہو جاوے تعالے اللہ عن ذلک علوا کبیرا اور یہ باتفاق
مسلمین محال ہے اور یہ ہی ہے کہ اللہ تعالے نے فرمایا قل لمن
ما فی السموات والارض قل للہ یعنے کہہ کسکا ملک ہے
ہے جو آسمان و زمین مین ہین سو اگر اللہ تعالے بھی آسمان مین ہو تو لازم
آتا ہے کہ وہ اپنی ذات کا بھی مالک ہو جاوے اور یہ محال ہے اور
امام رازی کے قول کے سقوط کی وجہ یہ ہے کہ ہم یہ نہین کہتے
کہ ان اللہ فی السماء مین فی بمعنے ظرفیۃ ہے بلکہ ہم کہتے ہین کہ وہ
بمعنے علے ہے جیسا کہ آگے گذرا اور اسکے تائید ابن عباس کے
قول سے بھی ہوتی ہے اور اگر ہم یہ بھی کہین کہ فی بمعنے ظرفیۃ ہے
تو بھی فی السماء ہونا اوسکا بمنزلہ اوسکے اترنے کے ہے آسمان
دنیا کی طرف بلا کیف کہ اوسپر ایمان واجب ہے اور اتفاق مسلمانون کا اس پر
کہ یہ آیۃ ظاہری معنے پر جاری نہین ہو سکتی ممنوع ہے اسلیے کہ سلف نے
تو اسکو ظاہر ہی پر جاری کیا ہے جیسے کہ اون کے تصریحات سے بخوبی اور
ظاہر ہو چکا غرض اتفاق اون مسلمانان سلف کا جنکی اوپر اسلام کا نام
بخوبی پہنچا ہے اسی پر ہے کہ وہ تعالے فی السماء علی العرش ہے
یعنے آسمانون کے اوپر عرش پر ہے اور جب وہ تعالے آسمان پر

بلاکیف ہوا تو صغر وغیرہ جو خیال کیا جاتا ہے وہ کچھ لازم نہین آتا اور یہ بھی
لازم نہین آتا کہ وہ تعالے آسمان پر ہونے سے اپنی ذات کا مالک ہو جاوے
اسلئے کہ وہ تعالے اوس آیت سے بدلالت عقل خارج ہے جیسے
اس آیت سے خالق کل شئی اسلئے کہ وہ تعالے باتفاق مسلمین شئے
ہے اور باوجود اسکے اشیاء مخلوقہ سے خارج ہے یعنے بدلالت
عقلی اور وہ تمام اشیا کا خالق ہے اور اسیطرح یہ فقرہ ہے جو کہا جاتا ہے
کہ بادشاہ مالک ہے اون سب چیزون کا جو اوسکے شہر مین ہین حالانکہ وہ
اپنے نفس کا مالک نہین اور کوئی عاقل یہ نہین کہے گا کہ اوسکا نفس
بھی اوسکی ملک مین ہے اور یہ بھی جان لو کہ یہ جو کچھ ہم نے کہا ہے
برسبیل تنزل ہے اور یہ ہمارا عقیدہ نہین بلکہ عقیدہ ہمارا وہی ہے
کہ اللہ عرش پر ہے اور کسیطرف مین نہین اور کوئی مکان و زمان
اوسکو گھیر نہین سکتا بلکہ وہ تمام مکانون سے اوپر اور جہان وہ ہے
وہان نہ مکان ہے نہ زمان اور یہ نفی مکان و زمان کے یعنے
اوس اصطلاح کے ہے جو مشہور ہے اور سوا اسکے نہین کہ وہ اوسی
جگہہ ہے جو اوسنے مراد لی ہے بڑی بزرگی والا ہے ذکر اوسکا اور
ہم اوسے نہین جانسکتے غرض معنے آیۃ ءامنتم من فی السماء
کے یہی ہین کہ وہ آسمانون کے اوپر یعنے عرش پر ہے اور اب
کوئی محذور لازم نہین آتا اور شیخ الاسلام ابن تیمیہ نے کہا کہ جب کوئی

کہتا ہے کہ اگر اللہ عرش پر ہو تو لازم آتا ہے کہ وہ بھی اللہ تعالے سے
بڑا ہو یا چھوٹا ہو یا برابر ہو اور اسی طرح اور باتین تو بات یہ ہے کہ اوسنے
اللہ کے عرش پر ہونے سے کچھ اور نہین سمجھا بجز اسکے کہ اوس سے کوئی
جسم ثابت ہو اور یہ سب باتین اوسکی اس سمجھ کے تابع اور لازم ہین
مگر وہ ہستی جو اوسکی بزرگی کے لایق ہے اور اوسکو خاص ہے اوس
سے یہ باطل باتین لازم نہین آتین جنکی نفی صانع جسام سے ضرور ہے
تمام ہوا کلام ابن تیمیہ کا اور شاید اس امام کا یہ ایراد خاص ہے ساتھ
مشبہہ کے جو کہتے ہین کہ اللہ تعالے ایک جسم ہے اور جسمون کے
مانند اور حلول اوسکا بھی ویسا ہی ہے جیسے اور جسمون کا حلول ہوتا ہے
کسی مکان مین اللہ تعالے اونکو خراب کرے اور وہ برتر ہے اوس سے
ظالم کہتے ہین اور انہی مین سے وہ آیت ہے جو سورہ معارج مین ہے
تعرج الملئکۃ والروح الیہ فی یوم کان مقدارہ خمسین
الف سنۃ یعنے ملائکہ اور روح اوسی خدا کیطرف چڑھتے ہین ایسے
دن مین کہ اندازہ اوسکا پچاس ہزار برس کا ہے اور یہ جتنی آیتین ہمنے
ذکر کین عاقل کو کافی ہین جو فہمیدہ ہو اور اتباع حق کے راہ سے اثبات
فوقیت اوس تعالی شانہ کی چاہتا ہو اور جسکو فقط جدال منظور ہو اور
مقصود اوسکا حق مین جنگل مارنا اور اتباع کتاب و سنت نہو تو وہ
ہر آیت اور حدیث اور نص کے تاویل کرتا ہے اگرچہ ہم کتنی ہے

نصوص کو کہ ان اوپر نہو طاقت تاویل کی یہ ہے جسکا ہم نے اوپر اشارہ
کیا کہ ہونا نصوص کا ظاہر کیطرف جب تک ممکن ہو واجب ہے اور تاویل
اوسوقت واجب ہے کہ متحقق ہون اوسپر اگلے اور پچھلے باقی رہا جب تاویل
مین اختلاف ہو تو ماننا صحابہ اور تابعین کے تقلید اولی ہے پچھلون کے
تقلید سے جو علم کلام مین گھس رہی ہین اور انہون نے اپنی بنیادین دلائل
عقلیہ اور آراء فلسفیہ پر رکھی ہین سو اوسمین غور کرو اور انصاف کرو امام
ذہبی نے کتاب العرش مین کہا ہے کہ اللہ تعالے کے عرش پر ہونے
اور تمام مخلوقات کے اوپر ہونے مین اور سب مخلوقات سے جدا ہونے
پر اور کسی چیز مین داخل نہونے پر اور اوسکا علم ہر جگہہ ہونے پر کتاب و سنت اور
اجماع صحابہ اور تابعین اور ائمہ مہدیین کی دلیلین موجود ہین اب سنو
کہ کتاب سے اللہ تعالے کا یہ قول ہے الرحمن علی العرش استوی
اور یہ قول ثم استوی علی العرش اور یہ مضمون چھ جگہہ ارشاد کیا ہے
اور یہ قول اوس تعالی کا الیہ یصعد الکلم الطیب یعنی چڑھتی ہین
اوسکی طرف پاک کلمے اور یہ قول انی متوفیک ورافعک الی یعنے
ای عیسے مین تجھے پھر لینیوالا ہون اور اوٹھا لینیوالا ہون اپنی طرف اور قول
اللہ تعالے کا بل رفعہ اللہ الیہ یعنے بلکہ اوٹھا لیا عیسے کو اللہ نے
اپنی طرف اور قول اوسکا یخافون ربھم من فوقھم یعنے ڈرتے
ہین فرشتے اپنے رب سے جو اون کے اوپر ہے اور قول اوسکا یدبر

کہ خراسان کے لوگون مین سے
ایک مرد پیدا ہوگا اوسکا نام
اور اوسکی کنیت ابو مسلم
ہوگی اور اوسکی آخر زمانہ کی
بیعت بیت المقدس مین ہوگی
اور اوسکی صفت یہ ہوگی کہ
اوس شخص کے ہاتھ کا پیدا ہوا ہوگا
جو اوسکی ماوراء النہر کی
اکثر ولایت پر قابض ہوگا

الامر من السماء ثم یعرج الیه یعنے وہ تدبیر کرتا ہے کام
کی آسمان سے پھر چڑھ جاتا ہے وہ کام اوسی خدا کیطرف اور قول اوسکا
ءامنتم من فی السماء ان یخسف بکم الارض یعنے کیا بیخوف
ہو گئے تم اوس خدا سے جو آسمان پر ہے اس سے کہ دھنسا دیوے تمکو
زمین مین قول اوسکا ذی المعارج تعرج الملئکة والروح الیه
یعنے وہ صاحب ہے سب بلندیون کا کہ اوسی کیطرف چڑھتی ہین فرشتے
اور روح اور قول اوسکا کہا فرعون نے یاھامان ابن لی صرحا
لعلی ابلغ الاسباب اسباب السموات فاطلع الی اله موسی
وانی لاظنه کاذبا یعنے اے ہامان بنا تو میرے لئے ایک محل کہ
مین چڑھ جاؤن آسمان کے رستون مین اور جھانکون موسے کے خدا کو
اور مین تو اوسے جھوٹا جانتا ہون یعنے موسے کو اسبات مین جو وہ کہتا ہے
کہ اللہ آسمان مین ہے اور اگر موسے علیہ السلام اوسکو ایسے خدا کیطرف دعوت دیتے
جو آسمان مین ہے تو وہ ایسا نہ کہتا اور اگر موسے علیہ السلام اوسکو
ایسے خدا کیطرف دعوت نہ دیتے جو آسمان مین ہے تو یہ قول فرعون کا محض
بیکار ٹھیرتا اور بلند محل بنانا اوسکا بے محل اور جنون ہوتا تمام ہوا قول
ذہبی کا اور ابن تیمیہ نے کہا یہ اللہ کی کتاب ہے کہ اول سے آخر تک اور یہ سنت
رسول اللہ ہے کہ اول سے آخر تک اور یہ کلام صحابہ اور تابعین ہے
اور کلام تمام اماموں کا بھرا پڑا ہے اور صاف وظاہر اسپر دلالت کرتا ہے

کہ اللہ تعالے آسمانون پر ہر چیز سے اوپر ہے اور ہر چیز سے بلند ہے
اور وہ عرش پر ہے اور سب آسمانون کے اوپر جیسے اللہ تعالے
کے اس قول سے ثابت ہے الیہ یصعد الکلم الطیب
والعمل الصالح یرفعہ یعنے اوسی کیطرف چڑھتے ہین پاک کلمے اور نیک
عمل وہ اوسکو بلند کر لیتا ہے یعنے اپنی طرف اور یہ قول وسکا انی متوفیک
ورافعک الی یعنے اے عیسے مین تجھے پھر لینیوالا ہون اور اوٹھانیوالا
ہون اپنے طرف اور یہ قول ءامنتم من فی السماء ان یخسف بکم
الارض اور یہ قول اوسکا بل رفعہ اللہ الیہ اور یہ قول تعرج الملئکۃ
والروح الیہ اور یہ قول یدبر الامر من السماء الی الارض
ثم یعرج الیہ اور یہ قول یخافون ربہم من فوقہم اور یہ قول
ثم استوی علی العرش کہ سات جگہہ اللہ تعالے نے فرمایا ہے
اور ایک جگہہ یون فرمایا الرحمن علی العرش استوی اور یہ
قول یا ھامان ابن لی صرحا لعلی ابلغ الاسباب
اسباب السموات فاطلع الی الہ موسی وانی لاظنہ
کاذبا اور فرمایا تنزیلا من حکیم حمید اور فرمایا منزل من
ربک یعنے یہ قران وتارا ہوا ہے اوسکیطرف سے اور اسکے سوا اور بہت
سی آیتین ہین کہ اون کی گنتی نہین ہو سکتی مگر مشکل سے تمام ہوا قول
ابن تیمیہ کا ھ ترجمہ اکثر آیتون کا اوپر ذہبی کے قول مین گذرا

Marfat.com

باب چوتھا

اون حدیثون مین جن سے استواء باری تعالی
عرش پر ثابت ہوتا ہے امام ابن تیمیہ نے کہا کہ احادیث صحاح اور
حسان مین سے یعنے جو اثبات استوا کرتے ہین اتنے ہین کہ اوسکی
گنتی نہین ہوسکتی اور امام ذہبی نے کہا کہ احادیث جو متواتر اور
کثرت سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہوئی ہین اس سے
زیادہ ہین کہ اون سبکو کوئی جمع کرسکے اور اونمین سے حدیث معاویہ
بن حکم سلمی کی ہے کہ اونہون نے کہا میری بکریان تہین احد اور جوانیہ
کے بیچمین اور اونمین ایک لونڈی تہی سو مین نے اوسکو ایک دن جاکر
دیکہا تو ایک بکری اوسمین سے بہیڑیا لیگیا تہا سو مین نے اوس لونڈی کو
مارا اور وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئی اور آپسے ذکر کیا
تو حضرت نے میرے اس مارنیکو بہت بڑا گناہ فرمایا سو مین نے عرض کی کہ یا رسول اللہ
کیا مین اسے آزاد کردون آپنے فرمایا کہ اسکو بلاؤ مین نے اوسکو بلایا سو حضرت نے فرمایا
اوس سے کہ اللہ کہان ہے اوسنے کہا آسمان پر آپنے فرمایا مین کون ہون اوسنے کہا
آپ اللہ کے رسول ہین آپنے فرمایا اسکو آزاد کردے یہ تو مومن عورت
ہے یہ حدیث صحیح ہے روایت کی یہ مسلم نے اور
ابوداؤد اور نسائی اور امام مالک نے موطا مین اور مسند مین محمد بن الشرید
سے مروی ہے کہ اون کی مان نے وصیت کی تہی کہ میری طرف سے
ایک گردن ایماندار آزاد کرنا یعنے غلام یا لونڈی تو انہون نے عرض کی
کہ یا رسول اللہ میری مان نے ایسی وصیت کی ہے اور یہ لونڈی کافی

کیا یہ آزاد کرون تو مجھے کفایت کریگی آپنے فرمایا اوسکو میرے پاس
لاؤ اور اوس سے فرمایا اللہ کہان ہے اوسنے عرض کی کہ آسمان پر
آپنے فرمایا مین کون ہون اوسنے عرض کی اللہ کے رسول آپنے
فرمایا اسے آزاد کرو یہ تو مومن ہے اور یہ لونڈی معاویہ بن الحکم
کے سوا دوسری ہے امام ترمذی فرماتے ہین کہ ہمسے بیان کیا
احمد بن منیع نے کہ ہمسے بیان کیا یزید بن ہارون نے کہ ہمسے بیان
کیا حماد بن سلمہ نے وہ یعلی بن عطا سے وہ وکیع بن حدس سے
وہ اپنے چچا ابو رزین سے اونہون نے کہا کہ مین نے کہا یا رسول
اللہ کہان تہا رب ہمارا خلق کے پیدا کرنے سے پہلے فرمایا وہ عماء مین
تہا نہ اوسکے نیچے ہوا تہی اور نہ اوسکے اوپر ہوا تہی اور اوسنے اپنا عرش
پانی پر پیدا کیا کہا احمد نے کہ کہا یزید نے یعنے ابن ہارون نے کہ عماء
یہ معنے کہ اوسکی ساتہہ کوئی شے نہین تہی ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث
حسن ہے یعنے اسکی سند اچہی ہے ملا علی قاری مشکوۃ شریف
کی ترجمہ مین لکہتے ہین کہ کہا قاضی نے کہ عماء سے ایسی چیز مراد ہے جو وہم
مین اور عقل مین اور سمجہہ مین نہ آوے مطلب یہ ہے کہ مکان نہین تہا
اس بات کو یون بیان فرمایا کہ وہ چیز عقل اور وہم مین نہین آتی اور
مطلب یہ ہے کہ ایسی کوئی چیز نہین ہے جو اوسکے آس پاس تہی
اس بات کو یون فرمایا کہ ہوا نہین ہے کیونکہ ہوا کبہی یہ مراد ہوتی ہے

Marfat.com

کہ خالی چیز ہے جسمین جسم نہین تہا طیبی نے کہا کہ عماء جو مد کی ساتہہ ہے
اوسکے معنے اور طرف پہیرنا چاہئے کہ دوسری روایت مین عمی بغیر مد کے
ہے یہ بہی اوسکے موافق ہوجاوے اور صحیح بخاری کی روایت جو
عمران بن حصین سے ہے اوسکے بہی موافق ہوجاوے کہ اللہ تہا اور
کوئی شے نہین تہی اور یہ جواب حکمت کے طور پر ہے سوال تو مکان
سے تہا جواب ـــ یہ جو کہ لامکان مین تہا امام ذہبی کتاب العرش مین
لکہتے ہین کہ ابو عبید نے کہا کہ عماء کے معنے ہین ابر اور حسن بن عمران
حنظلی ہروی نے کہا کہ مین نے سنا ابو الہیثم خالد بن یزید رازی سے
وہ کہتے تہے کہ ابو عبید نے غلطی کی عمے کا لفظ بغیر مد کے ہے اور
ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس
ایک کالی لونڈی کو لایا جو عجم کی تہی اور عرض کی کہ یا رسول اللہ میرے
ذمہ پر ایک گردن مومن آزاد کرنا ہے تو آپ نے اوس لونڈی سے
فرمایا کہ اللہ کہان ہے اوسنے اپنے کلمہ کی اونگلی سے آسمان کیطرف
اشارہ کیا تو آپ نے فرمایا مین کون ہون اوسنے اپنی اونگلی سے حضرت
کیطرف اور آسمان کیطرف اشارہ کیا یعنے آپ اوس اللہ کے رسول ہو
تو آپنے فرمایا اسکو آزاد کردو یہ حدیث حسن ہے روایت کی یہ قاضی ابو احمد
غسال نے اپنی کتاب المعرفۃ مین محمد بن عمرو سے وہ ابی سلمہ سے وہ
ابو ہریرہ سے اور روایت کی یہ احمد اور بغوی نے اپنی اپنی مسند مین

مسعودی کی روایت سے اور ابوہریرہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارے درمیان پہیر بدل کر آتے ہین فرشتے
رات کے اور فرشتے دن کے اور نماز عصر اور فجر مین وہ سب جمع ہوتے
ہین پہر جو رات کو تمہارے پاس تہے وہ خدا کیطرف چڑھ جاتے ہین
اور وہ اون سے پوچہتا ہے حالانکہ وہ اون سے زیادہ جانتا ہے
کہ کیونکر چہوڑا تم نے میرے بندون کو وہ عرض کرتے ہین ہم جب اونکے
پاس گئے تہے جب بہی وہ نماز پڑہتے تہے اور جب اون سے جدا
ہوئے جب بہی وہ نماز پڑہتے تہے یہ حدیث صحیح بخاری و صحیح مسلم
کی ہے اور عبداللہ بن عمرو سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا رحم کرو زمین والون پر کہ رحم کرے تم پر آسمان والا
روایت کی یہ ترمذی نے اور صحیح کہا اسکو اور جبیر بن مطعم سے مروی ہے
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اوس اعرابی سے فرمایا جو آپ سے
شفاعت چاہتا تہا ہلاکت کے لئے اور اللہ کو شفیع لایا تہا آپکے
آگے کہ خرابی ہو تیری تو نہین جانتا کہ خدا کیا چیز ہے بیشک شان اوسکی
اس سے بڑی ہے کہ اوسکو کسی کے سامنے شفیع لاوین اور وہ تخت
عرش کے اوپر ہے اور اوسکا عرش اوسکی آسمانون کے اوپر ہے
روایت کی یہ ابوداؤد وغیرہ نے رد علی الجہمیہ
مین اسناد حسن کے ساتہہ روایت محمد بن بشار کی

مین کہتا ہون کہ روایت کی یہ بخاری نے بہی اپنے رسالہ خلق افعال
عباد مین اور لفظ اوسکے یہ ہین کہ بیشک اللہ تعالے اپنے عرش پر ہے
اپنے آسمانون کے اوپر اور آسمان اوسکے زمین کے اوپر ہین مثل
قبہ کے اور روایت کی یہ بخاری نے تاریخ کبیر مین اور نہین لائے
وہ اس روایت کو اپنے جامع صحیح مین اور روایت ہے ابن عباس سے
کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک شخص آیا اور عرض کی کہ میری ماں پر
ایک گردن آزاد کرنا ہے اور وہ مرچکی ہے اور ایک لونڈی کو وہ اپنی
ساتہہ لایا جو عجمی تہی اوس سے حضرت نے فرمایا کہ اللہ کہان ہے
تو اوسنے اپنے ہاتہہ سے آسمان کو اشارہ کیا پہر آپنے فرمایا مین کون
ہون اوسنے کہا اللہ کے رسول آپنے فرمایا اسکو آزاد کرو یہ تو
مومن ہے روایت کی یہ غسال نے باسناد صحیح ابی سعید بقال سے
انہون نے عکرمہ سے انہون نے ابن عباس سے اور یحیی بن
عبد الرحمن بن حاطب نے کہا حاطب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس
گئے ایک اپنی لونڈی کو ساتہہ لیکر اور عرض کی کہ ای رسول اللہ کے
میرے اوپر ایک گردن آزاد کرنا ہے سو یہ کافی ہو سکتی ہے میری
طرف سے سو آپنے فرمایا تیرا معبود کہان ہے اوسنے کہا آسمان پر
آپنے فرمایا مین کون ہون اوسنے کہا آپ اوسکے رسول ہین آپنے فرمایا

Marfat.com

اسے آزاد کردو یہ تو مومن ہے اس روایت کو اکیلی اسامہ بن زید نے یحیے بن عبدالرحمن
سے روایت کیا ہے روایت کی یہ ابو احمد حافظ نے باسناد صحیح اونہی سے اور کہا معاویہ
جلبی نے کہ مین نے عرض کی کہ یا رسول اللہ کہان تہا پروردگار ہمارا آسمان و زمین بنانے
سے پہلے تو فرمایا آپ نے ایک مجہلی پر نور کے یہ روایت غیلانیات مین ہے اور اب ہم ذکر کرینگے اسکے
بعد اور یہ سات حدیثین جو اس بات پر دلالت کرتے ہین کہ سوال کرنا کہ اللہ کہان ہے روا ہے
اور جواب دینا کہ وہ آسمان پر ہے یہ بہی روا ہے اور مین کہتا ہون
کہ اللہ پاک کے آسمان پر ہونے سے جیسا حدیثون مین آیا ہے
اوسکا آسمانون کے اوپر عرش پر ہونا مراد ہے جیسا کہ اسکی اوپر
باب مین گذر چکا غرض اس سے یہ نہین سمجہا جاتا جیسے بعض لوگون
نے وہم کر کر کہا ہے کہ لفظ کو اپنے ظاہر پر حمل کرنا اس جگہہ محال ہے
اسلئے کہ محال یہ ہے کہ اللہ کو آسمان گہیرے ہو یا وہ اوسمین محصور
ہو یا اوسمین مستقر ہو حلول کئے ہوئے کسی مکان مین غرض یہ
امور کسی طرح نہین ہو سکتی اور روایت ہے جابر سے کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے خطبہ مین عرفات کے دن فرمایا آگاہ ہو
مین نے اللہ کا پیغام پہنچا دیا اور صحابہ نے عرض کی کہ ہان یہ
آپ اپنی اونگلی آسمان کیطرف اوٹہاتے تہے اور لوگون کے طرف
جہکاتے تہے اور فرماتے تہے کہ یا اللہ گواہ رہ روایت کی مسلم نے
اور ابن عباس بن عبدالمطلب سے مروی ہے کہ انہون نے کہا ہم ایک
کنکریلی زمین مین تہے کہ ایک بادل آیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا کہ آیا تم جانتے ہو کہ آسمان اور زمین مین کتنا فاصلہ ہے
انہون نے کہا نہین آپ نے فرمایا اکہتر یا بہتر یا تہتر برس کی راہ پہر اسی
فاصلہ سے سات آسمان گئے پہر فرمایا ساتوین آسمان پر ایک دریا ہے
کہ اوسکا اوپر کا کنارہ نیچے کے کنارے سے اتنی دور ہے جتنی دور
ایک آسمان سے دوسرا آسمان ہے پہر اوسکے اوپر آٹھ بکریان جنگلی
ہین کہ اون کے گہرون سے اون کے گھٹنے اتنی دور ہین جتنی دور
ایک آسمان سے دوسرا آسمان اور اون کے پیٹھون پر عرش ہے
پہر اوسکے اوپر اللہ تعالے ہے اور وہ جانتا ہے تم جس حال مین ہو
روایت کی یہ ابو داؤد نے باسناد حسن اور حسن سے اوپر کی اسناد سے
اور روایت کی ترمذی نے اسکے مانند ابہریرہ کی روایت سے اور
اوسمین یہ ہے کہ ایک آسمان سے دوسرا آسمان پانسو برس کی راہ
ہے اور ان دونو باتون مین کچہ منافات نہین اسلئے کہ پانسو برس
کی راہ سے مثلاً عادت کی اور روزمرہ کی چال مراد ہے اور ستر برس
کئی برس سے پیکون کی تیز چال مراد ہے اسلئے کہ صحیح ہے کہ
کوئی کہے کہ ہمارے اور مصر کے بیچمین بیس دن کی راہ ہے اور
اوس سے روزمرہ کی چال مراد لی اور دوسرا کہے کہ تین دن کی
راہ ہے اور اوس سے پیکون کی چال مراد لی اور زینب بنت جحش
سے روایت ہے کہ وہ عرض کرتی تہین نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ

اللہ تعالے نے مجھے آپکے ساتھہ عرش کے اوپر بیاہ دیا اور بخاری
مین یہ لفظ ہین کہ وہ کہتی تھین کہ اللہ تعالے نے میرا نکاح آپکے ساتھہ
ساتون آسمان کے اوپر سے کیا اور ابی سعید سے روایت ہے
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم مجھے امین نہین جانتے
اور حالانکہ مین اوسکا امین ہون جو آسمان مین ہے اور مجھے آتی
ہے خبر آسمان کی صبح اور شام یہ روایت بخاری اور مسلم مین ہے
اور روایت ہے ابیہریرہ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
قسم ہے اوس پروردگار کی کہ میری جان اوسکے ہاتھہ مین ہے کہ کوئی
مرد ایسا نہین ہے کہ اپنی بیوی کو اپنے بچھونے کے طرف بلاوے
اور وہ نہ آوے مگر وہ اللہ جو آسمان مین ہے اوسپر غصہ رہتا ہے
جب تک کہ وہ مرد اوس سے راضی نہو روایت کی یہ مسلم نے اور
ابیہریرہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میت کے
پاس فرشتے آتے ہین پھر وہ مرد اگر نیک ہوتا ہے تو کہتے ہین کہ اے
جان اطمینان رکھنے والی نکل تو پاک بدن مین تھی تجھکو خدا کی رحمت
اور خوشبو کی ساتھہ خوشخبری ہے اور ایسے پروردگار کے ملنے کی
خوشخبری ہے جو تجھہ پر غصہ نہین غرض وہ فرشتے یہی کہتے رہتے ہین
یہان تک کہ وہ روح پہنچ جاتی ہے اوس آسمان تک جس مین
اللہ ہے اور ذکر کیا انہون نے اس حدیث کو آخر تک یہ حدیث صحیح

ہے بخاری اور مسلم کی شرط پر روایت کی یہ احمد نے اپنی مسند مین اور
حاکم نے مستدرک مین اور ابوہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا کہ ملک الموت پہلے سب لوگون کے سامنے آتے تھے
تو موسے علیہ السلام کے بہی سامنے آئے سو موسی علیہ السلام نے اون کو
ایک طمانچہ مارا اور ملک الموت کی آنکھہ جاتی رہے اور وہ اپنی آنکھہ
لیکر اپنے پروردگار کیطرف چڑہے اور عرض کی کہ مجھہ آپنے موسے
کیطرف بہیجا تہا اور انہوں نے مجھے ایک طمانچہ مارا سو میری آنکھہ
جاتی رہی اور اگر اون کی برائی آپکے پاس نہوتی تو مین اونپر مشقت
والتا اللہ جل جلالہ نے فرمایا کہ پہر جاؤ میرے بندے کی طرف اور اوس
سے کہو کہ اپنا ہاتہہ بیل کی پیٹہہ پر رکہے اور اوسکے لئے ہر ایک بال کے
عوض جو اوسکے ہاتہہ کے نیچے آوے ایک سال ہے کہ وہ
وہان تک زندہ رہیگا غرض ملک الموت پہر اون کے پاس آئے
اور اونکو جو حکم الہی ہوا تہا پونہچایا انہون نے عرض کی کہ پہر اوسکے
بعد کیا ہوگا کہا موت تو انہون نے کہا پہر ابہی سہی غرض پہر ملک الموت
جنت کی ایک چیز لائے اور انہون نے ایک بار سونگہی اور روح
اون کی قبض ہوگئی اور اللہ تعالے نے ملک الموت کی آنکھہ اچہی کردی
یہ حدیث صحیح ہے اور روایت کی عبد اللہ بن بکری سہمی نے انہون
نے یزید بن عوانہ سے انہون نے محمد بن ذکوان سے انہون نے

عمرو بن دینار سے انہون نے ابن عمر سے انہون نے کہا کہ ہم ایک دن
آنگن مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹھی ہوی تھی کہ ایک عورت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادیون مین سے گذری اور
ابوسفیان نے کہا کہ محمد کی مثال بنی ہاشم مین ایسی ہے جیسے
گھوڑے پر خوشبودار گھانس اوگے اور مین نے یہ بات سنی اور
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچائی سو آپ نکلے اور اپنے ممبر پر
چڑھے اور فرمایا کہ کیا حال ہے اون باتون کا جنکی مجھے خبر پہنچی ہے
بعض لوگون سے بیشک اللہ تعالے نے سات آسمانون کو بنایا
اور پسند کیا اونمین سے اونکو اور آباد کیا اور بسایا اونمین اپنی مخلوقات مین
سے جسکو چاہا اور پسند کیا اپنی مخلوقات کو اور چنا اونمین سے بنی آدم کو
اور چنا عرب کو اور عرب مین سے چنا قبیلہ مضر کو اور اونمین سے
چنا قریش کو اور اونمین سے چنا بنی ہاشم کو اور اونمین سے
چنا مجھکو غرض مین سب سے اچھے ہوئے مین چنا ہوا ہون اور جسنے قریش
کو دوست رکھا اوسنے میری دوستی کی وجہ سے دوست
رکھا اور جسنے عرب سے دشمنی کی سو میری دشمنی کی وجہ سے
دشمنی کی اس روایت کو اکیلے محمد بن ذکوان نے روایت کیا ہے
اور وہ ضعیف ہین اور اونکی موافق روایت کی ہے حماد بن واقد وغیرہ نے
محمد بن ذکوان سے روایت کی یہ حدیث محمد بن غسان نے اپنی کتاب معرفہ

Marfat.com

مین اور روایت ہی سعد بن ابی وقاص سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا (محمد بن ذکوان سے) سعد سے یعنے ابن معاذ سے کہ تم نے بنی قریظہ
مین وہ فیصلہ کیا ہے جو حکم تہا اوس بادشاہ کا کہ ساتون آسمان کے
اوپر ہے یہ حدیث صحیح ہے اور روایت کی یہ اموی نے مغازی
مین ابن عباس سے انہون نے سعد بن کعب سے کہ سعد بن معاذ نے
جب فیصلہ کیا بنی قریظہ کا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ
بیشک تم نے وہ حکم کیا ہے جو اوس بادشاہ کا حکم ہے کہ سات
آسمانون پر ہے اور حدیث سعد بن ابی وقاص کی اصح ہے اور
روایت ہے جابر سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
کہ جنت کے لوگ جب اپنے ناز و نعمت مین ہون گے اوسوقت اون پر
ایک نور چمکیگا اور وہ اپنا سر اوٹہائینگے اور ناگہان پروردگار اون کا
اون کے اوپر سے جہانکیگا اور فرماویگا السلام علیکم اور اسی کی خبر دی ہے
اللہ نے اپنے قول مبارک سلام قولا من رب الرحیم روایت کی
یہ ابن ماجہ نے اپنی سنن مین اوسباب مین جسمین بیان ہے اون چیزون
کا جنکا انکار کیا ہے جہمیہ نے یہہ روایت کی ہے اونہون نے ابی
الشوارب سے انہون نے عاصم سے انہون نے فضل رقاشی سے
انہون نے ابن المنکدر سے انہون نے جابر سے اور ابی ہریرہ سے
مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی بندہ ایسا نہین

جو سچے دل سے لا الہ الا اللہ کہے مگر وہ کلمہ پاک چڑھ جاتا ہے اور
اوسکو کوئی پردہ روک نہین سکتا یہانتک کہ جب اللہ تعالے
تک پونہچتا ہے اللہ اوسکے کہنے والے کیطرف دیکھتا ہے اور
اللہ پر اوسکے فضل وکرم کی راہ سے حق ہے کہ جب کسی بندہ
پر نظر کرے تو ضرور اوسپر رحمت کرے روایت کی یہ ابن قانع نے
صفۃ العلومین یزید بن کیسان کی سند سے اور وہ روایت کرتے
ہین ابی حازم سے وہ ابی ہریرہ سے اور روایت کی انس نے
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور خبر دی جمعہ کے
دن سے کہ وہ ایسا دن ہے کہ اوسی روز چڑھا ہے پروردگار
تمہارا عرش پر روایت کی یہ امام شافعی نے اپنی مسند مین
ابی کعب سے جو آزاد غلام ہین علی رض کی اور روایت ہے عبد اللہ
بن عباس سے کہ انہون نے کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے کوئی بندہ ایسا نہین جو کہتا ہے لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک
لہ الملک ولہ الحمد یحیی ویمیت وہو علی کل شئے قدیر مگر یہ کہ پھٹ جاتے ہین
اوسکے لئے آسمان یہانتک کہ پونہچتا ہے یہ کلمہ اللہ عزوجل تک روایت
کی یہ ابو احمد الغسال نے ابن صاعد سے انہون نے بکر بن
جو واقدی کے بہانجے ہین انہون نے اسمعیل بن قیس سے انہون نے
ابی بن کعب سے اور ایک ایسی اسناد سے جو صحیح ہوئی ہے زائدہ بن

Marfat.com

اپنی رتقا دستے اور اوسنے روایت کی یہ زیادہ نمیر سے اور اوسنے
روایت کی ہے انس سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث شفاعت
مین فرمایا کہ داخل ہونگا مین پروردگار عزوجل کے سامنے اور وہ اپنے
عرش پر ہوگا اور ذکر کیا حدیث کو اور روایت کیا اسکو بخاری نے
اپنی صحیح مین قتادہ کی سند سے وہ انس سے روایت کرتے ہین وہ
نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آپنے فرمایا مین اجازت مانگونگا اپنے
پروردگار سے کہ پاس حاضر ہونے کی اور وہ اپنے گھر مین ہوگا سو
اجازت دیجاویگی مجھے یہ روایت متفق علیہ ہے اور روایت
کی [illegible] ثابت بنانی کی سند سے ساتھ اسناد صحیح کے اور
اونہین [illegible] کہ [illegible] جنت کے دروازے پر [illegible] اور کھولا جاویگا
پھر مین آونگا اپنے رب کے پاس [illegible] اور بلند ہے
اور وہ اپنی کرسی پر ہوگا یا تخت پر [illegible] پھر مین اسکے
سجدہ مین گر پڑونگا آخر حدیث تک اور روایت ہے ابن عباس سے
کہ انہون نے کہا روایت کی ہے چند مردون نے اصحاب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ وہ چند اصحاب بیٹھے تھے ایک رات رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] کہ ایک تارا ٹوٹا اور بڑی روشنی ہوگئی
سو آپ نے فرمایا کہ تم کیا کہتے تھے [illegible] جاہلیت مین جب اسطرح
[illegible] ٹوٹتا تھا انہون نے عرض کی کہ ہم [illegible] تھے کہ آج کی رات

٢١٣

نہین کہ یہی پنجارون اور اماموں نے اور اونکی مانند اور اماموں نے اور [illegible] ہی کی ہے اور اونکی [illegible] اور اونکی طرف [illegible] اور قرآن شریف مین [illegible] نزدیکی کا قرآن مین ذکر ہے وہ خاص [illegible]

کوئی بڑا شخص پیدا ہوا یا کوئی بڑا شخص مرگیا تو آپ نے فرمایا کہ یہ کسی
کے مرنے جینے سے نہین ٹوٹتا ولیکن جب ہمارا پروردگار کوئی
حکم کرتا ہے تو عرش کے اوٹھانے والے فرشتے اوسکی تسبیح
کرتے ہین یہانتک کہ جو آسمان اون کے قریب ہے اوسکے فرشتے
بھی تسبیح کرنے لگتے ہین یہانتک کہ تسبیح کا سلسلہ دنیا کے آسمان والون
تک پہنچتا ہے پھر جو فرشتے کہ حاملان عرش کے نزدیک ہین
وہ اون سے پوچھتے ہین کہ کیا فرمایا تمہارے پروردگار نے غرض اسی
طرح ایک آسمان والے دوسرے آسمان والون سے اوس خبر کو
دریافت کرتے ہین یہانتک کہ دنیا کے آسمان والون تک وہ خبر پہنچتی
ہے اور جن بات اوچک لینے کا ارادہ کرتے ہین اور اچکی ہوئی
بات لاکر اپنے دوستون پر ڈالتے ہین پھر جو بات جیسے کے تیسے پہونچتے
ہین وہ سچ ہوتی ہے ولیکن وہ لوگ اوسمین فرق کر دیتے ہین
اور بڑھا دیتے ہین روایت کی یہ مسلم نے اور روایت ہے ابوہریرہ سے
کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کسی بندہ کو اللہ تعالے دوست
رکھتا ہے تو جبرئیل کو بلاتا ہے اور فرماتا ہے کہ مین نے فلان بندہ کو
دوست رکھا سو تم بھی اوسے دوست رکھو پھر پکار دیتے ہین اسبات
کو جبرئیل علیہ السلام حاملان عرش کے آگے اور سن لیتے ہین آسمان
والے حاملان عرش کی بات کو اور قبول کرتے ہین ساتوین آسمان

Marfat.com

والی یہانتک کہ اوترتی ہے وہ بات آسمان دنیا تک پہر اوترتی ہے
زمین تک اور قبول کرتے ہین اوسی زمین والے اور یہ روایت
بہی صحیح ہے جیسے پہلی روایت صحیح ہے اور روایت ہے انس وغیرہ
سے حدیث معراج مین کہ جسمین مذکور ہے لیجانا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کا اون کے پروردگار کیطرف بڑی عزت والا ہے وہ
اور بڑے جلال والا غرض اوس حدیث مین ذکر کیا کہ لیگئے مجہے
جبرئیل علیہ السلام یہانتک کہ لائے آسمان دنیا تک اور دروازہ
کہلوادیا اور کہا گیا اون سے کہ کون ہی کہا جبرئیل نے مین جبرئیل
ہون کہا گیا کہ تمہارے ساتہہ کون ہے کہا محمد کہا گیا مرحبا ہی اون کو
اور کیا اچہا آنیوالا آیا پہر دروازہ کہولدیا تو اوسمین آدم علیہ السلام
تہے پہر دوسرے آسمان تک چڑہے اور اوسکا بہی دروازہ کہلوایا
اور وہان بہی کہا گیا کہ کون ہے یہانتک کہ ساتون آسمان تک گئے
اور اوسمین ابراہیم علیہ السلام تہے پہر فرماتے ہین کہ مین بلند کیا گیا
سدرہ المنتہی تک اور بخاری کا لفظ یہ ہے کہ پہر قریب ہوا پروردگار
اور اوترا یہانتک کہ اوس تعالے شانہ اور میرے درمیان مین دو کمانون
کا فاصلہ رہ گیا یا اوس سے بہی کم جیسا قرآن مین ہے اور فرض ہوئی
مجہہ پر پچاس نماز اور مین لوٹ کر آیا حضرت موسی علیہ السلام کے
پاس اور انہون نے فرمایا تمہاری امت اسکی طاقت نہین رکہیگی اور

مین پہر لوٹ کر گیا اپنی پروردگار کیطرف اور اوسنے مجھے دس معاف
کردین اور ایک لفظ مین بخاری کے یہ ہے کہ مین نے جبرئیل کیطرف
دیکھا گویا اون سے مشورہ لیا سو جبرئیل نے اشارہ کیا کہ ہان اگر آپ چاہو
اور جبرئیل مجھے لیکر چڑھے پروردگار کیطرف یہانتک کہ آئی پروردگار
برکت والی بلند کے پاس اور وہ اپنے مکان مین تہا اور ذکر کی حدیث
اپنی طول کے ساتھہ اتفاق ہے اسکی صحت پر اور ثابت ہوا ابن عباس
سے اس احد کے قول کی تفسیر مین ولقد رآہ نزلۃ اخری عند سدرۃ
المنتہی پس کہا ابن عباس نے کہ نزدیک ہوا اور نیچے اوترا پروردگار
اونکا اور قریب ہوا کہ دو کمانون کے برابر فاصلہ رہ گیا یا اوس سے
بہی کم روایت کی بیہقی نے کتاب الاسماء مین اور اکثر صحابہ کا مذہب
یہی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پروردگار کو دیکھا ابن
عباس نے فرمایا کہ کیا تم تعجب کرتی ہو کہ خلت ابراہیم علیہ السلام کے
لئے ہو اور کلام موسے علیہ السلام کے لئے اور دیدار آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کے لئے مین کہتا ہون کہ دیکھا آپنے پروردگار کو عالم
بقا مین اور نکل گئے تہے آپ عالم فنا سے اور چھوڑ گئے تہے
اوسوقت ساتون آسمان پر غرض یہ حدیث بہی دلالت کرتی ہے کہ
وہ سبحانہ تعالے آسمانون پر ہے اور تمام مخلوقات سے اوپر
اور اگر یہ بات نہوتی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ہرگز معراج نہوتی

Marfat.com

ساتوین آسمان تک اور سدرۃ المنتہیٰ تک اور قریب ہونا پروردگار کا اور
اوترنا بلا کیف ہے یہانتک کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے دو کمانون کے
موافق فرق رہ گیا یا اوس سے بھی کم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
اوسی رات دیکھا پروردگار تعالے شانہ کو اور جبرئیل علیہ السلام اونکو
لیگئے یہانتک کہ پروردگار کے قریب تک لیگئے اور یہ سب امور جو بیان
ہوئے ان سے بخوبی ثابت ہوا کہ وہ تعالے آسمان کے اوپر ہے ورنہ
یہ سب امور باطل اور بے فائدہ ٹھہرتے ہین اوس شخص کے نزدیک
جو کہتا ہے کہ اللہ ہر مکان مین ہے اپنی ذات سے اور اون کے قول سے
لازم آتا ہے کہ وہ فرجون مین اور بیتون اور رحمون مین اور سوا اسکے اور سب
مکانون مین ہو کہ طبیعت انسانون کی اس پر مفطور ہوئی ہے کہ وہ عرش پر ہے
سانون آسمانون کے پرے اور اللہ نے اپنے رسولون کو اسی بات
کے مقرر کرنے اور جتانے کے لئے بھیجا ہے اور اسکے ساتھ نہین بھیجا
کہ وہ کہین کہ عرش پر نہین اور نہ اسکے ساتھ کہ وہ تعالے داخل عالم
ہے اور نہ اسکے ساتھ کہ وہ خارج ہے اور اسکی توضیح ہم آگے اور کرینگے
انشاء اللہ تعالے اور تمام اعتراضات اور شبہات جہمیہ کے جواب بخوبی
دینگے اسلئے کہ ابھی ہم نصوص کے بیان مین مشغول ہین روایت ہے
ابوہریرہ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب ابراہیم علیہ السلام

گواہ مین ڈالا انہون نے کہا یا اللہ تو اکیلا ہے آسمان پر اور مین اکیلا
ہون زمین مین کہ تجھے پوجتا ہون یہ حدیث حسن ہے ابی جعفر رازی
کی روایت سے کہ وہ عاصم سے وہ ابی صالح سے وہ ابی ہریرہ
سے روایت کرتے ہین اور ابی حجاج شوال سے روایت ہے
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب میت کو اپنی قبر مین
رکھتے ہین قبر اوس سے کہتی ہے ای آدم کے بیٹے کس نے
تجھے مجھ سے غافل کر دیا جب تو مجھ پر چلتا تھا تو جانتا تھا کہ مین تنہائی کا
گھر ہون اور وحشت کا پھر اگر وہ نیک تھا تو جواب دیتا ہے قبر کو قبر کا جواب
دینے والا کہ خبردار ہو وہ اچھے کام سکھاتا تھا برے سے روکتا تھا
تو قبر کہتی ہے کہ اب مین اوسپر سرسبز ہو جاؤن گے اور بدن اوسکا
نور ہو جاتا ہے اور وہ نور رب العالمین تک چڑھتا ہے روایت کی
یہ بقیہ نے ابی بکر بن ابی مریم سے انہون نے ہیثم سے انہون نے عبد الرحمن
سے انہون نے ابی الحجاج سے اور یہ روایت شاعی ہے کہ بقیہ نے
اکیلے روایت کی ہے جیسا مین جانتا ہون اور قابل اعتبار اور لائق
استدلال کے ہے اور ابی الارواء سے مروی ہے کہ فرمایا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے جو تم مین سے بیمار ہو سو چاہئے کہ کہے ربنا
هذا الرجع تک یعنے ہمارا معبود وہ ہے جو آسمان پر ہے پاک ہے
نام اوسکا حکم اوسکا آسمان و زمین سب مین ہے جیسے رحمت اوسکی آسمان مین

بخشدی گناہ اور خطائین ہماری تو پروردگار ہے پاک لوگونکا اوتارا اپنی رحمت
مین سے ایک رحمت اور اپنی شفا مین سے ایک شفا اس کہہ پر اور جو یہ
کہیگا اچھا ہوجاویگا روایت کی یہ ابو داؤد وغیرہ نے اور خبر دی گئی ہم
ساتھ اسناد صحیح و ثابت کی حبیب بن ابی ثابت سے کہ حسان بن ثابت نے
یہ شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے پڑہین شهدت باذن الله
ان محمدا + رسول الذی فوق السموات من علا + وان ابا یحیی
ویحیی کلاهما + له عمل من ربه متقبلا + وان اخا الاحقاف
اذ قام فیهم + یقوم بذات الله فیهم ویعدلا یعنی اشعار

بحکم خدا مین گواہی ہون دیتا	کہ ہے بس محمد رسول اوس خدا کا
جو ہے آسمانون پہ اے باوفا	بلندی مین ہے بیگمان دایما
گواہی مین دیتا ہون اسکی بہی یار	کہ یحیی اور اوسکا پدر آشکار
ہین مقبول دونو کی بیشک عمل	نہین اونمین ہرگز کسی ہے خلل
نبی جو کہ احقاف مین آچکے	رہ عدل وہ بہی ہین بتلا چکے

غرض جب حضرت نے یہ شعر سنے تو فرمایا مین بہی گواہی دیتا ہون اور اسیطرح
امیہ بن ابی الصلت کے شعر بہی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پڑہے گئین
اور آپ نے فرمایا اوسکے شعر ایمان لائین اور اوسکا دل کافر رہا اور وہ شعر یہ ہین

مجد الله فهو للمجد اهل	ربنا فی السماء امسی کبیرا
بالبناء الاعلی الذی سبق الخلق	وسوی فوق السماء سریرا

شرح ما بنا الدین

ترجمہ اسکا نظم مین ہی اشعار

بزرگی کے لائق ہی شایان ہے
تخت اوسکا ہے بار و فوق السما
اگرچہ ہون باندہی ہوئی مشکلی
سر عجز آگے ہین لائے ہوئے
جسکے اوسکے آگے ہین ہلکد گر

تری درونہ الملائک صوراً

بزرگی کرا وسکی کہ رحمن ہے
فلک پر ہے وہ قادر کبریا
نہین پاتے ہین وسکو انہین کبھی
فرشتے ہین گردن جھکائی ہوئے
نہین اوسکے آگے اوٹھاتے ہین سر
اور روایت ہی عمران بن حصین سے

کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے باپ سے کہ اندنون تم کتنے معبودون کو پوجتے ہو انہون نے کہا چھ معبود فلکو زمین مین اور ایک کو آسمان آپنے فرمایا کہ اگر تو ان سے تو مین تجھے دو باتین ایسی سکھاؤن کہ وہ تجھکو بہت نفع دین پھر جب وہ اسلام لاچکا تو عرض کی کہ یا رسول اللہ مجھے وہ دو باتین سکھائیے جسکا آپ نے وعدہ کیا تھا آپنے فرمایا

کہو اللھم الھمنی رشدی و اعذنی من شر نفسی

یعنے یا اللہ سکھا مجھکو ہشیاری میری اور بچا مجھکو میرے نفس کے شر سے روایت کی یہ ترمذی نے اور حسن کہا اسکو اور روایت کی انہون نے حسن سے انہون نے عمران بن حصین سے اور روایت کی یہ خالد بن عبد اللہ نے اپنے باپ سے پوری حدیث اس سے زیادہ اور یہ اون روایتون مین سے ہے جسکی خبر دی ہم کو عبد الخالق بن سلام نے بعلبک

مین انہون نے کہا روایت کی ہم سے عبد بن احمد قفیہ نے چہہ سو گیارہ
سن مین انہون نے کہا روایت کی محمد بن عبد الباقی نے انہون نے
ابی الفضل سے انہون سے ابن شاذان سے انہون نے ابو سہل سے
انہون نے عبد الکریم سے انہون نے رجا بن محمد بصری سے انہون نے
عمران بن خالد سے انہون نے اپنے باپ سے انہون نے اپنے دادا سے
کہ کہا انہون نے کئی بار آئے قریش حصین والد عمران پاس اور اون سے
کہا کہ یہ شخص یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے معبودون کا ذکر کرتا ہے
اور ہم چاہتے ہین کہ تم اوس سے بات کرین اور اوسکا رد کرین غرض
اوسکو لائے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازہ کے پاس اور بیٹھے
کہ اتنے مین حصین اندر آئے پہر جب اونکو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے
دیکھا فرمایا کہ جگہہ دو شیخ کے لئے اور حصین نے کہا حضرت سے کہ
یہ کیا بات ہے جو ہمکو پہنچی ہے آپ کیطرف سے کہ آپ برا کہتے ہین
ہمارے معبودون کو اور برائی سے اونکا ذکر کرتے ہین اور آپکے
باپ خاص لوگون مین سے تھے اور نیک تھے تو آپنے فرمایا کہ میرا اور تیرا
باپ دونو دوزخ مین ہین ای حصین اور تم اندنون کتنے خداؤن
کو پوجتے ہو انہون کہا چہہ تو زمین کے اور ایک آسمان والا تو آپنے
فرمایا جب تم تنگ ہو جاتے ہو تو اسکو پکارتے ہو انہون نے کہا اوس
خدا کو جو آسمان پر ہے اور ذکر کی باقی حدیث اور اسلام لانا حصین کا

اس روایت کو پیشواون کے امام ابن خزیمہ نے اپنی کتاب توحید مین اسی
اسناد سے روایت کیا ہے اور طلیق بیٹے محمد کے ہین وہ بیٹے عمران
کے وہ بیٹے حصین کے اور روایت ہے ابن عباس سے کہ فرمایا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث شفاعت مین کہ مین جاونگا
جنت کے دروازے پر اور اوسی تہونکونگا تو کہا جاویگا کہ کون ہو تم
کہونگا کہ محمد اور پروردگار میرا اوسوقت کرسی پر ہوگا اور میرے لئے
تجلی فرماویگا اور مین اوسکے آگے سجدہ مین گر پرونگا اور یہ حدیث
صحیح ہے اور روایت ہے ابن مسعود سے کہ اونہون نے کہا
مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بیٹھا ہوا تہا کہ آپ مسکرائے
اور مجھ سے فرمایا کہ مومن کا عجب حال ہے کہ وہ بیمار ہین گہبراتا ہے
اور اگر اوسکو معلوم ہو جو کہ بیمار ہین ثواب ہے تو دوست رکھے کہ ہمیشہ بیمار
رہے یہانتک کہ ملاقات کرے اپنے پروردگار سے اور مین عجب
کرتا ہون اون دو فرشتون کے حال پر جو اوترتے ہین اور بندہ کو
اوسکی نماز کی جگہہ مین ڈہونڈہتے ہین اور نہین پاتے ہین پہر چڑہ جاتے
ہین اللہ عزوجل کیطرف اور عرض کرتے ہین کہ اے رب تیرا بندہ
فلانا جسکا کچھ عمل ہم لکھا کرتے تہے اوسکو ہم نے پایا ہے کہ روکا گیا
ہے اوسکو تیری رسی نے یعنے تیرے حکم سے بیمار ہو گیا ہے
تو فرماتا ہے اللہ عزوجل کہ لکھو میرے بندے کے لئے وہی عمل

جو وہ رات دن کیا کرتا تہا اور اوسمین سے کچہ کم نکر اوسلئے کہ میرے
اوپر ہے ثواب اوسکا جبتک کہ مین اوسکو روکے رہون اور اوسکو
ثواب ہے اون نیکیون کا جنکو وہ میرے لئے کیا کرتا تہا روایت
کی یہ ابوبکر بن ابی الدنیا نے کتاب المرض والکفارات مین محمد بن
یوسف سے انہون نے ابن وہب سے انہون نے محمد بن ابی حمید
سے انہون نے عون بن عبد اللہ سے انہون نے اپنے باپ
سے انہون نے ابن مسعود سے اور محمد بن ابی حمید ضعیف ہین
اور روایت ہے سلمان فارسی سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے تمہارا رب بڑی بزرگی والا ہے اور اپنے بندیسی شرماتا ہے
جب وہ اوسکی طرف اپنی دونو ہاتہہ اوٹہاتا ہے اور دعا کرتا ہے
کہ خالی ہاتہہ پہیرے اوسکو کہ اوسکے ہاتہون مین کچہ نہو اور یہ حدیث
صحیح ہے روایت کی یہ ایک جماعت نے صحابہ کی کہ علی بن
ابیطالب اور عبد اللہ بن عمر اور سلمان فارسی اور انس بن مالک
وغیرہم ہین اور روایت ہے ابہریرہ سے کہا انہون نے کہ خبر دی
ہمکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جنت والے جب جنت مین
داخل ہون گے اپنے عمل کے موافق تو اونکو حکم ہوا کریگا ہر جمعہ کے
مدت مین کہ وہ اللہ کو دیکہین گے اور اللہ کا عرش اون پر ظاہر
ہوگا اور خالی کیا جاویگا اون کے لئے ایک باغ جنت کے باغون مین

سے اور رکھے جاوین گے اون کے لئے منبر سونیکے اور بیٹھے گا اونمین
کم درجہ والا حالانکہ اونمین کم درجہ کا کوئی نہین مشک کے ڈھیرون پر
اور وہ یہ خیال نہین کریگا کہ کرسی والے مجھ سے اچھی جگہ بیٹھے ہین
غرض حدیث ذکر کی پھر کہا کہ پھر ینگے ہم سب جنتی لوگ اپنے گھرون
کی طرف اور ملینگے ہم سے بے بیان ہماری اور کہین گے وہ کہ شاباش
اچھی جگہہ آئے اور تم تو ایسا جمال اور خوبصورتی لیکر آئے ہو جیسے ہمارے
پاس سے لیکر نہین جدا ہوئے تھے یعنے اول سے اب زیادہ خوبصورت
ہو پھر کہینگے ہم اون سے کہ ہم آجکے دن اپنے رب کے پاس بیٹھین ہین
اور ہم لائق ہین کہ ایسے ہی جمال اور خوبصورتی کے ساتھہ پھرین واسطے
کی یہ ترمذی اور ابن ماجہ وغیرہما نے اور روایت ہے ابیہریرہ سے
کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ کچھہ فرشتے اللہ کے سیر کرنیوالے
ہین کہ وہ مجلسین ذکر کی ڈھونڈھتے پھرتے ہین پھر جب کوئی مجلس
ذکر کی پاتے ہین اوسمین بیٹھہ جاتے ہین پھر جب وہ جدا ہوتے
یعنے بعد تمام ہونے ذکر کے چڑھ جاتے ہین وہ اپنے پروردگار کی
طرف آخر حدیث تک روایت کی یہ سہیل نے اپنے باپ سے انہون
نے ابیہریرہ سے اور روایت ہے قتادہ بن نعمان سے کہ انہون نے
کہا سنا مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے جب
فارغ ہوا اللہ تعالے اپنی مخلوقات بنانے سے اپنے عرش پر چڑھ گیا

۲۲۳

روایت کی یہ خلال نے سنۃ مین باسناد صحیح جو صحیحین کی شرط پر ہے
اور روایت ہے ابوہریرہ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرماتا ہے اللہ تعالے کہ مین سب شریکون سے زیادہ بے پرواہ ہون
شرک سے کہ میری طرف کوئی چیز نہین چڑھتی جسمین ریا ہو یہ حدیث
محفوظ ہے قیس بن ربیع کی روایت سے کہ وہ ابی حصین سے
وہ ابی صالح سے وہ ابوہریرہ سے روایت کرتے ہین اور انہی سے
مروی ہے کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ بہت سے قسمین نہین چھٹتے
مین اللہ کیطرف اس زمین سے کہ دیکھین ہین مین نے اونمین نجاست
روایت کی یہ ثوری نے نا عاصم بن عبید اللہ بن حفص سے انہون نے
عبید بن ابی عبید نے ابوہریرہ سے اور وہ عریب ہے اور نکلا ایک غلام سیاہ فام اہل خیبر کا اپنی بکریان لیکر
یہانتک کہ آیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اور کہا کہ یہ کون ہین لوگون نے کہا یہ اللہ کے
رسول ہین اوسنے کہا وہی اللہ جو آسمان پر ہے لوگون نے کہا ہان پھر اوسنے کہا کہ آپ اللہ کے
رسول ہین آپنے فرمایا ہان اوسنے کہا وہ اللہ جو آسمان پر ہے آپنے فرمایا ہان پھر
حکم دیا آپنے اوسکو شہادت کا اور اوسنے کلمہ شہادت پڑھا اور لڑا
یہانتک کہ شہید ہوا روایت کی یہ بغوی نے معازی مین محمد بن اسحاق
اور روایت ہے عدی بن ابی عمیرہ عدوی سے کہ کہا انہون نے
کہ ہمارے دین مین ایک عالم تھا یہود کا اور نام اوسکا ابن سہلا تھا سو مین
اوس سے ملا اور اوسنے کہا کہ مین پاتا ہون اللہ کی کتاب مین کہ نزدیک

والے لوگ اللہ کو پوجتے ہین اپنے مونہون پر اور قسم ہے اللہ کی کہ یہ صفت ہم
نہین پاتے ہین مگر اپنے پہرو کے لوگون مین اور مین پاتا ہون یعنے توراۃ
مین کہ ایک نبی نکلیگا یمن سے مین ایسا ہی سمجھتا ہون کہ وہ وہین سے
نکلیگا تو عدی نے کہا کہ قسم ہے اللہ کی مین کچھ نہین ٹھیرا کہ خبر پہنچی
ہمکو کہ ایک شخص بنی ہاشم مین سے نبوت کا دعوے کرتا ہے سو
یاد کی مین نے بات ابن سہلا کی اور نکلا مین آپ کیطرف سو آپ اور جو لوگ
کہ آپ کی ساتھ تہے وہ سجدہ کرتے تہے اپنے مونہہ پر اور کہتے تہے
کہ معبود ہمارا آسمان پر ہے روایت کی یہ اموی نے معازی مین محمد بن
اسحاق کی روایت سے کہا کہ مجھسے ثنا کیا یزید بن سنان نے انہون نے سعید
بن اجیر سے انہون نے عرس بن قیس کندی سے انہون نے عدی بن
عمیرہ سے اور روایت ہے علی رضی اللہ عنہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے اپنے رب کیطرف سے مجھہ سے حدیث بیان کی کہ فرمایا
اوسنے کہ قسم ہے میرے عزت اور جلال کی اور میرے بلندی کے
عرش کی اوپر کہ کوئی گانو والے یا گہر والے یا کوئی شخص جنگل والا
ایسا نہین کہ وہ میرے اوس نافرمانی پر ہو جسے مین برا جانتا ہون اور
پہر وہ رجوع ہو جاوین اوسکی طرف جسے مین دوست رکہتا ہون یعنے
بدی چہوڑ کر نیکی پر آجاوین اور قبول کرین میری اطاعت کو مگر مین
پہیر دونگا اون سے اپنا وہ عذاب جسے وہ برا جانتے تہے اور کرونگا

اون پر وہ رحمت جسے وہ دوست رکھتے ہون گے روایت کی یہ
ابن ابی شیبہ نے کتاب العرش مین حسن سے اونہون نے کہا روایت
کی ہم سے قاسم نے اور سلمی نے اون سے روایت کی ابو حنیفہ نے
اون سے عمر بن عبد الملک نے کہا خطبہ پڑھا ہم پر حضرت علی کرم اللہ وجہہ
پھر ذکر کی پوری حدیث اور روایت کی یہ ابو احمد الغسال نے اپنی
کتاب المعرفت مین احمد بن حازی حلوانی نے اور روایت کی ہمسے
بن دینار نے انس سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
کہ خبر دی مجھے جبرئیل علیہ السلام نے اللہ عزوجل سے کہ وہ فرماتا
ہے کہ قسم ہے مجھے اپنے عزت کی اور اپنے جلال اور اپنے
استوا کی اپنے عرش پر اور اپنے مکان کے بلندی کی کہ بیشک
مین شرماتا ہون اپنے غلام سے اور اپنی اوس باندی سے
جو بوڑھی ہو جاوین اسلام مین شرماتا ہون اس سے کہ اونکو عذاب
کرون روایت کی یہ حافظ ابو نعیم نے اپنی کتابون مین ابی بکر سندی
سے اونہون نے جعفر بن محمد الصباح سے انہون نے یحیے ابن
حزام سے انہون نے محمد بن عبد اللہ سے انہون نے مالک بن
دینار سے اور روایت ہے انس سے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا جب جمع کریگا اللہ تعالے ساری مخلوق کو تلاش کریگا اونمین
اور جدا کر دیگا جنت والون اور دوزخ والون کو اور وہ اپنی جنت مین اپنے

عرش پر ہوگا یہ حدیث محفوظ ہے نوح بن قیس سے وہ روایت کرتے
ہین یزید رقاشی سے روایت کی یہ یزید بن ہارون وغیرہ نے
اور ابن عباس سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا گذرا مین شب معراج مین ایک خوشبو پر سو مین نے جبرئیل سے
پوچھا کہ یہ خوشبو کسکی ہے تو انہون نے فرمایا ماشطہ فرعون کی بیٹی
کی کہ وہ کنگھی کرتی تھی اور کنگھی اوسکی ہاتھ سے گر پڑی سو اوسنے کہا
بسم اللہ سو فرعون کی بیٹی یعنے کنگھی چوٹی کرنیوالی نے کہا یہ نام
میرے باپ کا ہے ماشطہ نے کہا نہین یہ نام میرے رب کا اور
تیرے باپ کے رب کا فرعون کے بیٹی نے کہا مین باپ سے کہدون
اوسنے کہا کہدے غرض فرعون نے کہا کیا تیرا معبود کوئی میرے سوا ہے
اوسنے کہا میرا بھی پروردگار اور تیرا بھی وہ اللہ ہے جو آسمان مین ہے
سو اوسنے ایک گائے تانبے کی گرم کروائی اور اوسمین ایک ایک لڑکا اوسکا
ڈالتا گیا سو آخر کے لڑکے نے کہا کہ اے میری مان صبر کیجیو کہ تو حق
پر ہے یہ حدیث حسن ہے عطاء بن یسار کی روایت سے اون سے
روایت کی سعید بن جبیر سے روایت کی یہ ابو یعلی موصلی نے اپنی
مسند مین ہدبہ سے انہون نے حماد بن سلمہ سے انہون نے
عطا سے اور روایت ہے عبادہ بن صامت سے کہ فرمایا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اوترتا ہے اللہ تعالے جل جلالہ ہر رات مین

دنیا کے آسمان پر جب رہ جاتی ہے تہائی رات اخیر کی اور فرماتا ہے کہ کوئی
بندہ میرے بندون مین سے ایسا ہی ہے جو مجھے پکارے کہ مین
اوسکو جواب دون آگاہ ہو کہ کوئی اپنے نفس پر ظلم کرنیوالا ایسا
بھی ہے جو مجھے پکارے اور مین اوسے ظلم سے روک دون
غرض اسیطرح فرماتا رہتا ہے صبح کے نکلنے تک اور پھر چڑھ جاتا ہے
اپنی کرسی پر اور صحیح مسلم مین یہ بھی ہے کہ وہ تعالی ارشاد فرماتا
ہے کہ مین نہین چاہتا ہون اپنے بندون سے سوا اپنی یعنے
سوا توحید کے وہ اوس تعالے کا حق ہے اس کو اکیلی موسے
بن عقبہ نے اسحاق بن یحیے سے انہون نے عباد سے روایت
کی ہے اور حجت اس مین اوس تعالے شانہ کا کرسی پر چڑھ جانا ہے
مترجم کہتا ہے کہ جیسا ہر روز چڑھ جانا حجت ہے ویسا ہے ہر شب
اوترنا بھی اسلئے کہ دونو اوسکی اوپر ہونے پر دال ہین انتہے باقی رہا
اوترنا اوس تعالے کا آسمان دنیا پر اسکو بیس پر کئی صحابہ نے روایت
کیا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور اسکا ایک جز مین نے
الگ لکھا ہے اور روایت کیا شعبہ نے حکم سے انہون نے مجاہد
سے اونہون نے ابن عباس سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے کہ بندہ ارادہ کرتا ہے کسی حاجت کا دنیا کی حاجتون سے اور
اللہ اوسکو یاد کرتا ہے ساتون آسمان کے اوپر اور فرماتا ہے کہ اے

Marfat.com

میرے فرشتون میرے بندون نے ارادہ کیا تہا ایک حاجت کا دنیا کی
حاجتون مین سے اور مین اگر اوسکو کہولدیتا یعنے روا
کردیتا تو کہولدیتا اوسپر ایک دروازہ دوزخ کے دروازون مین سے
ولیکن مین اوسکو پہیر دیتا ہون اوس سے اور بندہ اوسکا اوس
سے اپنی اونگلیان کاٹتا ہے اور کہتا ہے کہ میرے رب نے
میری اہانت کی اور وہ نہین ہے اوسکا حق مین مگر رحمت ہے
اللہ کی کہ اللہ نے اوسپر رحمت کی اسکو اکیلے علی بن سعید نے روایت
کیا ہے اور وہ نسائی کے اسناد دونمین سے ہین اور وہ صالح
بن بیان سے روایت کرتے ہین اور شعبہ سے روایت کرتے ہین اور
روایت کی شہر بن حوشب نے یزید سے کہ انہون نے کہا سنا مین نے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تہے اوترتا ہے
پروردگار برکت والا بلند ساتوین آسمان سے اوس جگہہ تک جو مقرر
کی ہے اوس نے پہر نکلتی ہے ایک گردن دوزخ سے اور
لوگ میدان قیامت کے اوسکی طرف سر اوٹہاوینگے اور وہ کہیگی
کہ مجہے حکم ہوا کہ ہر سرکش عناد رکہنے والیکو نگل لون اور جو کہتا ہو
کہ مین بڑا عزت والا سردار ہون اور جسنے اللہ کی ساتہہ شریک کرنے
دوسریکو پکارا روایت کی یہ ابو احمد غسال نے ابان سے اور وہ
ضعیف ہے اون روایتون مین جو شہر سے روایت کرتا ہے

اور ابن منکدر نے جابر سے انہون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
سے روایت کی کہ آپنے فرمایا کہ فرشتہ کسی بندہ کا عمل اوپر لیجاتا ہے
اور وہ خیال کرتا ہے کہ اوسکی ہاتہون مین اوس عمل سے ایک
خوشی ہے یہانتک کہ وہ پہنچتا ہے اوس جگہہ تک کہ جسکو اللہ
نے بیان کیا ہے پہر پکارتا ہے اوسے پروردگار اوسکا اوپر سے
کہ پہینک دے جو تیری ساتہہ ہے سجین مین وہ کہتا ہے سچ کہا
تو نے پہینک دے جو تیری ساتہہ ہے سجین مین روایت کی
یہ ابو احمد غسال نے ابی الغسال کی روایت سے کہ وہ ابی حاطب
نجم سے روایت کرتے ہین وہ ابراہیم سے وہ ابن منکدر سے
اور روایت ہے ابن مسعود سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
اللہ تعالے جمع کریگا اگلون اور پچہلون کو ایک معلوم دن مین کہ
قیامت ہی اور چالیس برس تک اون کا یہ حال ہوگا کہ آنکہین اون کے
آسمان کو لگی ہون گی دیکہہ رہے ہون گے کہ اللہ کیا فیصلہ کرتا ہے
پہر اوتریگا اللہ تعالے جل جلالہ اپنے عرش سے اپنی کرسی کیطرف
بادلون کے سائبانون مین یہ حدیث حسن ہے کہ اکیلا ابو عبیدہ
بن عبد اللہ بن مسعود سے مروی ہے اور روایت کی ہے یہ مسروق
نے ابن مسعود سے اور روایت ہی ابہریرہ سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا کہ اللہ تعالے نے جب حکم کیا خلق پر لکہی ایک کتاب کہ

وہ اوسکے پاس ہے اوسکے عرش پر اور اسمین یہ ہے کہ رحمت میرے
آگے بڑھ گئی ہے میرے غصہ پر روایت کی یہ بخاری اور مسلم نے
البخاری نے اپنی صحیح مین کتاب الرد علی الجہمیہ مین اسکو نقل کیا ہے اور روایت
کی یہ ابو احمد غسال نے نعمان کی سند سے اونہی کا کلام کرکے کہ
انہون نے کہا یعنے ابہریرہ نے کہ اللہ تعالے نے ایک کتاب
لکھی آسمان و زمین بنانے سے پہلے اور وہ اوسکے پاس ہے عرش
پر ہے اور اوتارین اوسمین سے دو آیتین کہ ختم کیا اون پر سورۂ
بقر کو اور شیطان اوس گہر مین نہین آتا جہان وہ پڑہی جاتی ہین مین
کہتا ہون اس حدیث کو حافظ ابو بکر فریابی نے اپنی کتاب قدر
مین روایت کیا ہے طرق متعددہ سے نعمان بن بشیر اور ابہریرہ سے
مرفوعاً اور سلمان سے موقوفاً کہ انہون نے کہا اللہ تعالے نے
جب مخلوقات کو بنایا اپنے ہاتہہ سے اپنے عرش پر اپنی ذات
کے ذمہ پر سورتین لکہین کہ ہر ایک رحمت آسمان و زمین کے
برابر ہے روایت کی یہ باسناد صحیح نوح بن قیس سے انہون نے
اشعث سے اونہون نے جابر خدا سے انہون نے ابی عثمان
نہدی سے انہون نے سلمان سے اور ابہریرہ کے روایت کے
لفظ یہ ہین مرفوعاً کہ جب اللہ تعالے نے حکم کیا مخلوقات کے بنانیکا
ایک کتاب لکھی اور وہ اوسکے نزدیک ہے عرش کے اوپر

Marfat.com

اسکو روایت کیا باسانید صحیحہ متعددہ اور روایت کی بخاری نے
الی الصعید الکلم الطیب کے باب مین جو اسد کا قول ہے کہ ابن
عباس سے مروی ہے کہ ابوذر کو خبر پہنچی نبی صلی اللہ علیہ وسلم
کے مبعوث ہونیکی تو انہون نے اپنے بہائی سے کہا مجھے خبر دو
اوس شخص کے حال سے جو کہتا ہے کہ میرے پاس خبر آتی
ہے آسمان سے ایسے ہی روایت کی یہ حدیث انہون نے
اپنی کتاب الروایۃ الجہمیہ مین اپنی صحیح کے اندر اور روایت ہے
جابر بن عبد اللہ سے کہ انہون نے کہا مجھے ایک حدیث پہنچی
قصاص کے باب مین مصر مین اور مین نے اوسکے راوی سے
کہا کہ مجھے تمہاری طرف سے ایک حدیث پہنچی ہے قصاص
کے باب مین تو انہون نے کہا کہ ہان مین نے سنا ہے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے اللہ تعالے لوگون کو اوٹھاویگا
قیامت کے دن ننگے پیر ننگے بدن بے ختنہ کئے بے زبان
پہر پکاریگا اور وہ اپنے عرش پر کہڑا ہوگا ایسی آواز سے کہ
سنیگا اوسے جو دور ہوگا اور جو نزدیک ہوگا اور فرماویگا کہ مین
پادشاہ ہون مین فیصلہ کرنے والا ہون یہ حدیث محفوظ ہے
جابر بن عبد اللہ سے اور اون سے روایت کی عبد اللہ بن محمد بن
عقیل اور محمد بن المنکدر اور ابو الجارود عبدی سے اور اس

حدیث کے کئے طرق ہین کہ ایک دوسرے کی تصدیق کرتے ہین
اور روایت کی بخاری نے تعلیقاً اونہی سے قول اونہی کا یعنے جا
کا کہ اللہ پکاریگا ایسی واز سے کہ سنیگا اوسے جو دور ہوگا اور سنیگا
جو نزدیک ہوگا اور فرماویگا مین بادشاہ ہون مین بدلا دینے والا
ہون یہ روایت کتاب الرد علی الجہمیہ مین ہے بخاری کے اوسباب
مین جسمین اللہ کے کلام کرنیکا ذکر ہے وحی کے ساتھہ اور الفاظ
احادیث صوت کے جو جمع کئے گئے تو وارد ہوئی ہین اوسمین
دس پر کئی حدیثین مرفوعاً یعنے فرمودہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم
سوا اقوال صحابہ اور تابعین کے اور مین نے اونکا تتبع کیا اور
اونکو جمع کیا ایک جزمین اور صحیحتر اونمین وہ ہے جو روایت کی
بخاری نے بعد اس حدیث کے اور کہا روایت کی ہم سے
عمر بن حفص انہون نے اپنے باپ سے انہون نے ابو صالح سے انہون نے ابی سعید سے کہ انہون نے کہا فرمایا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ فرماویگا اللہ تعالے ای آدم وعرض کریگا کہ حاضر ہون مین اور دونو جہانکی خیر تیرے ہاتھہ مین
پھر پکاریگا اللہ تعالے اونکو بلند آواز سے اور فرماویگا کہ اللہ حکم کرتا ہے
تجھکو کہ نکال تو اپنی اولاد مین سے ایک شکر دوزخ کیطرف جانیکو
اور جو روایت کی امام احمد بن حنبل نے جب اون سے پوچھا اونکے
صاحبزادے عبد اللہ نے اون لوگون کا حال جو کہتے ہین کہ اللہ تعالے
نے نہین کلام کیا آواز سے تو اونہون نے کہا نہین بلکہ کلام کیا

اوسنے آواز سے اور روایت کی اعمش سے جو روایت کی ہم سے بخاری
نے اونہون نے ابی الضحی سے اونہون نے مسروق سے اونہون
نے عبداللہ سے کہ کہا انہون نے جب کلام کرتا ہے اللہ تعالے
وحی کے ساتھہ سنتے ہین آوازا وسکی آسمان کے لوگ اور کہا امام
احمد نے یہ جہمیہ ہین کہ انکار کرتے ہین اسکا اور یہ لوگ کافر ہین کہ ارادہ
کرتے ہین بہکانے کا لوگون کو روایت کی یہ عبداللہ بن احمد نے
کتاب السنۃ مین جسکی اجازت دی ہے مجھے کئی محدثین نے کہ
اونہی مین سے ہین ابن ابی الخیر کہ وہ روایت کرتے ہین ابی زرعہ
کفتوانی سے کہ انہون نے کہا خبر دی ہمکو ابو عبداللہ الخلال
اونکو ابو المظفر نے اونکو ابو المعمر السلمی اونکو احمد بن محمد بنانی نے عبداللہ
سے اور یہ حدیث صحیحین کے شرط پر ہے اب ہم اوسطرف رجوع
کرتے ہین جسکے لئے یہ کتاب بنائی گئی ہے اور روایت کی جابر بن سلیم
سے کہ کہا انہون نے سنا مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے
کہ فرماتے تھے کہ ایک مرد تم سے اگلون مین تہا کہ اوسمین دین نہ تہا
اور وہ اترا تہا پہر نظر کی اللہ تعالے نے اوسکی طرف اپنے عرش
کے اوپر سے اور اوسپہ غصہ کیا اور زمین کو حکم کیا زمین نے اوسکو
پکڑا اور وہ اوسمین دہنستا چلا جاتا ہے روایت کی یہ سہل بن
بکار نے جو شیخ ہین بخاری اور وہ عبدالسلام بن عجلان سے

وہ عبیدہ سے روایت کرتے ہین کہ انہون نے کہا ابو احری نے
کہا اور یہ حدیث ذکر کی اور روایت ہے تمیم داری سے کہ انہون
نے کہا پوچھا ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے گلی لگنے کو ایک
مرد کے دوسرے سے جب اوس سے ملاقات کرے تو آپ نے
فرمایا پہلے جسنے گلے لگایا وہ ابراہیم علیہ السلام تھے اور قصہ
اونکا یہ ہے کہ وہ نکلے اپنے چوپائے کو ڈہونڈہتے ہوئے
ایک پہاڑ مین پہاڑون سے بیت المقدس کے پہر وہان ایک
آواز سنے کہ ایک شخص اللہ تعالے کی پاکی بولتا ہے اور وہ
اوس جانور کو بہول گئے جسکو ڈہونڈہتے تھے اور اوس آواز
کیطرف چلے اور ناگاہ ایک مرد کو دیکہا جسکے سارے بدن پر
بال تھے کہ لنبان اوسکی اٹہارہ ہاتہہ تہی اور وہ اللہ تعالے
کی پاکی بولتا ہے ابراہیم علیہ السلام نے پوچہا کہ ترا معبود کون ہے
ای شیخ اونسے کہا وہ جو آسمان پر ہے اور ذکر کی حدیث آخر تک
اس روایت کو ایلی عثمان بن عطاء خراسانی نے اپنے باپ سے
روایت کیا ہے انہون نے ابی سفیان سے انہون نے تمیم سے
اور روایت ہے ابو وائل سے وہ روایت کرتے ہین ابن مسعود سے
کہ انہون نے کہا ایک مرد نے عرض کی یا رسول اللہ مقام محمود کیا ہے
آپ نے فرمایا کہ وہ دن ہے جسدن پروردگار اپنے عرش سے اوترے گا

Marfat.com

روایت کی یہ ابن حبان نے اپنی کتاب عظمت مین اور روایت ہے
عوانہ بن حکم سے کہ انہون نے کہا جب عمر بن عبد العزیز خلیفہ ہوئے
اونہون کے پاس شاعر لوگ آئے اور اون کے دروازی پر ٹھہرے
بہت دن تک کہ اون کو اجازت اندر آنے کی نہین ملتی تھی غرض
وہ وہین تھے کہ اون کے اوپر عدی بن ارطاۃ گذری اور وہ عمر بن
عبد العزیز کے پاس گئے اور کہا کہ شعرا آپ کے دروازی پر حاضر ہین
اے امیر المومنین اور اون کی روانی طبع سنا چاہئے اونہون نے
فرمایا کہ خرابی ہو تیری مجھے شعرا سے کیا کام ہے تب انہون نے کہا
کہ مدح کی گئی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اور آپ نے مادح
کو کچھ دیا بھی ہے چنانچہ عباس بن مرداس نے آپ کے مدح کی اور آپ
نے اونکو ایک حلہ دیا ہے تب عمر بن عبد العزیز نے کہا کہ تم اونکا
کوئی شعر روایت کر سکتے ہو انہون نے کہا ہان سو پڑھی عدی بن ارطاۃ
نے شعر اون کے مدح مین نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پڑھے ابیات

راتیک یا خیر البریۃ کلہا	نشرت کتابا جار بالحق معلما
شرعت لنا دین الہدی بعد جورنا	عن الحق لما اصبح الحق مظلما
تعالے علوا فوق العرش الہنا	وکان مکان الحق اعلی بعظما

روایت کی یہ ہیثم بن عدی نے عوانہ بن الحکم مترجم
اور ترجمہ ان اشعار کا زبان اردو مین یہ ہے ابیات

مین نے دیکھا آپکو خیر الورا
ہمکو سکھلائی شریعت سر بسر
بعد گمراہی کے بتلائی ہی راہ
اور بخوبی کر دیا اظہار حق
عرش پر ہے وہ کریم کارساز
اور مکان حق ہی ہر اک سے بلند

لائے ہین سچی کتاب اور پیرو
اور سچا دین اور راہ خدا
راہ کیسی راہ سیدھی بر ملا
جبکہ حق تھا ہمپہ مخفی ہو گیا
اور وہ معبود سبکا بر ملا
عرش پر اوسنے کیا ہی استوا

انتہی اور روایت ہی سہل بن سعد سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ اللہ سے نیچے ستر ہزار پردہ ہین نور کے اور اندھیرے کے اور وہ پردے ایسے ہین کہ جو شخص اون کا حسن سنے وہ حیران ہو جاوے اس روایت کو اکیلے موسے بن عبیدہ نے روایت کیا ہے ابی سمازم سے انہون نے سہل سے روایت کی یہ بیہقی نے کتاب الصفات مین اور عمران بن حصین سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبول کرو بشارت کو اے بنی تمیم تو انہون نے کہا کہ آپنے ہمکو بشارت تو دی مگر بیان کیجیے ہم سے اس امر کو کہ کیونکر ہے آپنے فرمایا کہ اللہ عرش پر تھا اور سب چیزون سے آگے تھا اور اوسنے لوح محفوظ مین ہر چیز لکھی جو ہو جانے والی تھی یہ حدیث صحیح ہے روایت کی یہ بخاری نے اور لفظون سے اور خبر دی ہمکو احمد بن عبد الحمید نے اونکو محمد بن

قدامہ نے سن چھہ سو سترہ مین اونکو شہدہ نی اونکو ابو عبد اللہ تعالی
نے اونکو ابو الحسن بن بشران نے اونکو ابن ابی النجری نے اونکو
دقیقی نے اونکو ابو علی حنفی نے اونکو فرقد بن حجاج نے اونکو عقبہ
بن الحسنا نے اونہون نے کہا سنا مین نے ابو ہریرہ سے
کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اللہ تعالے اگلون اور
پچھلون کو جمع کریگا قیامت کے دن اوٹھیگا پروردگار تعالے شانہ
مومنون کے طرف اور اون کے پاس کھڑا ہوگا ایک کور پر اور لوگون
نے پوچھا عقبہ سے کہ کور کیا چیز ہے انہون نے کہا مکان بلند
پھر فرماویگا آیا تم اپنے رب کو پہچانتے ہو وہ کہینگے اگر ہم اپنی جان کو
پہچانے تو پروردگار کو بھی پہچانین پھر وہ پروردگار عالی شان
اون پر ہنستا ہوا تجلی فرماویگا اون کے روبرو اور وہ سب اوسکی
لیے سجدہ مین گر پڑینگے روایت کی یہ ابن خزیمہ نے اپنی کتاب توحید
مین عمر بن علی سے انہون نے حنفی سے اور اوس مین یہی
لفظ ہے کہ وہ تعالی کھڑا ہوویگا کور پر اور روایت ہے عبد اللہ
بن رواحہ سے کہ وہ رات کو گئے ایک اپنی لونڈی کے پاس
اور اوس سے صحبت کی اور اون کی بیوی نے دیکھا اور اونکو
ملامت کی اور اونہون نے انکار کیا تو بیوی نے اون سے
کہا کہ اگر تم سچے ہو تو قران پڑھو اسلئے کہ جب قرآن نہین پڑھتا ہے

Marfat.com

تو انہون نے کہا اشعار

وان النار مثوی الکافرین
وفوق العرش رب العالمین

شہدت بان وعد اللہ حق
وان العرش فوق الماء طاف

پس اون کی بیوی نے کہا

کہ اللہ سچا ہے اور میری آنکھ چھوٹی ہے اور وہ بیوی قرآن یاد
نہین رکھتی تہی یعنے ان اشعار کو قرآن سمجھی پہر انہون نے خبر دی
اسکی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اور آپ ہنسے اور فرمایا کہ اللہ تجھی بخشے
اوس بزرگی بیان کرنے سے جو تو نے اللہ کے لئے کی روایت
کی گئی کئی وجہون سے صحاح کے بطور ارسال کے عبد اللہ بن
رواحہ سے روایت کی ابو عمرو بن عبد البر نے اپنی کتاب استیعاب
مین پڑہی مین نے عبد اللہ حافظ بن بدران سے اونکو خبر دی
موسے بن عبد القادر نے اونکو سعید بن احمد نے اونکو ابو القاسم
بن احمد نے اونکو مخلص نے اونکو بغوی نے اونکو عبد الجبار نے
اونکو مبشر نے اونکو تمام بن نجیح نے اونکو حسن نے اونکو انس نے
کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی فرشتے نامہ اعمال لیجانے
والے ایسے نہین کہ نامہ کسی کا لیجاوین اللہ کے پاس اور اوسمین
اول مین ایک نیکی ہو اور آخر مین ایک نیکی ہو مگر اللہ تعالی فرماتا ہے
اپنے فرشتون سے کہ مین تمکو گواہ کرتا ہون کہ بخشدیا مین نے
اپنے بندے کے لئے جو صحیفہ کے دونو کنارون کے بیچمین ہے

مین کہتا ہون کہ یہ حدیث موجود ہے مسند بزار مین وہ روایت کرتے
ہین انس سے اور جزری اسکو حصن حصین مین لائے اور روایت ہے
ابن مسعود سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رحم کرو زمین والون
پر کہ آسمان والے تمپر رحم فرماوے یہ حدیث حسن الاسناد ہے روایت
کی یہ جریر بن عبد اللہ نے عبد اللہ بن عمرو اور ابن مسعود سے اور حدیث
ابن عمر کی ان تینون سے صحیح تر ہے اور وہ آگے گذر چکی خبر دی ہمکو
اسمعیل بن عبد الرحمن نے اونکو حسین نے اونکو علی بن عساکر نے
اونکو حسین بن ابی الحدید سن چار سو اسی مین اونکو خبر دی مسدد نے
اونکو اسمعیل بن قاسم حلبی نے اونکو یعقوب بن اسحاق نے اونکو جعفر
بن ہارون نے اونکو محمد بن کثیر نے اونکو اوزاعی نے اونکو یحیے نے
اونکو ابی سلمہ نے اونکو ابہریرہ نے کہا ابہریرہ نے کہ جب پیغام
دیا حضرت علی نے حضرت فاطمہ کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کو تو آپ حضرت فاطمہ کے پاس گئے اور فرمایا کہ اے میری بیٹی
میرے چچا کا بیٹا تمکو پیغام دیتا ہے سو تم کیا کہتے ہو سو وہ رونے
لگین پھر انہون نے عرض کی کہ آپ نے مجھے ایک قریش کے فقیر کے
لئے رکھہ چھوڑا تھا پس فرمایا آپ نے قسم ہے اوس پروردگار
کی جسنے کہ مجھے بھیجا ہے حق کے ساتھہ کہ مین نے اس مقدمہ
مین بات چیت نہین کی جبتک کہ اللہ تعالے نے مجھے آسمان سے

Marfat.com

حکم نہین دیا پھر عرض کی فاطمہ نے کہ راضی ہوئی مین جسمین اللہ راضی ہے
مین نے پڑھا عمر بن عبد المنعم سے انہون نے ابی الیمین الکندی سے اونکو
خبر دی ابو الفتح بیضاوی نے اونکو ابن النقوبی نے اونکو ابو القاسم نے
اونکو بغوی نے اونکو ابو کامل المجدری نے اونکو جعفر بن سلیمان نے اونکو ثابت نے
اونکو انس نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت تھی کہ جب مینہہ برستا تھا
اپنے دونو شانے کھولدیتے تھے کہ بوندیان پڑین اور فرماتے تھے
کہ یہ میرے پروردگار کے پاس سے ابھی آیا ہے یہ حدیث صحیح ہے اور
عثمان بن عمیر سے روایت ہے وہ انس سے روایت کرتے ہین کہ فرمایا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب ہوتا ہے جمعہ کا دن اوترتا ہے اللہ عزوجل
علیین سے اپنی کرسی پر پھر کرسی نور کی منبرون سے گھیری جاتی ہے
پھر آتے ہین پیغمبر لوگ اور اون کرسیون پر بیٹھہ جاتے ہین پھر اون کے
گرد اور کرسیان سونیکی بچھائی جاتی ہین پھر صدیق اور شہدا آن کر اوپر
بیٹھہ جاتے ہین پھر جنت کی اور لوگ اُن کرسیون پر بیٹھہ جاتے ہین
اور پروردگار اون کا اون پر تجلی فرماتا ہے یہانتک کہ وہ سب اوسکے
مبارک مونہہ کیطرف نظر کرتے ہین اور وہ فرماتا ہے کہ مین وہی ہون کہ
سچا کیا مین نے تم سے اپنا وعدہ سو تم مجھہ سے کچھہ مانگو پھر وہ مانگنا
شروع کرتے ہین یہانتک کہ اون کی خواہشین پوری ہو جاتی ہین
پھر اوسوقت اللہ تعالی اون پر وہ چیز کھولدیتا ہے جو کسی آنکھہ نے نہین

سنی اور نہ کسی کے دلمین اوسکا خیال گذرا یہ معاملہ اتنی دیر رہتا ہے کہ جتنی دیر
مین لوگ نماز جمعہ سے پھرا کرتے ہین پھر چڑھ جاتا ہے پروردگار اپنی کرسی پر
اور چڑھ جاتے ہین اوسکی ساتھ صدیق اور شہید اور ذکر کی انہون نے
حدیث آخر تک یہ حدیث محفوظ ہے اور اسکی شواہد سنن مین بہت ہین
روایت کی یہ عبد اللہ بن احمد بن حنبل نے کتاب الرد علی الجہمیہ مین عند الاعلی
بن حماد انہون نے عمر بن یونس سے انہون نے جہضم بن عبد اللہ سے انہون
نے ابی ظبیہ سے انہون نے عثمان بن عمیر سے اور روایت کی یہ لیث
بن ابی سلیم سے انہون نے عثمان بن ابی شیبہ سے انہون نے جریر سے
انہون نے لیث سے اور روایت کی عباس بن عبد العظیم عنبری نے
ابی احمد الزبیری سے انہون نے اسرائیل سے انہون نے ابی اسحاق
سے انہون نے عمر سے کہ کہا انہون نے ایک عورت آئی نبی صلی اللہ
علیہ وسلم کے پاس اور عرض کی کہ آپ دعا کیجئے کہ اللہ سے کہ مجھے جنت
مین داخل کرے پس آپ نے اوس اللہ تعالی کی بڑائی بیان کی اور فرمایا کہ کرسی
اوسکی آسمان کے اوپر ہے اور وہ جب اوسپر بیٹھتا ہے تو چار انگل سے
زیادہ جگہہ نہین رہتی یہ حدیث محفوظ ہے ابی اسحاق سبیعی سے جو امام تھے
کوفیون کے اپنے زمانہ مین اور اونکو سماع ہے کتنی ہی صحابہ سے اور روایت
کی اون سے حدیثین صحیح بخاری اور صحیح مسلم مین اور وفات ہوئی
اون کی سن ایک سو ستائیس مین اور اس حدیث کو اکیلی عبد اللہ

Marfat.com

بن خلیفہ نے روایت کی ہے جو قدماء تابعین سے ہین اور ہم اون کا
حال جرح و تعدیل سے کچھ نہین جانتے لیکن یہ حدیث روایت کی ہے
ابی اسحاق سبیعی نے اور اسکا اقرار کیا ہے مثل اور احادیث صفات کے
اور روایت کی ہے یہ حدیث سفیان ثوری نے بھی اسی طرح اور ابو احمد
زبیری اور یحیے ابن ابی بکر اور وکیع نے اسرائیل سے اور روایت کی
یہ ابو عبد الرحمن عبد اللہ بن احمد بن حنبل نے کتاب السنۃ اور رد علی الجہمیہ
مین انہون نے روایت کی اپنے باپ سے انہون نے عبد الرحمن سے انہون نے
سفیان ثوری سے انہون نے ابی اسحاق سے انہون نے عبد اللہ
بن خلیفہ سے انہون نے عمر سے اور لفظ اوسکے یہ ہین کہ جب پروردگار
بیٹھتا ہے اپنی کرسی پر سنی جاتی ہے اوسمین سے چرچراہٹ جیسے
چرچراہٹ ہوتی ہے نئی کجاوے کی اور روایت کی یہ بھی اونہون نے
اپنے باپ سے انہون نے وکیع سے حدیث اسرائیل کی انہون نے ابی اسحاق
سے انہون نے عبد اللہ بن خلیفہ سے انہون نے عمر رضی اللہ عنہ سے
کہ جب بیٹھتا ہے پروردگار کرسی پر اور رد ئین کھڑے ہو گئے ایک شخص نے
کہ نام لیا اوسکا میرے باپ نے نزدیک وکیع کے اور وکیع نہایت غصہ ہوئے
اور کہا پایا مین نے اعمش اور سفیان کو کہ وہ ان حدیثون کو روایت کرتے
تھے اور اسپر کچھ انکار نکرتے تھے اور یہ حدیث صحیح ہے نزدیک اہل
جماعت محدثین کے روایت کی یہ حافظ ضیاء الدین مقدسی نے اپنی صحیح

مین اور وہ ابن حبان کے شرط پر ہے سو مین نہین جانتا کہ انہون نے روایت
بھی کی ہے یا نہین اسلئے کہ اون کے نزدیک شرط یہ ہے کہ جب ایک عادل
حافظ راوی بیان کرے حدیث کو ایک ایسے مرد سے کہ جسکی جرح معلوم نہو
وہ اسناد صحیح ہی مین کہتا ہون کہ روایت کی ہے یہ حدیث ابن المنذر نے
ابن جریج نے اللہ تعالے کے اس قول کے ذیل مین لاقد رکم الابصار
کہا انہون نے کہ ایک عورت نے عرض کی کہ شفاعت کیجئے میری یا رسول اللہ
اپنے اللہ کے پاس آپ نے فرمایا تو جانتی ہے کہ کسکا کرسی شفاعت چاہتی ہے
بیشک اوسکی کرسی سے آسمان و زمین بھرا ہوا ہے پھر جب وہ اوسپر بیٹھتا ہے
تو اوسمین چار پا انگل سے زیادہ جگہہ نہین رہتی پھر فرمایا آپ نے کہ وہ چرچراتی ہے
جیسے نیا پالان چرچراتا ہے اور اس اللہ کے قول کے یہی معنی ہین لاقد رکم
الابصار ایسا ہی ہے در منثور مین سیوطی کے یہ آخر ہے اون روایتون کا
جو ذکر کین امام حافظ ذہبی نے کتاب العرش مین اون حدیثون مین سے جو ثابت
ہوئی ہین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اسبارہ مین اور اگر کوئی تامل کرے
اور خوب ڈھونڈھے تو اور بہت سی بیحد حدیثین ملین جو گنتی مین نہین آسکتین اور خبر
دیتی ہین اللہ تعالے کے فوقیت اور علو کی مگر ذہبی نے جتنی روایتین بیان کی
ہین یہ فہمیدہ لوگون کو کافی ہین اور روایت کی ابن مردویہ نے ابوہریرہ سے
کہ انہون نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا ہاتھ پکڑا اور کہا ای ابوہریرہ
بیشک اللہ تعالے نے پیدا کئے آسمان و زمین اور جو اون دونو کے بیچ ہے چھ دن

مین پہر استوا کیا عرش پر اور پیدا کیا مٹی کو ہفتہ کے دن اور پہاڑون کو یکشنبہ
مین اور درختون کو دوشنبہ کو اور آدم علیہ السلام کو سہ شنبہ کو اور روشنی کو چہارشنبہ کو
اور جانور پنجشنبہ کو اور استوے کیا اوسنے یعنی عرش پر جمعہ کے دن آخر گہڑی مین
دن کے اور روایت کی ابن مردویہ نے ابی ہریرہ سے مرفوعاً تفسیر مین اللہ تعالے
کے اس قول کے الیہ یصعد الکلم الطیب کہا اوس نے سبحان اللہ
آخر تک کہ جب بندہ اسکو کہتا ہے ایک فرشتہ اوس کلمہ پاک کو اپنے بازو
مین لے لیتا ہے اور اوسے رحمن کے پاس لیجاتا ہے یہانتک کہ رحمن کے
روبرو لاتا ہے **پانچوان باب** اون آثار کے بیان مین جو صحابہ اور
تابعین اور اون کے بعد کے اگلے بزرگان دین اور ائمہ محدثین اور اون کے
پچہلون سے مروی ہوئے ہین اور اللہ کے بذات مظہر عرش پر ہونیکے اور اوسکی
جہت علو اور فوق مین ہونیکی خبر دیتی ہین اول جو روایت کی مسلم نے انس سے
کہ فرمایا ابوبکر نے عمر رضی اللہ عنہما سے بعد وفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے چلو ہمارے ساتھ ام ایمن کے پاس کہ اوس سے ملاقات کرے جیسے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم اون سے ملاقات کرتے تہے پہر جب وہ دونون اون کے
پاس آئے تو وہ رونے لگین سو اون دونون نے کہا آپ کیون روئین کیا تم جانتے
نہین کہ جو اللہ کے پاس ہے وہ بہتر ہے اوسکے رسول کے لئے انہون نے کہا کہ
یہ تو مین جانتی ہون کہ جو اللہ کے پاس ہے وہ اوسکے رسول کے لئے بہتر ہے
مگر مین اس لئے روتی ہون کہ آسمان سے وحی آنا موقوف ہوگئی سو یہ سنکر دونو

شخص رونے لگے اور اون کے ساتھہ دونو روتے رہے دوسرے
جو روایت کی حافظ ابو نعیم نے ابن فارس سے انہون نے سمویہ سے انہون نے
ابی مہر سے انہون نے سعید بن عبد العزیز سے انہون نے اسمٰعیل سے انہون نے
اپنے باپ سے انہون نے عمر سے کہ فرماتے تھے خرابی ہے زمین کے حاکم
کی آسمان کے حاکم کے آگے جسدن وہ اوس سے ملیگا مگر جسنے عدل کے
ساتھہ حکم کیا اور حق کے ساتھہ فیصلہ کیا اور اپنی خواہش کے موافق حکم نہین دیا
اور نہ اپنی قرابت کا لحاظ کیا اور نہ کسی کی امید سے رعایت کی اور نہ کسی کے
خوف سے اور اللہ کی کتاب کو اپنی دونو آنکھون کے آگے آئینہ بنایا ابن غانم
نے کہا یہ حدیث عثمان اور معاویہ اور یزید اور عبد الملک نے روایت کی ہے
تیسرے جو روایت کی عثمان الدارمی نے مریسے مردود کے رد مین عمر
رضی اللہ عنہ سے کہ وہ گذرے ایک بڑھیا پر اور اوسنے انکو کھڑا کیا یہ
اوس سے کھڑے باتین کر رہے تھے کہ ایک مرد نے عرض کی کہ اے
امیر المومنین تم نے سب لوگون کے کام بند کر رکھے اس بڑھیا کے
واسطے تو آپ نے فرمایا خرابی ہو تیری تو نہین جانتا کہ یہ عورت ہے جسکی فریاد
اللہ تعالے نے سنے ساتون آسمان کے اوپر سے یہ خولہ ہین کہ جنکے
واسطے اللہ تعالے نے یہ آیتہ اوتاری قد سمع اللہ قول التی تجادلک
فی زوجہا وتشتکی الی اللہ یعنی سنی اللہ تعالے نے بات اوس
عورت کی کہ اے نبی تجھہ سے جھگڑتی تھی اپنی خاوند کے مقدمہ مین

اور فریاد کرتی تہی اللہ کی طرف چوتھے جو روایت کی ذہبی نے اپنا باب
خیر مین جو حضرت عمر کے قتل کے باب مین لکہا ہے اپنے استاد سے عبد الرحمن
بن عوف سے کہ جب انہون نے بیعت لی عثمان کیواسطے اور لوگون نے
حضرت عثمان سے بیعت کی بلند کیا اپنا مونہہ مسجد کی چہت کیطرف اور کہا کہ
یا اللہ گواہ رہ **پانچوین** جو ذکر کیا غزالی نے احیا مین حضرت علی کے
دعا مین کہ اوسمین یہ لفظ ہین القادر الرازق فوق الخلق والخلیقۃ
یعنے وہ سب کچہ کرسکتا ہے رزق دینے والا ہے تمام مخلوقات اور سارے
کائنات کے **چہٹے** جو ذکر کیا صاحب مدارک نے علی رضی اللہ عنہ سے کہ انہون نے
فرمایا استوا غیر مجہول ہے اور کیفیت غیر معقول ہے یعنے عقل مین نہین آتی
اور ایمان اوسپر واجب ہے اور سوال اوسکی کیفیت سے بدعت ہے **ساتوین** جو
روایت کی لالکائی نے سنہ مین اور بیہقی نے باسناد صحیح اور ابن المنذر
نے اور عبد اللہ بن احمد بن حنبل نے اور ابی القاسم طبرانی نے اور ابن عبد البر
اور ابو عمرو الطلمنکی نے اور ابو احمد الغسال وغیرہم نے عبد اللہ بن مسعود سے
کہ انہون نے کہا اوپر والے آسمان اور کرسی مین پانسو برس کا فاصلہ ہے اور کرسی
سے پانی تک جسکا اوپر ایک دریا ہے اتنا ہی فاصلہ ہے اور عرش اوس
پانی پر ہے اور اللہ اوس عرش پر ہے اور اوسپر کوئی شے تمہارے کاموں
مین سے چہپی نہین مین کہتا ہون کہ اسکو بخاری نے بہی اپنے رسالہ خلق
افعال العباد اور رد علی اصحاب الجہم والتعطیل مین روایت کیا ہے اور

نفظ اوسکی یہ ہین کہ کہا ابن مسعود نے اللہ تعالے کے اس قول کی تفسیر مین
ثم استوی علی العرش کہ عرش پانی پر ہے اور اللہ عرش پر ہے
اور وہ خوب جانتا ہے تم جس حال مین ہو اور ذہبی نے اسکو صحیح کہا ہے
کتاب العرش مین اٹھوین جو روایت کی ابو احمد الغسال نے اور ذہبی
نے کہا اسناد اسکی سب ثقہ ہین عبد اللہ بن مسعود سے کہ انہون نے فرمایا
سبحان اللہ والحمد للہ واللہ اکبر جو یہ کلمہ کہتا ہے فرشتہ
اس کلمہ کو لے لیتا ہے اور اللہ کیطرف چڑھتا ہے اور نہین گذرتا کسی
گروہ پر فرشتون کے مگر وہ اوسکے لئے مغفرت مانگتے ہین یہانتک کہ
وہ فرشتہ لاتا ہے اونکو رحمن کے روبرو اور پوری روایت حاکم کی
مستدرک مین ہے کہ ابن مسعود نے جب ہم تم سے کوئی حدیث بیان
کرتے ہین تو اوسکی تصدیق کتاب اللہ مین موجود ہوتی ہے پھر کہا کہ
جب بندہ کہتا ہے سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ
واللہ وتبارک اللہ ایک فرشتہ انکو اوٹھا لیتا ہے اور اون کو
پر زمین نے لیتا ہے اور لیکر اوپر چڑھ جاتا ہے اور جس جماعت پر
فرشتون کے گذرتا ہے سب اوسکے لئے مغفرت مانگتے ہین یہانتک کہ لاتا ہے
وہ اوس کلمہ کو رحمن کے مونہہ کے آگے پھر پڑھی ابن مسعود نے
یہ آیۃ الیہ یصعد الکلم الطیب والعمل الصالح یرفعہ
حاکم نے کہا یہ صحیح الاسناد ہے سیوطی نے اپنی تفسیر در منثور مین کہا

اسی آیت مذکور کی تفسیر مین کہ روایت کی عبد بن حمید نے اور ابن جریر اور ابن منذر
نے اور طبرانی اور حاکم اور بیہقی نے اسماء الصفات مین ابن مسعود سے کہ انہون
نے کہا جب ہم کوئی حدیث لاتے ہین اوسکی تصدیق قرآن سے پاتے ہین آخر
حدیث تک اور بھی یہ روایت اسی مضمون سے مرفوعاً ابوہریرہ سے اوپر گذر چکی
اوسکو یاد کرلو نوین جو روایت کی ابوالقاسم لالکائی وغیرہ نے باسناد صحیح حضیمہ
سے کہ وہ ابن مسعود سے روایت کرتے ہین کہ انہون نے کہا بندہ فکر کرتا ہے بجائے
اور امارت کی یہانتک کہ جب اوسکو میسر ہو جاتی ہے اللہ تعالے اوسکی طرف
ساتون آسمان کے اوپر سے دیکھتا ہے اور فرماتا ہے کہ یہ دولت اس سے
دور کردو کہ اگر یہ اسکے پاس رہیگی تو مین اسے دوزخ مین ڈال دونگا ذہبی نے
کہا اسناد اسکی صحیح ہے دسوین جو روایت کی حافظ ابوعبداللہ ابن بطہ نے
عمر بن قیس سے انہون نے ابن مسعود سے کہ انہون نے کہا اللہ تعالے نکلتا ہے
اہل جنت کے لیے ہر جمعہ مین بہت سے ٹیلون کے ساتھ جو کافور سفید کے
ہوتے ہین اونکو تازہ برزگی عنایت فرماتا ہے کہ انہون نے کبھی نہ دیکھی تھی اور
اوس سے نزدیک ہوتے ہین لوگ جتنا جمعہ مین جلد جاتے تھے ذہبی نے
کہا اسناد اسکی صحیح ہے گیارہوین جو روایت کی ابوبکر بخاری نے ایسی اسناد
سے کہ اوسمین ابن لہیعہ ہے ابن عمر سے کہ انہون نے کہا جب نطفہ ٹھہرتا ہے
عورت کے رحم مین چالیس دن تک اوسکے پاس ایک فرشتہ آتا ہے اور اوسکو دیکھ
لیجاتا ہے اور چڑھ جاتا ہے رحمن کی طرف اور عرض کرتا ہے کہ پیدا کر اوسکو

والی ہے سو جناب پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم
نے بھیجا کہ اللہ کو پہچانتے والے ہین
اور ریجھا اسکی طرف اشارہ
اور جناب پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم
نے اسکو قبول کرلیا اسکا مطلب یہ ہے
یعنی علماون نے اوپر پہنچا
کر وہ بتا کر جو پہنچا جاتا ہے
وہ زمین مین سے اور مطلب اوس
شخص نے یہ ہے کہ جو اس معاملہ
کو زمین مین جانتا ہے اور یہ کہ جو
کہ وہ تارا ہے اور اوسکا عقیدہ یہ تھا
مالکونکا مالک ہے اور یہ
جہان وہ لوگ اوسکو پکارتے تھے
اور اسی سے اللہ تعالے نے فرمایا ہے
وانہ ھو رب الشعری
یعنی وہی اس مالک ہے
شعری کا
آسمان کا
کا مطلب
تارا

اسے اچھے بنانے والے پھر اللہ تعالے جو چاہتا ہے اوسکے لئے حکم فرماتا
ہے اور مقرر ہو جاتا ہے اوسکا رزق اور خلقت اوسکی پھر فرشتہ اون
سبکو لیکر نیچے اوترآتا ہے امام ذہبی نے کہا ہے ابن لہیعہ ضعیف ہے بہتر ہے
حسن سے کمتر اور اس حدیث کے شواہد اور بھی ہین صحیح بخاری مین ہے
جو روایت کی حافظ امام ابو احمد غسال نے منہال کی روایت سے وہ ابن عمر
سے وہ عبد اللہ سے وہ ابو ہریرہ سے روایت کرتے ہین کہ انہون نے کہا
لوگ جمع کئے جاوینگے قیامت کے دن ننگے پیر ننگے بدن پیدل چلتے ہوئے
کھڑے کھڑے کہ چالیس برس تک اسی حال مین ہونگے آنکھین اون کی
آسمان کو لگین ہونگی منتظر ہونگے فیصلہ کے حکم کے اور پسینا اون کے
لگام کے کیطرح مونہہ تک آجاویگا نہایت سختی کی وجہ سے اور اوترآویگا
پروردگار ابر کے سایبانون مین عرش سے کرسی کیطرف پھر ہرچند روایت
کی بیہقی نے کتاب الاسماء والصفات مین اور ابو الشیخ اصفہانی نے کتاب
العظمۃ مین اور سوا اون کے اور کتابون مین عبد اللہ بن عباس سے کہ انہون
نے کہا فکر کرو ہر چیز مین اور مت فکر کرو اللہ کی ذات مین کہ ساتون آسمان
سے اوسکی کرسی تک ستر ہزار نور ہین اور وہ اوسکی اوپر سے پاک ہے
وہ اور برتر ہے امام ذہبی نے کہا اسناد اسکی حسن ہے چودھوین
جو روایت کی بخاری نے اپنی صحیح مین باسناد صحیح ابن عباس سے
کہ اون کے پاس ایک شخص آیا اور اوسنے کہا کہ مجھے اختلاف معلوم

ہوتا ہے مین سنتا ہون کہ اللہ تعالے ایک جگہہ فرماتا ہے ءَاَمِ السَّمَاءُ
بنٰھَا سے یہانتک کہ فرمایا دَحٰیھَا غرض ذکر کیا اللہ تعالے نے
آسمان کے پیدا کرنیکا زمین سے پہلے پہر دوسری آیت مین فرمایا انکم
لتکفرون بالذی خلق الارض فی یومین یہانتک کہ
فرمایا ثم استوی الی السماء غرض ذکر کی اللہ تعالے نے
یہان پیدایش زمین کی آسمان سے پہلے تب ابن عباس نے فرمایا وہ پہلے
قول اللہ کا ءَاَمِ السَّمَاءُ اوس کی مراد یہ ہے کہ اللہ تعالے
نے زمین بنائی آسمان سے پہلی پہر چڑہ گیا آسمان کی طرف اور اونکو
برابر کیا اوسات آسمان بنائے پہر زمین کے طرف اوترا اور اوسکو بچھایا
اور ذکر کی بغدی نے اپنی تفسیر مین یہ آیتہ اور کہا معنے والارض بعد
ذٰلِکَ دَحٰیھَا کی معنے یہ ہے کہ بچھایا زمین کو آسمان کے ساتھہ
جیسے اللہ تعالے نے فرمایا عُتُلٍّ بعد ذٰلِکَ زَنِیْمٍ کہ یہان بھی بعد
ذالک کی معنے ساتھہ اسکی ہین اور امام رازی نے تفسیر کبیر مین کہا ہے
کہ یہی جواب صحیح ہے اور یہی منقول ہے مجاہد سے اور ابن عباس سے
اور توجیہ اول پر یہ بھی اعتراض ہوتا ہے کہ اللہ تعالے فرماتا ہے خلق
لکم ما فی الارض جمیعا ثم استوی الی السماء یعنے پیدا
کیا اوسنے تمہارے واسطے زمین کے سب چیزون کو پہر چڑہ گیا آسمان
کیطرف اور یہ دلالت کرتا ہے کہ زمین کے پیدایش اور زمین کے

چیزون کی پیدائش آسمان کی پیدائش سے مقدم ہے مگر زمین کی چیزین قبل
اوسکے **دحی** یعنے پہیلانے کے ممکن نہین غرض یہ آیت دلالت
کرتی ہے کہ زمین آسمان پیدا ہونے سے پہلے پہیل چکی ہو اور اب ان
دونون آیتون مین تناقض صحیح ہوگیا اور جواب اسکا یہ دیا ہے کہ یہ جو اللہ تعالے
نے فرمایا کہ زمین کو بعد اسکے پہیلایا اس سے اتنا ہی ثابت ہوتا ہے
کہ آسمان زمین سے پہلے بنا اور یہ نہین ثابت ہوتا کہ آسمان کا پہیلانا
اور برابر کرنا زمین بنانے سے پہلے ہوا پس اب ان دونو آیتون مین کچھ تناقض
نہین رہا اور حاصل مطلب جواب کا یہ ہے کہ پہلے زمین کو بنایا اور ابھی
پہیلایا نہین تھا کہ آسمان بنایا اور ابھی آسمان کو برابر نہین کیا تھا کہ زمین کو
پہیلایا پھر آسمان کو برابر کیا غرض اب ان سب آیتون مین کچھ تناقض نہین
رہا مگر اس جواب مین بھی ایک خدشہ ہے اور وہ یہ ہے کہ آسمان کا
برابر کرنا بھی مقدم ہے زمین کے پہیلانے پر جیسے اس آیت سے
معلوم ہوتا ہے **ءانتم اشد خلقا ام السماء بناها رفع
سمكها فسويها واغطش ليلها واخرج ضحيها
والارض بعد ذلك دحيها** یعنے آسمان کو بنایا اور جو کی
اوسکی بلندی اور اوسکو برابر کیا اور اوسمین رات ڈھانپی اور اوسکا دن
نکالا اور زمین کو اوسکے بعد پہیلایا اور اس صورت مین یہ جواب خوب بن
نہین پڑتا مگر مین کہتا ہون کہ ممکن ہے کہ ذلک کا اشارہ بنا سے

آسمان کیطرف ہو اور اور باتون کیطرف نہو اور اسصورت مین
یہ جواب جو آگے مذکور ہوا صحیح ہو گیا اور اپنے کلام کو اللہ ہی جانتا
ہے اب ہم اپنے مطلب پر آتے سو کہتے ہین سترہوین روایت
کی حافظ ابو عبد اللہ نے محمد بن اسحاق سے انہون نے عبد اللہ
بن ابی سلمہ سے کہ ابن عمر نے ابن عباس سے پوچھا کہ آیا محمد
صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا یا نہین سو انہون نے
جواب دیا کہ ہان دیکھا ہے پھر ابن عمر نے اون سے کہلا بھیجا کہ کیا
دیکھا ہے سو کہا انہون نے کہ دیکھا حضرت نے پروردگار تعالے
شانہ سونے کی کرسی پر کہ اوسکو چار فرشتے اوٹھائے ہوے تھے
امام ذہبی نے کہا یہ ابی داؤد کی شرط پر ہے اور نسائی وغیرہما کے
شرط پر سولہوین جو روایت کی امام ذہبی نے کتاب العرش
مین جریر سے انہون نے ضحاک سے انہون نے ابن عباس سے کہ انہون
نے فرمایا کہ عزیز مصر نے یوسف علیہ السلام سے کہا کہ میرے پاس موتی
اور یاقوت بہت ہین اور مین تجھے دیتی ہون کہ تو خرچ کرے اپنے
اوس معبود کی رضامندیون مین جو آسمان پر ہے سترہوین جو
روایت کی امام ذہبی نے کتاب العرش مین ابن عباس سے کہ
اون سے کہا گیا کہ کچھ لوگ قدر کے قائل نہین ہین سو انہون نے
کہا کہ وہ لوگ اللہ کی کتاب کو جھٹلاتے ہین اگر ایک بال اونکا

اوگر تو وہ اوسکی حفاظت نہین کر سکتے بیشک اللہ تعالے اپنے
عرش پر تہا اور جو ہونے والا تہا سب کچہ لکہا اور لوگ اوسی لکہے
موافق کام کرتے ہین جس سے فراغت ہو چکی ہے روایت
کی یہ سفیان ثوری وغیرہ نے ابی ہاشم سے انہون نے مجاہد
سے انہون نے ابن عباس سے اٹہارہوین ۱۸ جو روایت کی
امام ذہبی نے اوسی کتاب مین کہ روایت کی عکرمہ نے اس
قول کی تفسیر مین ثم لاتینهم من بین ایدیهم ومن خلفهم
وعن ایمانهم وعن شمائلهم یعنے شیطان نے
کہا کہ مین بنی آدم کو گمراہ کرنے اون کے آگے سے آؤنگا اور اون کے
پیچہی سے اور داہنے اور بائین سے تو ابن عباس نے فرمایا کہ شیطان
سے یہ نہو سکا کہ یہ بہی کہے کہ مین اون کے اوپر سے اونگا اسلئے کہ
وہ جان چکا ہے کہ اللہ اون کے اوپر ہے روایت کی یہ ابراہیم بن الحکم
نے اور وہ ضعیف ہین اونہون نے اپنے باپ سے انہون نے عکرمہ
سے روایت کی اونیسوین ۱۹ جو روایت کی محمد بن جریر طبری نے
اپنی تفسیر مین ابن عباس سے کہ انہون نے اللہ تعالے کے اس
قول کے تفسیر مین کہا ثم استوی الی السماء کہ اللہ تعالے
اپنے عرش پر تہا اور عرش اوسکا پانی پر تہا اور کوئی چیز اللہ تعالے
نے پانی سے پہلے نہین بنائی پہر جب ارادہ کیا کہ مخلوق کو بنادے

اوس پانی سے ایک ہوان نکالا اور وہ بلند ہوا اور پانی خشک ہو گیا
پہر اوسکو زمین کر دیا پہر اوسکو چیرا اور سات زمینین بنا دین یہانتک
کہ کہا اونہون نے کہ جب فارغ ہو گیا اون سب چیزون کے بنانے
سے جو اوسے منظور تہین عرش پر چڑہ گیا بتیسوین جو روایت
کی ابن جریر نے مرّہ سے انہون نے چند اشخاص اصحاب نبی صلی اللہ
علیہ وسلم سے مثل اوس روایت کے جو آگے گذری ابن عباس سے
اور اوسمین یہ بہی ہے کہ پیدا کیا اوسنے عرش کو ساری مخلوق کے
پہلے اور استوا اوسکا عرش پر ان سب چیزون کے بنانے کے بعد ہوا
انتیسوین جو روایت کی ابو القاسم لالکائی نے اور ابن مردویہ اور
ابن مندہ نے باسناد صحیح محمد بن اشرس کوفی سے اور ابی کنانہ کوفی
سے انہون نے کہا روایت کی ہم سے ابو المغیرہ نضر بن اسمعیل حنفی
نے اون سے قرہ نے فرمایا کہ استوا غیر مجہول ہے اور کیفیت
اوسکی غیر معقول ہے اور اوسکا اقرار کرنا ایمان ہے اور اوسکا
انکار کفر ہے بائیسوین جو روایت کی بخاری نے اپنے رسالہ
خلق افعال عباد مین ابن عباس سے کہ انہون نے کہا جب کلام
کیا اللہ تعالے نے موسے علیہ السلام سے تو آواز آسمان سے
آئی اور اللہ آسمان ہی پر تہا تیئسوین جو روایت کی امام ذہبی
نے کتاب العرش مین ابن عباس سے کہ وہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا

کروہ دنیا مین بہی
اپنے دوست اور دشمن کو زمین
بہی شیطان کی طرفداری کرتے
ہین جو کوئی مسلمان اونکی شکایت
کرتے ہین اوسکو صدمے پہنچاتے ہین
ذرا تمہین کہولو مولانا بدر الدین
خفی کی کتاب کام الرجان فی احکام
الجان کا کیا کہ ان باتون کو مولانا
فرماتے ہین کہ صحیح جابی اور ابو
نعیم نے بسند صحیح جابی اور ابو
نعیم نے بسند صحیح محمد بن
کرزی سے روایت کیا کہ
کرزی سے بن حسن بن
نعیم نے اور دوسرون نے کہا کہ
مولانا
۲۵۵
مقالات اہل
مین لکہا ہے کہ وہ
جن انسان کے بدن مین
ہے جیسا کہ اللہ فرماتا ہے
یاکلون الربوا لا یقومون الا
کما یقوم الذی یتخبطہ
الشیطان من المس امام احمد کی
زبیر عبد اللہ نے فرمایا کہ میرے باپ نے
بیان کیا کہ جن انسان کے بدن مین
داخل نہین ہوتا اونہون نے
فرمایا کہ ایسی بیری ہے وہ لوگ جو
کہتے ہین وہ تو انسان کی زبان پر
بولتا ہے ہم مولانا

کے پاس آئے عیادت کے لئے اور فرمایا کہ اللہ تعالے
نے تمہاری برات ساتون آسمان کے اوپر سے اوتاری چوبیسوین
جو روایت کی جعفر بن محمد فریابی نے جو حافظ ابوبکر ہین اور اون کے
شان مین بخاری نے کہا ہے کہ وہ اپنے زمانہ مین سب سے افضل تھے
اور یہ روایت کتاب القدر مین ہے انہون نے کہا کہ روایت کی ہم سے
ابوبکر بن ابی شیبہ نے انہون نے وکیع سے انہون نے سفیان
سے انہون نے ابی ہاشم سے انہون نے مجاہد سے انہون نے
ابن عباس سے کہ ذکر آیا اون کے پاس اون لوگون کا جو تقدیر
مین کلام کرتے تھے یعنے اوسکی منکر تھے سو فرمایا ابن عباس نے
کہ اللہ عزوجل نے استوا کیا اپنے عرش پر قبل اسکے کہ کوئی چیز پیدا
کرے اور سب سے اول جو پیدا کیا قلم تھا اور حکم کیا اوسکو کہ لکھ جو ہونے
والا ہے قیامت کے دن تک پچیسوین ۲۵ جو روایت کی حافظ ابوبکر
فریابی نے مسلمان سے انہون نے کہا کہ اللہ عزوجل نے جب مخلوق
کو بنایا اپنی ہاتھ سے اپنی عرش پر اپنے ذات پر سو رحمتین لکھین یعنے
اپنی اوپر فضل و کرم سے وجب کین ہر ایک رحمت اوسمین سے اتنی
ہے جتنا آسمان و زمین کا طبقہ روایت انہون نے یہ کتاب القدر مین
چھبیسوین ۲۶ جو روایت کی حافظ ابو احمد غسال نے انہون نے نعمان
سے کہ کہا نعمان نے کہ بیشک اللہ تعالے نے ایک کتاب لکھی

قبل آسمان و زمین بنانیکے اور وہ اوسکی ساتھہ ہی عرش پر ستائیسوین
جو روایت کی ابو الشیخ اصبہانی نے اور ابن لہیعہ وغیرہما نے یونس
سے انہون نے زہری سے انہون نے ابن مسیب سے انہون نے
کعب احبار سے کہ کہا انہون نے فرمایا اللہ تعالے نے توراۃ
مین کہ مین اللہ ہون اپنے بندون کے اور اپنے عرش کے اوپر
اور اپنی مخلوق کے اوپر اور مین اپنے عرش کے اوپر ہون اور
تدبیر کرتا ہون اپنے بندون کے کامون کی اور مجھہ پر کوئی چیز
پوشیدہ نہین نہ آسمان کے نہ زمین کے ذہبی نے کتاب العرش
مین کہا کہ اسناد اسکی صحیح ہے ابی صفوان اموی کی روایت سے
کہ وہ ایک راوی ہین مسلم کے اور نام اونکا عبد اللہ بن سعد ہے
سعد بیٹے عبد الملک کے وہ بیٹے مروان کے وہ یونس سے
روایت کرتے ہین پہر ذکر کی یہی روایت ۲۸ ستائیسوین جو روایت کی
ابن قدامہ نے حسن بصری سے کہ انہون نے کہا سنی حضرت
یونس علیہ السلام نے تسبیح حصا اور جنان کی سو وہ بہی تسبیح کرنے
لگے اور حضرت یونس اپنی دعا مین کہتے تہے کہ اے معبود آسمان پر تیرا
مسکن ہے اور زمین مین تیری قدرت ہے ذہبی نے کہا روایت
کی یہ ابن قدامہ نے صفۃ العلو مین باسناد صحیح ۲۹ اونتیسوین جو
روایت کی ذہبی نے کتاب العرش اور کہا کہ روایت کی یہ ہم نے

Marfat.com

باسناد صحیح ابی بکر ہذلی سے انہون نے حسن بصری سے کہ فرمایا
حسن نے کوئی چیز تیرے رب سے اتنی نزدیک نہین ہے جتنی
اسرافیل علیہ السلام نزدیک ہین اور اون کے اور
پروردگار کے درمیان سات پردے ہین ہر پردہ پانسو برس کا
ہے اور وہ اون پردون کے پرے ہے اور پیر اون کے نیچے
زمین کے جڑمین ہین اور سر اون کا عرش کے نیچے ہے تینتیسوین
جو روایت کی ابو الشیخ نے اور صحیح کہا اوسکو ذہبی نے کعب احبار
سے کہ اون کے پاس ایک شخص آیا اور وہ چند لوگون مین بیٹھے تھے
سو کعب نے فرمایا اس آدمی کو آنے دو کہ اگر جاہل ہوگا علم حاصل
کریگا اور اگر عالم ہوگا تو اوسکا علم اور بڑھ جاویگا پھر کعب نے کہا کہ
اللہ تعالے نے سات آسمان پیدا کئے اور زمین بھی اوتنی ہے
پھر ایک آسمان کو دوسرے آسمان سے اتنی دور کیا جتنی دور آسمان
سے زمین ہے اور اوسکا احاطہ بنایا اوتنا ہے پھر عرش کو بلند کیا
اور اوسپر چڑھا چونتیسوین جو روایت کی امام ذہبی نے مسروق سے
کہ جب وہ روایت کرتے تھے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے تو کہتے
تھے کہ روایت کی مجھسے صدیقہ صاحبزادی نے صدیق جو پیاری
تھین اللہ کے پیارے کی جنکی برات اور پاکدامنی ساتون آسمان کے
اوپر سے اوتر چکی پینتیسوین جو روایت کی حافظ ابو احمد غسال نے

اور صحیح کہا اوسکو امام ذہبی نے اور مروی ہوئی اعمش سے وہ روایت
کرتے ہین سالم بن ابی الجعد سے اس آیت کی تفسیر مین ان ربک
لبالمرصاد یعنی پروردگار تیرا تاک مین پوچھا پوچھنے والے نے
کہ وہ میرے پیچھے تاک مین ہے تو کہا انہون نے پیچھے پل صراط
کے کہ اوسکی ادہر اودہر تین پل اور ہین کہ ایک پر امانت ہی اور ایک
پر ناتا ہے اور ایک پر پروردگار عزوجل ہے تینتیسوین ۳۳ جو روایت
کی ذہبی نے کتاب العرش مین عکرمہ سے کہ انہون نے کہا اس
مین کہ جنت مین ایک مرد ہوگا اور وہ اپنے دل مین کہیگا کہ
اگر اللہ تعالے مجھے اجازت دیتا تو مین کھیتی کرتا اور اوسکو کچھ
خبر نہوگی کہ یکایک فرشتے اوسکے دروازے پر آکر اوس سے سلام علیک
کہینگے اور کہینگے کہ تیرے پروردگار نے فرمایا ہے کہ تم نے اپنے
دل مین کچھ آرزو کی اور مین اوسے بہان گیا اور اوسکا سامان ہمارے
ساتھ روانہ کیا ہے تو وہ جتنی کہیگا کہ چلو بیج ڈالو غرض ہمارون کے
برابر غلے کے ڈھیر لگ جاوینگے پھر پروردگار تعالے شانہ اپنے
عرش کے اوپر سے فرماویگا کہ کہا اے بیٹے آدم کے کہ آدم
کے بیٹے کا پیٹ کبھی نہین بھرتا چونتیسوین ۳۴ جو روایت کی ابوبکر
مروزی نے اور اون کے سوا اور علما نے بھی مجاہد سے کہ اونہون
نے یہ آیت پڑھی عسی ان یبعثک ربک مقاما محمودا یعنی

قریب ہے کہ اوٹھا ویگا تمکو پروردگار تمہارا مقام محمود مین کہا انہون نے
کہ مقام محمود سے مراد یہ ہے کہ بٹھا لیگا وہ تعالے حضرت کو اپنے
نزدیک عرش پر روایت کی یہ اسحق بن راہویہ اور ابن تمیم نے
ابن فضیل سے انہون نے لیث سے انہون نے مجاہد سے کہا
ذہبی نے کتاب العرش مین کہ مروزی حفاف نے کہا کہ مین نے
ابن مصعب سے سنا کہ انہون نے یہ آیۃ پڑہی عسی ان یبعثک ربک
مقاماً محمودا اور کہا کہ ہان بٹھا لیگا وہ حضرت کو اپنی ساتھ
عرش پر امام احمد بن حنبل نے ذکر کیا ابن مصعب کا اور کہا کہ مین
نے اون سے حدیثین لکھی ہین اور اونکا سا آدمی کہان ہوتا ہے
ایسا ہی روایت کیا اوسکو ابو بکر مروزی نے جو رفیق تھے امام احمد
بن حنبل کے کتاب فضیلۃ النبی مین اور وہ ایک شخص ہین کہ انہون
نے فقہ حاصل کی ہے احمد بن حنبل سے اور انہون نے یہ
کتاب دو سو ستر سال کے ادہر اودہر تصنیف کی ہے جب
انکار کیا بعض جہمیون نے اس امر کا کہ بٹھا دیگا اللہ تعالے
انحضرت کو عرش پر اور اون کے زمانے والون نے اسکا استفتا
کیا اور یہ حدیث مجاہد سے ثابت ہے روایت کی اون سے
لیث بن ابی سلیم نے اور عطاء بن سائب اور جابر بن یزید اور
ابو یحیی قتات وغیرہم نے اور لیث سے محمد بن فضیل اور

عبداللہ بن ادریس ازدی نے بھی روایت کی ہے اور محمد
بن فضیل کے روایت سے یہ حدیث مشہور ہوگئی ہے کہ وہ
لیث سے روایت کرتے ہین اور روایت کی اون سے ابوبکر
بن ابی شیبہ نے اور اون کے بھائی نے جنکا نام عثمان تھا غرض
ان دونون نے اس روایت کو علی رؤس الاشہاد بغداد مین
روایت کیا اور انہون نے اسحق بن راہویہ اور محمد بن عبداللہ بن نمیر سے
بھی روایت کی اور خلاد بن اسلم اور اسمعیل بن حفص ایلی اور سفیان بن
وکیع اور محمد بن حسان اور حسن ابن الزبیر سے ہے اور ابوالخرجی اور
حارث بن شریح اور سلمی بن حرب اور علی بن المنذر افریقی اور عباس
بن یزید حرانی نے کہا اور لفظ اون کے روایت کی یہ ہین کہ بٹھالیگا
اللہ تعالے ایکو اپنی ساتھ اپنے عرش پر اور اور راویون کے
لفظ یہ ہین کہ خبر دی ہمکو دو توثیقون نے ابی شیبہ اور عبدالرحمن
بن صالح اور ہارون بن معروف اور ابراہیم بن موسے رازی
اور واصل بن عبدالاعلی اور یحیے ابن عبدالمجید اور عمانی اور عبد بن لعیش
اور جعفر بن محمد بن مداد نے کہ بٹھالیوگا وہ اونکو عرش پر اور زیادت
جو اس روایت مین ہے وہ صحیح اور مقبول ہے اور بعضون نے
اسکو مرفوع کیا ہے یعنے قول رسول صلی اللہ علیہ وسلم قرار دیا ہے
ابن عمر کے سند سے اور اسناد اسکی واہی ہے کہ ثابت نہین ہوتے

Marfat.com

اور رہی روایت مجاہد کی تو اوسکی ثبوت مین کوئی شک نہین اور جن لوگون
نے اسپر فتوے دیا ہے اون مین مروزی بھی ہین کہ انہون نے کہا یہ
روایت قابل قبول ہے جیسے وارد ہوئی ہے اور اسکا کوئی
معارض نہین اور ابو داؤد صاحب سنن اور عبد اللہ بن امام احمد اور
ابراہیم اور یحیے ابن ابیطالب اور ابو جعفر دقیقی اور محمد بن اسمعیل سلمی الترمذی
اور عباس بن محمد دوری اور محمد بن بشیر بن شریک بن عبد اللہ النخعی ان
سب نے اسکو روایت کیا ہے اور فتوے دیا ہے اور دلیل پکڑی ہے
اوسکی ساتھ جو روایت کی احمد بن فرج ضبائی وغیرہ نے چنانچہ روایت
کی ہم سے عبادہ بن ابی عوق نے انہون نے کہا سنا مین نے اپنے باپ سے
وہ روایت کرتے تھے ضحاک سے وہ ابن عباس سے اس آیہ
کی تفسیر مین عسی ان یبعثک ربک مقاما محمودا کہ کہا
انہون نے بٹھالیویگا پروردگار اونکو عرش پر یہانتک کہ عبد اللہ
بن امام احمد نے کہا حدیث مجاہد کے بعد کہ ہم برا سمجھتے ہین اوسکو جو
اس روایت کو رد کرے اور انکار کرنیوالا میرے نزدیک برا شخص ہے
کہ وہ بدعقیدہ ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور مین نے
یہ حدیث سنی ہے ایک جماعت سے اور محدثون مین سے مین نے
کسی کو نہین دیکھا جو اس روایت کو رد کرتا ہو اور ہمارے خیال مین
یہ بات تھی جب ہم اس روایت کو اپنے اوستادون سے سنتے

سے جانتے تھے کہ جہمی لوگ اسکے منکر ہین اور روایت کی ہم سے
ہارون بن معروف نے انہون نے ابن فضیل سے انہون نے
لیث سے انہون نے مجاہد سے اس قول خداوند تعالے
کی تفسیر مین عسی ان یبعثک ربک مقاما محمودا
کہا اونہون نے کہ بٹھالیویگا اونکو پروردگار عرش پر اور حدیث بیان کی
ہم سے میرے باپ نے اور کہا ابن فضیل اسکو روایت کیا کرتے تھے اور مین اسکو
اون سے سن نہین سکتا تھا اور مروزی نے کہا روایت کی مجھ سے
ابراہیم بن عرفہ انہون نے کہا کہ سنا مین نے اپنے باپ سے کہ فرماتے تھے
سنا مین نے احمد بن حنبل سے اور پوچھی کسی نے اون سے حدیث
مجاہد کی جسمین بیان ہے کہ بٹھالیویگا اللہ تعالے محمد صلی اللہ علیہ وسلم
کو عرش پر تو کہا امام احمد نے کہ قبول کیا ہے اسکو علما نے کہا امام مروزی
نے اور کہا ابو داؤد صاحب سنن نے کہ احتجاج کیا ہے اسکی ساتھ روایت
کی ہم سے محمد بن ابی صفوان ثقفی نے انہون نے یحیے بن ابی کثیر سے
انہون نے سیف سدوسی نے انہون نے عبد اللہ بن سلام نے
انہون نے کہا اے ابا مسعود جب ہونگے وہ اللہ کی کرسی پر تو کیا
اللہ اون کے ساتھ ہوگا تو انہون نے فرمایا خرابی ہو تیری یہ حدیث
سب سے زیادہ انکھون کی ٹھنڈی کرنے والی ہے [illegible] اور مراد ابا مسعود
سے سعید بن ابی ایاس جریری ہین جنہون نے روایت کی ہے یہ حدیث

تابعین اور انہون نے سنا ہے ابا الطفیل سے اور روایت کی ہے
اون سے شعبہ اور ثوری نے اور ابو داؤد نے کہا مین نہین گمان کرتا
ہون کسیکو کہ وہ سنت و جماعت سے ہو اور پہر کلام کرے اس حدیث
مین مگر ہم جانتے ہے کہ جہمیہ اسکے منکر ہین اور روایت کی محمد بن جریر طبری
نے اپنی تفسیر مین اس آیۃ کے ذیل مین مجاہد وغیرہ سے کہ انہون نے
کہا مسلمانون کے فرقون مین سے کوئی ایسا نہین ہے جو اسکا منکر
ہو مگر وہی شخص جو انکار کرتا ہے اللہ کے عرش پر ہونیکا ایسے ہی روایت
کی یہ ابو بکر نقاش نے اپنی تفسیر مین اور ایسے ہی روایت کی خلال
اور ابو العباس بن شریح حیفہانی سے کہ یہ دونو الزام دیتے ہین
اوسکو جو اسکا منکر ہو یہانتک کہ کہا ابو بکر نجاد فقیہ نے کہ اگر کوئی قسم کہاوے
قسم کہاوے کہ بیشک اللہ تعالے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو عرش پر اپنی
ساتھہ بٹھالیویگا ورنہ میری عورت پر تین طلاق ہے اور پہر مجھہ سے
فتوے پوچھے تو مین کہون کہ بیشک تو سچا ہے اور تیری قسم
سچی ہے اور ذکر کیا اس قول کو اون سے قاضی ابو یعلی الفراء نے
اور روایت کی ابو بکر خلال نے اپنی کتاب سنۃ مین کہ خبر دی مجھکو ابو الحسن
نے انہون نے روایت کی محمد بن علی سراج نے کہ کہا انہون نے
دیکھا مین نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب مین اور عرض کی کہ
یا رسول اللہ مین کچھہ عرض کیا چاہتا ہون سو آپ میری طرف متوجہ ہوئے

اور فرمایا کہو میں نے عرض کی کہ ترمذی کہتا ہے کہ اللہ تعالی آپکو اپنی
ساتھ عرش پر نہین بٹھاویگا سو آپ میری طرف غصہ ناک ہوکر
دیکھنے لگے اور آپ نے سیدھے ہاتھ سے اشارہ فرمانے لگے
جیسے چالیس کا عقد ہوتا ہے اور وہ فرماتے تھے قسم ہے
اللہ کی کہ وہ مجھے بٹھاویگا اپنی ساتھ عرش پر پھر مین جاگ
اوٹھا اور یہ ترمذی وہ ابو عیسے صاحب جامع نہین ہین جنکی
کتاب صحاح ستہ مین شمار ہوتی ہے بلکہ وہ ایک شخص تھا
اون کے زمانہ مین جہمیہ کے گروہ کا اور اوسکا نام مشہور نہین اور کہا
محمد بن عمر الفارسی نے حدیث مجاہد کے بعد کہ مجھے خبر پہنچی ہے
کہ سلوب نے جو جاہلون مین سے ہے اسکا انکار کیا ہے پھر نظر کی
مین نے اوسکی انکار مین ہو اگر اوسنے مجاہد کے قول پر انکار
کیا تو گویا ابن عباس پر انکار کیا اور جب ابن عباس پر انکار کیا
تو رسول اللہ پر انکار کیا اسلئے کہ حقیقت مین یہ سب لوگ راوی
ہین اصل ارشاد و ارشاد صاحب نبوت ہے اور روایت کی شعبہ نے
عبد اللہ بن عمر سے کہ انہون نے کہا سنا مین نے مجاہد سے کہتے
تھے صحبت مین رہا مین ابن عمر کے کہ اون کی خدمت کرون تو وہ
ہی خدمت کرتے تھے اور اب ہم ذکر کرینگے اون لوگون کا جنہون نے
فتوے دیا کہ اونمین سے مروزی ہین کہ انہون نے کہا جاری لیجاوے

یہ خبر جیسے آئی ہے اور یہ قبول کیجاتی ہے غرض ذکر کرینگے ہم اون مفتیون
کا اون کے طبقات مین انشاء اللہ تعالے تمام ہوا قول
کا پینتیسوین جو روایت کی ہیثم بن خلف دوری نے
اول مین کتاب ذم اللواط کے مجاہد سے اس آیت کی تفسیر مین
کہ فخلف من بعدھم خلف ہے کہا انہون نے
کہ یہ لوگ اس امت مین ہین کہ وہ ایک دوسری پر چڑھینگے جیسے
گدہے اور چارپائے چڑھتے راستون مین اور نہین شرم کرینگے
لوگون سے زمین مین اور نہ خوف کرینگے اللہ کا جو آسمان پر ہے
چھتیسوین جو روایت کی عثمان بن سعید دارمی نے کتاب النقض
مین جورد مین مریسی کے لکھی ہے سعید بن جبیر سے کہ انہون نے
کہا لوگون پر قحط ہوا ایک بادشاہ کے زمانہ مین بنی اسرائیل کی بادشاہون
مین سے کئی سال تک سو بادشاہ نے کہا کہ ہماری اوپر پانی
نہیں آسمان سے ورنہ مین اوسے ایذا دونگا تو اوسکی رفیقون
نے کہا تو اوسے کیا ایذا دے سکتا ہے وہ تو آسمان پر ہے تو
اوسنے کہا مین اوسکے دوستون کو قتل کرونگا پھر اللہ تعالے
نے اوپر مینہ بھیجا سینتیسوین جو روایت کی قتادہ سے
کہ کہا بنی اسرائیل کی ایک عورت نے کہا ای رب تو آسمان سے
برسا اور ہم زمین پر ہین سو کیونکر ہم تیری مرضی اور غصہ کو

پہچانین تو فرمایا اللہ تعالے نے کہ جب مین تم سے راضی
ہوتا ہون تو تمہارے نیکون کو تم پر حاکم کرتا ہون اور جب تم پر
غصہ ہوتا ہون تو تمہارے بدون کو تم پر حاکم کرتا ہون ۔ تیسویں
جو روایت کی ابن ابی حاتم نے قتادہ سے اس قول کی تفسیر مین
ثم استوی علی العرش کہا انہون نے کہ استوا
کیا پروردگار نے ساتوین دن ۔ اونتالیسوین جو روایت کی
بغوی نے اون سے اس قول کی ذیل مین ثم لاتینھم
من بین ایدیھم کہ شیطان اون کے اوپر سے نہ آسکا
اور یہ طاقت نہوی کہ بندون مین اور اللہ کی رحمت مین حائل
ہو جاوے چالیسوین جو روایت کی ابن ابی حاتم نے کعب
احبار سے کہ انہون نے کہا اللہ تعالے نے پیدا کیا مخلوق
کو اور استوا کیا عرش پر پھر عرش نے تسبیح کی اکتالیسوین
جو روایت کی ابو القاسم لالکائی نے باسناد صحیح ثابت بنانی
سے کہ داؤد علیہ السلام نماز دراز کرتے تھے پھر رکوع کرتے تھے
اپنا سر آسمان کی طرف اوٹھاتے تھے اور کہتے تھے کہ تیری طرف
اوٹھایا مین نے اپنا سر جیسے غلام اپنے مالکون کی طرف دیکھتے
ہین اے رہنے والے آسمان کے ذہبی نے کہا اسناد اسکی
صحیح ہے بیالیسوین جو روایت کی حافظ ابی بکر بن ابی الدنیا

اسنے اپنی تصانیف مین ابی علی المدینی سے کہ وہ کہتے ہین روایت
کی ہم سے ابراہیم بن حسن نے اون سے ابی جعفر نے جو ایک
شیخ ہین قریش مین سے وہ روایت کرتے ہین مالک بن دینار
سے کہ انہون نے کہا مین نے پڑھا ہے بعض کتب مین یعنے
آسمانی کتابون مین سے کہ بیشک اللہ تعالے فرماتا ہے کہ اے
بیٹے آدم کے میری خیر اوترتی ہے تیری طرف اور تیرا شر چڑھتا
ہے میری طرف مین تجھہ سے محبت کرتا ہون نعمتین دے دے
کر اور تو مجھہ سے دشمنی کرتا ہے گناہ کر کر کے اور ہمیشہ بزرگ
فرشتہ تیرے پاس سے میرے آگے برے کام لیکر چڑھتا ہے
تینالیسوین جو روایت کی حافظ ابو نعیم نے حلیۃ الاولیا مین اوسنے
کہ فرماتے تھے کہ دو روپہلی بات کیطرف جو عرش کے اوپر سے
آئی ہے ذہبی نے کہا اسناد اسکی صحیح ہے چوالیسوین
جو روایت کی ابن عبد البر نے اور ابو عبد اللہ ابن بطہ اور بیہقی نے
اسماء الصفات مین مقاتل بن حیان کے روایت سے کہ وہ ضحاک
سے راوی ہین اس قول کی تفسیر مین ما یکون من نجوی
ثلاثۃ الا ھو رابعھم آخر آیۃ تک کہ وہ اپنے عرش
کے اوپر ہے اور علم اوسکا اون کی ساتھہ ہے اور لفظ بیہقی کا
یہ ہے کہ وہ اللہ عرش پر ہے اور علم اوسکا اون کی ساتھہ ہے

ذہبی نے کہا اسانید ان کے جید ہین ۴۵ ستالیسوین جو روایت کی
ابو احمد غسال نے اون سے کہ کہا وہ تعالے عرش پر ہے
اور علم اوسکا اون کے ساتھ ہے جہان کہین ہون ۴۶ چھیالیسوین
جو روایت کی ذہبی نے کتاب العرش مین اور کہا یہ روایت کی ہے
ہم نے باسناد صحیح بہت سے راوی سے کہ وہ سلیمان تیمی ہے
راوی ہے کہ انہون نے کہا اگر کوئی مجھہ سے پوچھے کہ اللہ کہان ہے
تو مین کہون کہ آسمان پر ہے ۴۷ سینتالیسوین جو بخاری نے
کہا اپنے رسالہ خلق افعال عباد مین کہ حفص بن ربیع نے کہا کہ سدہ
نے کہا سنا مین نے سنا مین نے سلیمان تیمی سے کہ کہتے تھے
اگر کوئی مجھہ سے پوچھے کہ اللہ کہان ہے تو مین بے دھڑک کہون
کہ آسمان پر ہے پھر اگر کوئی پوچھے کہ عرش اوسکا کہان تھا قبل آسمان
کے تو مین کہون پانی پر تھا پھر اگر کہین کہان تھا عرش اوسکا پانی
سے پہلے مین کہون مین نہین جانتا ابو عبد اللہ نے کہا یہ اسوجہ سے
کہا کہ اللہ تعالے فرماتا ہے **ولا یحیطون بشیء من علمہ**
الا بما شاء یعنے گھیر نہین سکتے اوسکے علم مین سے مگر جتنا
وہ چاہے یعنے جتنا بیان کرے ۴۸ اڑتالیسوین جو روایت کی ابو الشیخ
نے صفوان بن عمر کی سند سے وہ شریح بن عبید سے راوی
ہین کہ وہ کہتے تھے بلند ہو گئی طرف تیری اوسنے تسبیح کی اور

Marfat.com

چڑھ گئی طرف تیرے عزت تقدیس کی پاک ہے تو صاحب اختیار کا
تیرے ہاتھ مین ملک اور سلطنت اور انجیان اور اندازہ ہر ایک
شے کا ذہبی نے کہا اسناد اسکی صحیح ہے اونچاسوین جو
روایت کی عبداللہ بن احمد نے کتاب الرد علی الجہمیہ مین عبید بن
عمیر سے انہون نے کہا اوترتا ہے پروردگار تعالے شانہ ایک
ٹکڑے مین رات کے آسمان کیطرف اور فرماتا ہے کون مجھ سے
سوال کرتا ہے کہ مین اوسے دون کون مجھ سے مغفرت مانگتا ہے
کہ مین اوسے بخشون یہانتک کہ جب فجر ہو جاتی ہے چڑھ جاتا ہے
پروردگار عزت اور بزرگی والا روایت کی یہ حجاج نے ابن جریج سے
انہون نے عطا سے انہون نے عبید بن عمیر سے پچاسوین جو
روایت کی ابو الشیخ نے کہ روایت کی ہم سے عبداللہ بن سلیم نے
احمد سے انہون نے محمد سے انہون نے محمد بن ابراہیم سے اونہون
نے اسمعیل بن عبد الکریم سے انہون نے عبد الحمید سے انہون نے
وہب ابن منبہ سے کہ انہون نے کہا پایا مین نے توراۃ مین کہ پہلے اللہ تھا
اور کوئی چیز نہ تھی اوس سے پہلے اور یہ نہین کہہ سکتے کہ کیسا تھا اور
کہان تھا اور کسطرح تھا اسلئے کہ کیفیت کو تو خود اوسنے بنایا ہے
اور مکان اور ہر طرح کو اوسنے پیدا کیا ہے غرض مخلوقات مین سے
پہلے جو چیز بنائی اوس سے کہا ہو جا وہ کرسی ہو گئی پھر اللہ تعالے نے

استوا کیا عرش پر جتنی مدت تک چاہا پھر فرمایا الرحمن علی العرش
استوی سے اور کیفیت مجہول ہے اور جواب دینا اوسکا بدعت
ہے اور سوال کرنا اوس سے تکلف ہے اور ذکر کی انہون نے
حدیث طویل امام ذہبی نے کہا اس مین دلیل ہے اسپر کہ یہ کہنا
چاہیئے کہ اللہ کہان تہا قبل عرش کے بنانے سے اور عما جوابی رزین
کے حدیث مین مذکور ہے جبکہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے کہ کہان تہا پروردگار ہمارا تو فرمایا آپ نے کہ عما مین تہا پھر پیدا کیا عرش
کو اور اوسکے اوپر ہوا غرض عما کے پیدا کرنے کے قبل پوچھنا نہین چاہیے
کہ وہ کہان تہا تاکہ اس اثر مین اور ابی رزین کی روایت مین موافقت
ہو جاوے اور یہ کہنا کہ اللہ کہان ہے سو یہ تو آگے خود گذرا
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور جواب دیا گیا کہ وہ
آسمان مین بڑی عزت اور جلال والا اور یہ مضمون کئی حدیثون
مین آیا ہے تمام ہوا قول ذہبی کا اکاون وہی جو روایت
کی ابو الشیخ نے کتاب العظمت مین کہ روایت کی ہم سے دلید
بن ابان نے انہون نے ابو حاتم سے انہون نے نعیم سے انہون
نے سفیان سے انہون نے اسمعیل بن ابی خالد سے انہون
نے ابی عیسے سے کہ کہا انہون نے کہ ایک فرشتہ ہے کہ جب
پروردگار چڑہا اپنی کرسی پر سجدہ مین گرا وہ اور سر نہین اوٹھایا اوسنے

۲۷۱

یہانتک کہ قائم ہوگی قیامت اور قیامت کے دن عرض کریگا کہ مین
نے نہین عبادت کی تیری جو حق عبادت کا ہے امام ذہبی نے
کہا اس اسناد مین سب لوگ امام ہین روایت کی یہ ابو احمد غسال نے
اور لفظ اوسکا یہ ہے کہ جب استوا کیا اوس نے اپنی کرسی پر کہ عزت والا
اور جلال والا ہے اور ابو عیسے یحیے بن رافع ہین قدما تابعین
سے کہ اونکو سماع ہے عثمان بن عفان سے مین کہتا ہون کہ
ذکر کیا ہے سیوطی نے اپنی تفسیر در منثور مین اس قول مین اللہ تعالے
کہ ثم استوی علی العرش کہ روایت کی عبد بن حمید نے
ابی عیسے سے کہ کہا انہون نے کہ جب استوے کیا اوسنے عرش
پر ایک فرشتہ سجدہ مین گر پڑا اور وہ سجدہ مین ہے یہانتک کہ
اویگی قیامت پھر جب قیامت کا دن ہوگا وہ اپنا سر اوٹھاویگا اور
عرض کریگا کہ پاک ہے تو ہم نے تیری کچھ عبادت نہین کی جیسا
حق ہے تیری عبادت کا مگر اے رب نہین شریک کیا مین نے
تیرا کسیکو اور دوست نہین بنایا تیرے سوا کسیکو پاون حوروایت
کی بیہقی نے شبل کی سند سے وہ راوی ہین ابی نجیح سے وہ
مجاہد سے اللہ تعالے کے اس قول کی تفسیر مین وقربناہ نجیا
یعنے قریب کیا ہم نے موسے کو کانا ہوسی کرنیکو کہا انہون نے کہ
ساتوین آسمان اور عرش کے بیچمین ستر ہزار پردہ ہین پھر جب دیکھا

پھر جب دیکھا اپنے مکان کو اور سنی آواز قلم کی کہا اے رب میرے
دکھا تو مجھکو کہ مین نظر کرون تیری طرف ترین جو روایت کی لالکائی
نے سنت مین اور خلال نے سفیان کے طریقہ سے ایسی
اسناد سے کہ اوسمین سب امام ہین اور بیہقی نے اسماء اور صفات
مین عبداللہ بن صالح بن مسلم کی طریق سے کہ انہون نے کہا پوچھا
کسی نے ربیعہ بن ابی عبدالرحمن سے اس قول کو استوی
علی العرش کو کہ کیونکر استوی کیا انہون نے فرمایا کہ استوی
غیر مجہول ہے اور کیف غیر معقول ہے یعنے عقل مین نہین
آتا اور اللہ کیطرف سے ہے پہنچا دینا اور رسول کے اوپر
پیغام سنانا اور ہمارے اوپر ہے تصدیق کرنا چون وہ ہے
جو روایت کی صاحب مدارک نے امام جعفر صادق سے رضی
ہو اللہ اون سے اور ہم سے کہ فرمایا انہون نے استوی معلوم
ہے اور کیفیت مجہول ہے اور ایمان اوسپر واجب ہے اور انکار اوسکا
کفر ہے اور سوال کرنا اوس سے بدعت ہے تحقیق وہ
ہے جو منقول ہوئی حسن سے مثل اسکی جو ابھی گذری اور اوس
قولون پر ہم اعتماد نہین کرتے جبتک نہ پائی جاوے سند اوسکی
جو منقول ہو کسی امام سے ائمہ حدیث کے اور یہان ہم نے صرف اسلئے
سکے لئے ان کو نقل کر دیا اسلئے کہ ہم سب اقوال کا جو اشارہ ہین

اسے مین جمع کرنا چاہتے ہین پہلے جو روایت کی ابن ابی شیبہ نے
کتاب العرش مین باسناد صحیح کہ صحیح کہا اوسکو ذہبی نے عباس قمی سے
کہ انہون نے کہا پوچھا ہمکو کہ داؤد علیہ السلام اپنی دعا مین کہا کرتے
تھے سبحانک اللھم انت ربی تعالیت فوق
عرشک وجعلت خشیتک علی من فی السماء
یعنے پاک ہے تو اے اللہ تو ہی ہے پالنے والا میرا بلند ہے تو اوپر
عرش اپنے کے اور رکھا تو نے اپنا خوف اون لوگون پر جو
آسمان مین ہین ستاون وہ روایت ہے جو نکالی طبرانی نے
اپنی کتاب الصفت مین ایوب سختیانی نے کہ ذکر کیا معتزلہ کا
اور کہا کہ مدار اون لوگون کا اسی پر ہے کہ وہ کہتے ہین کہ آسمان
پر کوئی چیز نہین ذہبی نے کہا ہمکو خبر دی اسکی احمد بن ابی الخیر
نے محمد بن زید سے اونہون نے محمد بن صیرفی سے انہون
نے ابن سلیمان سے جو حرب کے بیٹے ہین انہون نے
کہا سنا مین نے حماد سے انہون نے ایوب سختیانی سے
پہر ذکر کی یہی روایت اٹھاون جو روایت کی عبد اللہ بن
احمد نے انہون نے اپنے باپ سے انہون نے نافع
بن میمون سے انہون نے بکر بن معروف سے انہون نے
مقاتل بن حیان سے اس قول الٰہی کی تفسیر مین ما یکون

من تحوی ثلاثة الا هو رابعهم کہ وہ اللہ تعالیٰ
اپنے عرش کے اوپر ہے اور علم اوسکا اون کے ساتھ ہے
اور ساٹھوین ۵۹ جو روایت کی ابن ابی حاتم نے اپنے باپ
سے انہون نے سلیمان بن حرب سے کہ سنا مین نے
حماد بن زید سے کہتے تھے کہ اونہون کا ارادہ ہے یعنے
معتزلہ کا کہ وہ کہین آسمان پر کوئی معبود نہین ہے اور روایت
کی عبد اللہ بن احمد نے سلیمان بن حرب سے انہون نے کہا
سنا مین نے حماد بن زید سے اور ذکر کیا ان جہمیہ لوگون کا
تو انہون نے کہا کہ وہ ارادہ کرتے ہین کہ کہین نہین ہے آسمان
مین کوئی چیز ابن تیمیہ نے کہا اسناد اسکی صحیح ہے اور ذکر کیا
یہ بخاری نے اپنے رسالہ خلق افعال العباد مین ساٹھوین
جو روایت کی عبد الرحمن ابن ابی حاتم نے کتاب الرد علی الجہمیہ مین
ابی ہرون سے انہون نے محمد بن خالد سے انہون نے یحیے
سے انہون نے جریر سے کہ وہ کہتے تھے جہمیون کا کلام اول
مین تو شہد ہے اور آخر مین زہر ہے اور وہ سب ارادہ
کرتے ہین کہ کہہ بیٹھین کہ آسمان پر کوئی معبود نہین ۶۰ ستھوین
جو روایت کی بیہقی نے ابی بکر بن معروف سے انہون نے
مقاتل سے کہ کہا پہنچا ہمکو اور اللہ خوب جانتا ہے اس آیت کی

Marfat.com

تفسیر مین هو الاول والآخر والظاهر والباطن
کہ وہ اول ہی سب چیز سے پہلے اور آخر ہی سب چیز کے بعد اور ظاہر
ہے ہر چیز کے اوپر اور باطن ہے ہر چیز سے نزدیک اور نزدیکی سے
مراد علم اور قدرت ہے اور وہ اپنے عرش پر ہے اور وہ ہر چیز کو
بخوبی جانتا ہے **باسٹھوین** جو روایت کی ابو الشیخ اصبہانی
نے کتاب العظمت مین اسحاق بن احمد سے اونہون نے محمد بن حمید سے اونہون نے
سلمہ بن فضل سے انہون نے محمد بن اسحاق سے کہا انہون نے کہ بھیجا اللہ تعالے
نے ایک فرشتہ فرشتون مین سے یعنے بخت نصر کی طرف
تو اوسنے کہا آیا جانتا ہے تو اے دشمن اللہ کے کہ آسمان و زمین
مین کتنی دوری ہے اوسنے کہا نہین تب فرشتہ بولا کہ زمین و آسمان
مین پانسو برس کا فاصلہ ہے اور موٹان اوسکی بھی اتنی ہی ہے
اور ذکر کی حدیث اسکی آگے یہانتک کہ ذکر کیا حاملان عرش کا
اور کہا اون کے اوپر عرش ہے اور عرش پر سب بادشاہون
کا بادشاہ ہے برکت والا بلند ذات والا اے دشمن اللہ کے
تو اوسکی طرف جھانکتا ہے پھر بھیجا اللہ تعالے نے اوسپر مچھر
کہ اوسنے قتل کر دیا اوس دشمن خدا کو امام ذہبی نے کہا اسناد
اوسکی جید ہے **ترسٹھوین** جو روایت کی حافظ ابو احمد
غسال نے کتاب المعرفہ مین عبد العزیز سے کہ انہون نے کہا

روایت کی ہم سے حماد بن سلمہ نے ایک حدیث کہ اوسمین تا
اللہ تعالے آسمان دنیا کی طرف پھر کہا حماد نے جسکو تم دیکھو کہ
اسکا انکار کرتا ہے اوسپر گمان کرو یعنے جہمی ہونیکا جو سٹھو تین
جو روایت کی عبدالرحمن بن ابی حاتم نے کتاب الرد علی الجہمیہ
مین عبدالرحمن بن مہدی سے کہ انہون نے کہا اصحاب
جہم کے ارادہ کرتے ہین کہ کہین کہ اللہ تعالے نے کلام
نہین کیا موسے علیہ السلام سے اور ارادہ کرتے ہین کہ
کہین نہین آسمان پر کوئی چیز اور اللہ تعالے نہین ہے عرش
پر مین دیکھتا ہون کہ اون سے توبہ لیجاوے اگر توبہ کرین
تو خیر ورنہ قتل کئے جاوین اور ذہبی اسکو کتاب العرش مین لائے
ہین عبدالرحمن بن مہدی سے کہ انہون نے کہا جہمیہ ارادہ
کرتے ہین کہ اللہ تعالے کے کلام کرنیکی موسے علیہ السلام
سے نفی کرین اور اسکی نفی کرین کہ اللہ عرش پر ہے مین سمجھتا
جانتا ہون کہ اون سے توبہ لیجاوے ورنہ اون کی گردن
ماری جاوے کہا ذہبی نے اور روایت کی یہ کئی شیخون
نے باسناد صحیح عبدالرحمن سے اور یہ عبدالرحمن وہی ہے
جنکے حق مین ابن مدینی نے کہا ہے جو صحیح مین بخاری کے
کہ اگر مین قسم کہاؤن رکن اور مقام کے بیچمین تو البتہ قسم

کہا سکتا ہون کہ مین نے اون سے بڑا عالم نہین دیکھا اور
روایت کی ابن تیمیہ نے کہ انہون نے کہا اہل ہوا مین سے
کوئی اصحاب جہم سے بدتر نہین ارادہ کرتے ہین کہ کہین کہ آسمان
پر کوئی چیز نہین پہنچتی ہون جو روایت کی ابن ابی حاتم نے
ابی معاذ بلخی سے یعنے خالد بن سلیمان سے کہ وہ کہتے تھے
جھوٹا ہے دشمن اللہ کا جہم اور اللہ آسمان کے اوپر عرش پر ہے
جیسا اوسنے اپنی ذات کا بیان فرمایا ذہبی نے کہا ابو معاذ ایک
امام حدیث ہے چھیاسٹھوین جو روایت کی ابن ابی حاتم
نے ابی زرعہ سے وہ ہدبہ بن خالد سے کہ سنا مین نے
سلام بن ابی مطیع سے کہ کہتے تھے خرابی ہے اون کی یعنے
جہمیون کے اس کلام مین اللہ کی قسم کوئی چیز حدیث مین ایسی
نہین کہ جو قرآن سے بخوبی ثابت نہوتی ہو اللہ تعالے فرماتا ہے
ان اللہ سمیع بصیر ویحذرکم اللہ نفسہ والارض
جمیعا قبضتہ یوم القیمۃ والسموات مطویات
بیمینہ ما منعک ان تسجد لما خلقت بیدی
وکلم اللہ موسے تکلیما ثم استوی علے العرش
غرض اسی طرح آیتین صفات کی پڑھتے رہے عصر سے مغرب تک
ستر سڑسٹھوین جو روایت کی عبد اللہ بن احمد نے اور بخاری نے

اپنے رسالہ خلق افعال عباد میں یزید بن ہارون سے کہ وہ
کہتے تھے کہ جو کہا کہ استوی علی العرش بمعنی
خلاف اوسکی ہے جو عام لوگوں کے دل میں ہے سو وہ
جہمی ہے کہا امام ذہبی نے روایت کی یہ عبد اللہ نے ابن شاذان
عنبری سے انہوں نے شاذ بن یحیی سے کتاب السنۃ میں
اور یزید بن ہارون شیخ ہیں اہل واسط کے اور بہت بڑے
ہیں علم میں اور زہد میں اور اوسی ابن دوسری صدی کے ہیں
اور اون کے مناقب بہت ہیں اللہ اون پر رحمت کرے اور یہ جو انہوں
نے کہی بہت سچی بات ہے اسلئے کہ اگر معنے اسکی خلاف اوسکے
ہوتے جو عام لوگوں کے دلمیں جما ہوا ہے تنگی ہوتی ہے بچی ہوئے
ہیں اور فطرت درست ہے تو واجب تھا صحابہ اور تابعین پر
کہ اوسکو بیان کر دیتے کہ استوا اللہ تعالے کا اپنے عرش اوس
فطرت کے خلاف ہے جسپر اللہ تعالے نے اپنی مخلوق کو بنایا
اور جسکی اوپر اون کے عقاد کو محمول کیا مگر یہ جو کہ بعض نادانوں
میں سے کوئی ایسا ہو کہ خیال کرتا ہو کہ آسمان یا عرش ہے اس سے
یہ معلوم ہوتا ہے کہ عرش یا آسمان اوس تعالے کو گھیرنے
والا ہے جیسا جسام میں ہم دیکھتے ہیں تو یہ خیال بڑے جاہل کا
ہے اور عام لوگوں میں میں نہیں جانتا کہ کوئی ایسا اعتقاد رکھتا ہے

الله نور السموات والارض مثل نوره كمشكوة فيها مصباح المصباح في زجاجة

یا ایسا کہتا ہو اور یہ مراد یزید بن ہارون کی بھی ہرگز نہین اور مراد اوسکی وہی ہے جو آگے ہو چکی **اڑسٹھوین** جو روایت کی ابن ابی حاتم نے اور بخاری نے خلق افعال عباد مین کہ جہمیہ کا ذکر آیا سعید بن عامر ضبعی کے آگے جو امام ہین بصرہ کے اور دوسری صدی کے سرے پر گذری ہین تو انہون نے کہا کہ جہمیہ کا قول یہود و نصاریٰ سے بدتر ہے اسلئے کہ ساری دنیا کے دین والے متفق ہین اسپر کہ اللہ تعالے عرش پر ہے اور وہ کم بخت کہتے ہین کہ عرش پر کوئی چیز نہین **اونہتروین** جو روایت کی ابن ابی حاتم نے عباد بن العوام سے جو ایک امام ہین واسط کے کہ کلام کیا مین نے بشر مریسی سے اور اوسکے لوگون سے تو دیکھا مین نے آخر کلام اونکا کہ ختم ہوتا ہے اسی پر کہ آسمان پر کوئی چیز نہین مین جانتا ہون واللہ اعلم کہ اون سے نکاح نکیا جاوے اور نہ وارث کی جاوین اور اسی کی مثال آگے جریر اور حماد بن زید کا قول گذر چکا **ستر ہوین** جو روایت کی ابن ابی حاتم نے اصمعی سے کہ انہون نے کہا آئی عورت جہم کی اور اوسکے آگے ایک شخص نے کہا کہ اللہ اپنے عرش کے اوپر ہے تو وہ بولے کہ محدود ہے اور ایک محدود کے اصمعی نے کہا

یہ کافرہ ہے اس قول کے سبب سے **اکثر دین** جو روایت
کی ابن ابی حاتم نے یحیے بن علی بن عاصم سے کہ اونہون نے
کہا مین اپنے باپ کے پاس تہا کہ مریسی نے آنے کی اجازت
مانگی سو مین نے اپنے باپ سے کہا کہ ایسا شخص بہی آپکے پاس
آتا ہے سو انہون نے کہا وہ کیسا ہے مین نے کہا وہ کہتا ہے
کہ قرآن مخلوق ہے اور اعتقاد رکہتا ہے کہ اللہ اوسکی ساتہہ
ہے زمین پر اور اور بہی باتین اوسکی ذکر کین تو میرا باپ اور باتون
پر اتنا خفا نہین ہوے جتنے ان دو باتون پر خفا ہوے کہ
قرآن مخلوق ہے اور اللہ اوسکی ساتہہ ہے زمین مین یعنے
یہ دونو باتین اونکو نہایت کفر کی نظر آئین اور واقع مین ایسی ہی
ہین امام ذہبی نے کہا علی بن عاصم ایک امام ہین مامون مین سے
یزید بن ہارون کے طبقہ سے اون کی وفات سن اکاسی مین
ہوئی اور کہا انہون نے کہ میرے باپ نے مجہے ایک لاکہہ درم دی
اور مین اپنے سفر سے جب پہر کر آیا تو ایک لاکہہ لایا **مترجم** قرمانت
شوم و گرد سرت گردم **بہتر دین** جو روایت کی ذہبی نے اپنے
استاد کی ساتہہ محمد بن حماد سے کہ سنا مین نے وہب بن جریر سے
کہ فرماتے تہے بچو تم رائے سے جہم کے اسلئے کہ وہ ارادہ کرتے
ہین کہ کہین آسمان مین کوئی چیز نہین اور یہ خیال اونکا ابلیس کے

وحی کے سوا اور کچھ نہین اور کفر کے سوا اور کچھ نہین تہتر ۷۳ وین
جو روایت کی بخاری نے خلق افعال عباد مین کہ وہب بن جریر نے
کہا جہمیہ زنادقہ ہین اور ارادہ کرتے ہین کہ عرش پر اللہ نے استوا
نہین کیا چوہتر ۷۴ وین جو روایت کی دارقطنی نے صفات مین
اور عبداللہ بن احمد نے سنۃ مین اور ذہبی نے کہا اسناد اسکی صحیح ہے
محمد بن مصعب سے کہ وہ کہتے تھے جو کہے کہ تو کلام نکریگا یعنے سلے
خداوند تعالے اور نہ دکھائی دیگا آخرت مین سو وہ کافر ہے تیری
ذات کا مین گواہی دیتا ہون کہ تو عرش کے اوپر ہے پچہتر ۷۵ وین
جو روایت کی بیہقی نے اسماء والصفات مین حاکم سے انہون نے
اصم سے انہون نے محمد بن جہم سے انہون نے یحیے بن زیاد فرا
سے کہ فرمایا ابن عباس نے ثم استوی صعد یعنے پھر استوا
کیا یعنے چڑھ گیا اور یہ تمہاری اس بات کے مانند ہے کہ جیسے
کسی کو کہو کان قاعدا فاستوی قائما وکان قائما فاستوی
قاعدا یعنے بیٹھا تھا پھر کھڑا ہو گیا اور کھڑا تھا پھر بیٹھ گیا اور اس سب
جگہ استوا کا لفظ بولنا عرب مین رواج ہے چھہتر ۷۶ وین جو روایت کی
عبداللہ بن احمد نے کتاب السنۃ مین احمد بن سعید دارمی سے جو ایک
شیخ ہین مسلم کے انہون نے کہا سنا مین نے اپنے باپ سے سنا انہون نے
ابا عصمہ جنکا نام نوح بن ابی مریم ہے اور اون سے پوچھا ایک شخص نے

اللہ عزوجل کے آسمان پر ہونیکو اور وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ حدیث
بیان کر رہے تھے جسمین حضرت نے لونڈی سے پوچھا کہ اللہ کہان
ہے اور اوسنے جواب دیا کہ وہ آسمان پر ہے اور آپ نے فرمایا کہ اسے آزاد کر دو کہ
مومنہ ہے غرض انہون نے کہا حضرت نے اوسکو مومنہ کہا اتنی بات پر
کہ اوسنے پہچانا کہ اللہ آسمان پر ہے اور آگے ابن مصعب کا قول گذرا کہ
جب انہون نے پڑھا عسی ان یبعثک ربک مقاما محمودا
تو کہا انہون نے کہ ہان بٹھاویگا وہ تعالے اونکو اپنے پاس عرش پر
ستتھروین جو روایت کی ذہبی نے کتاب العرش مین عاصم بن علی
سے جو شیخ ہین بخاری کے انہون نے کہا مین نے مناظرہ کیا جہمی سے سو
ظاہر ہوا اوسکی بات سے کہ وہ ایمان نہین رکھتا اسپر کہ آسمان پر
کوئی معبود ہے امام ذہبی نے کہا عاصم بن علی امام ہے حافظ
ثقہ ہے روایت کرتا ہے شعبہ سے اور ابن ابی ذئب سے
اور لیث اور اون کے مانند اور علما سے وفات پائی اوسنے
سن دو سو اکیس مین کہا یحیے نے وہ سردار مسلمانون کا ہے
اٹھتروین جو روایت کی ذہبی نے اپنے استاد سے امام
ابی بکر بن عبد اللہ بن زبیر حمیدی سے کہ انہون نے کہا جو قرآن
اور حدیث مین آیا ہے جیسے وقالت الیہود ید اللہ
مغلولۃ غلت ایدیہم یعنے یہود نے کہا اللہ کا ہاتھ

گردن مین بندہا ہوا ہے بندہ گئے ہین گردن مین ہاتھ اون کے
اور مثل السموات مطویات بیمینہ یعنے آسمان لپیٹے
ہوے ہین اوسکے دہنی ہاتھ مین اور اسکی مانند جو قرآن و حدیث مین
آیا ہے نہ اوسمین ہم زیادہ کرتے ہین نہ اوسکی کچھ تفسیر کرتے ہین اور
اوسی پر ٹھیرے رہتے ہین جسپر قرآن اور حدیث ٹھیری ہے اور
کہتے ہین ہم کہ رحمن نے عرش پر استوا کیا اور جو اسکے سوا کچھ اور
کہے وہ جھوٹا ہے اور جہمی ہے پھر امام ذہبی نے کہا یہ حدیث ثابت
ہے حمیدی ابی بکر بن عبد اللہ بن زبیر سے جو امام ہین مکہ کے فقہ اور
حدیث مین اور دو سو بیس سن گذری تہی کہ انہون نے حدیث
حاصل کی سفیان بن عیینہ اور شافعی وغیرہما سے اور بخاری نے
اپنے صحیح کو اونہی کی حدیث سے شروع کیا ہے اونہاسی
جو روایت کی ذہبی نے اپنے اسناد سے امام ابی عبید القاسم
سے وہ راوی ہین عباس دوری سے کہ انہون نے کہا سنا مین نے
کہ فرماتے تہے اوس باب مین کہ روایت کرتے تہے وہ اوسمین اللہ کے
دیدار اور کرسی کو اور دونو قدم رکھنے کو کرسی پر اور ہمارے پروردگار
کے ہنسنے کو اور وہ پروردگار کہان ہے پھر کہا انہون نے یہ سب
حدیثین صحیح ہین کہ روایت کی ہین یہ سب اہل حدیث نے اور فقہا نے
ایک نے دوسرے سے اور یہ سب ہمارے نزدیک سچ ہین کہ

انمین کسی طرح کا شک نہین مگر جب کہا جاوے کہ کیسا رکھا اوسنے
اپنے قدمون کو اور کیونکر ہنستا ہے وہ ہم کہتے ہین کہ ہم اسکی کچھ
تفسیر نہین کرتے اور نہ ہم نے کسیکو سنا کہ اسکی تفسیر کرتا ہے اور
ایسے ہی روایت کی یہ دارقطنی نے کتاب صفات مین اپنی
پھر ذہبی نے کہا ابو عبید یہ احبار امت مین سے ہین یعنے بہت
بڑے علما سے کہ وفات پائی انہون نے دو سو چوبیس سال مین
اور یہ اسناد صحیح ہے اون سے اور اون کے بزرگی علم کی یہ بات
ہے کہ اسحاق بن راہویہ نے کہا اون کے حق مین کہ اللہ تعالے نے
انصاف کو دست رکھا ہے ابو عبید مجھ سے زیادہ ہے علم مین
اور امام شافعی سے اور امام احمد بن حنبل سے اسّی جو روایت کی
ابن ابی حاتم نے یزید بن ہارون سے اور پوچھا اون سے ایک شخص نے
اہل بغداد سے اور کہا کہ سنا مین نے مریسی سے کہ وہ اپنی سجدے
مین کہتا تھا سبحان ربی الاسفل یعنے پاک ہے وہ رب میرا جو نیچے
ہے سو کہا یزید نے اگر تو سچا ہے تو وہ کافر ہے اور منکر ہے
اللہ پر سے اکاسی جو روایت کی عبد العزیز محیطی نے اپنی
تصانیف مین بیان ابن احمد سے کہ کہا انہون نے
ہم حاضر تھے عبد اللہ بن سلمہ قعنبی کے پاس سو انہون نے
کہا جو یقین نہ رکھتا ہو اسکا کہ رحمن عرش پر ہے اور استوا کیا ہے

Marfat.com

اوسنے عرش پر جیسا کہ عام لوگون کے دل مین جما ہوا ہے
سو وہ جہمی ہے بیاسی جو روایت کی ابن ابی حاتم نے ابی مضر
قطیعی سے کہ انہون نے کہا جہمیون کے کلام کا انجام کار یہی ہے
کہ آسمان پر کوئی معبود نہین تہراسی جو روایت کی امام ابو عبد اللہ
ابن بطہ نے ابانہ مین بخاری سے انہون نے جعفر بن ابی عثمان طیالسی
سے کہ کہا یحیے ابن معین نے جب جہمی تجہہ سے کہے کیونکر اوترا
وہ پروردگار تو کہہ جس طرح چڑہ گیا تہا چوراسی جو روایت کی
امام ابن بطہ نے ابانہ مین بشر بن حارث حافی سے کہ انہون نے
کہا ایمان کی بات یہ ہے کہ اللہ تعالے اپنے عرش کے اوپر ہے
جیسا اوسنے چاہا اور وہ عالم ہے ہر مکان کا اور بیشک اللہ تعالے
بات کرتا ہے اور پیدا کرتا ہے اور قول وسکا کن مخلوق نہین پچاسی
جو روایت کی ابو الشیخ نے کتاب العظمۃ مین اور عبد اللہ بن امام احمد
نے کتاب الرد علی الجہمیہ مین عمر بن بحر اسدی سے کہ انہون نے
کہا سنا مین نے دو النون مصری سے کہ فرماتے تہے چمک گئے
اوسکے نور سے آسمان اور روشن ہو گئی اوسکے مونہہ سے
تاریکیان اور روپوش ہے اوسکا جلال انکہون سے اور مناجات
کر رہی ہین اوسکی عرش کے اوپر زبانین دلون کی چھاسی
جو روایت کی ابن ابی حاتم نے یحیے ابن معاذ رازی سے کہ انہون

سے کہا اللہ تعالیٰ اپنے عرش پر ہے جدا ہے اپنی مخلوق سے
اور ہر چیز کو اپنے علم سے گھیرے ہوا ہے اور ہر چیز کو گن رکھا ہے
اس بات میں کوئی شک نہیں آتا سوائے جہمی کے جو مردود ہے
ہلاک ہونے والا ہے شک کرنے والا ملتا ہے اللہ تعالیٰ کو اوسکی
مخلوقات سے اور ملتا ہے اوسکی پاکذات کو کسی اعضو اور
میلوں سے سبحانہ کی روایت کی ابن ابی حاتم نے
علی بن مدینی سے کہ اون سے جب سوال ہوا کہ کیا ہے قول
اہل سنت والجماعت کا تو انہوں نے کہا یقین لا شک ہے وہ
اللہ کے دیکھنے پر اور باتیں کرنے پر اور اسپر کہ اللہ تعالیٰ نے
آسمانوں سے پرے عرش کے اوپر سے پھر کسی نے یہ
آیت پڑھی ما یکون من نجوی ثلثۃ الا ھو رابعھم
تو انہوں نے کہا اسکے آگے کا لفظ پڑھو الم تر ان اللہ
یعلم یعنے کیا نہیں جانتا تو کہ اللہ علم رکھتا ہے یعنی اللہ تعالیٰ
نے علم کا بیان کر دیا علی بن مدینی نے کہا یہ بہت بڑے
امام ہیں اور بخاری کے شیخ ہیں الہامی جو روایت کی بخاری
نے اپنے رسالہ خلق افعال عباد میں علی بن مدینی سے کہ انہوں
نے کہا جو لوگ کہتے ہیں کہ اللہ کا لڑکا ہے وہ کفر ہیں اون سے
بڑھکر ہیں جو کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کلام نہیں کرتا اور فرمایا

بچہ مریسی اور اوسکے لوگون سے اسلئے کہ اون کی باتون مین
زندقہ ملا ہوا ہے یعنے کفر گہلا ہوا ہے اور مین نے اون کے
اوستاد جہم سے گفتگو کی تو اوسنے کوئی معبود آسمان پر ثابت
نکیا نواسی ۸۹ جو روایت کی بخاری نے اوسی رسالہ مین فضیل
بن عیاض سے کہ انہون نے کہا جب تجہہ سے بہی کہے کہ مین
منکر ہون اوس خدا کا جو اپنے مکان سے اوترے تو تو کہہ
کہ مین ایمان لایا اوس پروردگار پر جو کرتا ہے جو چاہتا ہے
نوی ۹۰ جو روایت کی بخاری نے اوسی رسالہ مین محمد بن یوسف
سے کہ انہون نے کہا جو ایسا کہے کہ اللہ اپنے عرش پر نہین وہ
کافر ہے اور جو گمان کرے کہ اللہ نے کلام نہین کیا موسے
سے وہ کافر ہے اکانوی ۹۱ جو کہا بخاری نے اوسی رسالہ مین
روایت کی مجہہ سے ابو جعفر نے کہ سنا مین نے حسن بن موسے
اشیب سے اور ذکر کیا اونہون نے جہمیہ کا اور برا کہا اونکو پہر کہا ایک
سردار زندیقون کا کہ اوسکا نام شمعلہ تہا مہدی کے پاس آیا جو خلیفہ
اور بادشاہ وقت تہے مہدی نے اوس سے کہا تو مجہہ اپنے
یارون کی خبر دے تو اوسنے کہا وہ اس سے زیادہ ہے
کہ مین اون کی گنتی بتاؤن مہدی نے پہر کہا کہ مجہے خبر دی اوسنے
کہا کہ دو گروہ میرے یارون سے ایسے ہین جو قبلہ کیطرف

نماز پڑھتے ہین ایک جہمیہ دوسرے قدریہ اور جہمی جسوقت حد سے گزرتا
کہتا ہے کہ اسپر کوئی شے نہین اور اشارہ کیا حسن نے آسمان کیطرف
اور قدریہ جب جوش مین آتا ہے تو کہتا ہے کہ دو خالق ہین ایک
خالق خیر کا اور ایک خالق شر کا پھر مہدی نے اوس زندیق کی گردن
ماری اور سولی پر لٹکا دیا نووی جو لائق ذہبی کتاب العرش والعلو
مین کہ عبد الوہاب بن عبد الحکم وراق نے جب روایت کی حدیث
ابن عباس کی کہ ساتوین آسمان سے اوسکی کرسی تک سات ہزار نور ہین
اور وہ تعالی اون کے اوپر ہی کہا اونہون نے کہ جو کہی کہ اللہ یہان
سے وہ جہمی ہے اسلئے کہ بخوبی ثابت ہو چکا کہ اللہ عرش پر ہے اور
علم اوسکا محیط ہے دنیا اور آخرت کو کہا ذہبی نے کہ یہ عبد الوہاب ثقہ
ہین حافظ ہین روایت کی ہے اونسے ابو داؤد اور ترمذی اور نسائی
نے وفات کی انہون نے دو سو پچاسوین برس مین اور کہا گیا ہے امام
احمد بن حنبل سے کہ آپ کے بعد ہم مسئلہ کس سے پوچھین تو انہون نے کہا
عبد الوہاب سے اور اون کی بہت تعریف کی گئی شام مین ترانوی
جو روایت کی ابن ابی حاتم نے سلمہ بن شبیب سے اونہون نے کہا تھا
مین امام احمد بن حنبل کے پاس کہ ایک شخص داخل ہوا اور اوسکا اوپر
سفر کا اثر پایا جاتا تھا اوسنے کہا کہ تم مین سے احمد بن حنبل کون ہین لوگون
نے اشارہ کیا اون کیطرف تو اوسنے کہا کہ مین چار سو فرسخ طی کرکے

دریا اور جنگل لانگھتا ہوا آیا ہون اور مجھے خضر علیہ السلام نے اور انہون نے
کہا کہ جاؤ امام احمد بن حنبل کے پاس اور اونسے کہدو کہ آسمان کا رہنے والا تجھسے راضی ہے
کہ تو نے اپنی جان اسمین قربان کی یعنی طلب حدیث مین روایت کی یہ ابن ابی
حاتم نے مناقب مین احمد بن حنبل کے محمد بن مسلمہ سے اونہون نے سلمہ سے
چورانوی جو روایت کی بیہقی نے اسماء والصفات مین کہ خبر دی ہمکو
ابوبکر بن حارث نے کہا کہ انکو خبر دی ابن حیار نے کہا کہ ہمکو خبر دی احمد بن
جعفر نصری نے اونکو یحیی بن یعلی نے کہ سنا مین نے نعیم بن حماد کو کہتے تھے
کہ سنا مین نے نوح بن ابی مریم سے کہ کہتے تھے ہم ابوحنیفہ کے پاس تھے اون دنون
جب کہ سہیل اونکا ظہور ہوا تھا کہ آئی اون کے پاس ایک عورت ترندی کی
وہ اکثر بیٹھا کرتی تھی جہم کے پاس وہ عورت کوفہ مین آئی اور مین خیال کرتا
تھا کہ کم سے کم لوگ جو مینے دیکھی اوس عورت کے پاس وہ دس ہی ہونگے
اور اوسکی دروازی پر اکٹھا رہتے ہون گے سو مینے کہا اوس سے کہ
یہان ایک شخص ہے کہ نظر کرتا ہے معقول مین اور اوسے ابوحنیفہ کہتے
ہین سو وہ آئی اون کے پاس اور کہا کہ تم ہی لوگون کو مسئلہ سکھاتے ہو
اور چھوڑ دیا تم نے اپنا دین کہان ہے معبود تمہارا جسکی تم عبادت کرتے
ہو امام ابوحنیفہ چپ ہو رہے ہر سات دن تک چپ رہے کہ اوس کو کچھ
جواب نہ دیا پھر نکلی ہمارے طرف اور ایک کتاب لکھی کہ اللہ آسمان کے اوپر
ہے زمین پر نہین سو ایک شخص نے عرض کی کہ خبر دو ہمکو اللہ کی

کی کہ وہ فرماتا ہے وھو معکم تو آپ نے کہا یہ تو ایسی بات ہے جیسے
کوئی شخص کسیکو لکھے کہ میں تمہارے ساتھ ہوں اور حالانکہ وہ داؤں
دور ہو کہا امام بیہقی نے البتہ بڑی سچی اور اچھی بات کہی ابو حنیفہ نے جو نفی کی
پروردگار کی زمین پر ہونیکی اور بہت اچھی بات کہی جو تاویل کی اس آیت
کی اور پیروی کی محض اوسکی جو سنا ہے اللہ اور رسول سے کہ اللہ تعالے
آسمان پر ہے میں کہتا ہوں کہ اللہ کے آسمان پر ہونے سے یہی مراد ہے
کہ وہ عرش پر ہے جیسے کہ کئی بار اوپر گذر چکا غرض اس سے یہ مراد
نہیں ہو سکتا جیسے بعضے کوتاہ عقلوں نے سمجھ کہا ہے کہ یہ قول اللہ کے
عرش پر ہونیکی مخالف ہے پچانوی جو روایت کی ذہبی نے کتاب العرش
میں اور ابن تیمیہ نے اپنے رسالہ حمویہ فی الرد علی الجہمیہ میں علماء اعلام سے
کہ وہ نقل کرتے ہیں فقہ اکبر سے جو متواتر ثابت ہے اور مشہور ہے اصحاب
ابو حنیفہ کے نزدیک ابی مطیع حکم بن عبد اللہ بلخی سے کہ انھوں نے کہا کہ امام
ابو حنیفہ نے کہا جو اقرار نکرے اسکا کہ اللہ عرش پر ہے وہ کافر ہو گیا
اسلئے کہ اللہ تعالی فرماتا ہے الرحمن علی العرش استوی اور عرش
اوسکا ساتوں آسمان کے اوپر ہے سو میں نے کہا کہ ایک شخص کہتا ہے کہ
وہ عرش پر استوار کہتا ہے ولیکن نہیں جانتا کہ عرش آسمان پر ہے یا زمین پر
تو انہوں نے فرمایا کہ جب انکار کیا اوسنے آسمان پر ہونیکا کافر ہو گیا اور لفظ
ابن تیمیہ کا یہ ہے اور موافقت کی اسکی ملا علی قاری نے شرح فقہ اکبر میں کہ

کہا ابو حنیفہ نے جسنے کہا مین نہین جانتا کہ پروردگار میرا آسمان پر ہے یا
زمین پر ہے وہ کافر ہے اسلئے کہ اللہ نے عرش پر استوا کیا ہے اور عرش
اوسکا ساتون آسمان کے اوپر ہے مین نے کہا کہ اگر اوسنے کہا کہ وہ عرش
کے اوپر ہے مگر کہتا ہے کہ مین نہین جانتا کہ عرش اوسکا آسمان مین ہے
یا زمین مین تو آپنے کہا کہ وہ کافر ہے اسلئے کہ اوسنے انکار کیا اللہ تعالے
کے آسمان پر ہونیکا اور جسنے خدا کے آسمان پر ہونیکا انکار کیا وہ کافر ہوگیا
اسلئے کہ خداوند تعالی اعلی علیین مین یعنی سب سے اوپر ہے اور وہ
اوپر ہی سے پکارا جاتا ہے نہ نیچے سے کہا ابن تیمیہ نے کہ اس کلام سے
جو مشہور ہے ابی حنیفہ سے اون کے اصحاب کے نزدیک بخوبی ثابت ہوا کہ
انہون نے اوسکو بھی کافر کہا جو اسمین تامل کرے اور کہے کہ مین نہین
جانتا کہ معبود میرا آسمان مین ہے یا زمین مین تو وہ منکر جو سراپا نفی
کرتا ہے اور کہتا ہے کہ نہ آسمان پر ہے اور نہ زمین پر وہ تو بدرجہ اولی
کافر ہوا اور امام اعظم نے اوسکے کافر ہونے پر دلیل یہ پڑھی الرحمن
علی العرش استوی اور کہا کہ عرش اوسکا ساتوین آسمان کے
اوپر ہے اور اس مین بیان کردیا کہ یہ قول اللہ تعالی کا الرحمن
علی العرش استوی یہ صاف بتلاتا ہے کہ اللہ ساتون کے پرے
عرش کے اوپر ہے اور استوا عرش کے اوپر دلالت کرتا ہے کہ
وہ تعالی اپنی ذات سے عرش کے اوپر ہے پھر اوسکے آخر مین امام

اعظم نے یہی بیان کر دیا کہ جو کہے اللہ عرش پر ہے مگر نہ کہے
اسمین تامل ہے کہ عرش اوسکا آسمان پر ہے یا زمین پر ہے
وہ بھی کافر ہے اسلئے کہ اوسنے اللہ کے آسمان پر ہونیکا انکار کیا
اور خداوند تعالی اعلی علیین مین ہے یعنے اوپر سے اوپر اور
پکارا جاتا ہے اوپر سے نہ نیچے سے اور یہ تصریح ہے ابی حنیفہ سے
اسبات پر کہ جو انکار کرے اللہ کے آسمان پر ہونیکا وہ کافر ہے
اور اسپر دلیل لائے امام صاحب اللہ تعالی کے اعلی علیین پر
ہونیکو اور اسلئے کہ وہ اوپر سے پکارا جاتا ہے اور اوپر دعا کیا
جاتا ہے نہ نیچے سے اور یہ دو حجتین فطرت اور عقل کے مطابق
ہین اسلئے کہ دل لوگون کے اسی پر پیدا کئے گئے ہین کہ وہ اقرار
کرتے ہین کہ اللہ تعالے بلندی مین اور اوس سے دعا اوپر ہی
سے کیجاتی ہے نہ نیچے سے اور یہی الفاظ صریحا اونسے یعنے امام
اعظم سے منقول ہین کہ انہون نے کہا ہے کہ جب کوئی منکر ہوا
اسکا کہ وہ آسمان پر ہے وہ کافر ہو گیا روایت کئی ہین یہ الفاظ
امام صاحب سے باسناد صحیح شیخ الاسلام ابو اسمعیل انصاری ہروی
نے باسناد فاروق مین روایت کی ہین اور مین کہتا ہون کہ روایت
کی یہ ذہبی نے کتاب العرش مین قاضی ابو محمد خرقی سے کہ وہ کہتے تھے
سنا مین نے امام ابو محمد سے جو بیٹے ہین قدامہ مقدسی کے سن چھ گیارہ

مین کہ فرماتے تھے مجھے پہونچا ہے ابوحنیفہ سے کہ انہون نے کہا جو
انکار کرین اللہ کے آسمان پر ہونے کا وہ کافر ہے اور بہ تحقیق ہمکو
روایت پہونچی ہے بیہقی سے باسناد صحیح اوسنے کہ اونہون نے لیے
امام اعظم نے کہا کہ بیشک اللہ آسمان مین ہے نہ زمین مین نہین اور
نقل کیا اس قول کو صاحب کمالین نے اپنے حاشیہ جلالین مین
اور اور بہی اقوال بہت لائے شافعی اور احمد اور اسحٰق سے اور جو
معلوم ہو جاوے گا جسے ادنیٰ تمیز اور ذراسی بہی سمجھ ہوگی کہ مطلب
امام کا ان قولون سے ثابت کرنا ہی پروردگار کے اوپر ہونیکا اور
اوس تعالیٰ کے عرش پر ہونے کا اور اوسکے سوا اور کچھ مقصود
نہین اور اسی لئے نفی کی آپنے اوسکی زمین پر ہونیکی اور ثابت کیا
اوسکی آسمان پر ہونے کو پہلی روایت مین اور کافر کہا اوسکو جو منکر
ہو اسکا کہ اللہ عرش پر ہے پہر کافر کہا اوس کو جو تردد کرے
اسمین کہ عرش آسمان پر ہے یا زمین پر اسلئے کہ اوس سے صاف
نکلتا ہے کہ اس تردد کرنیوالے کو اللہ کے اوپر اور نیچے ہونے مین
تامل ہے باوجودیکہ اللہ کے اوپر ہونے پر اور عرش پر ہونے پر
اور تمام مخلوقات سے اوپر ہونے پر ایمان لانا واجب ہے پہر
یہ جو کہا ملا علی قاری نے بعد نقل روایت ثانیہ کے کہ اسکا جواب یہ ہے
کہ ذکر کیا شیخ امام ابن عبد السلام نے کتاب حل الرموز مین کہ امام اعظم

نے فرمایا ہے کہ جو کہے کہ میں نہیں جانتا کہ اللہ آسمان میں ہے
یا زمین میں وہ کافر ہوا اسلئے کہ اس قول سے اللہ تعالے کے مکان کا
وہم نکلتا ہے اور جو اللہ کے مکان کا قائل ہو وہ مشبہہ ہے تمام ہوا
قول ابن عبد السلام کا اور اسمیں شک نہیں کہ ابن عبد السلام بڑے
علما سے ہیں اور نہایت ثقہ اور انکی نقل پر اعتماد کرنا شرط ہے
کہ ابو مطیع ایک مرد ہے کہ روایتیں بناتا ہے اہل حدیث کے نزدیک
جیسے تضعیف کی ہے کئی شخصوں نے تمام ہوا قول ملا علی کا اور یہ قول
کئی طور سے فاسد ہے اول یہ ہے کہ جو نقل کیا انہوں نے ابن عبد السلام
سے اوس سے یہ نہیں معلوم ہوتا کہ جو عبارت انہوں نے ذکر کی ہے
امام ابو حنیفہ سے وہی ثابت ہوئی ہو بلکہ وہ کلام ابن عبد السلام کا ہے
کہ انہوں نے اپنے مطلب کے موافق وہ علت بیان کر دی اور
انہوں نے اور اقوال امام کے نہیں دیکھی نہ اونمیں غور کیا اور
یہ خیال نہیں کیا کہ امام نے خود علت اوسکے کافر ہونیکی یہ بیان
کی کہ اسمیں انکار نکلتا ہے اللہ کے عرش پر ہونے کا جیسے منطوق
ہے اللہ کی آیت کریمہ کا جو الرحمن علی العرش استوی دوسرے
یہ وجہ ہے کہ جو نقل کی ابن عبد السلام نے وہ امام ہمام تک پہنچ
نہیں پہونچا یا بلکہ بلا سند بطور تعلیق کے ذکر کیا اور وہ سلف کے
امامان حدیث میں سے نہیں ہیں کہ اون کے معلق روایتوں پر

Marfat.com

اعتماد کیا جاوے علی الخصوص جبکہ روایت مسند کے خلاف ہو
تیسرے یہ وجہ ہے کہ یہ تعلیل سرسری سے باطل ہے اسلئے کہ
امام نے خود اقرار کیا ہے روایت بیہقی مین باسناد صحیح کہ وہ
پروردگار تعالی شانہ آسمان پر ہے زمین پر نہین چوتھے یہ وجہ
ہے کہ یہ جو کہا ہے کہ ابو مطیع مردود وضاع ہے یعنے روایتین بناتا
ہے نزدیک اہل حدیث کے یہ مسلم ہے اہل حدیث کے آگے مگر
اصحاب ابی حنیفہ کو اس سے کچھ حاصل نہین ہوتا اسلئے کہ وہی
ابو المطیع فقہ اکبر کا بھی راوی ہے امام سے چنانچہ کشف الظنون
مین کہا ہے کہ فقہ اکبر علم کلام مین امام ابو حنیفہ کی ہے جنکا نام
نعمان بن ثابت ہے اور وہ کوفے مین سن ڈیڑھ سو ہجری
مین انتقال فرمایا روایت کی اوسنے ابو المطیع بلخی اور اعتماد کیا ہے
اوسپر علما کی ایک جماعت نے اور اوسی پر ہے مدار اون کے
اعتقاد کا اور یہ کتاب اوسنے ہاتھون ہاتھ پہونچی ہے غرض یہ کہ
اگر ابو المطیع کو وضاع کہو تو ساری بنا ملا علی کی گر جاوے گی
اور اس کتاب کی صحت بالکل لغو ہو جاویگی حالانکہ انہون نے
اوسکی بڑی شرح کی ہے اور اوسپر جابجا اعتماد کیا ہے جب
کئی مقام سے معلوم ہوتا ہے **پانچوین** جو روایت کی ابو اسمعیل
ہروی نے اپنی سند سے اور ذہبی نے امام سے وہ اولے

بالقبول ہے ابن عبد السلام کی نقل سے اور تصریح کی ہے اوسمین
کہ انکار کرنا اللہ کے آسمان پر ہونے کا کفر ہے اور اصل بات
یہ ہے کہ یہ کلام علی قاری کا بڑے تعجب کی بات ہے کہ جو
ادنی سا بھی تامل کرے اور بنظر انصاف دیکھے تو بخوبی جان لے
کہ انہون نے اپنی آنکھون پر بے انصافی اور تعصب کا پردہ
ڈال لیا اور ملا علی کی بات پر بعضی لوگون نے جنگل مارا ہے
اور بعض ناقص عقلون نے اوسکو سند سمجھا ہے اور یہ نہین خیال
کیا کہ بنا فاسد کی فاسد پر ہے اور کہا ہے کہ یہ کلام فقہ اکبر
مین نہین اور تحریف کی اسمین ابو المطیع نے جسکو محدثین نے
وضاع کہا ہے اور ملا اس مقام مین نہایت چوک گئے اسلئے
ابو المطیع تو فقہ اکبر کو روایت کرتا ہے امام اعظم سے پھر اگر
وہ تحریف کرنیوالا اور وضاع سہو تہا تو اونکے نقل پر انہون نے
ساری کتاب مین کیون اعتماد کیا باوجود اسکے کہ وہ معتبر ہے
حنفیہ کے نزدیک اور اونکے ہاتہون ہاتہہ چلی آتی ہے اور متواتر
ہے اور اس عبارت کا نسخہ مروجہ اہل ہند مین فقہ اکبر کے
ہونا کچھہ ضرر نہین کرتا اسلئے کہ تصریح سے شیخ الاسلام ابن
تیمیہ کے اور فاضل علامہ حافظ ذہبی وغیرہما سے اور پچھلی علما کے
نقل سے بخوبی ثابت ہوتا ہے کہ عبارت انہون نے فقہ اکبر سے

Marfat.com

نقل کی ہے تو اس سے گمان ہوتا ہے کہ بعض کوتاہ عقلون نے
پچھلون مین سے اس مین زیادت اور نقصان کرکے تحریف
کردی اور اس عبارت کو اوسمین سے نکال ڈالا اسلئے کہ یہہ
خیال ہرگز نہین ہوسکتا کہ یہ دونو مشہور اور معتبر شیخون نے
جھوٹ کہا ہو باوجود اس کے کہ ہم کہتے ہین کہ یہ بات امام
دوسری روایت سے بھی علحدہ مروی ہوچکی ہے ابو المطیع سے
اور صحیح ہوچکی وہی معنے بیہقی اور ابی اسمٰعیل ہروی اور ذہبی کے
روایت کرنے سے جیسا کہ آگے گذرچکا اور ایسے کوتاہ عقل
سے ایسی بات کچھہ دور نہین اسلئے کہ اوسکو اب تک صحیح نام اوس
کتاب کا جو ملا علی قاری نے تصنیف کی ہے فقہ اکبر کی شرح مین
ابتک نصیب نہین ہوا اسلئے کہ نام اوس کتاب کا منح الروض
الازہر فی شرح الفقہ الاکبر ہے اور یہ شخص ہمیشہ کئی مقام مین اپنی
کتاب کو منح الازہر لکھتا ہے غرض اوسکی جہالت اور قصور
نظر پر بڑا ہی تعجب آتا ہے اور باوجود اسکے اپنے کو علم و خبر
والون مین گنتا ہے اللہ ہمکو اس سے پناہ دے مترجم یہ مثل شاید
ایسون ہی کے واسطے ہے۔ آنکھون کے اندھے نام نین سکھ اتنہی
چھیانوی جو کہا ابو حنیفہ نے کتاب الوصیۃ مین جو مشہور ہے
حنفیہ کے نزدیک کہ ہم اقرار کرتے ہین کہ اللہ تعالے نے عرش پر

Marfat.com

استوا کیا ہے بغیر اسکے کہ اوسکو حاجت ہو طرف عرش کے
یا اوسنے اوس پر ٹیرنا چاہا ہو اور وہی نگہبان ہے عرش اور
غیر عرش کا اور وہ اگر محتاج ہوتا تو عالم کے پیدا کرنے پر قادر
نہوتا اور اوسکی تدبیر نکر سکتا اور اگر بیٹھنے اور ٹھیرنے کا محتاج
ہوتا تو قبل عرش کے پیدا کرنے کے کہان تہا اللہ تعالے اور
وہ منزہ اور پاک ہے حاجت وغیرہ سے اور بہت بلند ہے انتہی
غرض حضرت امام نے استوا علی العرش کو ثابت کیا اور احتیاج
باری تعالی کے عرش کے ساتہ اسکی نفی کی اور قرار پکڑنیکے
ایسا قرار جو صفات اجسام مین سے ہو اور ایسے قرار و احتیاج
کی ہم بہی نفی کرتے ہے اور امام کی مراد اوس استقرار کی نفی
نہین ہے جو اوسکی ذات مقدس کو شایان ہے اور مروی
ہے اکثر سلف سے جیسے ہم اس سے پہلی ذکر کر آئے ہین
اور دلالت کرتا ہے یہ قول اونکا کہ اگر محتاج ہوتا بیٹھنے اور
ٹھیرنیکا الخ کہ ٹھیرنے کی نفی سے وہ ٹھیرنا مراد ہے جو احتیاج
کے ساتہ ہو اور یہ نہین کہا کہ اگر وہ ٹھیرا ہوتا عرش پر تو
عرش کے قبل کہان ہوتا بلکہ یون کہا کہ اگر محتاج ہوتا تو اس سے
بھی معلوم ہوا کہ وہ ٹھیرنا اور استقرار جو اوسکی ذات مقدس
کے شایان ہے اوسمین احتیاج ضرور نہین تو اب یہ اعتراض

نہین آتا کہ وہ عرش کے پیدا کرنے کے قبل کہان تھا اور اب
استدلال کرنا صحیح نہین ہوتا یعنے یہ کہنا ٹھیک نہین کہ عرش کے
پہلے کہان تہا اسلئے کہ وہ عرش کا محتاج نہین۔ شنا نوی
جو روایت کی ابن ابی حاتم نے کہا کہ مجھسے کہا علی بن حسن بن مہران نے
کہا کہ مجھسے کہا بشر بن موسی خصاف نے کہا کہ آیا بشر بن ولید ابو
یوسف کے پاس اور کہا کہ آپ تو مجھے علم کلام سے اور بحث کرنیسے
منع کرتے ہین اور بشر مریسے اور علی احول اور فلانا شخص بحث
کرتے ہین تو ابو یوسف نے کہا وہ کیا کہتے ہین کہا وہ کہتے ہین
کہ اللہ ہر جگہہ ہے سو امام ابو یوسف نے اون کو بلوایا جب وہ لوگ
اون تک پہونچے اور بشر اوٹھ کر چلا گیا تھا علی احول کو اور
اوس بوڑہے کو یعنے دوسرے کو لائے تو نظر کی ابو یوسف نے
احول اور دوسرے شخص کیطرف اور اوس دوسرے بوڑہے
سے کہا کہ اگر تیرے بوڑہاپے کا خیال نہوتا تو مین تجھے پٹوا
پہر اوسے قید مین بہجوا دیتا اور علی احول کو خوب پٹوا کر تمام شہر
مین پہرا دیا امام ذہبی نے کتاب العرش مین کہا ہے کہ قصہ
ابی یوسف شاگرد رفیق ابی حنیفہ کا مشہور ہے کہ انھون نے توبہ کی
[illegible] جب اونھون نے انکار کیا تہا اللہ کے عرش پر ہونیکا
روایت کی ہے عبد الرحمن بن ابی حاتم وغیرہ نے اپنی کتابون مین کہا

شیخ الاسلام ابن تیمیہ نے فقہ امام ابو یوسف رفیق ابو حنیفہ کا
مشہور ہے جب انہون نے بشر مریسی سے توبہ لی تھی جب اوسنے
انکار صفات کیا تھا آخر وہ بھاگ گیا اور ظاہر کیا اوسنے جہم کے
قول کو ذکر کیا اسکو ابن ابی حاتم وغیرہ نے اور آگے ہم لکھتے ہین
ہین کہ کہا عباد بن العوام واسطی نے کہ کلام کیا مین نے بشر مریسی
اور اوسکے لوگون سے تو دیکھا مین نے کہ نتیجہ اون کے
کلام کا یہی ہے کہ آسمان مین کوئی چیز نہین اور اس سے
بخوبی معلوم ہوگیا کہ مذہب بشر کا اور اوسکے یارون کا یہی ہے
کہ جو صفات کلام اللہ مین وارد ہوئے ہین اونکی نفی کرنا اور استوا
کا انکار کرنا اور اللہ کے آسمان پر ہونے کا عرش کے اوپر کے
نفی کرنا اور قول اون کا یہ ہے کہ اللہ ہر جگہ ہے اور یہی
ہمارے زمانہ کے بعض لوگون کا قول ہے کہ اللہ تعالے نہ کسی
مکان مین ہے نہ کسی جہت مین اور نہ کسی مقام سے اوسکو
خاص تعلق ہے کہ دوسرے مقام سے نہو اور پھر باوجود اسکے
یہ بھی کہتے ہین کہ وہ ہر جگہ ہے تو اب غور کرو ابو یوسف کو کہ
انہون نے کیونکر مارا علی الاول کو جو کہتا تھا کہ اللہ ہر جگہ ہے
یہ مارنا اونکا اسی وجہ سے تھا کہ وہ بہت سے دلائل کتاب
وسنت اور اجماع سلف سے اور اپنے اوستاد ابی حنیفہ کے بھی

اسپر متفق ہونے سے واقف تھے اور جانتے تھے کہ اللہ انہون
پر ہے زمین پر نہین **اٹھائونگی** جو روایت کی ابن ابی حاتم
نے توبہ لینے مین ابو یوسف کو بشر مریسی سے کہ بشر انکار
صفات کرتا تھا اور منکر تھا اللہ کے عرش پر ہونیکا اور ذکر
کیا انہون نے ایک لنبا قصہ اسکا **سنا تونگی** جو روایت کے
حافظ ابو القاسم لالکائی نے اور حافظ ابو محمد بن قدامہ
اور حافظ طبری نے ابی حامد اسفرائی سے اپنی سندون سے
محمد بن الحسن شیبانی سے جو رفیق ہین ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ
کے کہ انہون نے کہا کہ اتفاق کیا ہے تمام فقہا نے
مشرق سے مغرب تک قرآن کے اوپر ایمان لانے پر
اور اون حدیثون پر جنکو روایت کیا ہے بڑی ثقہ لوگون
نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پروردگار عزوجل کے
صفتون کے بارے مین بغیر تفسیر کے اور نہ وصف کرتے ہین
وہ اون کا اور نہ تشبیہ دیتے ہین اوسکو پھر جس نے اون
صفتون مین سے کسیکی تفسیر کی وہ نکل گیا اوس دین سے
جسپر نبی صلی اللہ علیہ وسلم تھے اور چھوڑ دی اوس نے
جماعت کیونکہ اون لوگون نے بیان نہین کیا لیکن فتوی دیا
اوسپر جو قرآن اور حدیث مین ہے پھر وہ چپ ہو رہے

Marfat.com

پہر جو کوئی جہم کی بات کا قائل ہوا تو اوسے چھوڑ دیا جماعت
کو اور وصف کیا اوسنے اللہ کا ساتھ صفت لاشئے کے
یعنے خدائی تعالی کو معدوم سمجھا تمام ہوا قول امام محمد کا
نقل کیا اس روایت کو ذہبی نے کتاب العرش مین اور ابن
تیمیہ نے حموی مین اور زیادہ کیا ذہبی نے کہ کہا امام محمد نے
کہ روایت کی ہین یہ حدیثین ثقہ لوگون نے اور ہم بہی اسکو روایت
کرتے ہین اور اسپر ایمان لاتے ہین اور اوسکی کچھہ تفسیر نہین
کرتے یعنے اون صفات کی کچھہ کیفیت نہین بیان کرتے
کہ ہاتھہ ایسا ہے اور ساق ویسی ہے اور ذکر کی سیوطی
نے اتقان مین یہ روایت ابی القاسم لالکائی سے اور
اختصار کیا انھون نے امام محمد کے اتنے ہی قول تک کہ بغیر
تفسیر اور تشبیہ کی اور اوس کے بعد کی عبارت ذکر نہین کی
اور مراد اونکی یہ ہے کہ جہم اللہ کا وصف کرتا ہے لاشئے یعنے
معدوم کی بات اسلئے کہ وہ کہتا ہے کہ وہ تعالے نہ عرش
ہے نہ آسمان پر اور نہ زمین پر اور نہ کسی مکان مین نہ کسی جہت
مین نہ اوپر نہ نیچے نہ آگے نہ پیچھے نہ داہنے نہ بائین غرض
معدوم کی یہی صفت ہے کہ واجب ہے تنزیہ اللہ تعالے
کی اوس سے اور بعضی متاخرین متکلمین نے اسمین مبالغہ کیا

اور جہت اور مکان کی تنزیہ ایسی کی کہ جہم کے درجہ کو پہونچا
دیا اونہی کے مثل بات کرنے لگے سو تو بچ اون کے قول سے
اور کتاب و سنت کو لے لے اور اس سے بخوبی ظاہر ہوا کہ محمد
بن حسن موافق سلف کے ہین اس عقیدہ مین اور جہمیہ کے مطابق نہین
ہین بلکہ اوسپر انکار کرتے ہین کہ انہون نے اللہ کو معدوم ٹھہرا
دیا اور کہا کہ وہ کسی جہت مین نہین اور اللہ تعالے نے فرمایا
ہے اور اوسکے رسول نے خبر دی ہے کہ وہ عرش پر ہے
پھر جو ذکر کیا ہے بخاری نے خلق افعال عباد مین کہ محمد شیبانی
جہمی ہین تو معلوم نہین ہوتا کہ اون کا ارادہ کیا ہے اونکے
جہمی ہونے سے اور شاید اونکی مراد یہ ہو کہ وہ پہلے جہمی تھے جیسا
ابن حجر نے لسان المیزان مین کہا ہے کہ کہا ابو اسمعیل ترمذی نے
کہ سنا مینے احمد بن حنبل سے کہ فرماتے تھے کہ تھے محمد بن حسن اول
مین مذہب پر جہم کے اور کہا سعید نے جو بیٹی ہین عمرو البردعی کے
کہ وہ کہتی تھی کہ محمد بن حسن جہمی تھے اور ایسے ہی اون کے شیخ تھے
اور ابو یوسف وہ رہتے جہمیت سے تمام ہوا قول اونکا باختصار عرض
یہ سب یا تو افترا ہے محمد بن حسن پر اور اون کے اوستاد امام اعظم
پر اسلئے کہ مرتبہ اون کا بہت بلند ہے اور دور ہے اس سے کہ وہ تقلید
کرین جہمیہ کی جو تمام اسلام کے گروہون کے سے بدتر ہین یا مغالطہ

Marfat.com

اور خطا واقع ہوئی ان اقوال کے راویوں سے یا کسی
نے نقل کیا اوسنے اول مین کوئی ایسا قول کہ جس سے ہم
کی موافقت کا وہم ہوگیا اور نہین تو امام اعظم کو بڑا غصہ
ہی جہمیہ کی اوپر اور تمام گمراہ فرقون کے اوپر یہی حال ہی امام
محمد اور اونکی تابعون کا اور کیا شیخ ابن تیمیہ نے ان محدثین
نی حدیث حاصل کی ہے ابو حنیفہ اور مالک سے اور طبقہ
دونو کا طبقہ علما کا ہے اور ذکر کیا انہون نے اس اجماع
کو اور خبر دی کہ جہمیہ اللہ کا وصف اکثر ما یشبہ امور سلبیہ
کرتے ہین یعنے ایسے چیزون سے جس سے نفی نکلتی ہی مراد
یہ ہی کہ جہمیہ صفات الٰہی کے منکر ہین اور اوس تعالی کی
صفت کرتے ہین کہ نہ وہ عرش پر مستوی ہی نہ وہ کسی مکان مین
ہی نہ کسی جہت مین نہ ہنستا ہی نہ غصہ ہوتا ہے نہ اوسکے ہاتھ
ہین نہ منہ نہ آنکھ اسیطرح کے خرافات اور بکتے رہتے ہین +
سوین روایت وہ ہی جو نکالی ابن ابی حاتم نے علی بن حسین بن
یزید سلمی سے کہ انہون نے کہا ہشام بن عبد اللہ رازی نے جو ثقہ
تھے محمد بن الحسن کی انہون نے ایک شخص کو قید کیا علت جہمیت مین
اور اوسنے توبہ کی اور اوس کو ہشام کے پاس لائے تاکہ امتحان کرین اوسکا
سو ہشام نے اوس سے کہا کہ تو گواہی دیتا ہے کہ اللہ اپنے عرش

پر ہے جدا اپنی مخلوقات سے تو اوس نے کہا کہ مین گواہی
دیتا ہون کہ اللہ اپنے عرش پر ہے مگر یہ نہین جانتا کہ خلق سے
جدا کیونکر ہے سو ہشام نے کہا کہ اسکو پہر لیجاؤ قید مین اسلئے
کہ اسنے توبہ نہین کی ذہبی نے کہا ہشام بن عبد اللہ فقہ کو
امامون سے ہین ابی حنیفہ کے مذہب پر علم حاصل کیا ہے
اونہون نے محمد بن حسن سے اون کے گھر مین ایک سو ایک
حدیث روایت کی عبد اللہ بن احمد وغیرہ نے باسانید صحیحہ عبد اللہ
بن مبارک سے کہ اون سے کسی نے کہا کہ کیونکر جانین ہم
پروردگار اپنے کو تو انہون نے کہا وہ اللہ تعالے
اپنے آسمانون سے پرے اپنے عرش پر ہے جدا اپنی مخلوقات
سے اور ہم وہ نہین کہتے جو جہمیہ کہتے ہین کہ وہ یہان ہے زمین
پر سو کہا گیا احمد بن حنبل سے تو انہون نے فرمایا کہ یہی ہمارے

نزدیک یہی صحیح ہے اور یہی ثابت ہے ابن مبارک اور
احمد سے رحمت کرے اللہ ان دونوں پر اور قول ذکائی سماء
اسکی شرح دوسری روایت میں آگئی کہ بخوبی اوس سے واضح
ہوچکا کہ مقصود اون کا علی السماء یعنی آسمان کے اوپر ہے اور
روایت صحیحہ کے جو کہ مجھے پہنچی ہے یحیی بن منصور رقاشی نے کہ خبر دی ہمکو
حافظ عبد القادر رہاوی نے کہا کہ خبر دی ہمکو محمد بن ابی نصر نے
اصفہان میں کہا کہ خبر دی ہمکو حسین بن عبد الملک خلال نے
کہا کہ خبر دی ہمکو عبد اللہ بن شبیب نے کہا کہ خبر دی ہمکو ابو عمر
ہاشمی نے کہا کہ خبر دی ہمکو ابو الحسن بنانی نے کہا کہ خبر دی ہم کو
ابو عبد الرحمن عبد اللہ بن احمد بن حنبل نے کتاب الرد علی الجہمیہ
میں کہ روایت کی مجھ سے احمد بن ابراہیم دورقی نے کہا کہ کہا
اون کو علی بن حسن بن شقیق نے کہ پوچھا میں نے ابن مبارک
سے کیونکر جانیں ہم پروردگار اپنے کو اوپر آسمان نے کہا ساتوں
آسمان پر اپنے عرش کے اوپر اور ہم ویسا نہیں کہتے جیسے
جہمی کہتے ہیں کہ وہ یہاں ہے زمین پر تمام ہوا قول ابن مبارک
کا اور بخاری نے اپنے رسالہ خلق افعال العباد میں کہا ہے
کہ ابن مبارک نے کہا ہم نہیں کہتے جو جہمیہ نے کہا ہے کہ
وہ تعالی زمین میں ہے اسجگہ بلکہ اوسنے عرش پر استوا کیا ہے

Marfat.com

اور اونسے کہا گیا کہ کیونکر جانین ہم اپنے پروردگار کو
انہون نے کہا ساتون آسمان کے اوپر اپنے عرش پر ۔ ایکسو
ستر ۔ جو روایت کی عبداللہ بن احمد نے کتاب رد علی الجہمیہ
مین اپنی اسناد سے عبداللہ بن مبارک سے کہ ایک مرد نے کہا
اون سے ای ابا عبدالرحمن مین ڈرتا ہون اللہ سے اون
زیادتیون سے جو جہمیہ پر ہوتے ہین انہون نے کہا مت ڈرو
اسلئے کہ وہ کہتے ہین کہ جس خدا کو تم پوجتے ہو اور آسمان پر
ہے وہ کچھ نہین ہے یعنے خدا کا منکر ہین ایکسو ستر
جو نقل کی بخاری نے اپنے رسالہ خلق افعال عباد مین کہ عبداللہ
بن مبارک نے ایک مرد جہمی سے کہا کہ کیا تیرا معبود خدا ہے تعالے
ہے سو وہ گھبرا گیا ایکسو چار ۔ جو روایت کی خلال نے
اپنی سند سے جریر سے انہون نے کہا عبداللہ بن مبارک نے
کہا وہ تعالی اپنے عرش پر ہے جدا اپنی مخلوقات سے ۔
ایکسو پانچ جو روایت کی ابو القاسم لالکائی نے جعفر
بن عبداللہ سے کہ انہون نے کہا آیا ایک شخص مالک بن
[illegible] پاس اور کہا اے ابا عبداللہ یہ استوی کی
[illegible] اور کیسا ہے تو مین نے
مالک کو کبھی ایسے غصہ ہوتے نہین دیکھا جیسے اوس

دن دیکھا اور جتنا اوسکی بات سے غصہ ہوا اتنا کسی
بات سے غصہ نہین ہوئے تھے اور اون پر پسینہ آگیا
یعنی مارے غصہ کے اور سب لوگون نے سر جھکا لئے کہا
اونہون نے کہ جب امام مالک کو ہوش ہوا تو آپ نے
فرمایا کہ کیفیت اوسکی غیر معقول ہے اور استوا اوسکا معلوم ہے
اور ایمان اوسپر واجب ہے اور سوال اوسکی کیفیت
بدعت ہے اور مین خیال کرتا ہون کہ تو گمراہ ہے اور حکم دیا
کہ اسکو نکال دو وہ نکال دیا گیا اور روایت کی ابو شیخ اصبہانی
نے اور ابو بکر بیہقی نے تھرین یحیی سے کہ اونہون نے کہا ہم امام
مالک کے پاس تھے سو ایک شخص آیا اور اوسنے کہا ای ابا
عبد اللہ الرحمن علی العرش استوی کیونکر استوا کیا سو امام
مالک نے اپنا سر جھکا لیا اور آپ پر پسینہ آگیا پھر فرمایا کہ استوا
غیر مجہول ہے یعنے سب جانتے ہین اور کیفیت غیر معقول ہے
اور ایمان اوسپر واجب ہے اور سوال اوسکی بدعت ہے
اور مین تجھے بدعتی جانتا ہون پھر آپ نے حکم دیا کہ وہ نکالا
گیا اور روایت کی بیہقی نے عبد اللہ بن وہب سے اور
کہا ذہبی نے کہ اسناد اوسکی صحیح ہے کہا اونہون نے کہ ہم
مالک بن انس کے پاس تھے سو ایک آدمی آیا اور اوسنے

Marfat.com

کہا کہ اے ابا عبداللہ الرحمن علی العرش استوی تو
کیسا ہے استوا اوس کا تو سر جھکا لیا مالک نے اور اون
پسینہ آگیا پھر اپنا سر اوٹھایا اور فرمایا الرحمن علی العرش
استوی یعنے رحمن نے عرش پر استوی کیا جیسے کہ
اوسنے اپنی ذات مقدس کا وصف کیا اور نہین کہا جاتا
اوسکو کہ کیسا ہے بلکہ کیسا کے لفظ سے اوسکی شان بلند
ہے اور تو ایک بُرا شخص ہے بدعت والا پھر فرمایا نکالو
اسکو پھر وہ نکال دیا گیا اور اسیکی مثل آگے ام سلمہ اور زینب
بن ثابت اور ربیعہ بن ابی عبد الرحمن سے مروی ہو چکا اور ذکر
کیا سیوطی نے در منثور مین روایت پہلی اور دوسری اور ذکر
کی اتقان مین پہلی روایت لالکائی سے اور اختصار کیا انہون
نے فقط اسپر کہ پوچھا گیا امام مالک سے مطلب اس آیۃ کا
تو آپ نے فرمایا کیف غیر معقول ہے اور استوا غیر مجہول ہے
اور ایمان اوسپر واجب ہے اور سوال اوسسے بدعت ہے
اور ذکر کیا بیہقی سے کہ فرمایا امام مالک نے کہ وہ پروردگار ویسا
ہے جیسا کہ وصف کیا اوسنے اپنی ذات مقدس کا اور
نہ کہا جاوے کہ وہ ایسا ہے یا ویسا ہے کہ اس سے اوسکی
ذات بلند ہے امام ذہبی نے ان روایتونکی ذکر کے بعد کہا

اب ان لوگون کو دیکھو کہ کسطرح ثابت کیا انہون نے
استوا کو اللہ پاک کیواسطے اور خبر دی ان سب نے کہ لفظ
استوا معلوم ہے اوسکی تفسیر کی کچھ احتیاج نہین اور نفی
کی ان سب نے اوسکی کیفیت کی اور خبر دی کہ کیفیت مجہول
ہے اور کہا شیخ تقی الدین ابن تیمیہ نے کہ قول ربیعہ اور
مالک کا کہ استوا غیر مجہول ہے اور کیف غیر معقول ہے موافق
ہے باقی سب لوگون کے جنہون نے کہا ہے کہ جاری کرو ان
روایتون کو جیسے آئے بلا کیف غرض یہ ہے کہ نفی کی
انہون نے کیفیت کی جاننے کی اور نہین نفی کی انہون نے
حقیقت صفت کی اور اگر حق ہوتا ایمان لانا فقط لفظ کے اوپر
بغیر معنی سمجھے تو دیکھو کہ استوا غیر مجہول ہے اور کیف غیر
معقول ہے اور یہی کہتے کہ جاری کرو ان روایتون کو بلا کیف
اسلئے کہ استوا اس صورت مین معلوم نہوا بلکہ مجہول رہا جیسے
حروف معجمہ کیطرح ہوا اور اس صورت مین نفی کیفیت کی
بھی ضرورت نہوتی اسلئے کہ جب لفظ کے معنی ہی معلوم نہوئے
تو نفی کیفیت کی کیا ضرورت ہے اسواسطے کہ نفی کیفیت
جانتے تو جب ہی ہوگی کہ جب ان صفتون کو ثابت کرین تمام
ہوا قول ابن تیمیہ کا مین کہتا ہون کہ بیان کیا ہے مین نے

دوسری بات مین اس امر کو کہ استوا لفظ عربی ہے کہ مستعمل
ہوا ہے کلام الٰہی مین جابجا اور ذکر کر چکے ہم جو بیان کئے ہین
علما نے معانی استوا کی اور جو عربی شخص ہے وہ استوا کو بخوبی
جانتا ہے اور موضوع لہ کو بخوبی پہچانتا ہے اور یہ کبھی نہین ہو سکتا
کہ وہ اس لفظ کو مہمل اور بے معنی کہے پس مراد امام مالک
کی اور دوسرے علما کی یہی ہے کہ استوا کے معنی معلوم
ہے اور کیفیت اوسکی مجہول ہے اور سوال اوس سے
مذموم ہے اسلئے کہ کیفیت اوسکی سوا خداوند تعالے کے
اور کوئی نہین جانتا جیسا کہ تو ہر روایت مین دیکھتا چلا آیا
کہ سائل نے کہا کہ کیونکر استوا کیا سو اوسنے استوا کی کیفیت
دریافت کی نہ اوسکی معنی اور نہین تو امام مالک کبھی سر جھکائے
اور آپ پر کبھی پسینہ نہ آتا اسلئے کہ استوا ایسا غریب اور
شاذ لفظ نہین کہ اوسکی معنی کسی کو معلوم نہو بلکہ بمجرد سماع
اوسکی معنی معلوم ہو جاتے ہین اور یہ نہین ہو سکتا کہ امام مالک
رحمۃ اللہ علیہ اوسکو نجانتے ہون اور اس تقریر سے اون کوتاہ
عقل اور نادانون کا قول باطل ہو گیا جو کہتے ہین کہ سیوطی نے
جو اتقان مین کہا ہے کہ امام مالک پوچھے گئے آیۃ سے مطلب
اوسکا یہ ہے کہ پوچھا اون سے معنی اللہ تعالے کے قول کا یا پوچھے تاویل

اوسکی اور یہ مطلب نہین ہے کہ اللہ تعالے کے قول کی کیفیت
پوچھی ہو ورنہ اس سوال کے یہ معنی ہون گے کہ الرحمن علی العرش
استوی کی کیفیت کیا ہے یعنے یہ آیۃ کسطرح ہے اور جس وقت
مین یہ آیا ہے کہ سائل نے آیت کو پوچھا تو اوسکا مطلب
یہ ہوگا کہ وہ آیت کیسی ہے یعنے طویل ہے یا کوتاہ غرض جب
ہم یہ مراد لین گے کہ سائل نے کیفیت سے سوال کیا تھا تو یہی
کیفیات مراد ہونگی اور بخوبی معلوم ہین کہ یہ کیفیات دریافت
کرنا سائل کی مراد نہین تو ثابت ہوا کہ سائل کو مراد آیت دریافت
کرنا منظور تھا نہ کیفیت اوسکی اور یہ کہنا امام مالک کا کہ استوا
غیر مجہول ہے مراد اوس سے یہ ہے کہ یہ لفظ قرآن مین وارد
ہوا ہے سب کو معلوم ہے اور کیفیت غیر معقول ہے مراد
اوسکی یہ ہے کہ معنی اوس کے غیر معقول ہین تمام ہوا قول
نادانون کا غرض ان نادانون کا مقصود یہ ہے کہ استوا کے
معنون کو کسیطرح غیر معقول اور مجہول ٹھہراوین تاکہ فوقیت رب العالمین
باطل ہوجاوے اور اس قول کا بطلان جسکو ذرا سی بھی عقل ہو
اوسپر بخوبی روشن ہے اور شاید ان نادانون کو درمنثور کا
دیکھنا میسر نہین ہوا نہ اور کتب حدیث دیکھی اور یونہی سمجھ لیا
کہ روایت لالکائی کی ادنی ہے جسکی سیوطی نے ذکر کی اتقان

مین اسلئے کہ اگر وہ پوری روایت دیکھتے تو بخوبی جان لیتے
کہ یہان کیفیت استوا سے سوال ہوا ہے جیسا کہ بالتصریح لفظ
کیف استوی سے معلوم ہوتا ہے اور یہ جوان نادان نے ذکر
کیا یہ رد کرنا کچھ ضرور نہین اسلئے کہ ہر طبع مستقیم اور فہم سلیم
کے نزدیک یہ تقریر خود بخود مردود ہے بلکہ اسکو غور کرو تو
بازیچۂ اطفال ہے یعنے لفظ کیف سے معنے مراد لینا صریح
باطل ہے اور آگے اس مطلب کی اگلے ابواب مین اور تحقیق
آویگی انشاء اللہ تعالیٰ - ایک سو چھ ۱۰۶ جو روایت کی عبد اللہ
بن احمد بن حنبل نے کتاب الرد علی الجہمیہ مین اپنے باپ سے
انہون نے شریح بن نعمان سے انہون نے عبد اللہ بن نافع
جو شاگرد ہین امام مالک کے اور راون کے خاص رفیقون مین
ہین انہون نے کہا سنا مین نے مالک بن انس سے کہ وہ کہتے تھے
اللہ آسمان مین ہے اور علم اوسکا ہر مکان مین ہے ذہبی
نے کہا یہ حدیث ثابت ہے امام مالک سے اور اوس کو لائے ہین
وہ کتاب العرش مین اور ذکر کیا ہے اسکو طبقات مین اور
مین کہتا ہون مراد آسمان مین ہونیسے آسمان کے اوپر عرش
پر ہونا ہے اسلئے کہ فی بمعنی علی ہے اور سما بمعنی عرش جیسے کہ
کئی بار اوپر گذر چکا - ایک سو سات ۱۰۷ جو روایت کی سلام

بن شیخ الاسلام صاحب کمالین نے امام شافعی سے کہ انہون
نے کہا بیشک اللہ عرش پر ہے اپنے آسمان کے اوپر قریب
ہوتا ہے اپنی مخلوق سے جسطرح چاہتا ہے اور اوترتا ہے جسطرح
چاہتا ہے۔ **ایک سو آٹھ** ۱۰۸ جو روایت کی ابن تیمیہ نے امام
شافعی سے خلافت ابوبکر کے باب مین کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ
نے فرمایا کہ خلافت مذکور حق ہے کہ حکم کیا اوسکے ساتھ اللہ
آسمان مین اور جمع کردی اوسکے ساتھ دل مومنون کے اپنے
بندونمین سے۔ **ایک سو نوین** ۱۰۹ جو روایت کی ذہبی نے
کتاب العرش مین کہ روایت کی حافظ عبد الغنی مقدسی نے
اور شیخ امام ابو الحسن شافعی وغیرہما جن کتابون مین انہون نے
عقیدہ امام شافعی کا جمع کیا ہے کہ امام شافعی نے فرمایا کہ
اہل سنت کا قول جسپر ہم ہین اور دیکھا ہے مین اہل حدیث کو
اوسی پر جیسے سفیان اور مالک وغیرہما ہین وہ یہ ہے کہ وہ
اقرار کرتے ہین اور گواہی دیتے ہین کہ کوئی معبود نہین سوا اللہ کے
اور محمد رسول اللہ کے ہین اور ذکر کی انہون نے بہت چیزین
پھر کہا کہ وہ اللہ اپنے عرش پر ہے اپنے آسمانون سے پرے
قریب ہوتا ہے اپنے مخلوق سے جسطرح چاہتا ہے اور
اوترتا ہے آسمان دنیا پر جسطرح چاہتا ہے اور ذکر کیا

آگے سب اعتقاد اہل سنت کا ایک سو دسوین - جو
کہا ذہبی نے کتاب العرش مین کہ روایت کی حسن بن
ہشام بددی نے کہ انہون نے کہا یہ وصیت ہے محمد بن ادریس
شافعی کی کہ وصیت کی انہون نے کہ گواہی دیوے کہ کوئی
معبود نہین سوا اللہ کے کوئی شریک نہین اوسکا اور ذکر
کی آگے اسکے اور وصیت یہان تک کہ کہا انہون نے کہ
قرآن اللہ کا کلام ہے اور غیر مخلوق ہے یعنے وہ خود
اوسکو بولا ہے اور اللہ کا دیدار آخرت مین ہوگا آنکھون
سے کہ نظر کرینگے اوسکی طرف مومن لوگ اور سنینگے کلام
پاک اوسکا اور وہ اللہ تعالے اپنے عرش کے اوپر ہے اور
پھر ذکر کی ساری وصیت کہ روایت کی بخاری اور حافظ عبد الغنی
نے اونکی عقیدہ مین - ایک سو گیارہوین - جو روایت
کی ذہبی نے کتاب العرش مین ابی حاتم سے کہ انہون نے
سنا یونس سے کہ انہون نے کہا سنا مینے امام شافعی سے کہتے
تھے کہ اللہ کے نام ہین اور صفات ہین کہ جن پر حجت قائم ہو چکی
ہے اونمین سے کوئی اوسکو رد نہین کر سکتا پھر اگر کسی نے
بعد ثبوت حجت انکار کیا تو وہ کافر ہے مگر قبل ثبوت حجت
کے جو مخالف ہو وہ معذور ہے جہل کے سبب سے اسلئے کہ علم

ان کا عقل سے حاصل نہین ہوسکتا اور نہ دیکھنے اور نہ فکر
کرنیسے اور ہم ثابت کرتے ہین ان صفات کو اور نفی کرتے ہین اونسے
تشبیہ کی جیسے نفی کی تشبیہ کی بارتعالیٰ نے اپنی ذات سے اور فرمایا
لیس کمثلہ شے وہو السمیع البصیر روایت کی یہ اون سے شیخ الاسلام
نے عقیدہ شافعی وغیرہ مین ایسے اسناد سے جسکے سب راوی ثقات
ہین اور اسکی مثل امام شافعی کے اس باب مین بہت اقوال ہین کہ
جمع کئے ہین شیخ الاسلام ابوالحسن بکاری نے اور حافظ ابومحمد
عبدالغنی اور ابوالحسن بن شکر وغیرہم نے اور وہ سب اقوال لوگون
کے ہاتھ مین ابتک موجود ہین - **ایک سو بارہ** ۱۱۲ - جو روایت
کی ذہبی نے کتاب العرش مین اپنے اسناد سے مزنی سے کہ انہون
نے کہا بیان کیا ہم سے ابوالحسین بوبنی نے جو حافظ الحدیث
ہین اونھون نے روایت کی جعفر ہمدانی سے کہ خبر دی ہمکو عبدالملک
بن حسین انصاری نے مکہ مین کہ خبر دی ہم کو حسین بن علی فقیہ سنوی
نے کہ خبر دی ہم کو اسمٰعیل بن رجا عسقلانی نے کہ خبر دی ہم کو
ابوالحسین محمد بن احمد الملطی نے اور ابواحمد محمد بن محمد عیرانی نے
دونو نے کہا ہمکو خبر دی احمد بن ابی بکر اوردی نے کہ مجھسے کہا علی بن
عبداللہ حلوانی نے انہون نے کہا مین مغرب کی طرابلس مین تہا
اور ذکر کیا مین نے اور میرے یارون نے سنت کا یہانتک

کہ ذکر کیا ہم نے مرنی کا اور کہا ہمارے بعضی یارون نے کہ ہمکو
خبر ہوئی ہے کہ مرنی کلام کرتے ہین قرآن مین اور توقف کرتے ہین
اوسمین اور ذکر کیا اوسنے اور بہی باتونکا مرنی کے یہانتک کہ
جمع ہوگئے ہمارے پاس اور لوگ بہی اور ہم نے اونکو ایک خط لکہہ
بہیجا کہ معلوم کرین یعنے اعتقاد اونکا سو انہون نے ہمکو شرح
اور تفصیل سنت کی یہ لکہہ بہیجے کہ اللہ ہمکو اور تمکو پناہ مین رکہے
تقوی کی بیاتہ اور توفیق دے ہمکو اور تمکو موافقت ہدی کی اور بعد
حمد کے معلوم ہو کہ تم نے مجہسے سوال کیا کہ مین تفصیل کرون تمہارے
لئے سنت کی اور بیان کرون اوسکو اسطرحسے کہ تم اوسی پر اپنے
دل کو جماؤ اور اوسی پر چنگل مارو اور چہوڑ دو اوسکے آگے
شبہے کی باتین اور گمراہون کے نئی نکالی ہوئی ٹیڑہی عقیدے
اسلئے کہ مین نے شرح کی اوسمین سے جو خوب کہلی ہوئی ہے اور
تمہاری اور اپنی خیرخواہی کے لئے مینے کوئی درجہ نہین اوٹہا رکہا
شروع کیا مین نے اوسکو حمد سے اوسکے جسنے ہوشیاری اور سیدہی
راہ عنایت کی ہے اور سب تعریف ہی اللہ کو جو سب سے زیادہ
مستحق ہے حمد کا جب سے کہ حمد شروع ہوئی ہے اور سب سے
اوّل اوسکا شکر کیا گیا ہے اور ثنا کرتا ہون مین اوس اکیلے
پر واہ کی جسکی نہ بیوی ہے نہ لڑکا دور ہے وہ مثل سے اور نہین

کوئی مشابہ اوسکا اور نہ برابر سننے والا ہے وہ اور دیکھنے
والا جاننے والا خبردار بلند ذات بلند رتبہ اوپر ہے عرش کے
جدا ہے اپنی مخلوق سے اور ذکر کیا انہون نے باقی عقیدہ کو۔
ایک سو تیرہ ۱۱۳ - جو روایت کی ذہبی نے طبقات مین احمد رحمۃ اللہ
علیہ سے کہ فرمایا انہون نے اللہ آسمان پر ہے اور علم اوس کا
ہر مکان پر ہے۔ ایک سو چودہ ۱۱۴ - جو روایت کی حافظ ابو القاسم
لالکائی نے سنۃ مین مروزی سے کہ کہا انہون نے کہ مین کہا ابی
عبد اللہ احمد بن حنبل سے کہ کیا معنی اس آیت کی۔ وھو معکم اور
ما یکون من نجوی ثلاثۃ الا ھو رابعھم تو انہون نے
فرمایا علم اوسکا محیط ہے ہر چیز کو اور وہ رب ہمارا عرش پر ہے
بغیر محدود ہونیکے اور بغیر کسی کیفیت کے۔ ایک سو پندرہ ۱۱۵ -
جو روایت کی خلال نے یوسف بن موسی قطان سے کہ کہا گیا
ابی عبد اللہ احمد بن حنبل سے کہ اللہ ساتوین آسمان کے اوپر ہے
اپنے عرش پر جدا ہے اپنی مخلوق سے اور علم قدرت اوسکا
ہر مکان مین ہے تو انہون فرمایا کہ ہان۔ ایک سو سولہ ۱۱۶ - جو روایت
کی صاحب کمالین نے امام شافعی سے کہ بیشک اللہ اپنے عرش
پر ہے اپنے آسمان کے اوپر اور کہا ایسی مثل امام احمد نے
اللہ رحمت کرے ان دونو پر۔ ایک سو سترہ ۱۱۷ - جو روایت کی

بیہقی نے اسماء والصفات مین باسناد صحیح اور روایت
کی اونسے ذہبی نے کتاب العرش مین اپنی اسناد سے محمد بن کثیر
سے وہ روایت کرتے ہین اوزاعی سے جو امام ہین اہل شام
کہ انہون نے کہا ہم اور بہت سے تابعین سب کہتے تھے کہ
اللہ اپنے عرش پر ہے اور ایمان لاتے ہین ہم اون چیزون پر
جو سنت مین وارد ہوئے ہین صفات الٰہی سے ذہبی نے کہا
راوی اس کے ائمہ ثقات ہین۔ ایک سو اٹھارہ جو روایت
کی خلال نے سنت مین حرب بن اسمٰعیل سے کہ انہون نے کہا مینے
اسحق بن راہویہ سے پوچھا یہ قول اللہ تعالے کا ما یکون من
نجوی ثلثۃ الا ھو رابعھم کہ اسمین آپ کیا کہتے ہین انہون
نے کہا کہ تو جہان ہو وہ تیرے نزدیک ہے رگ گردن سے
بھی زیادہ اگر وہ جدا ہے اپنی مخلوق سے پھر ذکر کیا ابن مبارک
سے کہ انہون نے کہا کہ وہ اپنے عرش پر ہے جدا اپنے
مخلوق سے پھر کہا بڑی دلیل اسکی اور بڑا ثبوت اسکا اللہ تعالے
کا یہ قول ہے الرحمن علی العرش استوی ایک سو انیس
جو روایت کی بیہقی نے حکم سے انہون نے کہا سنا مین نے محمد
بن صالح سے انہون نے کہا مینے سنا احمد بن سلمہ سے کہا کہ مینے
سنا اسحق بن راہویہ سے کہ انہون نے کہا مین اور یہہ بدعتی

یعنی ابراہیم بن ابی صالح عبد اللہ بن طاہر امیر کے دربار مین
جمع ہوئے اور امیر نے مجھسے حدیثین پروردگار کے اوترنے
کی پوچھین اور مین اون کو بیان کر چلا تو ابراہیم بن ابی صالح
کہا مین منکر ہون ایسے رب کا جو اوترے ایک آسمان سے
دوسرے آسمان پر سو مین نے کہا ایمان لایا مین ایسے رب
کہ جو چاہے کرے مین کہتا ہون کہ اسکے مانند فضیل بن عیاض
سے کہ وہ سردار ہین اولیا اللہ کے۔ ایک سو بیس ۱۲۰ جو روایت
کی صاحب کمالین نے اسحق سے کہ کہا انہون نے اجماع کیا
اہل علم نے اسپر کہ اللہ تعالے نے عرش پر استوا کیا ہے اور وہ
سب چیزون کو جانتا ہے۔ ایک سو اکتیس ۱۲۱ جو روایت کی
ابن ابی حاتم نے کتاب الرد علی الجہمیہ مین محمد بن یحیے بن ابی صالح
سے کہ عبد اللہ بن ابی جعفر رازی کسی اپنے قرابت والیکو جو جہمیون
سے اوسکے سر پر ماری تھی کہ وہ رای جہم کیساتھ مشہور ہو چکا تھا
اور کہتے تھے کہ مین تجھے ہرگز نہ چھوڑونگا جبتک تو یہ نہ کہے کہ اللہ
نے عرش پر استوی کیا اور وہ جدا ہے اپنی مخلوقات سے
ایک سو بائیس ۱۲۲ جو روایت کی عبد اللہ بن احمد نے اپنے باپ سے
کتاب الرد علی الجہمیہ مین چنانچہ کہا انہون نے اس باب مین
اسکا بیان ہے جسکا انکار کیا ہے جہمیہ نے کہ اللہ عرش پر ہے

Marfat.com

سو مین نے اونسے کہا کہ تم نے تو انکار کیا اللہ کے عرش پر
ہونیکا اور اللہ نے فرمایا الرحمن علی العرش استوی۔ تو
انہون نے کہا کہ وہ ساتون زمین کے نیچے ہے ہے جیسا کہ
عرش پر ہے اور ساتون آسمان اور زمین کے اوپر ہے سو
مین نے اون سے کہا کہ مسلمانون کو بہت سی ایسے جگہین معلوم
ہین جسمین پروردگار کی عظمت کا ایک ذرہ بھی نہین بلکہ وہان
تمہارے اجسام اور اجواف یعنے پیٹ غیرہ اور بہت سے
ایسے مقام نجس اور ناپاک ہین کہ اوسمین اللہ کی عظمت کا ایک
ذرہ نہین اور ہمکو خبر دی پروردگار نے کہ وہ آسمان مین ہے
اور فرمایا اوسنے کہ ءامنتم من فی السماء ان یخسف بکم
الارض فاذا ھی تمور اور فرمایا ءامنتم من فی السماء
ان یرسل علیکم حاصبا اور فرمایا الیہ یصعد الکلم الطیب
والعمل الصالح یرفعہ اور فرمایا انی متوفیک ورافعک
الی اور فرمایا بل رفعہ اللہ الیہ اور فرمایا یخافون ربہم
من فوقہم غرض ان سب آیتون مین اوس پاک ذات والے نے
ہمکو خبر دی کہ وہ آسمان پر ہے اور روایت کی یہ پوری روایت
ابوبکر خلال نے سنت مین اور روایت کی یہ جدا جدا تھوڑی تھوڑی
کئی جگہون مین قاضی ابو یعلی فراء نے اپنے کتاب ابطال التاویل

مین اور آگے گذر گیا قول ابی عبد الرحمن عبد اللہ بن احمد بن
حنبل کا حدیث مجاہد مین کہ اللہ تعالے بٹھا لیوے گا محمد صلی اللہ
علیہ وسلم کو اپنے ساتھ عرش پر اور انہون نے کہا مین انکار
کرتا ہون اوسپر جو رد کرے اس حدیث کو اور مین نے کسی کو
محدثین مین سے انکو رد کرتے نہین دیکھا اور جب ہم نے
یہ حدیث اپنے اوستادون سے سنی تھی تو ہمارے نزدیک یہ بات
بخوبی ثابت تھی کہ اسکے منکر سوا جہمی کے اور کوئی نہین ہے
اور آگے بہت سی روایتین گذری ہین جو منسوب ہین طرف
کتاب ابی عبد الرحمن بن احمد کہ جو رد علی الجہمیہ مین روایت
کی ہے وہ ابو بکر مروزی نے روایت کی ہے جو رفیق ہین امام
احمد بن حنبل کے اور جو بڑی روایت انہون نے ذکر کی ہے
وہ بھی ہے کتاب فضلیہ النبی مین جو اون کی تالیف کی ہوئی ہے
اور ذکر کیا ہے انھون نے اس کتاب مین کہہ ایسا ہی قول
جو مروی ہے امام ابی داؤد سجستانی سے جنہون نے سنن تالیف
کی ہے کہ استفتا کیا اون سے مروزی نے اور جواب دیا انہون
نے کہ خبر یعنی حدیث تسلیم اور قبول کیجاتی ہے جسطرح آئی
ہے اور اوسکا معارضہ اور خلاف نہین کیا جاتا اور ایسا
ہی فتوی دیا عباس دوری نے جو حافظ حدیث اور ایک

اوستاد ہین امامان حدیث کی اور روایت کی ہے اونسے
ترمذی اور ابو داؤد اور نسائی اور ابن ماجہ نے اور ایسا
ہی فتوی دیا اون کو ابراہیم حربی نے جو فقہاے ہین اور اعلام
کے امامون مین اوس زمانہ مین ذکر کیا اسکو ابی اسحق شیرازی نے
طبقات اصحاب امام احمد بن حنبل مین اور کہا اوسمین کہ وہ امام
ہین حدیث مین اور اون کے مصنفات بہت ہین اور وفات
کی انہون نے سنہ دو سو پچاسی مین اور جن لوگون نے فتوی دیا ہے امامون مین سے مانند اسکے
اونہی مین ہین یحیی بن ابی طالب اور محدث ہین حافظ حدیث ہین کہ سنا انہون نے یزید بن
ہارون سے اور اون کے طبقہ والون سے اور فتوی دیا محمد بن اسمعیل سلمی نے کہ حافظ حدیث ہین
اور ایک امام ہین حدیث کے اور سب سے زیادہ روایت کرنیوالے ہین اور روایت
کی ہے اونسے ترمذی اور نسائی وفات پائی انہون نے سنہ اسی
مین اور ابو جعفر محمد بن عبد الملک دقیقی حنفیہ مین واسطی نے جو روایت
کی اونسے ابو داؤد اور ابن ماجہ نے اور فتوے دیا ابو عبد اللہ
محمد بن بشیر بن شریک عبد اللہ القاضی نے اور ابو قلابہ محمد بن
عبد الملک بن رفاعی نے اور ابو بکر بن حماد مقری نے اور علی
بن داؤد قنطری نے اور محمد بن ابی عمران فارسی زاہد نے اور اسمعیل
بن ابراہیم ہاشمی اور ابو عبد اللہ بن عبد ثوری اور ابراہیم اصفہانی
نے اور اسیطرح فتوی دیا امامون سے اس طبقہ کے قبل اسحق بن

راہویہ اور ابو عبید القاسم بن سلام اور محمد بن مصعب عابد
اور بشر حافی اور ہارون بن معروف اور ایک جماعت اسوا
اون کی امامان حدیث و فقہ مین سے کہ ذکر کرنا اونکا موجب طول
ہے اور مینے اون کی قولون کو اختصار سے بیان کر دیا لیکن وہ
کہتے ہین ایسی بات جنکا مطلب یہی ہے کہ یہ خبر یعنی مجاہد کی قول
کیجاتی ہے اور انکا خلاف نہین کیا جاتا یعنے جو اوپر مذکور
ہوئی جسمین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو عرش پر بٹھانیکا ذکر
آچکا ہے۔ ایک سو تینتیس جو روایت کی فریابی نے کتاب العرش
مین اپنی اسناد سے کہ روایت کی ہمسے احمد بن سلامہ نے انہون نے
ابو القاسم بن بوش سے کہ ہمکو خبر دی ابو طالب بسطوی نے کہ
ہمکو خبر دی اسحق برکی نے کہ ہمکو خبر دی علی بن عبد العزیز نے
کہ ہمسے کہا عبد الرحمن بن ابی حاتم نے انھون نے کہا پوچھا مین
نے ابو حاتم رازی اور ابو زرعہ رازی سے اللہ رحمت کرے
اون دونو پر کہ مذہب اہل سنت اصول دین مین کیا ہے اور
اُس پر پایا آپ لوگون نے علما کو تمام شہرونکی اور آپ دونو کیا عقیدہ
رکھتے ہین اسبارہ مین تو فرمایا اون دونو نے کہ پایا ہم نے علمائے
جمیع امصار کو حجاز اور عراق اور مصر اور شام اور یمن وغیرہ
کو کہ اون کا مذہب یہ تھا کہ اللہ تعالی اپنے عرش پر ہے

اپنی مخلوقات سے جدا جیسا کہ وصف کیا اوس نے اپنے
ذات مقدس کا بلا کیف اور گھیر لیا ہے اوسنے ہر چیز کو علم سے
پھر کہا امام ذہبی نے کہ ابو حاتم کا نام محمد بن حنظلی ہے وہ
امام ہین رے کے لوگون حفظ اور اتقان مین اور اون لوگون
مین ہین جنہون نے طواف کیا یعنی پھرے عراق اور شام اور
حجاز اور خراسان مین طلب علم کے لئے اور ایسی ہی الوزرعہ
ہین اور شہرت اونکی اہل علم کے نزدیک اسقدر ہے کہ حاجت
بیان نہین رکھتے اور روایت کی ابی حاتم سے بڑے بڑے امامون
نے جیسے ابو داؤد اور نسائی اور ابن ماجہ مین اور روایت
کی ابی زرعہ سے مسلم اور ترمذی اور نسائی نے ایک سو
چوبیس ۱۲۴ - جو نقل کی صاحب کمالین نے ابو عبد اللہ محمد بن
اسمٰعیل بخاری سے کہ اونہون نے فرمایا کہ بیشک اللہ تعالے
عرش پر ہے استوا کیا اوسنے اوسپر اور وہ جانتا ہے ہر چیز
یہ مذہب اونکا ہے مین کہتا ہون کہ اون کا مذہب اس سے
بھی معلوم ہوتا ہے جو اونہون نے اپنے رسالہ خلق افعال عباد
مین جہمیہ کے رد مین لکھا ہے اور مبالغہ کیا ہے اون کے
برا کہنے مین اور لائے ہین اوسمین بہت سے اقوال اور وہب
بن جریر اور ابن مبارک اور سعید بن عامر ضبعی سے اور حماد

بن زید اور علی بن مدینی اور فضیل بن عیاض اور یزید بن
ہارون اور محمد بن یوسف اور حسن بن موسی اشیب اور ابن
عباس اور ابن مسعود سے کہ وہ سب بخوبی دلالت کرتی ہین
کہ اللہ سبحانہ عرش پر ہے اور علم اوسکا سب کو گھیرے ہوئے ہے
اور علم اوسکا ہر مکان مین ہے اور ساتھ ہونا اوسکا مخلوق
سے علم کے ساتھ ہے جیسے کہ وہ سب اقوال ہم آگے بیان کرائے
اور جب جہم بن صفوان پیدا ہوا اور مذہب اوسکا لوگون مین
پھیلا بہت خلاف جو پڑا اوسکو اہل سنت سے سو وہ اوسی مسئلہ
مین اور جہم کے لوگ گپ ہانکتے تھے کہ عرش اور غیر عرش اللہ کی
ذات مقدس کی نسبت برابر ہے اور استوا کے معنی غلبہ کے ہین
اور تاویل کرتے تھے وہ ہر نص کے خواہ آیت ہو یا حدیث مثل
اسی کے اور ایسی تاویل کرتے تھے کہ خلاف اون کے مدعا کے
کوئی امر ثابت نہوا اور کوئی بات خلاف اون کے اس مذہب کے پائے
نجاوے اور یہ ثابت نہو کہ وہ تعالے عرش پر ہے اور تمام بڑے
بڑے امامون نے سلف کے اونکا پیچھا لیا جیسے ابو حنیفہ اور اوزاعی
اور مالک اور لیث بن سعد اور اون کے اتباع ہین اور اسیطرح
پیچھا لیا اون لوگون نے جو اہل سنت وجماعت ہین اور ان کے بعد
اور وہ اہل حدیث ہین جیسے بخاری اور ابی داؤد اور ترمذی

اور نسائی اور ابن ماجہ اور دارمی اور احمد بن حنبل اور
عثمان بن سعید دارمی اور ابن ابی حاتم اور ابن جریر اور ابی
عاصم لالکائی اور طبرانی اور بیہقی اور خطیب وغیرہم ہین کہ اونکی
گنتی کسی سے نہین ہوسکتی اور ان سب نے اوسکی رد کے لیے
بہت سے باب مقرر کیے اپنی اپنی کتابون مین اور ذکر کیا اوسمین
احادیث صفات اور احادیث استوا اور رفوقیت سبحانہ تعالے
کو یہانتک کہ سمجھ لیوے جو شخص کہ اون کی کتب دیکھے کہ اس زمانہ مین
انہاکی کوشش یہی تھی کہ جہمیون کا رد کیا جاوے اور اونکے
تاویلات کو باطل کرے اور جو جہمیہ کے بھائی برادر ہین معتزلہ اور
بخاریہ وغیرہم سے اونکی خاک اوڑائی جاوے اور اسے بھی
تم بخاری کو دیکھتے ہو کہ وہ اپنی کتاب مین کہتے ہین کتاب الرد
علی الجہمیہ کہ وہ آخر بخاری مین ہے اور کہتے ہین یہ باب ہے اللہ
تعالی کے اس قول کا کہ تھا عرش اسکا پانی پر اور کہا ابو العالیہ نے
استوی الی السماء یعنی ارتفع یعنی بلند ہوا آسمان پر اور
مجاہد نے کہا علا علی العرش یعنے بلند ہوا عرش پر اور کہا
بی بی زینب ام المومنین نے کہ نکاح کر دیا میرا اللہ تعالے نے
ساتون آسمان کے اوپر اور باب مقرر کی بخاری نے اکثر چیزون کی
جنکا انکار جہمیہ کرتے تھے اور جسمین تاویل کرتے تھے جیسے اللہ کا اوتر

ہونا ہے اور کلام کرنا اور اوسکے دونو ہاتھ اور اوس کے
پاک آنکھ ان سب کی ابواب مقرر کی اور دلائل لائے انکی
ثبوت پر آیات صفات اور احادیث سے جنمین بخوبی ثابت
ہوگیا کہ انہون نے جو باب مقرر کئی مثلاً کہا باب اللہ کے اس
قول کا الیہ یصعد الکلم الطیب یعنی چڑھتی ہین اوس اللہ
تعالی کیطرف پاک کلمہ اور کہا باب اللہ تعالے کے اس قول
کا لما خلقت بیدی یعنے جس چیز کو بنایا مین نے اپنے
دونو ہاتھون سے اور باب اللہ تعالے کے اس قول کا
ولتصنع علی عینی یعنے تاکہ بنایا جاوے اور پرورش کیا
جاوے تو اے موسی میری آنکھون کے سامنے اور باب اللہ
تعالی کے کلام کرنیکا پیغمبرون کے ساتھ اور ان کے سوا
اورون کے ساتھ اور سوا اسکے اور باب جو انہون نے بخاری
مین مقرر کئے آدمی جب اسمین غور کرتا ہے تو بخوبی جان لیتا
ہے کہ جہمیہ ان کا انکار کرتے تھے اور ان آیتون اور
حدیثون کی تحریف کرتے تھے اور بخاری اسکی اثبات کے
درپے ہین۔ ایک سو بچہتر ۱۷۲ عثمان بن سعید دارمی جو ایک
امام ہین اور مشرق کے حافظان حدیث مین ہین وفات پائی
ہے انہون نے سن دو سو بہتر ۲۷۲ مین اور سنے ہین انہون نے

حدیثین سعید بن ابی مریم سے اور نعیم بن حماد اور موسیٰ
بن اسمٰعیل اور فروہ بن ابی الغداء اور عبداللہ بن رجا اور
مسلم بن ابراہیم وغیرہم سے جو بڑے بڑے امام ہین اور
بخاری نے اون کے حق مین کہا ہے کہ مین نے عثمان بن
سعید دارمی کے برابر کسی کو نہین دیکھا اور عثمان نے بھی اپنے
برابر کسی کو نہین دیکھا انہون نے علم ادب حاصل کیا ہے
ابن اعرابی اور ثعلب سے اور حدیث یحیٰی بن معین سے اور
اور علی بن مدینی سے غرض وہ ان علوم مین سب کے آگے ہین
اور اونکی تعریف کی ہے بہت سے اہل علم نے اور انہون نے
ایک کتاب جمع کی ہے بشر مریسی کی رد مین اور اوسمین کہا
ہے کہ مسلمانون کے اتفاقی بات یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ اپنے
عرش پر ہے اپنے آسمانون سے پرے اور اوسی مین دوسری
جگہہ کہا ہے کہ اہل سنت کا قول ہے کہ اللہ اپنے عرش پر ہے
اور جانتا ہے ہر چیز کو اور سنتا ہے عرش کے اوپر سے
نہین چھپتی ہے اوس سے کوئی چیز اوسکی مخلوقات سے اور نہین
چھپا لیتی اون کو اوس سے کوئی شے ایسا ہی ذکر کیا ذہبی
نے کتاب العرش العلومین - ایک سو چھبیس - جو روایت
ابن ابی حاتم نے اپنی کتاب مین حرب بن اسمٰعیل سے جو

رفیقون مین احمد بن طبقہ کے اور اثرم کے ہین کہ جہمیہ اللہ
کے دشمن ہین اور وہ ایسے لوگ ہین جو کہتے ہین کہ قرآن
مخلوق ہے اور نہین معلوم ہوتا اللہ کی لیئی کوئی مکان اور
نہین ہے وہ عرش پر اور کرسی پر اور وہ کافر ہین اللہ سے
بچتے رہو۔ ایک سو ستائیس ۱۲۷ - جو کہا محمد بن عثمان نے کتاب
العرش مین اپنی کہ جہمیہ کہتے ہین کہ اللہ کے اور اوسکی مخلوق
کے درمیان کوئی شے حائل نہین اور کوئی پردہ نہین اور
انکار کیا جہمیہ نے عرش کا اور انکار کیا اللہ کے عرش پر
ہونیکا اور کہا کہ وہ ہر مکان مین ہے اور ذکر کیا انہون
نے بہت سی چیزون کا یہانتک کہ کہا انہون نے کہ تفسیر
کی علمانے وھو معکم کی کہ مراد اس سے علم ہے اور اخبار
حد تواتر کو پہونچی ہین بلکہ اللہ تعالی نے عرش کو پیدا کیا پھر
اوسپر استوی کیا ہے اپنی ذات سے جدا ہے وہ اپنی مخلوق
سے اور الگ ہے اون سے کہا امام ذہبی نے محمد بن عثمان
یہ حافظ حدیث ہین اہل کوفہ کے وفات پائی انہون نے دو سو
اسی کے شروع مین سماع ہی اونکو عامہ شیوخ سے جو امام ہین
اور یہ کتاب اون سے بسند صحیح مروی ہے ایک سو اٹھائیس
ابو عبد اللہ بن ماجہ حافظ مشہور ہین کہ انہون نے اپنی سنن

شروع مین یعنے جو سنن ابن ماجہ مشہور ہے اوسمین ایک باب
مقرر کیا ہے اور اوسمین ایسی حدیثین جنکا جہمیہ انکار کرتی ہین
اور روایت کی انہون نے حدیث ابی رزین کی کہ پوچھا
لوگون نے کہان تھا یا رسول اللہ پروردگار ہمارا اور روایت
کی حدیث جابر کی کہ جتنی لوگ جب اپنی نعمتون مین مشغول
ہونگے یکایک اون کے اوپر ایک نور چمکے گا اور وہ اپنا
اوپر اوٹھاوینگے اور پروردگار کو دیکھین گے کہ اونکی اوپر
سے جہانکتا ہے اور روایت کی حدیث آسمانون کی لپیٹے
کی پروردگار کے دہنی ہاتہ مین اور روایت کی حدیث اوعال
کی یعنے جنگلی کرون کے جو فرشتے حاملان عرش ہین اور اوس
مین کہ اون کے پیٹون پر عرش ہے اور اللہ اوسکے اوپر ہے
اور وہ حدیث جسمین مذکور ہے کہ اللہ تعالے تین بندونسے
ہنستا ہے اور وہ حدیث جسمین مذکور ہے کہ کوئی دل ایسا
نہین جو رحمن کی دو انگلیون مین نہو اور وہ حدیث جسمین مذکور
ہے کہ ایک ہاتہ مین اوس تعالی شانہ کے رزق ہے آسمان
اور زمین والونکا اور ایک ہاتہ مین ترازو ہے پہر خیال کرو
کہ جب سے آسمان و زمین بنائے ہین کتنا خرچ کیا ہوگا مگر
نہین گھٹا اوس کے ہاتہ مین سے مگر جتنا کہ سوئی ڈبا کر دز

سے نکالو اور اوس کے مانند اور جو صفتین انمین ہین
اور آگے گذر چکا کہ مذہب ابن ماجہ کا یہی ہے کہ وہ تعالیٰ
عرش کے اوپر ہے ایک سو اونتیس ۱۲۹ امام ابو عیسیٰ ترمذی
جامع ترمذی کے مولف ہین کہ انہون نے دکیتم کے بعد
کہا کہ بیشک وہ رہتی اوترے کی اللہ کی علم اور قدرت اور حکومت
کی جگہہ مین اور علم اور قدرت اور حکومت اوسکی سب جگہہ
ہے اور وہ عرش پر ہے جبکہ اوسنے خود اپنی ذات کو
بیان فرمایا اپنی کتاب مین اور رد کیا انہون نے بہت جگہہ
جہمیون کو احادیث مصنفات ذکر کرتے جیسے کہ اونکے اقوال
آگے کے بابون مین آوینگے انشاء اللہ تعالیٰ ایک سو تیس ۱۳۰
عبداللہ بن عبدالرحمن ہین مولف سنن دارمی جو ہمعصر ہین بخاری
کے اور اونکے مثل ہین علم مین اور روایت اور تقوی مین کہ
بخاری نے اون کی شان مین کہا ہے کہ میرے دونو آنکھون نے
عبداللہ بن عبدالرحمن دارمی کے برابر کسیکو نہین دیکھا اور
روایت کی اونسے مسلم نے اور ابو داود اور ترمذی نے اور عبداللہ
بن امام احمد نے اور محمد بن یحیے ذہلی نے اور جب بخاری کو اونکے
وفات کی خبر معلوم ہوی تو روئے اور انا للہ وانا الیہ راجعون
پڑہا اور امام احمد بن حنبل نے کہا اہل خراسان مین سے جو حافظ

حدیث اور جوان جوان لوگ تھے پاس تھے اونمین سے
بخاری ہین اور دارمی اور عبداللہ بن عبدالکریم رازی اور
حسن بلخی اور کہا کہ عبداللہ بن عبدالرحمن یعنے دارمی سب سے
زیادہ اتقان رکھتے تھے اور کہا محمد بن بشار نے کہ حافظ
الحدیث دنیا مین چار ہین اور ذکر کیا ابو زرعہ اور مسلم
اور عبداللہ بن عبدالرحمن اور بخاری کا اور کہا ابو حاتم
نے اول سب مین اثبت عبداللہ بن عبدالرحمن ہین اور وہ
امام ہین اپنے زمانہ کے غرض دارمی اپنی کتاب کے شروع مین
بہت سے آثار سلف کے اور بہت سے حدیثین ان کنت لائے
ہین کہ وہ دلالت کرتی ہین کتاب وسنت کے اتباع پر اور تاویل
سے بچنے پر اور رائے کے قائل نہین ہونے پر اور نفس کی چاہت
چنگل نمارنے پر جیسے کہ روایت کی ہم نے بعض آثار اونمین کے
مقدمہ مین ایک سو اکتیس ۱۳۱۔ امام حافظ ابو داؤد سلیمان
بن اشعث سجستانی ہین جن کے سنن ابو داؤد مشہور ہے ذکر
کیا ہے انہون نے آخر کتاب مین ایک باب جہمیہ کے رد مین اور
ذکر کی اوسمین حدیث اوعال کی یعنے جنگلی بکرون کے اور
اوسمین یہ لفظ ہے ثُمَّ اللّٰهُ فَوْقَ ذٰلِكَ کہ پھر اللہ اوپر اسکے
ہے اور ذکر کی انہون نے وہ حدیث جسمین مذکور ہے کہ ایک

اعرابی حضرت کے پاس آکر کہنے لگا کہ مین اللہ کی درگاہ مین
آپ کو شفیع لاتا ہون اور اللہ کو آپکے سامنے شفیع لاتا ہون
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خرابی ہو تیری جانتا ہے
کہ تو کیا کہتا ہے اور آپ سبحان اللہ سبحان اللہ کہتے رہے پھر فرمایا
تجھپر افسوس ہے اللہ کسی کے پاس شفیع نہین لایا جاتا اللہ کی شان
اس سے بہت بڑی ہے تو جانتا ہے کہ اللہ کیا چیز ہے بیشک
عرش اوسکا آسمانون کے اوپر ہے اور وہ ایسا چرچراتا ہے جیسے
سوار کی وجہ سے کجاوہ چرچراتا ہے ابن بشار نے اپنی حدیث مین
کہا کہ اللہ اپنے عرش پر ہے اور عرش اوسکا آسمانون کے اوپر
ہے اور بیان کی حدیث آخر تک پھر ابو داؤد نے کہا کہ یہ
حدیث احمد بن سعید کے اوستاد سے ہے اور وہ صحیح ہے اور
موافقت کی ہے احمد کی اسمین بہت سے محدثین نے کہ اونمین سے
یحیی بن معین اور علی بن مدینی ہین اور روایت کی یہ حدیث
ایک جماعت نے ابن اسحاق سے جیسے کہ کہا امام احمد بن حنبل نے
بھی اور سماع عبد الاعلی اور ابن مثنے اور ابن بشار کا ایک
ہی نسخہ سے تھا جیسے کہ مجھے خبر پہونچی ہے تمام ہوا مضمون اونکا
کہا امام ذہبی نے کتاب العرش والعلو مین جیسے کہ ہم آگے بیان
کرآئے ہین روایت کی یہ ابو داؤد وغیرہ نے باسناد حسن جو انکو

بھی تسلیم کیا جاوے اون لفظون سے جنکو روایت کیا احمد
بن سعید اور ابن مثنے اور عبد الاعلی نے تو بھی دلالت کرتی
ہے اوس مطلب پر کہ جسکی ہم درپے ہین اسلئے کہ یہ فرمانا
حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کہ وہ عرش چرچر
ہے جیسے پالان چرچراتا ہے سوار سے نص قطعی ہے اللہ تعالے
کی فوقیت کے ثابت کرنیکو عرش عظیم الشان کی اوپر سو اب غور
کرکے تامل کرو اسلئے کہ جو وہم کہ اس کے خلاف ہے منشا اوسکا
سراپا نافہمی ہے اور عدم تامل ابو داؤد کی روایت مین اور
ہمنے آگے ہی مذہب ابی داؤد کا نقل کر دیا ہے کہ اللہ تعالے
عرش پر ہے جیسے کہ کمالین مین وارد ہوا ہے ایک سو بتیس ۱۳۲
امام محمد بن اسحاق بن خزیمہ امام الائمہ ہین اور صاحب صحیح
انہون نے کہا ہے کہ جو قائل نہو اس کا کہ اللہ تعالے اپنے
آسمانون پر اپنے عرش کے اوپر ہے اپنی مخلوقات سے جدا
واجب ہے کہ اوس سے توبہ لیجاوے اگر توبہ کی تو خیر ورنہ
گردن مارا جاوے اور گھورے مین ڈالدیا جاوے کہ اوس کے
بدبو سے عرشی دماغ لوگون کو ایذا نہو اور قبلہ والی لوگ
تکلیف نپاوین اور نہ ذمی کفار ایذا اوٹھاوین روایت کی
یہ حاکم نے محمد بن صالح سے کہ وہ کہتے تھے سنا مین نے امام الائمہ

Marfat.com

ابابکر بن محمد بن اسحق بن خزیمہ سے کہ فرماتے تھے کہ جو اقرار
نکرے اسکا کہ اللہ تعالے اپنے عرش پر ہے اور استوا کیا ہے
اُسنے عرش پر آخر قول تک جو اُوپر مذکور ہوا امام ذہبی نے
کہا ہے وفات پائی ابن خزیمہ نے سن تین سو بارہ مین ذکر
کیا اسکو ابو اسحق نے اور کہا کہ حکایت کی اونسے ابو بکر نقاش نے
کہ انہون نے کہا مین جب سے سولہ برس کا ہوا کسیکی تقلید نہین
کی اور حاصل کیا ہے انہون نے فقہ کو مزنی سے اور کہا مزنی
نے وہ حدیث مجھسے زیادہ جانتا ہے مین کہتا ہون کہ ابن خزیمہ
کے زمانہ مین مین نہین جانتا کہ علم حدیث اور غیر مین
کوئی اونکے برابر ہو یا اونکی سی واقفیت رکھتا ہو اور لوگ اونکے
زمانہ کے بعض ایسے بھی تھے کہ فقہ اونسے زیادہ جانتے تھے مگر
مطلق نجانتے تھے یا اُس کے بالعکس تھا مگر دونو علمون کا جامع
ہو مین اونکے مثل کسیکو نہین جانتا اللہ اونسے تمام اور راضیون سے
راضی ہو اور ذکر کیا یہ مضمون ابن تیمیہ نے اپنی کتاب حمویہ مین
جو ردہ جہمیونکا اور ذکر کیا ذہبی نے طبقات مین کہ کہا ابن
خزیمہ نے کہ جو اقرار نکرے کہ اللہ تعالے نے اپنے عرش پر استوا کیا
ہے ساتون آسمان کے اوپر وہ کافر ہے اور اور اوسکا قتل واجب ہے
اور مال اوسکی مسلمانون کی فئی ہے تمام ہوا قول ابن خزیمہ کا ٭

ایک سو تیئیس ۱۲۳ امام ابو محمد عبد اللہ بن مسلم بن قتیبہ نے ذکر
کیا اپنی کتاب مختلف الحدیث مین کہ ہم کہتے ہین اس قول مین
اللہ پاک کہ ما یکون من نجوی ثلثۃ الا ھو رابعھم کہ وہ
پروردگار اون کے ساتھ ہے یعنے اونکے عملون کو جانتا ہے جب
تو کسی سے کہتا ہے کسی مرد سے جسکو تو کسی شہر کیطرف روانہ
کرتا ہے عذر تقصیر کو کہ مین تیرے ساتھ ہون مطلب یہ ہوتا ہے
کہ تیری تقصیر مجھسے پوشیدہ نہین اور کیونکر روا ہو کہ کسیکو کہے
اللہ ہر مکان مین ہے اور وہان حلول کیا ہے باوجودیکہ
کہ وہ فرماتا ہے الرحمن علی العرش استوی اور فرماتا ہے
الیہ یصعد الکلم الطیب تو کیونکر چڑھیگی اوسکی طرف
کوئی چیز جب وہ خود اوس کے ساتھ ہوگا اور کیونکر چڑھینگی
طرف فرشتہ اور وہ خود اون کے ساتھ ہوگا اور اگر یہ لوگ اپنی
فطرت کیطرف رجوع کرین اور اوسمین خیال کرین جو اونکو
خمیر مین رکھا گیا ہے اللہ تعالی کی معرفت سے تو جان لین
کہ وہ اللہ سب سے اونچا سب سے بلند ہے اور ہاتھ اوسیکی طرف
مین اوٹھائے جاتی ہین اور ساری جہانکو لوگ عجز و عرض کرتے
ہین کہ اللہ آسمان پر ہے [illegible]
پیدایش پر جو خمیر مین رکھا گیا اور انجیل مین ہے کہ مسیح نے حواریون

کہا کہ اگر تم لوگون کے گناہ بخشو تو تمہارا باپ یعنی پالنے والا جو آسمان مین
ہے تمہارا ظلم بخشدیگا دیکھو آسمان کی چڑیون کو کہ وہ نہ کھیتی کرتی ہین نہ کھیت کاٹتی ہین اور وہ باپ
یعنی پالنے والا اونکو رزق دیتا ہے اور اسکے مثل شواہد بہت ہین ایکسو چونتیس امام عارف ابو عبد اللہ
عمرو بن عثمان مکی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا اپنی کتاب آداب المریدین والتعرف الاحوال
العباد مین جس باب مین کہ شیطان کی اون شرارتون کا بیان
ہے جنکی وجہ سے وہ لوگون کو گمراہ کرتا ہے جب لوگ اوسکی بات
نہین مانتے ہین اور اللہ کے ساتھ جنگل مارتے ہین تو شیطان اونکو
خالق کی مقدمہ مین وسوسہ دیتا ہے تاکہ اونکی توحید کی راہ کو بگاڑ
دے اور ایک کلام طویل ذکر کیا یہانتک کہ کہا بہت بڑا وسوسہ
اوسکا توحید مین تشکیک کا ہے یعنی خدا کے صفات مین شکلین
بیان کرنے لگتی ہین یا صفات کو پروردگار کے مثل مخلوقات کے
سمجھنے لگتی ہین یا بالکل اونکا انکار کرنے لگتی اور اوسکو معطل
جان لیتے ہین اور پروردگار کے بڑائی کا اندازہ اون کے
عقلون کی دانق سمجھا دیتا ہے پس وہ ہلاک ہو جاتے ہین اگر
قبول کرتے ہین اوس کے وسوسون کو یا اونکے عقیدون کی جڑین
سست ہو جاتی ہین اگر اون وسوسون کو چھوڑ کر علم کے طرف
انہون نے رجوع نہ کیا اور اللہ عزوجل کی معرفت کو جیسا اوسنے
خبر دی ہے اپنی ذات مقدس کی اور وصف کیا ہے اپنی ذات کا

اور جیسا وصف کیا ہے اوسکو رسول نے اوسکو خوب تحقیق نہ
کیا یہانتک کہ کہا اللہ تعالے نے فرمایا تھا اتا اللہ نہ کوہ طور
کی درخت نی اور اللہ کا جو آنیوالا ہے نہ اوسکا حکم یعنے وجاور یک کے
یہی معنی ہین کہ اللہ آپ قیامت کے دن آویگا اور وہ مستوی
ہے اپنے عرش پر اپنے عظمت اور جلال سے ہے اور اوسنے
بات کی حضرت موسے سے اور اون کو اپنی بڑی بڑی نشانیان
دکھلائین اور موسے نے اوسکا کلام سنا وہ وارث ہے اپنی
خلق کا سنتا ہے اونکے آوازون کو اپنی آنکھ سے دیکھتا ہے جسمون
کو دونون ہاتھ اوسکے کھلے ہوے ہین اور ہاتھ سے نعمت اور قدرت
مراد نہین ہے اوس نے پیدا کیا حضرت آدم کو اپنے ہاتھ سے
اور اسکے بہت سے باتین بیان کین امام ذہبی نے کہا عمرو
مکی یہ مثل جنید کے ہین اور کبار صوفیہ سے ہین اور اونکے عمدہ لوگون
مین وفات کی انہون نے دوسو اکانوین سال مین بغداد مین اور
شہرت اونکی مشایخان طریقت مین ایسی نہین کہ محتاج بیان ہو
اللہ اون پر رحمت کرے اور راضی ہو۔ ایک سو پینتیس۔
امام ابوبکر احمد بن عمرو بن ابی عاصم مبلی ہین کہ وہ ایک امام ہین
اور حافظ ہین ائمہ وحفاظ حدیث کے جنہون نے تصنیفین کین
ہین اصفہان مین گذرے ہین دوسو نو دسال مین انہون نے

کہا کہ ہم ایمان لائے ہین اون اخبار پر جو ہم نے ذکر کی اور
وہ علم کا موجب ہوتے ہین اور ایمان لاتے ہین ہم اونکی
صحت پر اور واجب ہے تسلیم اونکی ظاہر معنی پر اور کلام نہ
کرنا چاہیئے اونکی کیفیت مین اور ذکر کیا اوسمین اللہ پاک
کے اوترنیکا آسمان دنیا کیطرف اور استوا علی العرش کا
وغیر ذلک روایت کی یہ اوسنے ابن بطہ نے ابانہ مین اور
کہا روایت کی مجھ سے عاتکہ بنت احمد بن عمرو بن ابی عاصم نے
انہون نے کہا مجھ سے میرے باپ نے ۔ ایک سو چھتیس ۱۳۶ کہا
امام سعد بن علی الریحان نے کہ پوچھا مجھے اللہ تمہاری مدد
کرے بیان اوس عقیدہ کا جو میرے نزدیک صحیح ہوا ہے مذہب
سلف سے اور صالحین خلف اللہ تعالے کی صفات مین
سو مین اللہ سے خیر مانگتا ہون اور جواب دیتا ہون مین تم کو
جو جواب دیا ہے بعض فقہا نے کہ وہ ابو العباس احمد بن عمر
بن شریح ہین چنانچہ جب اوسنے صفات الٰہی کو پوچھا تو انہون
نے کہا حرام ہے عقلون پر کہ اوسکی مثال بیان کرین اور حرام
ہے وہمون پر کہ اوسکی تعریف بیان کرین اور حرام ہے
ہوشیارون پر کہ اوس کا وصف کرین مگر وہی وصف جو اوسنے
اپنی ذات کا خود کیا ہے اپنی کتاب مین اور بیان کیا ہے اپنی

رسول کی زبان سے او صحیح ہوا ہے تمام اہل دین اور سنت
اور زمانہ ہمارے زمانہ تک کہ جمیع آیات اور صحیح اخبار جو رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم سے فرائض دین اور ان پر ایمان لانا واجب ہے مسلمانوں کو
اور اوسکے معانی پوچھنا بدعت ہے اور اوسکے معنی کا جواب اپنے
طرف سے دینا کفر ہے اور زندقہ جیسے اللہ تعالے نے فرمایا هل
ينظرون الا ان يأتيهم الله في ظلل من الغمام یعنے
بھلا وہ منتظر ہے کہ آوے اونکے پاس اللہ تعالی سائبانوں میں
بدلی کے اور فرمایا اوسنے الرحمن على العرش استوى اور فرمایا
وجاء ربك والملك صفا صفا۔ اور جو آیتیں اسکے مثل
ہیں جسکی ساتھ قرآن ناطق ہوا ہے مانند اوپر ہونے پروردگار
کے اور نفس کے اور دونوں ہاتھوں کے اور سمع و بصر کے اور اوسکی
طرف کلام طیب چڑھنے میں اوسکی ہنسنے اور تعجب کرنے میں
اور اسکی ہر رات اوترنے میں یہانتک کہ کہا انہوں نے کہ
اعتقاد ہمارا ان صفتوں میں اور آیات متشابہات میں قرآن کے
یہ ہے کہ ہم ان سب کو قبول کرتے ہیں اور نہ انکو رد کرتے ہیں
نہ تاویل کرتے ہیں جیسے تاویل کرتے ہیں مخالفین اور نہ اوسکی تشبیہ
دیتے ہیں جیسے مشبہ تشبیہ دیتے ہیں اور نہ انکا ترجمہ کرتے ہیں ہوا کے
لغت عربیہ کے اور تسلیم کرتے ہیں ظاہر خبر کو اور مجہول کرتے ہیں

ہر آئت کو اوسکی ظاہر پر جیسا اوتری ہے امام ذہبی نے فرمایا کہ
انہون نے بہت سے چیزین اور ذکر کی ہین جن کو ہم نے مختصر کردیا
اور وفات پائی ابن شریح نے سنہ تین سو چھہ مین بغداد مین اور
ذکر کیا اونکا ابو اسحق نے طبقات مین فقہا کے اور کہا کہ وہ بڑے
فقہاے شافعیہ سے تھے اور مسلمانون کے امامون سے تھے اور
فضیلت رکھتے تھے تمام اصحاب شافعی پر یہانتک کہ افضل تھے
مزنی سے اور سنا مین نے ابو الحسن شریحی سے کہ فہرست ابی العباس
کی یعنی تصنیفات اونکے چار سو تک پہونچتی ہے اور ابو حامد اسفرائینی
کہتے تھے کہ ہم برابری کرتے ہین ابی العباس سے ظاہر باتون مین
فقہ کے نہ اوسکی باریکیون مین اور حاصل کیا تھا علم انہون نے
ابی القاسم انماطی سے اور اونہی سے فقہ شافعی کی تمام جہانمین
پھیلی **ایک سو سینتیس** ۱۳۷ اور روایت کی ابن بطہ نے ابو الحسن
احمد بن زکریا بن یحیے ساجی سے کہ انہون نے کہا کہ میرے
باپ نے کہا کہ سنت کا مقولہ جسمین اپنے ساتھ والون اہل حدیث
کو دیکھا ہی ہے کہ اللہ تعالے اپنے عرش پر ہے اپنے آسمانون
اوپر قریب ہوتا ہے اپنے بندون سے جسطرح چاہتا ہے اور اندر
طبقات مین کہا ہے کہ احمد بن زکریا نے کہا مین نے اپنے باپ
سے سنا کہ وہ کہتے تھے کہ مقولہ اہل سنت کا جسمین نے دیکھا

اون اہل حدیث کو جن سے مین ملا ہی کہ اللہ تعالے اپنے
عرش پر ہے اپنے آسمانون کے اوپر قریب ہوتا ہے اپنی خلق
سے جسطرح چاہتا ہے اور ذکر کیا انہون نے باقی اعتقادات
کو پھر کہا ذہبی نے کتاب العرش مین کہ وفات پائی انکو بابا نے
یعنے ذکریا بن یحیے ساجی نے جو شیخ ہین ابی الحسن اشعری کے
فقہ اور حدیث مین اور امام ہین اہل بصرہ کے اپنے زمانہ مین
سن تین سو سات مین ذکر کیا یہ ابو اسحق نے اور کہا علم
حاصل کیا انہون نے ربیع اور مزنی سے اور اون کے ایک
کتاب اختلاف الفقہا ہے اور کتاب علل الحدیث - **ایک سو
اڑتیس** ۱۳۸ - امام علامہ محمد بن جریر طبری ہین امام ذہبی فرماتے
ہین کہ ہم کو خبر دی احمد بن ہبۃ اللہ ابن عساکر نے انہون نے کہا خبر
دی ہمکو زین الامنا حسن بن محمد نے انہون نے کہا خبر دی ہمکو
ابو القاسم حسین بن حسن اسدی نے سن پانسو اڑتالیس مین انہون
نے کہا کہ خبر دی ہمکو ابو القاسم ابن ابو العلا ابن ابی نصر نے
کہا کہ ہم کو خبر دی عبد الرحمن نے کہا کہ ہمکو خبر دی ابو سعید دینوری
جو شیخ ہین محمد بن جریر کے کہ انہون نے کہا پڑھا انہون نے ابو
جعفر محمد بن جریر طبری سے اور مین سنتا تھا اون کے عقیدے کو
اور اوسمین یہ تھا کہ کافی ہے آدمی کو یہ کہ جان لے کہ رب اونکا

وہی ہے جو عرش پر استوی کئے ہوئے ہے اور جس نے اس سے
تجاوز کیا اور باتون کیطرف وہ محروم ہوا یعنے نعمت دینی سے
اور نقصان مین پڑا یعنے جہمی وہی گرفتار نافہمی ہوا تمام ہوا قول
اونکا ابن حزم نے فرمایا ہے کہ مین نے روی زمین پر کسیکو
ابن جریر سے بڑھکر ذیعلم نہین دیکھا اور سیوطی نے کہا کہ ابن جریر
اجتہاد مطلق کے درجہ کو پہونچے تھے اور جمع کیا انہون نے ایک
مذہب مستقل اور تقلید کی بہت لوگون نے اور اونکے مذہب پر
قاضیون نے حکم دیا اور فتوے لگایا اور اون کو جریریہ کہتے ہین
اور کہا خطیب نے ابن جریر امام ہین اور اون امامون سے ہین کہ
مسائل کیلئے اون کیطرف رجوع کیا جاتا ہے اور اونکے حکمون پر
چلا جاتا ہے اور امام ذہبی نے کہا محمد بن جریر ایک بڑے امامون
مین سے ہین تفسیر و حدیث و فقہ و تاریخ مین اپنے زمانہ مین اور
اونکی تصنیفات بہت ہین کہ ذکر کیا اوسکا ابو اسحق نے اور
کہا کہ وہ مذہب پر تھے قاضی ابی فرج معافی بن زکریا الہمدانی
کے اور ابن طرار کے لقب سے مشہور ہین اور کہا کہ ابو الفرج یہ فقیہ و ادیب و شاعر و عالم
بجمیع علوم تھے اور ذکر کیا اون کا خطیب نے اور کہا وہ ایک ایسے علما مین تھے کہ
اون کے قول پر حکم دیا جاتا ہے اور اون کے رائے کی طرف
رجوع کیا جاتا ہے اور انہون نے ایسے علم حاصل کئے تھے
جسمین اونکا شریک کوئی نہ تھا اون کے زمانہ مین اور وہ

عارف تھے قرآن کے اور نگاہ رکھتے تھے علم معقول میں فقیہ
تھے احکام قرآن کے عالم تھے سنن اور اسکے طریقوں کے اور
پہچانتے تھے حدیث کی صحیح اور سقیم کو اور ناسخ و منسوخ کو اور عارف
تھے اقوال صحابہ اور تابعین کے احکام حلال و حرام میں اور سنا
میں علی بن عبد اللہ کفوی سے کہ وہ حکایت کرتے ہیں کہ محمد بن
جریر چالیس برس تک ہر روز چالیس ورق لکھتے ہیں اور کہا
ابو حامد اسفرائنی فقیہ نے کہ اگر کوئی سفر کرے چین تک اسلئے
کہ اوسکو تفسیر محمد بن جریر ملے تو اوسنے کچھ بڑا کام نہیں کیا یعنے
تھوڑی محنت میں بڑی دولت لی اور ایسے ہی بات فرمائے
کہ مضمون اوسکا یہی ہے اور امام الائمہ ابن خزیمہ نے کہا ہے کہ
روی زمین پر کوئی علم میں ابن جریر سے زیادہ نہیں میں کہتا ہوں
کہ جو انصاف چاہے اونکے تفسیر دیکھے اور آیات صفات اور
غیر کے مقام میں نظر کرے کہ اوسمیں سے اللہ تعالی کا قول
ہے ثم استوی الی السماء کہ نقل کیا انہوں نے ربیع
بن انس سے کہ استوا بمعنی ارتفع ہے اور اس آیت کی ذیل میں
کہتے ہیں عسی ان یبعثک مقاما محمودا کہ بٹھا لیوے گا
اللہ تعالی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے ساتھ عرش پر روا
کی یہ مجاہد سے کہ روایت کی انہوں نے کئی شخصوں سے یہ کہا کہ

کوئی فرقہ اہل اسلام سے اسکا منکر نہیں اسجانب کہ ٹھہرتی ہے یا
اون سب کے نزدیک کہ اللہ تعالے عرش پر ہے اور سوا تمہیں
کوئی اسکا منکر نہیں اور کتاب التبصرہ میں کہا ہے جو اون کی
تصنیف ہے کہ قول محقق اون علموں میں جو ثابت ہوں صفات
الٰہی میں آیت سے اور حدیث سے جیسے خبر دی اللہ تعالی نے
کہ وہ سمیع اور بصیر ہے اور اوسکے ہاتھ ہیں چنانچہ فرمایا
بل یداہ مبسوطتان اور خبر دی کہ اوسکا منہ ہے چنانچہ
فرمایا ویبقی وجہ ربک ذو الجلال والاکرام اور خبر
دی کہ اوسکے قدم ہیں چنانچہ فرمایا رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے
کہ رکھیگا پروردگار قدم اپنا یعنے دوزخ میں اور خبر
دی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ملاقات کریگا وہ اور ہنستا
ہوگا اور خبر دی کہ وہ اوترتا ہے آسمان دنیا کیطرف اور خبر
دی کہ اوسکی اونگلیاں ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے کہ کوئی دل ایسا نہیں جو دو انگلیوں میں ہو رحمن کی انگلیوں
سے یہ ہے کہ یہ سب معانی کہ جن سے وصف کیا گیا وہ تعالی
اور مانند اسکے جتنی اور صفات ہیں کہ وصف کیا اللہ تعالی
نے اپنی ذات پاک کا کہ حقیقت ان علموں کی نہیں پہنچتی
فکرت اور حسوکنی سے بتا جاتا ہے کوئی اوسکا منکر نہیں ٹھہراتا

مگر جبکہ یہ روایتین اوسکے پاس تک پہونچ جاتے ہین یعنی بعد
وصول روایت کے جو منکر ہوتا ہے وہ منکر ٹھہرتا ہے روایت کی
یہ بات اونسے قاضی ابو یعلی فراء نے اپنی ابطال التاویل مین
ایک سو تیسوین جو روایت کی خطیب نے تاریخ مین عبد اللہ
بن محمد قرشی سے ابی محمد بن سامی سے کہ روایت کی مجھسے
ابو مسلم کجی نے انہون نے کہا کہ نکلا مین ایک دن اور حمام کھلا
دیکھا آخر شب مین سو مینے حمامی سے کہا کہ کوئی حمام مین داخل ہوا
اوسنے کہا نہین پھر مین داخل ہوا پھر جسوقت مین نے دروازہ کھولا
مجھسے ایک شخص کہنے لگا ابو مسلم اللہ کی تابعداری کر کہ تو بچے
پھر یہ شعر پڑھا ابیات لک الحمد الاعلی نعمتہ والاعلی
نقمتہ تدفع تشاء وتفعل ما شیتہ وتسمع من حیث
لا یسمع ۔ مین نے کہا اور جلدی حمام سے نکلا گھبرایا ہوا اور
حمامی سے کہا کہ تو نے تو مجھسے کہا تھا کہ حمام مین کوئی نہین ہے
سو اوسنے کہا کہ تمنے کچھ سنا سو مینے اوسکو خبر دی اون شعرون
کی سو حمامی نے مجھسے کہا کہ یہ ایک جن ہے کہ ہمیشہ ہمکو نظر آتا
ہے اور یہی اشعار پڑھا کرتا ہے سو مینے اوس سے کہا کہ اوسکے
کچھ اور بھی اشعار تیرے پاس ہین اوس نے کہا ہان اور یہ ابیات
پڑھے ابیات ایہا المذنب المفرط مھلا ۔ کم تمادی تکسب الذنب

جہلا۔ کم وکم تسخط الخلیل یفعل بسمح وھو یحسن الصنع
فضلا۔ کیف تھدی جفون من لیس یدری۔ ارضی
عنہ من علی العرش ام لا۔ **مترجم** اور ترجمہ ابیات
اول کا اردو مین یہ ہے ابیات سب ہین تعرالفین تجھے
میرے خدا ہے بسبب تو ہے سزاوار ثنا ہے خواہ نعمت دیوے
یا دیوے عذاب ہے ہر طرح ہی حمد تجکو ای جناب ہے جو کہ ہے تو
چاہتا کرتا ہے وہ ہے اور سنتا ہے سبھونکی گفت و گو ہے جس جگہ
سے کوئی سن سکتا نہین ہے تو ہی سنتا اوس جگہ سے بالیقین
اور ابیات ثانی کا ابیات ای گنہ گار تو تامل کر۔ تو کہان
تک رہیگا ایسا نڈر۔ کب تلک تو گنہ کریگا بھلا۔ جہل کی کب تلک
ہو تجھ پہ بلا۔ دوست کو کب تلک کریگا خفا جسکا ہے فضل دائما
ہوتا۔ سو وہین کیونکر وہ آنکھین غفلت مین۔ اور رہین کب
تلک جہالت مین۔ جو نجانین کہ وہ خدائے کریم۔ ذات جسکی کہ
ہے عرش عظیم۔ ہمسے راضی ہے یا خفا ہے وہ۔ کب بھلا آوے
نیند ایسونکو۔ تمام ہوا مضمون اونکا۔ **ایک سو چالیس**
امام حافظ رئیس لحفاظ ہین فقہ اور حدیث مین یعنی ابو جعفر
احمد بن محمد بن سلامہ طحاوی رحمۃ اللہ علیہ کہ وہ اپنی عقیدہ
مین ذکر کرتے ہین سنت اور جماعت کا فہما ملت کی مذہب کے

موافق جمہور ابو حنیفہ اور ابو یوسف اور محمد بن حسن رحمہم اللہ تعالے
علیہم کہ ہم اللہ تعالے کی توحید مین کہتے ہین اور اعتقاد رکھتے ہین
کہ اللہ اکیلا ہے کوئی شریک نہین اوسکا اور نہ کوئی ہے اوسکا
مثل ہمیشہ اپنی صفتون مین قدیم رہا ہے قبل پیدا کرنے اپنے
مخلوق کے اور قرآن کلام اللہ کا ہے اوسی سے شروع ہوا بغیر
کیفیت کے اور اوسنے کہا ہے اور اوتارا اوسکو اپنے نبی صلی اللہ
علیہ وسلم پر بطور وحی سے اور تصدیق کی موصنون نے اوسکی
سچے دل سے اور یقین کیا کہ وہ اللہ کا کلام ہے حقیقت مین
اور مخلوق نہین ہے اور جس نے اوس کلام پاک کو سنا اور
کہا کہ وہ کلام بشر کا ہے وہ کافر ہوا اور دیدار فرحت آثار پروردگار
کا حق ہے جنت والون کے لئے بغیر احاطہ اور کیفیت کے اور جو کچھ
وارد ہوا ہے ان صفتون مین سے صحیح طور سے رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم سے سو وہ ویسا ہی ہے جیسا حضرت نے فرمایا۔
اور معنی اون سب کو وہی ہین جو آپنے ارادہ کیا ہم اوسکی
تاویل کرکے دخل نہین دیتے اپنے رایون سے اور اسلام کا قدم
نہین جمتا مگر ان سب باتون کی تسلیم پر اور ان کا قبول کرنے
پر جو شخص قصد کیا اوس امر کا جو علم مین نہ آوے اور نہ اوسکی
کنہ کی ساتھ تسلیم کرنا اوسکی نہ ہو تو وہ توحید کے خالص

روکا گیا اور ایمان کا صحیح راستہ اوسکو نہ ملا - یہانتک کہ کہا
کہ عرش اور کرسی حق ہے جیسے بیان کی اللہ تعالے نے اپنی
کتاب مین اور وہ بے پرواہ ہے عرش سے اور بے
پرواہ ہے عرش کے سوا اور سب چیزون سے محیط ہے ہر چیز
اور سب کے اوپر ہے اور ذکر کیا سب عقیدہ کہا امام ذہبی نے
کہ ذکر کیا ابو اسحق نے طبقات الفقہا مین ابو جعفر طحاوی کو اور
کہا کہ اون تک تمام ہوگئی ریاست علی اصحاب ابی حنیفہ کی مصر
مین حاصل کیا تہا انہون نے علم کو ابی جعفر بن ابی عمران اور
ابی حازم وغیرہ سے اور تہے شافعی پڑہا کرتے تھے مزنی سے سو
ایک دن مزنی نے کہا قسم ہے اللہ کی تم سے کچہ نہوا - سو اونسے
غصہ ہوگئی اور ابن ابی عمران کے پاس آگئے پہر جب اپنا مختصر
انہون نے تصنیف کیا تب کہا کہ مزنی اگر زندہ ہوتے تو اپنی
قسم کا کفارہ دیتے اور تصنیف کی اختلاف علما اور انتقال
کیا سن مین سو اکیس مین اور عمر اون کی اسی برس کی تہی انکیو
اکتالیس برس امام حافظ ابن حافظ ابو بکر بن ابی داود سلیمان بن
اشعث سجستانی ہین کہ کہا ابیات تمسک بحبل اللہ واتقی الہی
ولا تک بدعیا لعلک تفلح - ودن بکتاب اللہ واسنن اتقی
انت عن سوال اللہ تجود وتربح - وقل غیر مخلوق کلام ملیکنا -

بذلک وان الاتقیا۔ وافصحوا فلانک فی القرآن بالوقف
قائلا۔ کما قال ابتاع الجہم واسمعہ ولا تقل القرآن خلق قرآن
فان کلام اللہ یا للفظ یوضح۔ وقد انکر الجہمی ایضا یمینہ۔ کلتا
بالفواضل تفتح۔ وقد نیزل الجبار فی کل لیلۃ۔ بلا کیف حل الوحد
متمح۔ الی خلق الدنیا یمین بفضلہ۔ فتفرج ابواب السماء وتفتح
روی ذلک قوم لا یرد حدیثہم۔ الا اخاب قوم کذبوہم واقبح
اور ترجمہ انکا اردو مین یہ ہے ابیات۔ متک کر تو حبل اللہ
کا اوپر ہدی کی پیروی کر اے برادر۔ نہو تو مدعی حق کے سوا
کا۔ کہ پاوے تو نجات ای صاحب ما۔ کتاب اللہ اور سنت
کے پاس آ۔ کہ ہے اوسمین نجات ای شاہ والا۔ نجات وفا
ہے بس اسمین۔ سوا اسکے نہین مطلب کسی مین۔ کلام حق نہین
مخلوق سے یار۔ یہی ہے اتقیا کا قول پرکار۔ مگر اسمین ذرا ہی تو تامل
کہ جیسے جہمیہ کرتے ہین بالکل۔ یہ لفظین نہین مخلوق اوسکی۔
یہ لفظین ہین خدا کی خود ہین بولی۔ کلام حق مین ہین الفاظ اور حرف
نہین جہمی سمجھتا جو ہے کم ظرف۔ ہین دونو ہاتھ بھی اوس کے محقق
ہی نیکون کا ہے قول محقق۔ اوترتا ہے وہ ہر شب آسمان پر
بلا کیف ای اخی نیک وبہتر۔ کہلا کرتے ہین دروازی سما کے
خدا کی فضل سے ای یار میرے۔ روایت ایسی لوگون نے یہ کی ہے

کہ بات اون کی نہین رد ہو سکتی ہے۔ جو منکر اسکا ہے محروم
ہے وہ ہی منکر فضل حق کا اور بدخو۔ اور اون کی ابیات اور
ہین کہ مینے اونمین سے مختصر کیا اور ابن ابی داؤد نے کہا ہی
میرا قول ہے اور میرے اوستاد کا اور یہی قول تہا اون بزرگون کا
جن سے مین ملا اہل علم سے اور یہی قول ہے اون لوگون کا جن کو
مین نے نہین دیکھا اور ایسا ہی پہونچا ہے اونسے ہمکو پہر جس نے
سوا اسکے اور کچھ کہا وہ چہوٹا ہے روایت کیا یہ اعتقاد اور
یہ اجماع اونسے بہت لوگون نے کہ اونہی مین ابن بطہ بہی ہین
جنہون نے ابانہ مین ذکر کیا اسکا اور اونہی مین آخری ہین
اور تصنیف کی اونہون نے ان ابیات کی ایک شرح امام ذہبی
نے کہا ابو بکر یہ کبار ائمہ محدثین مین ہین اور وہ اپنے والد
کے مثل ہین حفظ مین اور معرفت حدیث مین اور کتاب المصاحف
اور کتاب شریعت القاری اونہی کی ہے کہ اوسمین بہت سے
آثار اور غرائب ایسے لائے ہین کہ دلالت کرتے ہین اوپر اتساع
روایت اور فضیلت اون کی اور وفات پائی انہون نے
سن تین سو دس مین۔ ایکسو بیالیس ۱۴۲ مین امام ابو عبد اللہ
ابراہیم بن محمد بن عرفہ الہجری لفظویہ ہین کہ اونہون نے کتاب
الرد علی الجہمیہ مین جو اون کے تالیف ہی کہا ہے کہ روایت کی

ہم سے داؤد بن علی سے کہ اونہون نے کہا ہم ابن اعرابی
کے پاس تہے کہ ایک شخص آیا اور کہا کہ الرحمن علی العرش
استوی کے کیا معنی ہین تو انہون نے فرمایا وہ تعالے اپنے
عرش پر ہے اور اوسی پر اوسنے استوا کیا ہے جیسے کہ خبر دی
اوسنے تو اوس نے کہا ایسا نہین بلکہ معنی اوسکی یہ ہین کہ غالب
ہوا ابن اعرابی نے کہا چپ رہ تو نہین جانتا کہ یہ عرب کی لوگ
استولی اوسی جگہہ بولتے ہین جہان دو شخصون مین ضد ہو
پہر جب ایک جیتا ہے تو کہتے ہین کہ وہ اوسپر مستولی ہوا اور اللہ سے
کوئی ضد نہین کر سکتا اور وہ اپنے عرش پر ہے جیسے خبر دے
اوسنے اور سنا مینے داؤد بن علی سے کہ کہتا تہا میرے سے
سُبحان ربی الاسفل اور یہ جہل اور نادانی ہے اوسکی اور
رد کرتا ہے اللہ کی کتاب کو اس لئے کہ وہ کہتا ہے ءاامنتم
من فی السماء ذہبی نے کہا ابو عبد اللہ یہ ایمہ عربیہ اور
لغت مین سے ہین اور نہایت مشہور ہین اور ہم عصر ہین ابن
ابی داؤد اور اون کے اصحاب کے ایلسوتنا لیس
حافظ ابو محمد یحیے بن محمد بن صاعد ہین کہ اونہون نے کہا
یہ فضیلت عرش پر بیٹہنے کی جو ہے اسکو ہم رد نہین کرتے
اور نہ اوسکے معنون مین تکرار کرتے ہین اور نہ اوسمین کلام

کرتے ہین اور نہ کلام کرتے ہین ہم کسی ایسی حدیث مین جسمین
فضیلت ہو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سیطرحکی روایت کی یہ بات
آجری نے کتاب الشریعت مین جس باب مین خصوصیات ہین
محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی مقام محمود وغیرہ سے بعد حدیث مجاہد کے
جو آگے گذرے امام ذہبی نے کہا ابن صاعد یہ بڑے حفاظ حدیث
مین سے ہین اور بہت مشہور ہین وفات پائی سن تین سو اٹھارہ
مین۔ **ایکسو چوالیس** ۱۴۴ امام ہمام رئیس اشاعرہ ابو الحسن علی
بن اسمٰعیل اشعری ہین کہ وہ اپنی اوس کتاب مین جسمین اختلاف
گمراہ فرقون کا اور مقولی اہل اسلام کی نقل کئے ہین غرض ذکر کیا
اونہون نے روافض اور خوارج اور مرجیہ اور معتزلہ اور
جہمیہ وغیرہم کا پھر ذکر کیا قول اہل سنت کا اور اصحاب حدیث
کا اور خلاصہ اونکے قول کا اقرار کرنا اللہ کا اور فرشتون
اور کتابون اور رسولون کا اور جو خبرین آئین ہین اللہ تعالے
سے کہ روایت کیا اون کو ثقات نے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم سے نہین رد کرتے اونمین سے کوئی بات کو اور
یقین کرتے ہین کہ اللہ تعالے اکیلا ہے نرالا ہے اکا ہے
بی پرواہ ہے معبود نہین کوئی سوا اوسکی نہ اوسکی جورو ہے
نہ لڑکا اور محمد اوس کے بندے ہین اور اوسکے رسول اور جنت

حق ہے اور قیامت سچ ہے اور قیامت ایکدن آنیوالی ہے کہ
اوسمین کسی طرحکا شک نہین اور اللہ تعالے قبر والون کو
اوٹھاویگا اور اللہ تعالے اپنے عرش پر ہے جیسے کہ اوسنے
فرمایا الرحمن علی العرش استوی اور اوسکو دو ہاتھ ہین
بلا کیف جیسے کہ فرمایا اوسنے لما خلقت بیدی یعنی کیون سجدہ
نکیا تونے ای ابلیس اوس چیز کو کہ مین نے اپنے دونون ہاتھون
سے بنایا تہا اور ذکر کیا تمام صفتون کو پھر ثابت کیا اون کو
آیتون سے یہانتک کہ کہا اونہون نے کہ مسلمانون نے قبول
کیا ہے روایات صحیحہ کو اور وہ سب تصدیق کرتے ہین اون
حدیثون کی جو آئے ہین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اسباب
مین کہ پروردگار اوترتا ہے آسمان دنیا پر اور فرماتا ہے کوئی
مغفرت مانگتا ہے جیسا کہ حدیث مین آیا ہے اور نہین کہتے
ہین کہ یہ صفات کیونکر ہین اور کیسے ہین اسلئے کہ یہ بات بدعت
ہے اور اقرار کرتے ہین وہ سب کہ اللہ تعالے آویگا قیامت
کے دن جیسے کہ فرمایا اوسنے وجاء ربك والملك صفا
صفا اور اللہ تعالی قریب ہوتا ہے اپنی خلق سے جسطرح چاہتا ہے
جیسے کہ فرمایا اوسنے نحن اقرب الیہ من حبل الورید اور
بہت چیزین ذکر کین اصول سنت کی یہانتک کہا اور سب

چیزین وہ ہین جنکا اہل اسلام حکم کرتی ہین اور بناتی سکھاتی
ہین اور روا رکھتے ہین اور یہ بھی جاننا ضرور ہے کہ استوا
کو استیلا یعنی غلبہ کے معنون مین لینا درست نہین اور جتنی
چیزین ہم نے ذکر کین ان سب کے ہم قائل ہین اور یہی ہمارا مذہب ہے
اور ہمارے تئین اللہ ہی نے توفیق دی ہے اور ذکر کیا اونہون
نے اس کتاب مین ایک باب اس مضمون کا کہ آیا جائز ہے یہ
کہنا کہ اللہ تعالے ہر مکان مین ہے یہانتک کہ کہا اختلاف
کیا ہے لوگون نے اسمین سترہ قول تک اونہی مین ہین اہل سنت
اور اصحاب حدیث کہ اونہون نے کہا ہے کہ وہ تعالی جسم نہین
اور نہ مشابہ ہے کسی چیز کے اور وہ عرش پر ہے جیسے کہ فرمایا الرحمن
علی العرش استوی۔ اور ہم اللہ سے آگے بڑھکر بات نہین کر سکتے
بلکہ ہم کہتے کہ اوس نے استوا کیا ہے بلا کیف اور اوسکو دو ہاتھ ہین
جیسے کہ اوسنے کہا خلقت بیدی اور وہ اوترتا ہے آسمان
دنیا کیطرف جیسا کہ حدیث مین آیا ہے اور معتزلہ نے کہا ہے کہ استوا
علی العرش بمعنی استولی ہے اور معتزلہ کا قول ہے کہ ہاتھ سے مراد
نعمت ہے جیسے تجری باعیننا سے مراد اوسکا علم ہے امام ذہبی نے
کہا کہ ابو الحسن اشعری نے کتاب جمل المقالات مین کہا ہے کہ مین نے
دیکھا ہے اوسکو خط سے علی بن شاذان کے کہ اوسنے لکھا سن تین سو

ستر برس کئی سال مین مانند اس کلام کے اور مضمون اوسکا اصح
حدیث کی قول مین گذرا اور اونہون نے فرمایا ہے اوس کتاب
مین اپنی جسکا نام ابانہ ہے استوا کی باب مین یہانتک کہ کہا ایک کہنے
والے نے کہ کیا کہتے ہو تم استوا مین تو کہا گیا اوس سے کہ ہم کہتے
ہین کہ اللہ تعالی مستوی ہی اپنے عرش پر جیسے کہ اوسنے فرمایا
الرحمن علی العرش استوی۔ اور فرمایا الیہ یصعد الکلم الطیب
والعمل الصالح یرفعہ اور فرمایا بل رفعہ اللہ الیہ اور فرمایا
یدبر الامر من السماء الی الارض ثم یعرج الیہ اور فرمایا
فرعون کے قول سے کہ اوسنے کہا یا ھامان بن لی صرحا لعلی
ابلغ الاسباب اسباب السموات فاطلع الی الہ موسی وانی
لاظنہ کاذبا غرض فرعون نے موسی علیہ السلام کی اس کہنے کو
جھوٹا یا کہ اللہ آسمانون پر ہی اور فرمایا اوس عزت والے بلند
ذات نے ءامنتم من فی السماء ان یخسف بکم الارض
یعنی کیا بیخوف ہو گئی تم اوس سے جو آسمان کی اوپر ہے اور عرش
آسمانون کے اوپر ہے پھر جب عرش آسمانون کے اوپر تھا جب
ہی تو اللہ تعالی نے ءامنتم من فی السماء فرمایا اسلئے کہ
عرش پر مستوی وہی عرش پر جو آسمانون کے اوپر ہے اور جو
آسمانون کی اوپر ہے وہ برتر ہے آسمانونسے پس عرش برتر ہے

Marfat.com

اسمانون سے اور اما منتم من فی السماء سے سب آسمان مراد
نہین ہے بلکہ مراد اوس سے عرش ہی کہ وہ سب آسمانون کے اوپر
ہے تم دیکھتے نہین کہ اللہ عزوجل نے ذکر کیا آسمانون کا اور فرمایا
وجعل القمر فیہن نورا غرض اس سے یہ مراد نہین ہے کہ چاند
اون سب آسمانون مین بہرا ہوا ہے اور چاند اون سب آسمانون
مین ہی یعنے فی اس مقام مین بمعنے علی ہے اور ہم نے دیکھا مسلمانون
کو کہ وہ سب اپنے ہاتھ اوٹھاتے ہین آسمان کیطرف جب دعا کرتے
ہین اسلئے کہ اللہ تعالی اوس عرش پر ہی جو آسمانونکے اوپر ہے
غرض اگر اللہ تعالے عرش پر نہوتا تو وہ اپنے ہاتھ نہ اوٹھاتے
عرش کی جانب کو جیسکہ وقت دعا کے وہ زمین کیطرف ہاتھ نہین
جھکاتے ہر ایک فصل مین کہا کہ معتزلہ اور جہمیہ اور حروریہ کہتے ہین
کہ الرحمن علی العرش استوی کے معنی غالب ہوا اور مالک ہوا
اور اقرار کیا انہون نے کہ اللہ تعالے ہر مکان مین ہے اور
انکار کیا اسکا کہ وہ اپنے عرش پر ہی جیسا کہ اہل حق نے کہا ہے
کہ وہ عرش پر ہے اور بعضون نے استوا کو بمعنے قدرت لیا ہے
غرض اگر یہی معنے ہوتے تو عرش اور ماسوائے عرش مین کچھ فرق
نہوتا اسلئے کہ اللہ تعالی سب چیز پر قادر ہے یہانتک کہ
نجاسات اور خس و خاشاک پر اور جتنے چیزین عالم مین ہین ہر

اگر استوی کو بمعنے مستولی اور غالب کے لو تو لازم آتا ہے اللہ تعالے
مستوی ہو سب چیزون پر یہانتک کہ مستوی ہو عرش اور زمین
پر اور آسمان پر اور خس و خاشاک اور نجاسات وغیرہ پر اسلئے
کہ وہ سب پر قادر ہے اور ہر چیز پر قادر ہے اور جب ہر چیز
پر وہ قادر ہوا اور کسی مسلمان کے نزدیک یہ روا نہین ہے کہ
نہین کہ اللہ مستوی ہے خس و خاشاک پر اور بیت الخلا پر تو لازم
آیا کہ یہ بھی کہنا جائز نہو کہ وہ مستوی ہے عرش پر اسکے یہ معنی ہین کہ
وہ غالب ہوا کہ غلبہ تو عام ہے سب چیزون کو اور واجب ہوا
یہ کہ معنی استوا کے ایسے لئے جاوین کہ وہ خاص ہون ساتھ عرش کے
اور پائے جاتے ہون سوا اوسکے کسی مین اور ذکر کی انہون نے
دلائل کتاب اور عقل کے سوا اور سکے بہت سے کہا امام ذہبی نے
نقل کی امام ابوبکر بن فورک نے وہی بات جو آگے گذری
اصحاب حدیث کے قول سے اور روایت کی وہ امام ابوالحسن
اشعری سے کتاب المقالات والخلاف بین الاشعری وابی محمد
بن عبداللہ بن سعید بن کلاب کے جو اون کی تالیف ہے غرض اس
مین کہا کہ پہلی فصل اوس بیان مین جو ذکر کیا ہمارے شیخ ابوالحسن
نے کتاب المقالات مین جسمین جملہ اصحاب حدیث کے اقوال مذکور
ہین پھر اوسکے آخر مین کہا کہ ہم اس سب کے قائل ہین پھر بیان

ابن فورک کی وہی قول بعینہ پھر اوسکے آخر مین کہا کہ یہی تحقیق ہے
جو اون کے قول سے ثابت ہے اور وہ اسیکو اصول کی معتقد ہین
جو قواعد مین اصحاب حدیث کی اور اساس مین اونکی توحید کی اور
کہا حافظ ابو العباس احمد بن ثابت طرفی نے کہ مین نے ابو الحسن
اشعری کی کتاب مین پڑھا ہے جسکا نام ابانہ ہے اون دلیلونکو
جو مثبت استوا ہین کہ اونمین سے ایک یہ دلیل ہے کہ دل اسلام
جب راغب ہوتی ہین اللہ تعالی کیطرف اور رجوع کرتے ہین اوسکی
جانب تو کہتی ہین یا ساکن العرش اور اپنی قسم مین کہتی ہین قسم
ہے اوسکی جو ساتون آسمان کے پردے پر ہے طرفی نے کہا یہ جو
ہے اس حدیث سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ
تعالی نے سات آسمان بنائے پھر اختیار کیا اون سب کے بلند تھا
کو اور سکونت کی وہان اور امام ابو القاسم قشیری نے کہا اہل
سنت کے بیان مین کہ نہین انتقام لیا انہون نے یعنے ابو الحسن اشعری
نے مگر اسبات کا کہ ثابت کیا انہون نے تقدیر کو اللہ کے لئے
یعنے اسی سبب سے اہل بدعت نے اونہی ایذا دی اور ثابت کیا انہون
نے صفات جلال کو اللہ تعالے کے لئی جیسے قدرت اور علم اور حیات
اور سمع و بصر اور وجہ اور ید ہی اور ثابت کیا کہ قرآن اوسکا کلام
غیر مخلوق ہے روایت کی یہ اوسنے فراء سے اور روایت کی وہ

کہ کہا سنا مینے ابی علی وقاق سے کہ کہتے تہے سنا مینے زائر بن احمد
فقیہ سے کہ کہتے تہے انتقال کیا اشعری نے اور سر اونکا میری گود
مین تہا اور وہ حالت نزع مین کہتے تہے کہ لعنت کری اللہ تعالے
معتزلہ کو کہ اونہون نے متغیر کر دیا اور بدل دیا یعنے نصوص کو اور
کہا حافظ ابو القاسم ابن عساکر نے تبیین کذب المفتری علی الشیخ
ابی الحسن الاشعری مین جو اونکے تالیف ہی کہ جب ابو الحسن نیک
عقیدہ تہے جیسا مذکور ہوا اور نیک مذہب تہے اہل معرفت اور
اہل شناسائی کے نزدیک اور موافق تہے اکابر عباد کے مذہب کے تو
اب قدح نہین کرتا ہے کوئی اونکے مذہب پر مگر جو اہل جہل اور عناد
مین سے ہی تو ضرور ہوا کہ اون کا عقیدہ بیان کیا جاوی جواباً
مین ہے تاکہ اونکا حال بخوبی واضح ہو جاوے اور صحت عقیدت اونکی
سب پر روشن ہو جاوی سو سنو کہ اونہون نے ابانہ مین کہا ہے
سب تعریف ہی اللہ اکیلا زبردست بزرگی والے کو جو نرالا ہے ایکہ
ہونی مین بزرگی والا ہے بڑائی والا کہ نہین پہونچتے اوسکو صفات
بندون کی اور نہین ہے اوسکا کوئی مثل اور نہ شریک اور ذکر
کی اونہون نے بہت چیزین یہانتک کہ کہا بعد اسکے کہ رد کیا
انہون نے معتزلہ اور قدریہ اور جہمیہ اور رافضیہ پر اور کہا کہ اگر
کوئی کہے کہ انکار کیا تمنے معتزلہ اور قدریہ اور جہمیہ اور ضروریہ کے

باتون کا اور روافض اور مرجیہ کے عقیدون کا سو بتاؤ تم ہم کو
کہ تمہارا قول کیا ہے جسکے تم قائل اور معتقد ہو اور تمہارا دین
کیا ہے جس پر تم قائم ہو تو اوسے ہم جواب دینگے کہ ہمارا قول
یہ ہے اور ہمارا دین جسپر ہم قائم ہین یہ ہے کہ چنگل مارتے
ہین ہم کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر
اور اوسپر جو روایت کی صحابہ اور تابعین اور ائمہ حدیث
نے اور ہم اوسی کے اوپر قائم رہنے والے ہین اور اسی پر ہے
احمد بن حنبل کہ اللہ تعالے تازہ رکھے اونکے چہرے کو اور ہم
اسیکے قائل ہین اور جو اسکے خلاف کرے اوس سے دور رہنے
والے ہین اسلئے کہ امام احمد امام ہین فاضل ہین اور رئیس کامل ہین
جنکے سبب سے حق ظاہر ہوا عین ضلالت کے وقت مین اور سیدھی
راہ کھل گئی اور جڑ کٹ گئی اونسے بدعتیون کی اور دور ہو گئی
کجی کجروون کی اور مٹ گیا شک شک کرنیوالون کا سو اللہ
اون پر رحمت کرے کہ وہ امام اور پیشوا ہین اور فقیہ ہین اور رہبر
ہین تمام ائمہ مسلمین کے اور خلاصہ ہمارے قول کا یہ ہے کہ ہم اقرار
کرتے ہین اللہ کا اور فرشتون کا اور اوسکے کتابون اور رسولون
اور جو اللہ کے پاس سے آئے ہے اور جو روایت کی ثقہ لوگون نے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ اونمین سے ہم کسی بات کو

Marfat.com

رد نہین کرتے اور اقرار کرتے ہین کہ بیشک اللہ تعالیٰ اکیلا ہے
اکا ہے یگانہ ہے نرالا ہے نہین کوئی معبود سوا اوسکے اور اقرار
کرتے ہین ہم کہ محمد بندے اوسکے اور رسول اوسکے ہین اور اقرار
کرتے ہین ہم کہ جنت سچ ہے اور دوزخ سچ ہے اور قیامت
آنیوالی ہے کہ اوسمین کسیطرح کا شک نہین اور اللہ اوٹھاویگا
قبر والون کو اور اللہ تعالےٰ عرش پر بیٹھا ہے جیسا کہ اوسنے
خود فرمایا الرحمن علی العرش استوی اور اللہ کا منہ ہے جیسے
فرمایا ویبقی وجہ ربک ذو الجلال والاکرام اور اوسکے
دو ہاتھ ہین جیسے فرمایا بل یداہ مبسوطتان اور فرمایا لما
خلقت بیدی اور اوسکی دو آنکھین ہین بلا کیف جیسے
فرمایا تجری باعیننا اور جسنے یہ کہا کہ اللہ کے نام اوسکے سوا
ہین وہ گمراہ ہے اور اللہ کو علم ہے جیسے فرمایا انزلہ بعلمہ
یہانتک کہ کہا کہ ہم عقیدہ رکھتے ہین کہ وہ دلون کو پھیرتا ہے
اور تمام دل اوسکی دو انگلیون مین ہین اوسکی اونگلیون مین سے
اور وہ آسمانون کو ایک انگلی پر رکھ لیا اور زمینون کو
ایک انگلی پر جیسی کہ روایت مین آیا ہے رسول صلی اللہ علیہ
وسلم سے یہانتک کہ کہا کہ ہم تصدیق کرتے ہین تمام روایات
صحیحہ جو آئین ہین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اوسکے

Marfat.com

اوترنے کی باب مین آسمان دنیا پر اوروہ باری تعالے
آسمان پر اوتر کر فرماتا ہے کوئی مانگنے والا ہے کوئی مغفرت
طلب کرنیوالا ہے برخلاف اوسکی جو اہل زیغ اور ضلال کہتے
ہین اور جس چیز مین اختلاف ہوتا ہے اوسمین ہم اپنے پروردگار
کی کتاب کیطرف رجوع کرتے ہین اور اپنے نبی صلی اللہ علیہ
وسلم کی سنت پر اور مسلمانون کے اجماع کیطرف اور جو بات
کہ اس قسم سے ہو اور ہم قائل ہین کہ اللہ تعالے آویگا قیامت
کے دن جیسے کہ اوسنے فرمایا وجاء ربک والملک صفا صفا
اور وہ نزدیک ہوتا ہے اپنے بندون کے جیسا چاہے
جیسے کہ فرمایا ونحن اقرب الیہ من حبل الورید اور جیسے
کہ فرمایا ثم دنی فتدلی فکان قاب قوسین او ادنی
اور ہم تجویز کرتے ہین کہ چھوڑ دینا ہر بدعتی کا جو اپنی بدعت کے
طرف بلاتا ہو اور تجویز کرتے ہین دور رہنا اوس سے اور جو
دلیل لاوے اون باتون سے جو ہم نے بیان کین اور جو باقی رہ گئی
اون مین سے وہ تھوڑا تھوڑا بیان ہوگا۔ کہا امام شافعی نے
کہ کہا ابن عباس نے تامل کرو تم اللہ رحمت کرے تم پر کیونکر
بیان کیا اور کیسا واضح کر دیا اونہون نے اس عقیدے کو اور
اعتراف اور اقرار کیا سب لوگون نے اس امام کی فضیلت کا

جنہون نے شرح کی اس عقیدی کی اور بیان کیا اسکو کہا
حافظ ابن عساکر نے کہ کہا امام ابوالحسن نے کہا اپنی کتاب مین
جسکا نام انہون نے عدر کہا ہے کہ تالیف کی ہے ہم نے ایک
بڑی کتاب صفات مین اور کلام کیا ہے ہمنے اوسمین معتزلہ
اور جہمیون کی قسمون مین اور اوسمین بہت سی فن ہین صفات
کی اور اوسمین ہی اثبات صفات کا اللہ کیواسطے اور اثبات
وجہ اور یدین کا اور اوسکی استوا کا عرش پر پہر کہا امام
ذہبی نے کہ پیدا ہوے اشعری سن ایک سو چہیاسی مین اور
وفات پائی سن تین سو چوبیس مین بصرہ مین اور پہلی
معتزلی تہے پہر توبہ کی اور اہل سنت کی موافق ہوگئے جو
اصحاب حدیث ہین اور موافقت کی اونکی بہت باتون مین
جنمین معتزلہ لوگ اون کی مخالفت کرتے ہین پہر موافقت
کی حدیث والون کی اونکے کثر اقوال مین اور وہ باتین
وہی ہین جو ہم نے ذکر کی ہین اونسے کہ انہون نے نقل کیا
ہے اجماع اونکا اسپر اور وہ موافق ہین اون کی ان سب
باتون مین یعنے عقائد مین اور یہی حال ہے اونکا جو ہم کو
معلوم ہے اور اللہ اون پر رحمت کرے اور بخشے اون کو
اور تمام مسلمانون کو تمام ہوا قول ذہبی کا مین کہتا ہون کہ مین نے

اوسکی کتاب ابانہ دیکھی ہے مبالغہ کیا ہے انہون نے اوسمین ایسی بات
صفات مین اور ثابت کیا ہے اون کو احادیث اور آیات سے
اور طعن تشنیع کی ہے معتزلہ اور جہمیہ اور تمام لوگون پر جو کجرو اور
ظلم کرنیوالے ہین اور لکھی ہے انہون نے ایک بحث استوا کے
باب مین دو ورق مین اور وہ بحث نہایت لطیف ہے اور
نقل کی ہے ہمنے عبارت اونکے آگے اور انہی کا قول ہے کہ
زعم کیا ہے معتزلہ اور جہمیہ نے اور حروریہ نے کہ اللہ عزت اور
جلال والا ہر مکان مین ہے اور لازم آتا ہے اس سے کہ وہ
تعالی مریم کے پیٹ مین بھی ہوا اور تمام گھورون مین اور بیخانون
مین اور یہ عقیدہ دین کے خلاف ہی برتر اور بلند ہے اللہ تعالے
اونکے قول سے اور اون سے کہا جاتا ہے کہ جب وہ تعالی مستوی
نہوا عرش پر اوس معنی سے جو خاص ہے عرش کے ساتھ اور نہین
پایا جاتا وہ معنے سوا عرش کے جیسے کہ اہل علم نے کہا ہے اور
صاحبان آثار نے نقل کیا ہے اور حاملان اخبار نے روایت
کیا ہے اور ہوا وہ تعالے ہر مکان مین تو لازم آیا کہ وہ تعالے
اوس زمین کے نیچے بھی ہوا جسپر آسمان ہے اور جب زمین کے
نیچے ہوا اور زمین اوسکے اوپر ہوئی اور آسمان زمین کے
بھی اوپر ہے تو ضرور ہوا تم کو کہ کہو کہ اللہ سب سے نیچے ہے اور

چیزین تمام اوس کے اوپر ہین اور آسمان اوس کے اوپر ہے
اوپر ہے حالانکہ وہ تعالے اوپر سے اوپر ہے غرض لازم آتا
ہے کہ فوق تحت ہوجاوے بلکہ تحت التحت مین ہوجاوے اور تحت
فوق ہوجاوے بلکہ فوق الفوق ہوجاوے اور یہ امر محال ہے
اور کسیطرح نہین ہوسکتا برتر ہے اور بلند ہے اس سے
اللہ تعالی پھر ذکر کئے دلائل اس مسئلہ کے اون آیات اور احادیث
سے جو ہم نے اوپر ذکر کی اور اون سے کچھ زیادہ بھی ہم نے
ذکر کیا ہے اور چوتھے باب مین اور جب جان لیا تم نے کہ اشعری
کا مذہب مسئلہ استوا مین وہی ہے جو مذہب سلف صالحین کا ہے
یعنے یہ کہ اللہ تعالے اپنے عرش پر ہے اور اوپر ہے ہر چیز
کے اور نہین ہے وہ ہر مکان مین تو حجت تمام ہوگئی تمام اشاعرہ
پر پھر جو اسکے خلاف ہو اور اسکے خلاف عقیدہ رکھکر خیال کرے
کہ مین اشعری ہون وہ اپنے خیال مین غلطی کرتا ہے اور اپنے
دعوی مین جھوٹا ہے اور اب تجھے بخوبی معلوم ہوجاویگا کہ جسطرف
بعضی پچھلے لوگ متکلمین اشاعرہ مین سے گئے ہین اور اللہ تعالے
کے عرش پر ہونیکی نفی کرتے ہین اور استوا مین استیلا کے معنی
بتاویل بیان کرتے ہین اونکی بات بے اصل محض ہے بلکہ افترا
اور بہتان ہے اپنے شیخ پر اور جرأت کرتے ہین وہ اللہ پر اور

اوسکے رسول پر اور پیچھے چلتے ہین وہ معتزلہ اور جہمیہ کے مزعوم
باطل کے سو تم اون کے باتون سے فریب نہ کہانا اور گمراہ نہونا اونکے
لغو باتون اور خرافاتون سے اور لازم پکڑنا اللہ اور رسول کی پیروی
کو اور سلف صالح کی اقتدا کو خواہ محدثین ہون یا متکلمین ہون اللہ
تعالی ہمارا حشر اونہی کی ساتھ کرے قیامت کے دن اور بچاوے ہم کو
زیادتی کرنیوالون کے تاویلون سے اور بدل سدل کرنیوالون کے
دھوکون سے ای رب العالمین **ایک سو تینتالیس** - علامہ
ابن غانم مقدسی سے ہین کہ روایت کی اُنسے قاضی ابو احمد
عسال نے کہ کہا اونہون نے شعر قل لمن یفہم عنی ما اقول ۔
اقصر القول وشرحہ لطول - ثم غامض من دونہ - ضربت واللہ
اعناق الفحول - یعنے ابیات جو مین کہتا ہون وہ سن لو دوستو
شرح اسکی طول ہے تم سن رکھو - اور کی باتون سے انکہین بند کر
کرنا اوسکی غیر پر ہرگز نظر - سیکڑون کو کر دیا مین نے خموش
+ جنکی دلمین تہا بہت لڑنے کا جوش + پہر اسکے بعد کہا شعر
کیف تدری من علی العرش استوی - لا تقل کیف استوے
کیف النزول - کیف تحکی ام تری کیف تری - ولعمری لیس ذا
الا الفضول - ہو لا این ولا کیف لہ - وہو رب الکیف عال
ان یحول - ہو فوق الفوق لا فوق لہ - وہو فی کل النواحی لا یزول

Marfat.com

جل ذاتا وصفاتا وسما سبحانہ تعالے قدرہ عما اقول یعنے اثبات
کیا تو جانے عرش پر جو ہے خدا۔ تو نہ کہہ کیونکر کیا ہے استوے
اور کیفیت ہے نزول اوسکا بتا۔ پاک کیفیت سے ہے رب العلا
جس نے ہے کیف کیا ای دوستو ہے وہ بیہودہ بڑا تم سن
رکھو۔ کیف کا اور این کا مالک ہے وہ۔ اور عالی کیف سے
ای دوستو۔ ہے وہ اوپر سے بھی اوپر بڑا۔ نام و ذات اوسکی
ہے برتر دائما۔ قدر اوسکی قول سے میرے بلند ہے
اور صفات اوسکی ہین عالے ارجمند ایک سو چھیالیس ۱۴۶
قاضی امام حافظ ابو احمد عسال اصبہانی ہین کتاب المعرفت مین
جو اون کے تالیف ہے صفات مین اوسمین فرماتے ہین اللہ تعالے
کے اس قول کی تفسیر مین الرحمن علی العرش استوے کہ ہم کہتے
ہین اقوال ائمہ کے مطابق جیسے ربیعہ اور مالک اور ضحاک اور
ابی عیسے یحیے بن رافع اور عبد اللہ بن مبارک اور کعب احبار
وغیرہم ہین اور حدیث ابن مسعود کی جو روایت کی گئی ہے اسناد
اوسکی صحیح ہے اور مضمون اوسکا یہ ہے کہ کرسی سے پانی
تک پانسو برس کی راہ ہے اور عرش پانی پر ہے اور اللہ
عرش پر ہے اور اوسپر کوئی چیز چھپی نہین ہے تمہارے
کاموں مین سے اور ساری حدیث اونکے طبقات مین گذری ہے

امام ذہبی نے کہا کتاب المعرفت بہت عمدہ اور بزرگ کتاب
ہے کہ تصنیف کی ہے انہون نے پروردگار کی صفات مین اور
جب اوسمین کوئی مبصر نظر کرتا ہے تو جہالت شان مصنف کی
معلوم ہوتی ہے اور وفات پائی انہون نے تین سو چالیس
کئی سال مین اور انہون نے بہت شہرون مین سفر کیا اور
اور بہت لوگون سے حدیث سنی جیسے ابی مسلم کجی ہین اور محمد
بن ایوب رازی اور ابن حاصم وغیرہم ایک سو سینتالیس امام
حافظ ابوبکر آجری ہین کہ انہون نے کتاب الشریعت مین کہا ہے
یہ باب ہے مذہب حلولیہ سے بچنے مین اور پھر اوس باب مین فرمایا ہے
جس پر سب اہل علم ہین وہ یہ ہے کہ اللہ عزوجل اپنے عرش پر ہے
آسمانون کے اوپر ہے اور علم اوسکا سب کو گھیرے ہوئے ہے
گھیر لیا ہے یعنے اوسکے علم نے اون سب چیزون کو جو بلند آسمان
اوپر ہین اور اون سب چیزون کو بھی جو ساتون زمینون مین ہین
بلند ہوئے ہین اوسکی طرف عمل بندون کے پھر اگر کوئی کہے کہ اس
آیت کے معنی کیا ہین جو اللہ تعالے فرماتا ہے ما یکون من نجوی
ثلثۃ الا ھو رابعھم آخر آیت تک جسکی دلیل پکڑی ہے یعنے حلولیہ
نے تو کہا جاوے گا اس سے اوسکا علم مراد ہے اور اللہ عزوجل
اپنے عرش پر ہے اور علم اوسکا اون سب کو گھیرے ہوئے ہے

اور ہماری زبانون پر ہے اور ہمارے دلون مین یا درکھا
جاتا ہے یعنے ان سب مقامون مین
اللہ کو پایا ہوا ہے ملا علاؤ الدین
بخاری رح

یہی تفسیر کی ہے سب اہل علم نے اور آیت کا اوّل و آخر خود
دلالت کرتا ہے کہ مراد اس سے علم اور وہ تعالے اپنے عرش
پر ہے پس یہی قول سب مسلمانون کا روایت کی ہم سے ابن مخلد نے
کہا روایت کی ہم سے احمد بن حنبل نے کہا روایت کی ہم سے شریح
بن نعمان نے کہا روایت کی ہم سے عبد اللہ بن نافع نے کہ کہا انہون
نے کہ کہا مالک نے اللہ آسمان پر ہے اور علم اوسکا ہر مکان مین ہے
اوس کے علم سے کوئی مکان خالی نہین پھر اپنی اسند سے چند
حدیثین علو کے باریمین ذکر کین اور وفات پائی انہون نے
سن تین سو کئی مین اور وفات ہوی اونکے اوس حالت مین کہ وہ
مجاور تھے مکہ کے کئی برس سے اور بڑے مرتبہ والے تھے فقیہ
تھے مفتی تھے عالم تھے اختلاف علما کے خبردار تھے احادیث
کے اور اوسکے طریقون کے بہت حدیثین روایت کرنیوالے تھے
اور انہون نے سنی تھین حدیثین ابو احمد غنال سے اور ابن علویہ
القطان سے اور ابو سعید جرانی اور جعفر فریابی سے اور بہت
روایتین اونکی جعفر ہی سے ہین اور اون کے بہت اچھی اچھی
تصنیفین ہین ایک اون کی تصنیف کتاب الشریعت ہے
اور ایک کتاب الغربا اور ایک کتاب النصیحۃ اور ایک کتاب
اختلاف العلماء اور ایک کتاب زکوٰۃ الفطر اور کتاب الرسالہ

الی ابی بغداد رہا کے بیان مین اور کتاب عورتون کی دیدار مین
جماع کرنیکی حرمت مین اور کتاب المغری والمعری اور کتاب الغزو
اور کتاب الطب اور کتاب عقوبات الذنوب اور کتاب اثبات
الرویۃ یعنے اللہ کو دیدار کے بیان مین اور کتاب غض الطرف
اور کتاب دخول الحمام اور کتاب تادیب الزوجات اور اون کے
تصانیف بلاد مغرب اور شام اور مصر اور عراق اور خراسان
اور اصبہان مین خوب پھیلی اسلئے کہ جو شخص ذی علم تمام زمین کے
کنارون سے حج کو آتا تہا وہ اون سے فیض پاتا تہا تمام ہوا جو
مضمون ذہبی نے ذکر کیا اون کا اللہ اون پر رحمت کرے
ایک سو اڑتالیس۔ امام حافظ ابوبکر اسمٰعیلی ہین کہ اون سے
ذہبی نے اپنی استاد سے روایت کی کہ کہا اونہون نے خبر دی
ہمکو اسمٰعیل فراء نے کہا خبر دی ہم کو میرے باپ محمد بن قدامہ نے
کہا خبر دی ہمکو ابی العباس مسعود بن عبد الواحد ہاشمی نے کہا
خبر دی ہم کو ساعد بن یسار حافظ نے کہا خبر دی ہم کو علی بن محمد
جرجانی نے کہا خبر دی ہم کو حمزہ بن یوسف سہمی نے کہا خبر دی
ہم کو ابوبکر احمد بن ابراہیم اسمٰعیلی نے کہا اونہون نے رحمت کرے
اللہ تعالے ہم پر اور تم پر جان لو کہ مذہب اہل سنت کا اور مذہب
اہل حدیث اور جماعت کا اقرار کرنا ہے اللہ کا اور فرشتون اور

کتابون اور رسولون کا اور قبول کرنا اون سب باتونکا
جو کتاب اللہ نے کہی ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
سے بروایت صحیح مروی ہوئی ہین اور ہم جو وارد ہوا ہے
اوس سے پھرتے نہین ہین اور اعتقاد رکھتے ہین کہ اللہ تعالے
اپنی اچھے نامون سے پکارا جاتا ہے اور اچھی صفتون سے موصوف
ہے کہ جن صفتون سے اوس نے اپنی ذات کو موصوف کیا
یا اوسکی نبی نے اوسکا وصف کیا ہے اور اوسنے آدم علیہ السلام
کو اپنے ہاتھ سے بنایا اور دونو ہاتھ اوس کے کھلے ہوئے ہین۔
بغیر اسکے کہ ہم اوسمین کسی کیفیت کا اعتقاد کرین وہ عرش پر
مستوی ہے بلا کیف اسلئے کہ اوس تعالے شانہ نے اتنا ہی بیان
کیا کہ اوسنے عرش پر استوا کیا اور یہ نہین فرمایا کہ کیونکر استوا
کیا اور بیان کیا سارا اعتقاد جسکو مذہب اہل سنت کہا تھا
کہا امام ذہبی نے ابوبکر اسمعیلی کبار ائمہ مشہورین مین سے ہین ذکر کیا
اونکا ابو اسحق شیرازی نے طبقات شافعیہ مین اور کہا کہ وفات
پائی اونہون نے تین سو ستتر پر کئی سال مین اور جامع تھے فقہ اور حدیث
کے اور دین و دنیا کی ریاست کی اور تصنیف کی اونھون نے
ایک صحیح اور حاصل کیا اون سے علم کو فقہا۔ جرجان نے روایت
کی ہم سے یہ عمر بن قواس نے ابی الیمان کندی سے کہا خبر دی

Marfat.com

ہمکو خبر دی ابو الحسن بن عبد السلام نے کہا خبر دی ہم کو ابو اسحق
نے اور ذکر کیا اون کا اور کہا حمزہ بن یوسف سہمی ریاح جرجان
مین کہ وفات پائی انہون نے سن تین سو اکہتر مین اور اون کے
عمر چورانوے ۹۴ برس کی تہی اور سنا مینے دارقطنی سے کہ فرماتے تہے
مین ارادہ کرتا تہا بہت بار کہ سوار ہو کر جاؤن ابو بکر اسماعیلی کے
پاس یعنی تحصیل علم کو مگر اتفاق نہوا اور ذکر کیا حافظ ابن عساکر نے
اونکا طبقات اصحاب اشعری مین کتاب تبیین کذب المفتری فیما نسب
الی الاشعری مین - **ایک سو انچاس ۱۴۹** - حافظ امام ابو الشیخ اصبہانی
ہین کہ انہون نے اپنی کتاب عظمت مین کہا ہے کہ خداوند تعالی
نے ذکر کیا اپنے عرش کا اور کرسی کا اور اوسکی بڑائی بیان
فرمائی اور اپنا عرش کی اوپر ہونا بیان کیا پہر روایت کیا انہون
نے چند احادیث کو اسکی دلیل مین اور وہ روایتین اوپر گذر چکین
کہا امام ذہبی نے وفات پائی ابو الشیخ نے سن تین سو اونہتر
یا اٹہتر کے حدود مین اور وہ بڑے محدث اور حافظ اور اعتبار
والے تہے اور بہت علم کے جمع کرنے والے اور فقہ اور ابواب
علوم کے جاننے والے اور طبرانی کے اور غنائی کے طبقہ مین تہے
سنا ہے انہون نے یعنے احادیث کو ابو بکر بن عاصم اور محمد
بن یحیے مروزی اور ولید بن ابان اور ابو عمر قتات صاحب

ابی نعیم سے اور انہی لوگون کے اور طبقہ والون سے اور
تالیف کی ہین انہون نے بہت مفید کتابین کہ اونہی مین سے
ہے کتاب السنہ اور اونہی مین سے ہے کتاب العظمۃ اور کتاب التوحید
اور کتاب در رد الاثر ایک سو پچاس امام حافظ ابو القاسم
طبرانی سلیمان بن احمد بن ایوب بن جو اصبہان مین اوترے
کہ انہون نے اپنی کتاب السنۃ مین کہا ہے باب اس بیان مین
کہ اللہ تعالے اپنے عرش پر مستوی ہے اور وہ خلق سے جدا ہے
پھر روایت کی ابی رزین کے حدیث کہ مین نے عرض کی یا رسول اللہ
کہان تہا پروردگار ہمارا آخر تک اور حدیث عبد اللہ بن خلیفہ
کی عمرو سے اور حدیث ادعال کی جسمین یہ مضمون ہے کہ اللہ
پاک کا عرش اون جنگلی کبوترون کے پیٹہ پر ہے اور اللہ پاک اپنے
عرش کے اوپر ہے اور سوا اوسکے اور روایتین بیان کین بیانگ
کہ ہمارا روایت کی ہم سے محمد بن یحیے بن منکدر نے کہا ہم سے عمر
بن میسرہ نے کہ بیان کیا ہم سے عبد اللہ بن ادریس نے وہ لیث سے
وہ مجاہد سے اس آیۃ کی تفسیر مین عسی ان یبعثک ربک
مقاما محمودا کہ کہا مجاہد نے کہ اللہ تعالے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کو اپنے ساتھ عرش پر بٹھائیگا اور اس حدیث کا آگے چلکر
بیان ہوچکا ہے اور یہ بھی اوپر ہوچکا ہے کہ یہ بات ثابت ہوچکی

مجاہد کبار سے جو کبار تابعین سے ہین امام ذہبی نے کہا ہے ابو القاسم
طبرانی امام مشہور ہین کہ جنہون نے معجم صغیر جمع کی ہے آپ نے
ایکہزار اوستادونکی روایتین اوسمین لکھی ہین اور جمع کی ہے
معجم اوسط غرائب مین اور اوسمین بہت سے احادیث ایسے
جمع کی ہین کہ اوسکو پہلے کسی حافظ نے نہین جمع کیا تہا اور ایک
معجم کبیر جمع کی ہے کہ اوسمین قریب ساٹہ ہزار حدیث کے ہین اور بہت
کتابین سنن اور آداب مین تالیف کی ہین کہ قریب دو سو کے ہین
اور سو برس تک زندہ رہے ہین اور وفات اون کی سن تین سو
ساٹہہ مین ہوئی یہانتک کہ بہت سے محدثین نے اون سے
حدیثین سنین اور اون کے فرزندون نے اور پہر اون کے
پوتون اور پڑوتون نے اور بعضے اون کے اوستادون
نے بہی اون سے حدیثین سنی کہ اونہی مین ابو حنیفہ
الفضل بن حیان جنہون نے سن تین سو پانچ مین بصرہ مین
وفات پائی اور ابو بکر بن رہدہ اور وفات اون کی سن چار سو
چالیس مین ہوی اور وہ اخیر مین ہین اون لوگون کے جنکو سماع
ہے طبرانی سے ایک سو ایکاون امام ابو الحسن علی بن محمد
طبری ہین جو رفیق ہین ابی الحسن اشعری کے انہون نے اپنے
تالیف کتاب مشکل الآیات مین کہا ہے جس باب مین الرحمن

علی العرش استوی کا بیان ہے کہ جان لو کہ اللہ سبحانہ
آسمان پر ہے سب سے اوپر ہے مستوی ہے اپنے عرش پر اور
معنی اس کی یہ ہیں کہ وہ عرش کے اوپر ہے اور معنی استوا کے
اعتلا ہیں یعنے اوپر ہونا جیسا عرب کہتا استویت علی ظہر الدابۃ
یعنے میں جانور کی پیٹھ پر ہوا اور استویت علی السطح یعنے
اوپر چھت کے ہوا اور استوت الشمس علی راسی یعنے آفتاب
میرے سر پر ہوا اور استوی الطیر علی قمۃ راسی یعنے چڑیا
میرے سر پر ہوئی اور مراد اس سے یہ ہے کہ وہ میرے سر
کے اوپر جو فلک میں ہے اور میرے سر کے اوپر پایا جاتا ہے پس
وہ خدائے قدیم جل جلالہ اپنے عرش کے اوپر ہے جیسے اوسنے فرمایا
ءامنتم من فی السماء یعنے کیا بیخوف ہو گئے تم اوس سے
جو آسمان کے اوپر ہے اور فرمایا یعیسی انی متوفیک ورافعک
الی یعنے ای عیسے میں تجھے پھیر لینے والا ہوں اور اوٹھانیوالا ہوں
تجھے اپنی طرف اور فرمایا الیہ یصعد الکلم الطیب اور فرمایا
بل رفعہ اللہ الیہ اور بلخی نے
خیال کیا ہے کہ استوا کے معنی استیلا کرنیکے ہیں عرش پر اور یہ
کلام عرب میں وارد ہوا ہے چنانچہ اس شعر میں ثم استوی
بشر علی العراق یعنے غالب ہوا بشر عراق پر اور اوسنے کہا

عرش عبارت ہی سلطنت سے تو اوسکی جواب مین کہا گیا ہی
کہ تم نے انکار کیا اسکا کہ عرش اللہ کا ایک جسم ہی کہ پیدا کیا ہی
اوسکو اور حکم کیا ہے فرشتون کو اوس کے اوٹھانے کا اور فرمایا
اللہ تعالے نے ویحمل عرش ربک فوقھم یومئذ ثمانیۃ
یعنے اوٹھاوینگے تیرے رب کے تخت کو قیامت کے دن آٹھ
فرشتے اور امیہ عرب کا شاعر کہتا ہے اشعار مجد اللہ فا
للمجد اھلا - ربنا فی السماء امسی کبیرا - بالبناء الاعلی الذی سبق
الناس - وسوی فوق السماء سریرا - یعنی تعظیم کرو اللہ کی کہ
وہ تعظیم کے لایق ہے رب ہمارا آسمان کے اوپر ہے بڑائی والا
اوس بنائے بلند کے اوپر ہے جو لوگون سے پہلے کی ہے اور بنا
کیا ہے آسمان کے اوپر ایک تخت اونچا اور اون دلیلون سے
جو دلالت کرتے ہین کہ استوا یہان استیلا کے معنون مین نہین ہے
ایک یہ ہے کہ اگر یہان استیلا مراد ہوتا ہے تو اسکی تخصیص عرش کے
ساتھ لایق نہ تھی اسلئے کہ غلبہ اوسکا عرش اور غیر عرش سب پر
اور مغلوب ہونے عرش کو دوسری مخلوقات پر کوئی زیادتی اور
مزیت نہین ہے غرض اس سے ظاہر ہو گیا بلخی کے قول کا فساد
اور پھر یہ بھی اون سے کہا جاتا ہے کہ یہان استوا سے وہ استیلا
مراد نہین جیسے عرب کہتا ہے استوی فلان علی کذا

Marfat.com

یعنے فلانا شخص غالب ہوا اوپر فلانے کے جب وہ اوسپر قابو پاوے
بعد اسکی کہ وہ اوسپر قابو نرکھتا تہا غرض استوی کو استیلا کے معنی مین
نہین پہیر سکتے پہر کہا روایت کی ہم سے ابو عبد اللہ نفطویہ نے
کہا کہ بیان کیا ہمسے ابو سلیمان نے کہا انہون نے کہ ہم ابن اعرابی
کے پاس تہے کہ ایک شخص آیا اور اوسنے کہا الرحمن علی العرش استوی
کے کیا معنے ہین پہر وہی قصہ ذکر کیا جو آگے ہو چکا پہر کہا کہ اگر کوئی
کہے کہ تم ءامنتم من فی السماء مین کیا کہتے ہو تو کہا جاویگا
کہ اوسکے معنے یہ ہین کہ وہ تعالے آسمانون کے اوپر عرش کے
اوپر ہے جیسے فرماتا ہے فسیحوا فی الارض کہ معنی اسکی یہ ہین
کہ سیر کرو زمین کے اوپر یعنے فی بمعنے علی ہے اور فرمایا اللہ تعالے
نے لاصلبنکم فی جذوع النخل یعنے فرعون نے کہا
کہ مین تمہین پہانسی دونگا کہجورون کے ڈنڈ پر اور یہی مراد ہے
ءامنتم من فی السماء کی پہر اگر کوئی کہے کیا کہتے ہو
تم وھو اللہ فی السموات وفی الارض یعلم سرکم
وجہرکم یعنے وہ اللہ ہے آسمانون مین اور زمین مین جانتا ہے
تمہاری بہید کو اور کہلی باتون کو تو اوسکو جواب دیا جاویگا کہ بعض
قاریون نے فی السموات پر وقف کیا ہے اور فی الارض سے
دوسرا فقرہ شروع کیا اور اگر کوئی یون کہے فلان بادشاہ ہے

شام اور عراق مین تو معنی اوسکے یہی ہین کہ سلطنت و حکومت
اوسکی دونو جگہہ ہے یہ ہرگز مراد نہوگی کہ اوسکی ذات دونو جگہ
ہے یعنی یہان ہی اللہ کے معنی معبود ہین تو مراد آیۃ یہ ہوگی کہ
عبادت اوسکی دونو جگہہ ہوتی ہے پھر اگر کوئی کہے کہ ما یکون
من نجوی ثلاثۃ الا ھو رابعھم مین تم کیا کہتے ہو تو
کہا جاویگا کہ ایک چیز کا دوسری چیز کے ساتھہ ہونا کئی طرح ہوتا ہے
ایک تو مدد سے دوسرے صحبت سے تیسرے ملجانیسے چوتھے علم سے
غرض یہان مراد ہمارے نزدیک ساتھہ ہونا اوسکا ہے علم سے
بلخی نے کہا اگر کوئی کہے کہ ہمارے ہاتھہ اوٹھانے کا آسمان
کیطرف کیا معنے ہے اور اللہ تعالے تو خود فرماتا ہے والعمل
الصالح یرفعہ تو ہم کہینگے تاویل اسکی یہ ہے کہ رزق سب
بندون کے چونکہ آسمان مین ہین تو جائز ہوا ہاتھہ اوٹھانا ہمکو آسمان
کیطرف دعا کیوقت اور یہ بھی جائز ہوا کہ کہین ہمارے اعمال
نیک بلند کئے جاتے ہین اللہ کیطرف اسلئے کہ عمل لکھنے والے
فرشتون کے مکان آسمانون پر ہین اور بلخی کو جواب مین کہا
جاویگا کہ اگر ہاتھہ اوٹھانے کا سبب یہی ہوتا کہ رزق سبکا
آسمانون مین ہے اور عمل لکھنے والے فرشتہ وہین رہتے ہین
تو زمین کیطرف بھی ہاتھہ جھکانا دعا مین روا ہوتا اسلئے کہ اللہ تعالے

نباتات اور معاش اور اقوات کو زمین سے پیدا کرتا ہے اور ہم
لوگون کے قرار گاہ بھی ہے اور ہم اوسی سے بنے ہین اور فرشتے
ہمیشہ ہماری ساتھ ہی رہتے ہین زمین مین غرض آسمان کیطرف
ہاتھ اوٹھانیکا سبب یہ نہین ہے جو بلخی نے ذکر کیا بلکہ اللہ تعالے
نے جو حکم کیا اپنے طرف ہاتھ اوٹھانیکا اور اپنی طرف قصد
کرنیکا اور عرش کے سمت توجہ کرنیکا کہ وہ اوسی کی اوپر مستوی ہے
امام ذہبی نے کہا ابو الحسن طبری امام جلیل القدر ہین مصاحب
اشعری کے اور اشعری سے انہون نے علم حاصل کیا اور بہت
عمدہ اور بڑی بڑی تصنیفین کین جو اون کی وسعت علم کی خبر
دیتی ہین ذکر کیا اونکو ابن عساکر نے طبقات ابی الحسن مین تبیین
کذب المفتری مین اور ان کے بہت تعریف کی اور کہا کہ مین
اون کے وفات کیوقت سے آگاہ نہین ایک سو باونوین
امام حافظ ابو بکر احمد بن ابراہیم بن شاذان ہین انہون نے کہا
روایت کی مجھ سے ایک ایسے شخص نے جسکو مین ثقہ جانتا ہون
اور میرے ساتھ میرے لڑکے ابو علی نے بھی یہ روایت سنی
غرض راوی نے کہا کہ ہم غسل دیتے تھے ایک مردہ کو اور وہ
اپنے تخت پر تھا اور اوسنے اپنا کپڑا کھولا اور ہم نے سنا کہ کہتا تھا
وہ تعالے اپنے عرش پر ہے اور وہ اکیلا اپنے عرش پر ہے

کوئی اوسکا ساجھی نہین سو ہم لوگ الگ ہوئے اسبات کی دہشت
سے پہر لوٹ کر آئے اور اوسکو غسل دیا روایت کیا یہ نقل شیخ
موفق الدین قدسی نے کتاب صفات العلو مین جو اونکی تصنیف
ہے امام ذہبی نے کہا ابوبکر بن شاذان نے اسّی برس کی
عمر مین انتقال فرمایا سنا بغوی سے اور اونکے معاصرین سے
اور وفات ہوئی اونکی سن چار سو چھبیس مین اور وہ متکلمین
مین سے تھے اشعری کے طریقہ پر اور بہت حدیث یاد رکھنے
والے اور بیان کرنیوالے تھے ایک سو تیرہ ۔ امام حافظ
الاسلام ابوالحسن علی بن عمر الدارقطنی بن کہ امام ذہبی نے
اپنی سند سے ذکر کیا کہ روایت کی ہم سے احمد بن سلامہ نے
ابی قاسم سے کہا خبر دی ہم کو ابوالعزبن کاوش نے انہون نے
کہا کہ شعر پڑھا ہمارے آگے ابوطالب العشاری نے اونکے
آگے امام ابوالحسن دارقطنی نے ان شعرون کو پڑھا اسمعا
حدیث الشفاعۃ لی احمد ✦ الی احمد المصطفی نسندہ ✦ فاما
حدیث بافعالہ ✦ علی العرش ایضا فلا نجورہ ✦ امروا الحدیث
علی وجہہ ✦ ولا تدخلوا فیہ ما یفسدہ ✦ ولا تنکروا الرؤیۃ
ولا تجحدوا انہ یقعدہ ✦ اور ان کا ترجمہ ہے فی اللہ ہے کہ
کرتے ہین اثبات نبی کی شفاعت کی جو ہے روایت

بنی تک ہین پہونچاتے ہم وہ حکایت ٭ اسی طرح جو عرش
کی ہے حدیث ۔ ہوا کرتے ہین اوسپہ ہی ہم حثیث ٭ نہین
اوسکا انکار کرتے کبھی ٭ یقین کرتے ہین اوسکا بھی ہم سبھی
روان اوس کو ظاہر پہ کرنا تمام ۔ نہ افساد سے اوسمین کرنا
کلام ۔ نہ انکار ہو بیٹھنے کا کبھی ۔ نکر اس کا انکار بھی اے ذکی ٭
کہ ہین وہ محمد جو پیغامبر ۔ بٹھاویگا خالق اونہین عرش پر ۔
اسکے بعد امام ذہبی نے کہا کہ شہرت دارقطنی کی ایسی ہے کہ
کہ محتاج تعریف و بیان نہین اور انہون نے ایک کتاب سنن
مین ایسی جمع کی جس سے موافق مخالف سب کو نفع ہے اور وہ
بخاری کے نظیرون مین سے ہے اتفاق مین اگرچہ زمانا اون سے
پیچھے تھے اور وفات پائی انھون نے سن تین سو پینتیس مین ۳۳۵
اسی برس کا سن تھا اور انہون نے بغوی سے سماع کیا اور ابن
صاعد اور ابن ابی داود سے اور اور لوگون سے جو انکی بعد
تھے اور شہرون شہرون پھرے اور وہ علوم حاصل کئے
جو اورون کو نصیب نہوے اور اونکی ایک کتاب ہے صفات مین
اور ایک کتاب التردید ہے اور ایک کتاب الافراد ہے اور ایک
کتاب القراءت اور اور بہت کتابین ہین جو مجھے اسوقت
یاد نہین ایک سو چوبیس امام زاہد ابو عبد اللہ ابن بطہ عکبری

ہین کہ اونہون نے اپنی تالیف کتاب الابانہ مین کہا ہے
یہ باب ہی اس پر ایمان لانے کا کہ اللہ تعالے اپنے عرش پر ہے
اور جدا ہے اپنی خلق سے اور علم اوسکا محیط ہے خلق پر اور
اجماع کیا ہے مسلمانون سے صحابہ اور تابعین نے کہ اللہ اپنی
عرش پر ہی ساتون آسمانون کے اوپر اور جدا ہے اپنی خلق سے
اور یہ جو فرمایا ہی وھو معکم سو وہ جیسے علما نے کہا ہی علم اوسکا
ہے اور جو فرمایا وھو اللہ فی السموات وفی الارض معنی اوسکے
یہ ہین کہ اوسی کی عبادت کیجاتی ہے آسمانون مین اور
زمین مین اور تصدیق اسکی اللہ کی کتاب مین ہے کہ فرمایا اوسنے
وھو الذی فی السماء الہ وفی الارض الہ یعنے وہی ایسا ہے
کہ آسمانون مین معبود ہے اور زمین مین معبود ہے یعنے دونو جگہ
وہی پوجا جاتا ہے اور جہمی نے اپنی نافہمی سے دلیل لی ہے اس
قول سے اللہ تعالی کے ما یکون من نجوی ثلثۃ الا ھو
رابعھم اور کہتا ہے کہ وہ ہماری ساتھ ہی اور ہمارے درمیان
ہے اور حال یہ ہے کہ مراد اس سے اوسکا علم ہے اللہ تعالے
سورہ ملک مین اوڑنے والے جانورون کے حق مین فرماتا ہے
ما یمسکھن الا الرحمن انہ بکل شئی بصیر
یعنے نہین تہامتا ہے اونکو مگر وہی اللہ جو بڑا مہربان وہ ہر چیز

کا دیکھنے والا ہے پھر ذکر کئے ابن بطہ نے قول اون لوگون کے
جنھون نے معیت مین علم کو مراد لیا ہے اور ذکر کیا نعیم بن حماد کا
قول جو آگے ہو چکا ہے اور ضحاک بن مزاحم کا قول اور سفیان
ثوری اور احمد بن حنبل اور اسحاق بن راہویہ کے اقوال اپنی سندون
سے اون کے قائلین تک امام ذہبی نے کہا ابن بطہ کبار ائمہ سے
ہین اور زہاد اور حفاظ سے تالیف کین انہون نے کتاب ابانہ
جو اوپر مذکور ہوئی چار مجلد مین اور اوس مین مذاہب اہل سنت کے
بیان کئے ہین جنھین بدعتیون نے اختلاف کیا ہے خواہ جہمیہ ہون
یا حروریہ اور قدریہ اور رافضہ اور مرجیہ اور معتزلہ ہون اور
وہ کتاب اون کے وسعت علم اور کثرت فہم اور وفور حدیث اور
آثار پر دلالت کرتی ہے وفات پائی انہون نے تین سو اسی
کے بعد اور اونکو بغوی اور اون کے ہم عصر لوگون سے سنا ہے
ایک سو چھبیسوین امام ابو عبد اللہ محمد بن اسحاق بن مندہ
حافظ ہین کہ انہون نے اپنی کتاب الصفات مین کہا ہے اسکے
بعد کہ کہا انہون نے کہ روایت کی ابو نعیم نے حماد بن جریر بن
عبد الحمید سے انہون نے لیث سے انہون نے بشر سے
انہون نے انس سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب اللہ
ارادہ کرتا ہے کہ عرش سے اوترے تو اپنی ذات سے اوترتا ہے

غرض کہا انہون نے کہ وہ تعالے عزوجل صفت کیا گیا ہے یعنے
اوسکا وصف معلوم ہے مجہول نہین اور وہ موجود ہے اگرچہ
مدرک نہین اور دیکہنے کے سزاوار ہے اگرچہ نظر کے گہیرے مین
نہین آسکتا اور وہ اپنی نزدیکی سے ایسا ہو جاتا ہے کہ گویا تو اوسکو
کو دیکہہ رہا ہے اور وہ تجہہ سے ملا نہین اور وہ بعید ہے اور
منقطع نہین سنتا ہی اور دیکہتا ہے اور وہ اونچی جگہہ مین دیکہا
جاتا ہی اور عرش پر مستوی ہی اور قلوب اوسکو پہچانتے ہین
اور عقلین اوس تک پہونچتی ہین اور وہ ہر چیز پر گہیرے ہوئے ہے
اور امام ذہبی نے کہا ہے کہ جو حدیث اوپر مذکور ہوئی مشہور ہے
اور مروی ہے بشر سے وہ راوی ہین انس سے اور محفوظ ہے
اور کئی سند دنسے مروی ہوئی ہے چنانچہ روایت کیا ہی اوسکو
امام عبداللہ بن امام احمد بن حنبل نے کتاب الرد علی الجہمیہ مین
عبدالاعلی قرشی سے انہون نے روایت کی یونس سے اور ابوبکر
وخاد نے روایت کی اپنی امالی مین حسن بن مکرم سے انہون نے
عمر بن یونس سے جہضم سے انہون نے عبداللہ سے انہون نے
ابوظبیہ سے انہون نے عثمان بن عمیر سے انہون نے انس سے
اور روایت کی یہ حافظ ابوالحمد عسال نے محمد بن عباس سے انہون
نے ابی ایوب سے انہون نے محمد بن مثنی سے انہون نے عمر بن

یوال سے اور وہ ابن القاسم حنفی ہین اور مروی ہوئی یہ موسے
بن اسحاق انصاری سے انہون نے روایت کی عثمان بن ابی
شیبہ سے کہ کہا ہمسے جریر نے انہون نے لیث سے انہون نے
عثمان بن ابی حمید سے اور وہ ابن عمیر ہین انہون نے روایت
کی انس سے (اور روایت کیگئی یہی حدیث عباس بن علی النسائی
کی کہ روایت کی ہمنے حسین بن نصر سے کہ روایت کی ہم سے
سلام بن سلیم نے کہ روایت کی ہمسے ورقاء اور اسرائیل اور
جریر نے ان سبھون نے روایت کی لیث سے اونہون نے عثمان
بن عمیر سے انہون نے انس سے اور روایت کیا اس حدیث کو
محمد بن عباس سے جو بیٹے ہین ایوب کے انہون نے روایت کی ابن
مثنی سے کہ روایت کی ہمسے یعمر بن بشر اکہ خبر دی ہمکو فضل بن موسے
نے کہ روایت کی ہمسے محمد بن ابی مریم نے انہون نے عثمان بن
ابی حریرا سے انہون نے انس سے اور یہ سب سندین جو ہم نے بیان
کین اونکی کتاب المعرفت مین صفات اللہ مین ہین اور روایت
کی یہی حدیث حافظ ابو الحسن دارقطنی نے کتاب الرویہ مین جو
اونکی تالیف ہے شجاع بن ولید کی روایت سے کہ وہ زیاد بن جشیم
سے راوی ہین اور وہ عثمان بن ابی سلیم سے وہ انس سے
حمزہ بن واصل کے روایت سے وہ قتادہ سے اونہون نے

انس سے اور عنبہ رازی کی روایت سے وہ عثمان بن عمیر
سے وہ انس سے راوی ہین اور روایت کی حافظ ابن مندہ
نے جنکا ذکر اوپر ہو چکا ہے بخاری کی روایت سے کہا کہ ہمسے بیان
کیا لیث نے روایت کی انہون نے ابی سلیم سے انہون نے عثمان
بن عمیر سے ابی یوسف کی روایت سے جو شاگرد ہین ابی حنیفہ
کے کہ انہون نے روایت کی حبان سے انہون نے ابوہریرہ سے
انہون نے انس سے روایت کی اور ولید بن مسلم کی روایت
سے وہ ابن توبان سے انہون نے سالم بن عبد اللہ سے انہون
نے انس سے اور صدقہ بن خرق کی روایت سے کہ ہمسے روایت
کی علی بن حکم نے انہون نے عبد الملک بن عمیر سے انہون نے
انس سے اور روایت کی دارقطنی نے محمد بن شعیب بن سابو
کی روایت سے کہ روایت کی ہمسے عمر بن عبد اللہ مولی عفرہ نے
وہ انس سے اور اس حدیث کو ترمذی وغیرہ نے کثرت
طرق کے سبب سے حسن کہا ہے پھر ذہبی نے کہا
کہ ابن مندہ حافظ ہین اپنے زمانہ کے جنہون نے شہرونمین
دورہ کیا اور اصبہان اور شام اور عراق اور مصر اور
ثغور اور حجاز مین حدیث کی سماعت سنی اور وہ حدیثین جمع
کین کہ جو کسی نے جمع نہ کی تھین اور اوستاد اونکے ایکہزار سات سو

قریب ہین اور لکھی انہون نے طرابلس کی خیمہ مین ایکہزار رجز
اور اصم سے ایک ہزار رجز اور ہشیم بن خالد شاش سے ایکہزار
رجز اور انتقال کیا اصبہان مین سن تین سو چھتر مین اور کتاب
معرفۃ التوحید اور کتاب الکلی اور کتاب الصفات تصنیف کین
اور بہت چیزین تصنیف کین اللہ اون سے راضی ہوا ایک سو چھتر
امام ابوبکر محمد بن الطیب باقلانی ہین کہ متکلمین اشاعرہ مین اون
سے افضل کوئی نہین نہ اونکے پہلے نہ پیچھے انہون نے اپنی
کتاب ابانہ مین کہا ہے کہ اگر کوئی کہے کہ کیا دلیل ہے اسپر کہ
اللہ تعالی کا مونہہ ہے اور ہاتہہ تو اوس سے کہا جاوے گا
کہ وہ فرماتا ہے ویبقی وجہ ربک اور فرماتا ہے وما
منعک ان تسجد لما خلقت بیدی غرض اوس تعالی
نے ثابت کیا اپنے لئے مونہہ اور ہاتہہ کو پہر اگر کوئی معترض ہو کہ تم
کیونکر انکار کر سکتے ہو کہ اوسکا وجہہ اور مونہہ جارحہ ہو اسلئے
کہ تم نہین جانتے ہو کس مونہہ اور ہاتہہ کو مگر جارحہ تو ہم کہینگے
کہ ہاتہہ اور مونہہ کو جارحہ ہونا لازم نہین جیسا کہ جو زندہ اور
عالم اور قادر ہوتا ہے اوسکو ہم جسم سمجھتے ہین مگر یہ لازم نہین کہ
حکم کرین ہم اور تم جسم کا اللہ کے اوپر اور اسیطرح یہ لازم
نہین ہے کہ جو چیز قائم بذات ہو وہ جوہر ہو کیونکہ ہم اور تم کسی قائم

بالذات کو اپنے دیکھنے مین ایسا نہین جانتے جو جوہر نہو اور
یہی جواب دینگے ہم اون کو اگر وہ کہین کہ واجب ہے کہ علم
اوس تعالی کا اور حیوۃ اور کلام اور سمع اور بصر اور تمام
صفتین اوسکی عرض ہون اور دلیل لاوین وہ اسپر کہ تم
کہتے ہو کہ وہ تعالی ہر مکان مین ہے تو ہم کہینگے پناہ اللہ صاحب
کی اس قول سے بلکہ وہ مستوی ہے اپنے عرش کی اوپر جیسے خبر دی
اسنے اپنی کتاب مین اور فرمایا الرحمن علی العرش استوی
اور فرمایا الیہ یصعد الکلم الطیب اور فرمایا ءامنتم
من فی السماء اور اگر وہ ہر مکان مین ہوتا تو انسان
کے پیٹ مین بھی ہوتا اور اوسکے موتہ مین بھی اور پاخانون
مین اور وہان جگہون مین جنکا ذکر کردہ ہے اور واجب
ہوگا کہ زیادہ ہو وہ تعالے ساتھ زیادہ ہونے مکانونکی جب
پیدا کرے وہ مکانون کو جو پہلے نہ تھے اور کم ہو جاوے وہ مکانونکی
کم ہونیسے جب وہ مکان مٹ جاوین اور صحیح ہووے یہ بات
کہ جب رغبت کرین اوسکی طرف تو توجہ کرین زمین کے جانب
اور توجہ کرین پیچھے اور داہنے اور بائین کو اور تمام جہانکے
مسلمانون نے اسکے خلاف پر اجماع کیا ہے اور اسکے قائل پر
خطا کا دھبا لگایا ہے پھر اس کے بعد کہا ہے کہ یہ سب صفات

قرآن کی ظاہر ہے
اوسکو سطحی جہل کہا ہے کہ وہ تعلیمی
ہے کیونکہ متواتر خبر ہے علماء
اور علم ہے غرض فقط اتنی ہے
کہ اوسکی ثابت کا یقین ہو جاوے
اور شک نہ رہے اور قرآن ہماری
خبر متواتر سے ثابت ہوا کہ اوسکو
وہ شخص لایا ہے کہ جنہون نے
فرمایا ہے کہ مین اللہ کا رسول
اللہ کا پیغام پہونچانیوالا ہون
کے پاس سے اور وہ اپنے پیغمبری
کی دلیل لائے اور وہ قرآن
کریمی اوسکی مقابلہ مین عاجز
نہ ہوئے ہماری پاس خبر متواتر
ہے کہ مین اللہ کا رسول
ہون اور وہ قرآن
ہمارے پاس ہے اور اونمون
سے ہمکو خبر دی کہ یہ اللہ کا
کلام ہے اور وہ ایک شخص
کہ جو نہ تھا پیغمبر
نہ تھا اور وہ اپنا عقیدہ مین
کہ وہ اللہ کا رسول
اور وہ عقلی دلیلون
کا محتاج نہین ہے اللہ تعالی
نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے
فرمایا قل ھو اللہ احد اللہ الصمد
کہ وہ اللہ اکیلا ہے اللہ کی بے نیاز
نہ کسی کو جنا نہ کسی کو جنا
ولم یولد اور نہ کسی کا جنا
ولم یکن لہ کفوا احد اور اوسکا کوئی
کوئی نہین ہو عقلی دلیل والا ان
باتون پر عقلی دلیل

Marfat.com

اوسکی صفات کی ہین کہ نہ زایل ہوئے ہین نہ زایل ہون گی اور وہ ذات
مقدس اون سے ہمیشہ موصوف ہے اور وہ حیوۃ ہین اور علم اور
قدرت اور سمع اور بصر اور کلام اور ارادہ اور بقاء اور دونو ہاتھ
اور مونہہ اور دونو آنکھین اور رضا اور غضب اور اسی طرح اللہ اون
پر رحمت کرے اونہون نے کتاب التمہید مین کہا ہے بلکہ اس سے
زیادہ کہا امام ذہبی نے کہ شہرت باقلانی کی مستغنی ہے تعریف
سے اور وہ بصری ہین کہ بغداد مین رہے اور وہان اونہون نے
قطیعی اور ابن ماسی سے سماع حدیث کیا اور سب لوگون سے
زیادہ مشہور تہے علم کلام مین اور اون کی تصانیف بہت ہے جسمین
مخالفین پر رد کیا ہے جیسے رافضی اور معتزلہ اور جہمیہ وغیرہم
ہین یہ سب خطیب نے کہا ہے پہر وفات ہوے اون کی سن چار سو
تین مین جیسے کہ عباس بن شریح کا انتقال ہوا سن تین سو
کے بعد اور شافعی کا سن دو سو کے بعد اور عمر بن عبد العزیز
سن ایکسو کے بعد اللہ ان سب پر رحمت کرے ایک سو ستاونوین
امام اوستاد ابو بکر بن فورک متکلم ہین کہ روایت کی اون سے
بیہقی نے صفات مین جو بیہقی کی کتاب ہے کہ انہون نے کہا
استوے بمعنے علا ہے اور کہا اس آیۃ کی تفسیر مین ءامنتم من
فی السماء یعنے فوق السماء یعنے آسمان کے اوپر پہر دلیل

لائے بیہقی اسکے اوپر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قول سے
کہ آپنے سعد بن معاذ سے فرمایا جب انہون نے بنی قریظہ کا
فیصلہ کر دیا کہ بیشک تم نے وہ حکم لگایا اونکے حق مین جو حکم
لگایا تہا اللہ نے ساتون آسمانون کے اوپر اور پہر لائے قول
ابن عباس کا جو آگے گذر گیا کہ ساتون آسمان سے اوسکی
کرسی تک سات ہزار پردے نور کے اور وہ ذات مقدس
اوسکے اوپر ہے امام ذہبی نے فرمایا ہے کہ اوستاد ابو بکر بن
فورک سب متکلمین مین افضل ہین بعد قاضی ابی بکر کے تالیف
کی اونہون نے اصول دین مین اور فقہ مین اور معانی قرآن
مین قریب سو کتابون کے اور ابن خلکان نے وفیات الاعیان
مین کہا ہے کہ وفات ہوئی اونکی سنہ چار سو چہہ مین ایک سو
اٹھاون امام ابو محمد بن ابی زید مالکی ہین کہ انہون نے
اپنے رسالہ کے اول مین کہا ہے کہ وہ تعالی عرش کے اوپر
ہے اپنی ذات سے اور ہر مکان مین ہے اپنے علم سے امام
ذہبی نے کہا ہے ابن ابی زید بڑے امامون مین سے ہین مغرب
کے اور شہرت اونکی بیان سے مستغنی ہے اللہ تعالی نے
اون مین عقل اور دین اور ورع اور علم سب جمع کیا تہا اور
علم اصول مین اللہ تعالے نے اونکو بے نہایت کمال دیا تہا

ذکر کیا اسکو ابن عساکر نے بیین کذب المفتری فیما نسب الی الاشعری
مین اور اون کے وفات کا ذکر نہین کیا پھر مین نے پایا کہ اونہون
نے وفات پائی سن تین سو چھیاسی مین قیروان مین ایک سو
اون ستھون امام عبداللہ بن محمد ابو اسمعیل انصاری
شیخ الاسلام ہین کہ انہون نے اپنے رسالہ مین جیسے ابن
ابی زید نے کہا ہے ویسا ہی لکھا ہے اور کہا کہ بہت سے
متفرق اخبار مین آیا ہے کہ اللہ تعالے ساتون آسمان کے
اوپر عرش کے اوپر ہے اپنے نفس نفیس سے اور وہ
دیکھتا ہے جو تم عمل کرتے ہو اور علم و قدرت اور سماعت
اور نظر اور رحمت اوسکی ہر مکان مین ہے امام ذہبی نے کہا ابو اسمعیل
مشایخ طریقت مین معروف و مشہور ہین اور حدیث کے بہت بڑے
عالم تھے کہ صحیح کو سقیم سے خوب پہچانتے تھے اور آثار سلف اور
لغات عرب اور اون کے اختلاف کو خوب جانتے تھے اور
تفسیر کتاب اور معانی اوسکی اور اقوال مفسرین سے اور احوال
قلوب سے خوب واقف تھے اور اون کی کرامات مشہور ہین اور عبد القادر
رہاوی نے ایک کتاب جمع کی ہے اور اوسکا نام مادح ممدوح
رکھا ہے اور انہون نے اون کے ترجمہ کو خوب لکھا ہے غرض
جو اوس کتاب کو دیکھے وہ اون کے مرتبہ سے خوب واقف ہو جاوے

Marfat.com

اور اون کے حلالت اور بزرگی سے خبردار ہوا اور تفسیر بیان
کرنے لگے وہ ایک بار اور اس آیت تک پہونچے جو کھم
کتب اللہ اور بہت سی مجلسین کین اور اس آیت کے
بیان مین ایک مدت طویل اپنے عمر کی صرف کی اور اسیطرح
اس آیت کو تین سو ساٹھہ مجلسون مین بیان فرماتے رہے
ان الذین سبقت لھم منا الحسنی اور وہ اپنے زمانہ
مین ایسے بزرگ تھے جیسے جنید اپنے وقت مین اور بشیر حافی اپنے
وقت مین اور وفات کی انہون نے سن چار سو اکاسی مین اور عمر
مبارک اونکی پچاسی برس کی تھی ایک سو ساٹھوین امام ابو نصر
سنجری ہین کہ حافظ حدیث ہین انہون نے اپنی کتاب ابانہ مین کہا ہے
کہ ہماری تمام امام جیسے ثوری اور مالک اور ابن عیینہ اور حماد
بن سلمہ اور حماد بن زید اور ابن مبارک اور فضیل بن عیاض اور
احمد اور اسحاق وغیرہ ہین یہ سب متفق ہین اسپر کہ اللہ تعالے
اپنے عرش پر ہے اپنی ذات سے اور علم اوسکا ہر مکان مین ہے
اور قیامت کے دن انکھون سے دیکھائی دیگا اور وہ آسمان
دنیا کیطرف اوترتا ہے اور غصہ کرتا ہے اور راضی ہوتا ہے
اور کلام کرتا ہے امام ذہبی نے کہا ابو نصر امام حافظ فقیہ بزرگ
ہین مکہ مین ایک مدت تک رہے روایت کی انہون نے شیخ الاسلام

وغیرہ سے اور وفات پائی انہون نے سن چار سو اکتالیس مین
ایک سو اکسٹھوین کہا صاحب کرخی نے اصحاب حدیث کے
عقیدے مین ہے کہ اونکے عقیدے یہ ہین کہ اللہ اپنی ذات سے
عرش پر ہے اور سب چیزین جانتا ہے ذہبی نے کہا کہ ہمنے
اسکو اب لکھا ہوا پایا اوسکے اول مین شیخ تقی الدین بن صلاح کے
خط سے کہ یہ عقیدہ ہے اہل سنت کا اور اصحاب حدیث کا
ایک سو باسٹھوین امام ابو القاسم ہبۃ اللہ بن حسین شافعی
ہین کہ انہون نے اپنی شرح اصول السنۃ مین بعد ان آیتون کے
کہا ہے الرحمن علی العرش استوی والیہ یصعد
الکلم الطیب وا امنتم من فی السماء وھو القاہر
فوق عبادہ کہ یہ آیتین دلالت کرتی ہین کہ وہ تعالے آسمان
کے اوپر ہے اور علم اوسکا ہر مکان کو گھیرے ہوے ہے اور
روایت کی یہ عمر سے اور ابن مسعود اور ابن عباس اور ام سلمہ سے
اور تابعین مین سے ربیعہ اور سلیمان تیمی اور مقاتل بن حیان
سے اور یہی کہا ہے امام مالک اور ثوری اور احمد بن حنبل نے
کہا امام ذہبی نے کہ وفات پائی ان ابو قاسم نے سن چار سو
اٹھارہ مین اور وہ امام تھے اور حافظ تھے ذکر کیا اون کا
نووی نے طبقات فقہاء شافعیہ مین اور تالیف کی انہون نے

Marfat.com

ایک کتاب سنن مین اور ایک کتاب معرفت مین اون اسما کے
جن کی روایتین صحیحین مین آئی ہین اور ایک کتاب کرامات اولیا
مین اور سوا اسکے بہت کتابین تصنیف کین اور تعریف کی اون
کی خطیب نے اپنی تاریخ مین ایک سو ترسٹھوین شیخ محمد بن
ناصر حافظ ہین کہ انہون نے اپنے رسالہ صفات مین کہا ہے
کہ اجماع کیا سلف امت نے اسپر کہ اللہ تعالے ساتون آسمان
کے اوپر ہے اپنے عرش کے اوپر اور وہ خلق کی ساتھ ہے
اپنے علم سے وہ جہان کہین ہون اور جانتا ہے وہ جو کچھ عمل
کرتے ہین اور دوسرے مقام مین کہا ہے اور مقصود یہ ہے
کہ دلیلین کتاب وسنت کی ناطق ہوی ہین بلکہ تواتر آئی ہین
اللہ تعالے کے اثبات بلندی کے لئے اور تمام خلق کے
اوپر ہونے کے لئے اور سب اسپر دال ہین کہ وہ آسمانون پر ہے
اپنے عرش کے اوپر اور اوسکا استوا ایسا ہے جیسا اوسکے لائق
ہو کوئی نہین جانتا اوسکو کہ کیسا استوا ہے ایک سو چون سٹھوین
امام حافظ ابو نعیم احمد بن عبد اللہ اصبہانی ہین کہ انہون نے
اپنی کتاب حلیۃ الاولیا مین کہا ہے اوس اعتقاد اجماعی کے
بیان مین جو انہون نے جمع کیا ہے کہ ہمارا طریقہ اور اگلے سب لوگون
کا جو کتاب وسنت اور اجماع امت کے تبلیغ تھی یہی تھا کہ وہ

Marfat.com

اعتقاد رکھے کہ بیشک اللہ ہمیشہ کامل رہا ہے بجمیع صفات قدیم نہ اون
صفتون سے جدا ہے نہ زائل ہوتا ہے اور ہمیشہ عالم بعلم رہا ہے
اور بصیر بہ بصر اور سمیع بسمع اور متکلم بکلام پھر اوسنے سب
چیزون کو بنایا بغیر کسی چیز کے اور قرآن اوسکا کلام ہے اور
ایسا ہی تمام کتب منزلہ اور کلام اوسکا غیر مخلوق ہے اور قرآن
سب طرح سے جو پڑھا جاوے اور تلاوت کیا جاوے اور یاد کیا جاوے
اور سنا جاوے اور لکھا جاوے اور بولا جائے سب کا سب
اللہ کا کلام ہے حقیقت کے رو سے نہ حکایت اور ترجمہ کے لحاظ
سے اور وہ ہمارے موہنہ سے جو لفظ نکلتے ہین اللہ کا کلام
ہے غیر مخلوق یعنے یہی لفظین اللہ خود بولا تہا اور انمین
توقف کرنا اور لفظ کی گفتگو کرنا جہمیت ہے اور جہمی اونکے
نزدیک کافر ہے اور بہت سی چیزین ذکر کین یہانتک کہا
کہ وہ حدیثین جو ثابت ہوئی ہین نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے
عرش اور اوسپر استوا کے باب مین اونکو یہ لوگ ثابت کرتے
ہین بغیر کیفیت اور تمثیل کے اور کہتے ہین کہ اللہ جدا ہے
اپنی مخلوق سے اور خلق جدا ہے اوس سے نہ وہ اونمین
ملتا ہے نہ گڑبڑ ہوتا ہے اور وہ اپنے عرش پر مستوی ہے
اپنے آسمان کے پرے اور زمین پر نہین ہے اور ذکر کیا سلف

Marfat.com

کے اعتماد اور اجتماع کا اسی عقیدہ پر امام ذہبی نے کہا ابو نعیم
حافظ مشہور ہین کہ اللہ تعالے نے اونکو علو روایت اور وفور درایت دونو
غنایت فرمائے اور سواریان اون کیطرف دورائی جاتی تہین اور سفر
کرتے تہے اون کے دروازیکی طرف بڑے بڑے امام اور حفاظ
ذکر کیا یہ ابن عساکر نے تبیین کذب المفتری مین کہ مجہے لکہہ بہیجا
عبد الغفار بن اسمعیل نے کہ احمد بن عبد اللہ بن احمد بن اسمعیل بن
موسے بن مہران ذکر کرتے تہے کہ ابو نعیم حافظ یکتا ہین اپنے
زمانہ کے اپنی فضیلت اور جمعیت اور معرفت مین کہ تصنیف
کین انہون نے بہت سی تصانیف مشہورہ اور وہ فرماتے
تہے کہ مین نے اپنے دس اوستادون سے دس ہزار
جز لکہے ہین سوا اون اجزا کے جو لوگون سے مین نے ہدیہ لئے
اور ذکر کیا اون اوستادون مین سے ابو بکر بن اسمعیل کا اور
ابو احمد حاکم کا اور عبد الغفار نے کہا ابو عبد اللہ حاکم انکو بہت
چاہتے تہے اور اون سے روایت کرتے تہے اور وفات
پائی سن سترہ مین یکبارگی ایک سو تین ستہوین امام لگا
ابو زکریا یحیے بن عمار سجستانی ہین کہ انہون نے اپنے رسالہ
مین کہا ہے کہ ہم وہ نہین کہتے جو جہمیہ نے کہا ہے کہ پروردگار
سب مکانون مین داخل ہے اور ہر چیز سے نکلنے والا ہے

اور نہ یہ کہتے ہین کہ ہم نہین جانتے کہ وہ کہان ہے بلکہ ہم
کہتے ہین کہ وہ اپنی ذات سے اپنے عرش پر ہے اور علم
اوسکا ہر چیز کو گھیرے ہوئے ہی اور سمع اور بصر اور قدرت اوسکی
ہر ایک چیز کو پانے والی ہے اور یہی معنے ہین وھو معکم
اینما کنتم واللہ بما تعملون بصیر کے اور وہ
اپنی ذات سے اپنے عرش پر ہے جیسا کہ اوس جل شانہ
نے خود فرمایا ہے اور جیسا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
ہے امام ذہبی نے کہا یحیے بن عمار کبار ائمہ سے
ہین جنمین علم اور روایت اور زہد سب جمع تہا وفات کی انہون
نے سن چار سو تیس مین اور وہ ایک وستاد ہین ابو اسمعیل
انصاری شیخ الاسلام کے صاحب منازل السائرین کی اور امام
ابو نصر سنجری کے ایک سو چہیاسٹھوین امام عارف
معمر بن احمد بن زیاد اصبہانی ہین صوفیون کے پیر مرشد یحیے
بن عمار اور ابی نعیم کے زمانہ مین کہ انہون نے کہا مین چاہتا
ہون کہ اپنے یارون کو وصیت کرون سنت سے اور اون
باتون سے جنپر اجماع ہو چکا ہے اہل حدیث اور معرفت الٰہی
اور تصوف والون کا اگلون سے اور پچہلون سے اور وصیت
مین بہت سی چیزین ذکر کین یہانتک کہ کہا بیشک اللہ تعالیٰ نے

استوا کیا ہے اپنے عرش کے اوپر بلا کیف اور بلا تشبیہ اور بلا
تاویل اور استوا معقول ہے اور کیف مجہول ہے اور وہ اپنے
عرش پر مستوی ہے اپنی مخلوقات سے جدا ہے اور مخلوقات اوس سے جدا ہے
نہ وہ حلول کرتا ہے نہ مزاحمت کرتا ہے اور نہ ملتا ہے اور
وہ سبحانہ سنتا دیکھتا ہے جاننے والا بات کرتا ہے اور راضی
ہوتا ہے اور غصہ ہوتا ہے اور ہنستا ہے اور تعجب کرتا ہے
اور ظاہر ہوگا اپنے بندون پر قیامت کے دن ہنستا ہوا اور
اوترتا ہے ہر رات کو دنیا کے آسمان پر جسطرح چاہتا ہے بلا تاویل
کے سو جسنے انکار کیا اوترنے کا یا تاویل کی وہ گمراہ اور بدعتی ہے

ایک سو سرسٹھوین امام ابو عثمان اسمٰعیل بن عبد الرحمن
صابونی ہین کہ وہ اپنی کتاب السنۃ مین فرماتے ہین کہ تمام حدیث
والے لوگ گواہی دیتے ہین کہ بیشک اللہ تعالے ساتون آسمانون
کے اوپر ہے جیسا اوسکی کتاب کہتی ہے اور علمائی امت فرماتی
ہین اور بڑے بڑے امام تصریح کرتے ہین سلف کی اور کوئی
اس امر مین اختلاف نہین کرتا کہ وہ تعالے اپنے عرش پر ہے
سب آسمانون کے اوپر اور ابو عبد اللہ محمد بن ادریس شافعی نے
احتجاج کیا ہے اپنی کتاب مین اسپر کہ کفارہ مین بردہ مومن
آزاد کرنا چاہیئے اور کافر کا آزاد کرنا کفارہ مین درست نہین

ساتھہ حدیث معاویہ بن الحکم کے کہ انہون نے ارادہ کیا ایک
لونڈی کالی کے آزاد کرنے کا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا
اوسکو آزاد کرنیکو تو آپنے اوسکو امتحان کے لئے پوچھا کہ دیکھین
یہ مومنہ ہے یا نہین اور اوس سے کہا کہ کہان ہے رب تیرا
اوسنے آسمان کیطرف اشارہ کیا آپنے فرمایا اسکو آزاد کرو یہ تو
مومنہ ہے غرض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم لگا دیا اوسکو
مومنہ ہونے کا صرف اتنی بات پر ایمان لانے سے کہ اوسکا رب
آسمان پر ہے اور اتنے جاننے پر کہ اوسکا رب صفت علو اور فوقیت
رکھتا ہے امام ذہبی نے کہا یہ ابو عثمان صابونی بڑے اماموں
مین سے ہین اور بڑے فقیہ اور محدث تھے اور حافظ اور صوفی
اور بہت بڑے شیخ تھے نیشاپور کے اپنے زمانہ مین وفات کی انہون
نے سن چار سو چالیس پر کئی سال مین اور اون کی اچھی اچھی بہت
تصنیفین ہین مین کہتا ہون کہ بیہقی نے اون کی شان مین کہا
ہے کہ خبر دی ہمکو امام المسلمین اور شیخ الاسلام نے جنکی کنیت
ابو عثمان صابونی ہے روایت کی انہون نے زاہر بن احمد سرخسی
سے اور ابی سعید رازی سے اور ابی بکر مقری اور ابو طاہر بن خزیمہ
اور ابی الحسین الخفاف اور عبد الرحمن بن شیخ سے اور روایت
کی اون سے بہت لوگون نے کہ اونہی مین سے عبد العزیز کتانی

ہین اور علی بن الحسین صفرائی اور فراوی اور اون سب مین افضل
اور بزرگتر حافظ ابو بکر بیہقی ہین کہ ایک فرد یگانہ تھے علم تفسیر و حدیث
مین اور بڑی کوشش کرنے والے اقامت سنت مین اور ازالہ
بدعت مین اللہ رحمت کرے ان سب پر ایک سوار ہوئے
امام فقیہ ابو الفتح سلیم بن ایوب رازی ہین جو رفیق تھے شیخ ابی حامد
اسفرائی کے کہ انہون نے قرآن کی تفسیر مین اس آیتہ کی ذیل مین
فرمایا ہے الرحمن علی العرش استوی کہ کہا ابو عبیدہ نے
علا اور کہا اور مفسرون نے استقر اور اس آیتہ کے
ذیل مین خلق السموات والارض فی ستة ایام
ثم استوی علی العرش کے ذیل مین لکھا ہے کہ قتادہ نے
کہا وہ ساتوان دن ہے اور اس آیت کی ذیل مین کہا اصنتم
من فی السماء یعنے وہ پروردگار تمہارا جو آسمان کے
اوپر ہے کہ اگر تم اوسکی نافرمانی کرو تو ڈرتے نہین ہو کہ وہ تمکو
زمین مین دہنسا دے اور اسی طرح اور آیتون کے ذیل مین ایسی ہے
باتین لکھین ہین جو صاف دلالت کرتے ہین کہ اللہ تعالی عرش
کے اوپر ہے امام ذہبی نے کہا ہے سلیم بن ایوب بڑے امام ہین
تفسیر اور فقہ اور حدیث کے سوا ان کے اور علمون مین بھی امام
ہین اور کنیت اون کی ابو الفتح مقدسی ہے وفات کی انہون نے

سن چار سو چالیس کے لگ بھگ مین انکسواو نہتروین
امام ابو بکر بن الحسین بیہقی صاحب سنن کبیر وغیرہ ہین انہون
نے کتاب الاعتقاد کی باب لاستواء مین کہا ہے کہ اللہ تعالے
نے فرمایا الرحمن علی العرش استوی اور فرمایا وہو
القاہر فوق عبادہ اور یخافون ربہم من فوقہم اور
الیہ یصعد الکلم الطیب اور ءامنتم من فی السماء
اور اسکے بعد کہا کہ مراد اس سے یہ ہے کہ وہ تعالے آسمان
کے اوپر ہے جیسے فرمایا لاصلبنکم فی جذوع النخل
کہ مراد اوس سے علی جذوع النخل ہے یعنی فی بمعنی علی ہے
اور فرمایا فسیحوا فی الارض اربعۃ اشہر یعنی یہان
بھی فی بمعنی علی ہے اور جو کچھ تیرے اوپر ہے وہ آسمان ہے
اور عرش سب آسمانون کے اوپر ہے یعنے علی السماء اور
علی العرش کا مطلب ایک ہی ہے سو مراد آیۃ کی یہ ہوئی +
۱۱ منتم من علی العرش جیسے تصریح کی گئی ہے تمام آیتون
مین اور اوسمین بہت سی آیتین ہین جو باطل کرتے ہین اون جہمیون
کے دعوی کو جو کہتے ہین کہ اللہ پاک ہر مکان مین ہے اپنی ذات
سے اور یہ جو فرمایا وہو معکم اینما کنتم اس سے اسکا علم
مراد ہے نہ ذات پاک اوسکو امام ذہبی نے فرمایا ہے کہ شہرت

Marfat.com

بیہقی کے محتاج بیان نہین ہے اور وفات کی اونہون نے
سن چارسو اٹھاون مین اور اونکا سن چوراسی برس کا تھا
ایک سو ستروین امام حافظ مغرب ابو عمر بن عبد البر مالکی صاحب
استیعاب و تمہید کے ہین اور سوا ان کتابون کے اور تصانیف
عمدہ اون کے بہت ہین انہون نے جب موطا کے اس حدیث
کی شرح کی ینزل ربنا کل لیلۃ الی السماء الدنیا
تو کہا یہ حدیث ایسی ہے کہ اسکی صحت مین کسی محدث نے
اختلاف نہین کیا اور اس مین بڑی دلیل ہے اسبات پر کہ
وہ تعالی آسمانون کے پرے عرش کے اوپر ہے ساتوین
آسمانون کے اوپر جیسے ایک جماعت نے کہا ہے اور یہ سنت
وجماعت کی حجت ہے معتزلہ کے قائل کرنیکو اور یہ حدیث
مشہور ہے عامہ محدثین کے نزدیک اور ایسی شہرت اور صحت
رکھتی ہی کہ زیادہ بیان کرنیکی ضرورت نہین اور اوسکے
خلاف بات جو قرار دی ہے وہ ہر کسی مسلمان نے قبول نہین
کی نہ اوس کا اقرار کیا اور یہ بہی کہا کہ علماء صحابہ اور تابعین
سے جن لوگون نے تاویل کا ارادہ کیا انہون نے اس
آیۃ مین ما یکون من نجوی ثلثۃ الا ھو
رابعھم مین کہا کہ وہ اپنے عرش پر ہے اور علم اوسکا

ہر مکان مین ہے اور اس بات مین اون کے کسی ایسی نے
اختلاف نہین کیا جسکا قول قابل حجت ہو اور یہ بھی کہا کہ اہل
سنت سب کے سب اقرار کرتے ہین اون صفتون کا جو کتاب و سنت
مین وارد ہوئی ہین اور اونکو حقیقت کی ساتھہ ثابت کرتے
ہین نہ مجاز کے رو سے یعنے یہ نہین کہتے کہ مثلاً ہاتھہ سے قدرت
مراد ہے بلکہ حقیقت مین ہاتھہ سے ہاتھہ ہی مراد ہے مگر اتنا ہے
کہ اہل سنت اوسکی کیفیت نہین بیان کرتے اور جہمیہ اور معتزلہ
اور خوارج یہ سب کے سب ان صفتون کا انکار کرتے ہین اور انمین سے
کسی صفت کو حقیقت پر حمل نہین کرتے اور کہتے ہین کہ جو ان کو
درحقیقت جانے وہ مشبہہ ہین اور جو لوگ صفتون کا اقرار کرتے
ہین وہ ان جہمیہ وغیرہ کو نافیہ کہتے ہین کہ نفی کرتے ہین معبود
کی امام ذہبی نے کہا کہ یہ ابو عمر امام ہین اہل مغرب کے اور بڑے
حافظون مین ہین اور بڑے اون امامون مین ہین جو قائم تھے
مذہب مالک پر وفات ہوی اون کی سن چار سو تیرانوے
مین اور اسی سن مین حافظ مشرق ابو بکر خطیب نے بھی انتقال کیا
ایکسو اکہتر وین حافظ ابو بکر خطیب ہین کہ روایت کی ذہبی نے
اون سے اپنی سند سے اور کہا کہ خبر دی ہمکو اسمعیل بن عبد الرحمن
نے کہ خبر دی ہمکو عبد اللہ بن احمد مقدسی نے سن چھہ سو سترہ مین

مبارک بن علی صیرفی کی روایت سے کہا کہ خبر دی ہمکو ابو الحسن
محمد بن مرزوق زعفرانی نے کہ خبر دی ہم کو ابو بکر خطیب نے اور
کہا کہ وہ امام ہین کلام کے صفات مین اونہون نے کہا کہ
صفات الٰہی مین جو مروی ہے سنن صحاح مین تو مذہب سلف
کا یہ ہے کہ اوسے ثابت کرین اور اوسکو اپنے ظاہر پر جاری
کرین اور کیفیت اور تشبیہ کی اوس سے نفی کرین اور اصل
قاعدہ اسکا یہ ہے کہ کلام کرنا صفتون مین ایک شاخ ہے
اوس کلام کی جو ذات مین ہوتا ہے اور ہم اسمین اون کی قدم
بقدم چلتے ہین اور مثال اوسکی یہ ہے کہ جب معلوم ہوا کہ
رب العالمین ثابت ہے تو اس سے فقط ایک اثبات وجود
کا ہوا نہ اثبات اوسکی حد کا نہ کیفیت کا تو اسیطرح اثبات
ہے اوسکی صفات کا کہ اون صفتون کا صرف وجود ثابت
کرنا ہے نہ اثبات اونکی حد کا نہ کیفیتون کا پھر جب ہم نے کہا
ہاتھ اور سننا اور دیکھنا تو یہ اثبات اون صفتون کا
ہوا جو اللہ تعالے نے اپنی ذات مقدس کے لیے ثابت کیا ہے
اور ہم یہ نہین کہتے کہ ہاتھ کے معنی قدرت ہے اور نہ یہ کہتے
ہین کہ سننے دیکھنے سے مراد جاننا ہے اور نہ یہ کہتے ہین
کہ ہاتھ اور قدم جارحہ ہین یا آلات ہین فعل کے اور ہم کہتے ہین

کہ صرف ثابت کرنا انکا واجب ہے اسلئے کہ توصیف اسکی ثنا
وارد ہوچکی اور واجب ہوئی نفی تشبیہ کی اوس سے اسلئے
کہ اللہ تعالے فرماتا ہے لیس کمثلہ شیء وھو السمیع البصیر
اور فرماتا ہے ولم یکن لہ کفوا احد یعنے اوسکی ذات
کی مثل کوئی ذات نہین **ایک سو** بہتر امام ابو سلیمان خطابی
ہین کہ انہون نے خطیب کی مثل فرمایا ہے اپنی کتاب غنیہ
عن الکلام مین اور کہا ہے کہ مذہب سلف کا ان صفتون کا
ثابت کرنا ہے اور انکا ظاہر پر جاری کرنا اور کیفیت اور
تشبیہ کی ان سے نفی کرنا **ایک سو** تہتر۔ امام ابو القاسم
اسمٰعیل بن محمد تیمی ہین جنکی ترغیب و ترہیب تالیف کی ہوئی ہے
اور اون سے کسی نے صفات الٰہی کو پوچھا تو انہون نے فرمایا
کہ مذہب مالک اور ثوری اور اوزاعی اور شافعی اور حماد بن
سلمہ اور حماد بن زید اور احمد بن حنبل اور یحیٰی بن سعید اور عبد
الرحمن بن مہدے اور اسحق بن راہویہ کا یہ ہے کہ یہ سب صفتین
جیسے اللہ تعالے نے اپنی ذات کا وصف کیا ہے یا اوس کے
رسول نے جیسے سمع و بصر و وجہ اور دونو ہاتھ اور تمام صفتین
ہین یہ سب اپنے ظاہر پر ہین جو معروف و مشہور ہین (یعنے ہاتھ سے
ہاتھ ہی مراد ہے مثلاً) بغیر کیفیت کے جو اپنے وہم مین آتی ہے اور

بغیر تشبیہ و تاویل کے اور سفیان بن عیینہ نے فرمایا جن چیزون سے اللہ تعالے نے اپنے ذات کا وصف کیا ہے اون کی تفسیر یہی ہے کہ اون کے تین پڑھنا (یعنے ہاتھہ کو ہاتھہ کہنا قدم کو قدم مثلاً) یعنے ظاہر اونکو رکھنا چاہیئے اور مجاز کی طرف پھیرنا جائز نہین کسی طرح کسی تاویل سے ایکسو چوہتر ۱۷۴ قاضی ابو یعلی فراتے ہین کہ انہون نے کتاب ابطال التاویل مین کہا ہے کہ تاویل کرنا ان حدیثون کا روا نہین اور نہ مشغول ہونا اون کے تاویلون مین اور واجب ہی رکھنا اونکا اون کے ظاہری معنون پر اور وہ سب اللہ کی صفتین ہین کہ اور موصوف کی صفتون سے جدا ہین اونکا کوئی مشابہہ نہین مخلوق مین اور تاویل کے باطل ہونے پر دلالت کرتا ہے یہ امر کہ صحابہ اور جو لوگ اون کے بعد تھے تابعین وغیرہم سے وہ سب انکو ظاہر پر رکھتے تھے اور ہرگز خیال بھی تاویل کا نکرتے تھے اور نہ اونکو ظاہر معنے سے پھیرتے تھے (یعنے ہاتھہ کو قدرت کہین یا مونہہ سے رحمت مراد لین) پھر اگر ان صفتون مین تاویل روا ہوتی تو صحابہ سب سے پہلے اسطرف دوڑتے اسلئے کہ تاویل مین تشبیہہ کا دفعیہ خوب ہوتا ہے اور حدیث جاریہ کو ذکر کرکے کہا کہ اس حدیث مین دو باتین ہین

ثابت ہوا کہ یہ سوال روا ہے کہ خدا تعالے کہان ہین دوسرے یہ معلوم ہوا کہ خبر دینا اسکی کہ وہ آسمان پر ہے جائز ہے اور بہت باتین کہین پہر کہا کہ اطلاق کیا ہے احمد نے اس حدیث پر کہ یہ اون حدیثون مین سے ہے جو جہمیہ کو رد کرتے ہین اور کہا کہ ہمکو خبر دی گئی ہے کہ اللہ آسمانون کے اوپر ہے اور فرمایا اللہ نے الیہ یصعد الکلم الطیب اور فرمایا انی متوفیک ورافعک الی غرض خبر دی اللہ تعالے نے کہ وہ آسمان کے اوپر ہے اور فرمایا ءامنتم من فی السماء وغیرہ غرض خبر دی کہ وہ آسمان پر ہے اور وہ اپنے عرش پر ہے اور ایک کلام طویل ذکر کیا کہ یہان اوسکی جگہ نہین امام ذہبی نے فرمایا کہ یہ قاضی بڑے بزرگ حنابلہ مین سے ہین اپنے زمانہ کے اور مذہب امام احمد سے خوب واقف ہین اور اختلاف علما کو بخوبی جانتے ہین اور بہت کتابین انہون نے تصنیف کی ہین مذہبون مین اور خلافی مسئلون مین اور اصول مین وفات کے سن چار سو ساٹہہ کے پہلے اللہ اون پر رحمت کرے ایکسو تہتر وین امام ابو القاسم سعد بن علی الزنجانی ہین اور آگے گذر چکا ہے کہ انہون نے جواب دیا جو کہ امام ابی العباس بن شریح نے تصریح کی ہے امام ذہبی نے فرمایا کہ سعد بن علی بڑے

Marfat.com

امام اور حافظ اور فقیہ اور صوفی ہین ذکر کیا اون کا ابن الجوزی
نے صفوۃ الصفوۃ مین (کہ نام ہے کتاب کا) اور کہا کہ سعد بن
علی دنیا مین پھرے اور مشایخ کو دیکھا اور مکہ مین رہے اور شیخ الحرم
ہوے اور اونکا یہ حال تھا کہ جب حرم کیطرف نکلتے تھے لوگ طواف
چھوڑ دیتے تھے اور حجر اسود سے زیادہ ان کے ہاتھ کی بوسے
لیتے تھے اور اون کے بہت کرامات مشہور ہین وفات پائی
انہون نے سن چار سو ستر مین لکن دل مین اس فتوی سے
مجھے وہم ہے جسکو انہون نے ابن شریح کے طرف منسوب کیا ہے
کہ اوسکی اسناد مین آثار صحت کے نہین پاتا ہون واللہ اعلم مگر اتنا
بخوبی یقین کرتا ہون کہ ابن شریح ان اصول کے جو انہون نے
فتوی مین ذکر کیے ہین ہرگز مخالف نہین غرض اس مین ہرگز شک
نہین کہ ابن شریح کا عقیدہ یہی تھا ایکسو چھترین امام محمد بن عبد الکریم
شہرستانی ہین کہ انہون نے اپنی کتاب الملل والنحل مین گمراہ فرقون
کا ذکر کیا ہے اور کہا ہے کہ اون مین نجاریہ ہین شاگرد حسین
بن محمد نجار کے کہ کعبی نے اوس سے نقل کیا ہے کہ وہ کہتا تھا
کہ اللہ تعالے ہر مکان مین ہے ذات سے اور وجود سے
اور ہر جگہہ ہونے سے اوسکا علم مراد نہین نہ قدرت اور علم کے
مراد ہونے پر اوسنے بہت سے محالات پیش کئے ہین اور

کہا کہ اوسی گمراہ فرقون مین جہمیہ بھی ہین شاگرد جہم بن صفوان کے
اور وہ جبریہ خالصہ سے ہے کہ اوسکی بدعت ترمذ مین پہلے اور
اوسکو سالم بن احوز مازنی نے مرو مین قتل کیا ہے امیہ کے آخر
سلطنت مین اور وہ معتزلہ کے موافق ہوگیا تہا ازلی صفتون کے
نفی کرنے مین اور اون سے بڑہکر اور باتین اوسنے زیادہ کین
اونمین سے ایک یہ بات تہی کہ کہتا تہا یہ جائز نہین کہ اللہ کا
وصف کرین کسی ایسی صفت سے جو مخلوق مین ہوتی ہے
(گویا اوسنے سمع و بصر سبکا انکار کیا) اسلئے کہ اسمین تشبیہ
لازم آتی ہے غرض نفی کی اوسنے کہ وہ خالق اکبر حی ہو یا عالم اور
اتنا کہا کہ وہ قادر فاعل خالق ہے اسلئے کہ اوسکی کوئی مخلوق قدرت
اور فعل اور خلق نہین رکہتی اور سلف کے جتنے لوگ تہے
سب اوسکو انتہا درجہ کا مردود جانتے تہے اور تعطیل محض
کیطرف اوسکی نسبت کرتے تہے اور وہ دیدار کے نفی کرنے مین
بہی معتزلہ کے موافق ہے اور کلام اللہ کے مخلوق ہونے مین
بہی اسیطرح اور بہت سے مسائل مین اور بعض قول اوسکے
آگے کے ابواب مین اونکے شہرستانی یہ امام فقیہ متکلم جدلی
ہین انہون نے کتاب ملل و نحل وغیرہ تصنیف کی ہے وفات
کی انہون نے سن پانسو اڑتالیس مین ایک سو ستر برس

امام ابو المعالی جوینی ہین کہ انہون نے رسالہ نظامیہ مین کہا ہے
مسالک علما کے ان صفتون ظاہری مین مختلف ہین بعضون نے
تو ان کی تاویل کی اور اسیکو لازم جانا کتاب اللہ مین اور صحیح سنتون
مین اور تمام امام سلف کی تاویل سے باز رہے ہین اور
ان سب صفتون کو اپنی ظاہر مورد پر جاری کیا ہے اور معانی
(یعنے کیفیات اون کی) اللہ تعالے کو سونپ دی ہین
اور میرے نزدیک یہی بات پسند ہے اور جو میری رائے
مین آتا ہے اور جسکو مین اللہ کا دین جانتا ہون وہ سلف کا
عقیدہ ہے اور دلیل قطعی (جسمین کچھ شک نہو) اور جو
سماع سے اسبارہ مین وارد ہوئی ہے وہ یہ ہے کہ اجماع اس
امت کا ایسی حجت ہے جسکی اتباع ضرور ہے پھر اگر اسمین تاویل
کی ذرا بھی گنجایش ہوتی تو اگلے لوگ انکی تاویلون مین اور فروع
شرعی سے زیادہ کوشش اور بندوبست کرتے اور جب صحابہ
اور تابعین کا زمانہ بے تاویل کے گذر گیا تو اسی کی تابعداری ضرور
ہے امام ذہبی نے فرمایا ہے کہ معرفت امام شافعی کے مذہب کے
ابی المعالی پر ختم ہوگئی اور انہون نے بہت کتابین تصنیف کین
اور باریک مسئلون مین فقہ کی اور اوسکی فروع و اصول مین
وہ ایک دریا تھی وفات کی انہون نے سن چار سو اوناسی مین

ایکسو اٹھتر وین امام محی السنہ ابو محمد الحسین بن مسعود البغوی
ہین کہ انہون نے اپنی تفسیر معالم التنزیل مین اس آیت کی ذیل مین
ثم استوی علی العرش فرمایا ہے کہ کلبی اور مقاتل نے
کہا استقر یعنے قرار پکڑا اور ابو عبیدہ نے کہا صعد یعنے
چڑھا اور تاویل کی معتزلہ نے استوا کی استیلا سے مگر اہل سنت کہتے ہین
کہ استوا علی العرش ایک صفت اللہ کی بلا کیف کہ اوسپر ایمان واجب
ہے اور بغوی رحمۃ اللہ علیہ نے ثم استوی الی السماء
وھی دخان کی ذیل مین کہا ہے کہ اکثر مفسرین سلف کے
استوی کے معنے ارتفع یعنے بلند ہوا کہتے ہین اور ھل ینظرون
الا ان یاتیھم اللہ فی ظلل من الغمام کی تفسیر مین
کہا کہ یہ آیتہ اور جو اس قسم کی آیتین ہین اونمین انسان کو ضرور
ہے کہ اون کے ظاہر پر ایمان لاوے (اور علم اوسکے معانی
(یعنی کیفیت کا) اللہ پاک پر سونپ دیوے اور اعتقاد رکھے کہ اللہ
حدوث کی نشانیون سے پاک ہے اسی اعتقاد پر گذری ہین ایمہ سلف
کے اور علما سنت کے اور اس آیت کی ذیل مین کہا ھو اللہ فی
السموات و فی الارض یعنے وہی اللہ ہے اون لوگون
کا جو آسمانون مین ہین یا زمین مین اور زجاج نے کہا اس آیت مین
تقدیم و تاخیر ہے اور تقدیر اس آیت کی یہ ہے

کہ وہ اللہ ہے آسمانون مین اور جانتا ہے تمہاری چھپی اور کھولی
چیزون کو زمین مین اور اس آیت کے ذیل مین کہا ما یکون من نجوی
ثلثة الا ھو رابعھم یعنے ساتھہ علم کے امام ذہبی نے
کہا ابو محمد بغوی یہ کبار ائمہ فقہا شافعیہ مین ہین مصنف شرح السنہ
کے اور کتاب التفسیر کے اور سوا ان کے اور کتب کے اور شہرت ان کی
بیان کی محتاج نہین وفات کی انہون نے سن پانسو پندرہ مین
ایکسو اناسیوین ابو اسحٰق ثعلبی ہین کہ انہون نے اپنی تفسیر مین ان
آیتون کے ذیل مین بغوی کے مثل کلام کیا ہے ایکسو سیوین
امام ابو الحسن محمد بن عبد الملک کرخی شاگرد شیخ الاسلام ہین کہ
اونہون نے اپنے مشہور عقیدہ مین کہا ہے جسکا شروع یہ ہے بیت

محاسن جسمی ذہبت بالمعائب ۔ وشیب فوادی لشیب وصل الاحبائب

یہان تک کہ کہا ابیات افضل زاد فی المعاد عقیدۃ
علی منہج فی الصدق والحق لاحب ۔ عقائدھم
ان الالٰہ بذاتہ ۔ علی عرشہ مع علمہ بالغوائب
وان استواء الرب یعقل کونہ ۔ ویجھل فیہ
الکیف جھل الشھارب ۔ غرض یہ قصیدہ دو سو بیت کا ہے
اور ترجمہ اسکا یہ ہے ابیات محاسن مرے جسم کے سب گئے
بوڑھاپے نے اکر دبایا مجھے ۔ عقیدہ سے بہتر نہین زاد راہ ۔

Marfat.com

جو سچا عقیدہ ہو بے اشتباہ
کہ ہے عرش پر ذات سے وہ خدا
ہر ایک کو ہے وہ جانتا بے خطا
فقط کیفیت اوسکی مجہول ہے

سبھی اہل حق کا عقیدہ یہ تہا
جہی چیزین جتنی ہین ای دلربا
سنو استوا اوسکا معقول ہے
امام ذہبی نے فرمایا ہے ابو الحسن

امام صاحب رائی زرین اور شافعی مذہب ہین اور بغوی کے زمانہ مین
تہے اور یہ قصیدہ اون کا خاص و عام مین بلاد مشرق کے مشہور
و معروف ہے ایکسو اکیاسی مین امام شیخ الاسلام صوفیون کے
سردار قطبون کے افسر کاملون کے خلاصہ عابدون کے سلالہ
محبوب سید ابرار ابو محمد عبد القادر بن ابی الصالح جیلانی ہین کہ انہون
نے اپنی کتاب غنیہ مین فرمایا ہے جو آج تک لوگون کے ہاتہہ مین
موجود ہے کہ پہچان عالم کے بنانے والے کی آیتون اور دلیلون سے
مختصر طور پر یہ ہے کہ تم جان لو اور یقین کر لو کہ اللہ واحد احد ہے
یہان تک کہ کہا وہ جہت علو مین ہے عرش پر مستوی ملک پر
محتوی علم اوسکا سب چیزون کو گہیرے ہوئے ہے اوسکی
طرف چڑہتی ہین پاکیزہ باتین اور نیک عمل بلند ہو جاتے ہین
اوسکی طرف ہر کام کی تدبیر کرتا ہے آسمان سے زمین کے طرف
پہر وہ کام جہڑہ جاتا ہے اوسیکی طرف ایسی دن مین کہ
اوسکی گنتی تمہارے شمار سے ہزار برس ہے اور اوسکی وصف

Marfat.com

مین یہ کہنا روا نہین ہے کہ وہ ہر مکان مین ہے بلکہ یون کہنا چاہئے
کہ وہ آسمان کے پرے عرش کے اوپر ہے جیسا کہ اوسنے خود فرمایا
الرحمن علی العرش استوی غرض ضرور ہے صفت
استوا کا اطلاق بغیر تاویل کے اور اوسنے اپنی ذات سے
عرش پر استوا کیا ہے اور اوس تعالی کا عرش پر ہونا ہر کتاب
مین مذکور ہے جو کسی نبی مرسل پر اوتری ہو بلا کیف اور ذکر کیا
ایک طویل کلام کہ مین نے اوسکو مختصر کر دیا اور دوسری جگہ فرقہ
سالمیہ کے عقیدہ مین کہا کہ وہ کہتے ہین کہ اللہ تعالے ہر مکان مین ہے
اور عرش اور غیر عرش مین کچھ فرق نہین اور قرآن مین اونکو اللہ
جھوٹلاتا ہے جہان فرماتا ہے الرحمن علی العرش استوی
اور نہین فرماتا کہ اوسنے زمین پر استوا کیا یا پہاڑون کی پیٹھ پر
استوا کیا اسیطرح اور کسی مکان مین استوا نہین فرمایا تمام ہوا قول محمد
سبحانی رحمۃ اللہ علیہ کا اور یہ سب عبارتین شیخ ابن تیمیہ اور
علامہ حافظ شمس الدین ذہبی نے نقل کی ہے اور ان سے سوا اور
بہت بڑے بڑے عالمون نے نقل کی غنیۃ الطالبین سے اور صاحب
کہدیا ہے کہ یہ کتاب حضرت شیخ کی تصنیف سے ہے اور اوسکا ذکر
کرتے اور کشف الظنون عن اسامی الکتب والفنون مین بھی لکھا ہے
کہ غنیہ حضرت شیخ عبد القادر جیلانی کی ہے جنہون نے سن پانسو ہجری

مین انتقال فرمایا اور شاہ ولی اللہ دہلوی نے بھی اپنی کتاب قرۃ العینین
فی تفضیل الشیخین مین فرمایا ہے کہ کہا میرے سردار شیخ عبد القادر
رحمۃ اللہ علیہ نے غنیۃ مین اور نقل کی اس کتاب سے علی قاری نے
شرح فقہ اکبر مین بہت جگہ اور اس کتاب پر اعتماد کیا اور نقل کیا
اس سے امام یافعی وغیرہ نے غرض اس زمانہ مین جو بعضی کوتاہ
نظر لوگ یہ شبہہ کرتے ہین کہ یہ کتاب شیخ کی نہین اونکا خیال لغو ہے
اور صرف تعصب اور نفسانیت ہے اور وجہ اوسکی یہ ہے کہ
انہون نے ایک کنایہ کیا ہے حنفیہ کی طرف حالانکہ وہ کنایہ حنفیون
کیطرف نہین ہے بلکہ ایک فرقہ حنفیونکا ہے جو امام ابو حنیفہ کی راہ
پر نہین رہے اور حنفی کہلاتی رہے اور کتاب البہجہ مین جو حضرت شیخ نے
فرمایا ہے وہ بھی اس عقیدہ کا مؤید ہے کہ اوسمین فرماتے ہین رب
ہمارا عرش پر مستوی ہے ملک پر محتوی ہے سات آیتون کی رو سے
جو قرآن مین آچکی ہین اسی بارہ مین کہ ہم اوسکو ذکر نہین کرتے جہل جاہل
اور اوسکی رعونت کی وجہ سے امام ذہبی نے فرمایا کہ مین نے اپنے شیخ
ابو الحسن بونی سے سنا انہون نے شیخ عز الدین بن عبد السلام سے
کہ فرماتے تھے ہم نہین جانتے کہ کسی کی کرامات اس حد تواتر کو پہنچی ہون
جسقدر شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے امام یافعی نے مرآۃ الجنان
مین کہا ہے قطب الاولیاء الکرام و شیخ المسلمین والاسلام رکن الشریعۃ

وعلم الطریقہ اور بہت دور تک اون کی مدح کی ہے اور کفوی نے اعلام الاعلام
مین لکھا ہے سید العارفین قبلۃ الواصلین شیخ الربانی المنسلخ عن الہیاکل
الناسوتیۃ والعارف الصمدانی غرض آخر تک انہون نے نہایت اون کی
ثنا مین مبالغہ کیا اور علما نے اون کی کرامات اور فضائل اور مکاشفات مین
بہت سی کتابین تالیف کی ہین اور انہون نے سن پانسو اکسٹھ
مین انتقال فرمایا اور اس مقام مین تجھے خوب معلوم ہو گیا کہ جو اس طریقہ
کا مرید اور طالب ہو اور اوسکو بڑا جانے اور اس طریقہ اور خاندان
والون کا دوست ہو اور باوجود اسکے پھر اس مسئلہ استوا کو جیسا شیخ نے
بیان کیا ہے اوسکو خیال کرے کہ یہ تشبیہ یا مجسمہ کا عقیدہ ہے
تو وہ اس طریقہ نورانی سے باہر ہے اور اس خاندان عالیہ سے
خارج ہے اور اس زمانہ مین بہت سے لوگ اسی ڈھنگ کے پائے
جاتے ہین اللہ تعالے ہمکو اون کی صحبت سے بچادے اور ہمارا
حشر و نشر شیخ رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ اور اون کے گروہ مین اور سلف صالحین
کے ساتھ کرے اور اللہ اون سب سے راضی ہو آمین یا رب العالمین مترجم
کہتا ہے کہ مین سال تیرہ سو تین مین مدراس گیا تھا اور وہان معلوم کیا
کہ اوس غنیہ مین جو ہند مین چھپی ہے کئی فصلین معرفت صانع کے
متعلقین جو ضروری تھین اور تجسیمین عقائد صحیحہ محدثین مذکور تھی
وہ بالکل نکال ڈالی تھین آخر مین سے مصر کے مطبوعہ غنیہ تلاش

کی اور اوسمین اون فصلون کو دیکھا اور ایک میرے تفیق نے فرمایش کی
کہ اوسکو زبان پارسی مین نظم کردو مین بعون اللہ ونصرتہ تھوڑی عرصہ
مین اوسنے نظم کردیا چنانچہ وہ اشعار بھی اسکے خاتمہ مین ضم کردئے جاوینگے
انشاء اللہ تعالے ایک سو بیاسی امام شیخ الاسلام ابو محمد عبد اللہ
بن احمد بن محمد بن قدامہ مقدسی ہین کہ انہون نے صفات کے
رسالہ مین کہا ہے کہ ابن مبارک نے فرمایا کہ ہم پہچانتے ہین کہ رب
ہمارا آسمانون کے اوپر ہے اپنی مخلوقات سے جدا ہے اور ہم
یہ نہین کہتے جیسے جہمیہ نے کہا ہے کہ وہ یہان ہے اور
اشارہ کیا زمین کی طرف بلند ہے ذات مقدس اللہ کی اس سے
بہت اور دوسری جگہ کہا کہ اللہ کی اون صفتون مین سے جنپر ایمان
لانا واجب ہے یہ ہے کہ وہ متکلم ہے کلام قدیم کے ساتھ سنتا ہے وہ اپنا
کلام جسکو چاہتا ہے اپنی خلق مین سے اور موسے علیہ السلام نے
اوسکی بات سنی بغیر واسطہ کے اور سنے باتین اوس کے جبرئیل
اور جسکو وہ اجازت دیتا ہے فرشتون مین سے وہ اوسکا کلام
سنتے ہین اور وہ قیامت کے دن مومنون سے کلام کریگا اور مومن
اوس سے عرض معروض کرینگے اور اونکو اجازت دیگا کہ وہ اوسکی
طرف دیکھینگے اور اون کے لئے پردہ اوٹھا دیا جاوے گا اور رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب اللہ تعالے وحی کے ساتھ متکلم

ہوتا ہے تو اوسکی آواز مبارک آسمان والے سنتے ہین آخر حدیث
تک ایک سو تراسی امام محمد بن موسیٰ ہین کہ انہون نے فرمایا
اللہ تعالیٰ نے قرآن مین فرمایا ہے کہ وہ تعالیٰ آسمانون کے اوپر
ہے مستوی عرش کے اوپر اپنے مخلوق سے جدا فرشتے اوسکی
اوسکی طرف چڑھتے ہین اور اوسیکی پاس سے اوترتے ہین اور مسیح
علیہ السلام کو اوسنے اپنی طرف اوٹھا لیا اور اوسیکی طرف پاک کلمہ
چڑھتے ہین ذکر کیا اسکو کتاب سیف السنۃ الرفیعہ مین اور دوسری
جگہہ کہا ہے کہ خبر دی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور
آپ کے اصحاب نے اور وہ ساری خلق سے زیادہ پہچاننے والے تھے
اللہ کے (خبر یہ دی کہ) وہ نزدیک ہے ہر ایک کے اوسکی اونٹ
کی گردن سے اور خبر دی کہ وہ ساتون آسمانون کے اوپر ہے
اپنے عرش پر خبردار ہے اپنے مخلوق سے دیکھتا ہے اون کے
عملون کو جانتا ہے اون کے باطن کو اور یہہ وہ حق ہے کہ اس
مین ایک بات (یعنے قریب ہونا) دوسرے کی (یعنی عرش پر ہونے)
منافی اور خلاف نہین تمام ہوا قول اونکا ایک سو چوراسی
کے شمار مین امام ابو الولید الرشید ہین کہ انہون نے مناہج الادلہ
مین کہا ہے جہت مین یہ بات ہے کہ یہ صفت ہمیشہ اہل شریعت
ابتدا سے اللہ پاک کے لئے ثابت کرتے آئے تھے یہانتک

کہ معتزلہ نے اسکی نفی کی پہر ان کے نفی کے تابع پچھلے اشاعرہ بہی ہو گئے
جیسے ابی المعالی اور جو اون کے متقدمی ہین یہانتک کہ کہا کہ
تمام شریعتین اسی بنا کی ہوئی ہین کہ اللہ تعالے آسمان پر ہے اور
اوسکی طرف سے ملایکہ اوترتے ہین وحی لیکر نبیون کے پاس اور
آسمان ہی سے کتابین اوتری ہین اور اوسی کے اوپر حضرت کو
معراج ہوئی صلی اللہ علیہ وسلم اور جمیع حکما اسپر متفق ہین کہ اللہ اور
اوسکے فرشتے آسمان پر ہین جیسے کہ سب شریعتین اسپر متفق ہین
پہر اسکی تقریر کی عقلون کے طور سے اور بیان کیا شبہہ اون
لوگون کا جنہون نے نفی کی ہے جہت کی جہمیہ وغیرہم سے اور
وجہہ اوسکی نفی کی بیان کی ہے یہانتک کہ کہا ہے کہ اب تم کو
خوب معلوم ہو گیا کہ ثابت کرنا جہت (فوق) کا شرع اور عقل کے
رو سے واجب ہے اور جہت کی نفی سے تمام شریعتین باطل ہو جاتے
ہین ایکسو پچاسی وین امام شیخ الاسلام احمد بن عبد الحلیم
بن عبد السلام ہین جو ابن تیمیہ کے لقب سے مشہور ہین اور وہ
حرانی پہر دمشقی ہین کہ انہون نے حمویہ مین کہا ہے یہ اللہ کی کتاب ہے
اور یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے کہ اول سے آخر تک
اور اسکے بعد تمام صحابہ اور تابعین کا کلام ہے پہر تمام ائمہ اسلام کا
کلام کہ یہ سب کا سب بہرا پڑا ہے اس عقیدہ سے کہ اللہ سبحانہ تعالی

آسمانون کے پرے تمام چیزون سے بلند اور تمام چیزون سے
اوپر اور وہ عرش کے اوپر ہے پھر ذکر کرکے اسپر دلائل کتاب وسنت
اور اجماع امت کے اور عقیدہ واسطیہ مین بھی ایسا ہی کہا ہے
چنانچہ اوسمین لکھا ہے کہ اسپر ایمان لانے مین یہ بھی ضرور ہے
کہ جس بات کی اللہ نے اپنی کتاب مین خبر دی ہو اوسپر ایمان
لاوے اور اسیطرح اوسپر بھی جو تواتر مروی ہوئی ہو رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم سے اور اجماع کیا ہو اوسپر سلف امت نے اور
انہی باتون مین سے یہ ہے کہ وہ سبحانہ تعالے اپنے عرش پر
اپنی مخلوق سے اونچا اور جب شیخ نے یہ عقیدہ بیان کیا تمام
قاضی اور علما سب سلطان کے محل مین جمع ہوئے اور اون کے
اور شیخ کے بیچ مین بڑی تقریر اور بحث تین مجلسون مین چلتی رہی
یہانتک کہ آخر اتفاق ہوگیا کہ سلف کا یہی عقیدہ روشن ہے یہ بات
ابن رجب نے اپنے طبقات مین ذکر کی ہے اور اپنے رسالہ تدمریہ مین بھی
ایسا ہی لکھا ہے اور کتاب النزول مین بدلائل قویہ اللہ تعالی کا جہت
علو مین ہونا ثابت کردیا ہے اور تاویلون کو باطل کردیا ہے اور ابن
تیمیہ بڑے ائمہ اعلام اور شیوخ اسلام اور کبار علما مین سے ہین اور
اجل حنابلہ مین اور شیخ نہی محدثین کے اپنے زمانہ مین بڑے تعریف
کی ہے اون کے حافظ ذہبی نے اپنی کتابون مین جابجا اور

اون کی ثنا وصفت مین اور مدح وجلالت مین بہت کچھ لکھا ہی اور ایسی ہی حافظ
کمال الدین ابن الزملکانی اور شیخ اثیر الدین ابو حیان اندلسی اور شیخ اسحق بن
ابی بکر الترکی المصری اور حافظ ابو الحجاج مزی اور شیخ عماد الدین واسطی اور
علامہ ابن رجب حنبلی نے طبقات مین اور شمس الدین ابن ابی عمرو نے اور
شیخ تاج الدین فزاری اور ابن منجا و ابن عبد القوی اور قاضی جونی اور
شیخ تقی الدین ابن قیق العید اور ابن النحاس وغیرہ نے ان کی بہت بہت
تعریفین اپنی تالیفات مین لکھی ہین اور امام ذہبی نے فرمایا کہ اون کا درجہ
اس سے بڑا کہ میرے کلام سے اور اون کی صفت ادا ہو اور میری قلم
سے اون کے اوصاف پوری ہون اسلئے کہ سیرت اور علم اور
معارف اور بحث اور نقل اون کے شاید دو جلدون مین آوے
اور تصانیف اون کی پانسو مجلدات تک پہنچی ہین اور تعریف کی ہے
اون کی شیخ شہاب بن فضل اللہ عمری نے اور نماز پڑہی ہے اون کے
جنازہ پر ساٹھہ ہزار مردان مسلمین نے اور پانچہزار عورات مومنین نے
اور بڑے بڑے عالمون کے لنبے لنبے قصیدہ ہین اور ابیات ہین
اون کی مدح مین اور علمانے کہا ہے کہ وہ ایک آیت تہی اللہ کی
آیتون مین سے اور اتفاق کیا ہے اون کی کثرت علم اور وفور عقل پر
اگلے پچھلے یعنے جو اون کے بعد تہے علمانے اور امامون نے جن کے
اقوال پر اعتماد کلی کیا جاتا ہے اور جس نے اون پر مجسمہ یا مشبہہ ہونے

کی تہمت لگائی ہے وہ اون کے مرتبہ سے واقف نہین ہین یعنے
جو اون کے زمانہ مین تہے اور نہ اون کی تصانیف مین تدبیر اور
غور کیا ہے اور شاہ ولی اللہ صاحب نے ایک رسالہ اس باب مین اون
کی براءت کے لئے لکہا ہے اور اوسمین کہا ہے کہ جسکو مین اعتقاد کرتا ہون
اور دوست رکہتا ہون کہ سب مسلمان اوسی اعتقاد پر رہین وہ یہ ہے
کہ تمام علمائے اسلام حاملان کتاب و سنت و فقہ و حدیث کو عدول
اور منصف جانین اسلئے کہ اون کی تعدیل نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمادی ہے جہان فرمایا ہے کہ اوٹہا دین گے اس دین کو ہر خلف سے
عدول اون کے غرض ایسی ہے ابن تیمیہ بہی ہین کہ ہم نے اون کا
حال تحقیق کیا اور معلوم ہوا کہ وہ عالم ہین کتاب اللہ اور واقف ہین
اوسکے معانی لغویہ اور شرعیہ سے اور حافظ ہین رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کے سنت کی اور آثار سلف کے عارف ہین اون کے
معانی لغویہ اور شرعیہ کے اوستاد ہین نحو کے اور لغت کے محرر اور
جمع کرنے والے ہین مذہب حنابلہ کے جمع کیا انہون نے اوس کے
فروع و اصول کو فائق ہے لوگون سے فہم لسان مین صاحب زبان
اور صاحب بلاغت ہین اور ہمیشہ عقیدہ اہل سنت سے تہمتون کو
دور کرتے رہے کوئی فسق اور بدعت اون کے کہین سنی نگئی آخر
رسالہ تک اور مسئلہ استوا مین وہ جماعۃ صحابہ اور تابعین کے موافق

ہین اور تمام سلف صالحین کے مطابق ہین جیسا تم نے ابھی اون کی
عبارت سے معلوم کیا اور ملا علی قاری نے اپنے رسالہ مین ملا علی قاری
کا قول شرح مشکوۃ شریف مین بھی دیکھنا چاہیئے بعد ذکر وجہ دید و عین قدم
اور اور صفات کے کہا ہے کہ ان صفتون مین علما کے تین مذہب ہین تیسرا
مذہب یہ ہے کہ نہ ان صفتون مین تاویل ہے نہ توقف کرنا بلکہ یہ سب صفات
زائد علی الذات ہین اور بجمیع وجوہ اون کے معانی معلوم نہین ہین
(یعنے من وجہ معلوم ہین کہ معنے ظاہری اون کے ہین اور من وجہ مجہول
کہ کیفیت اون کی ہے) اور یہی مختار ہی ہمارے امام اعظم کا احمد
بن حنبل اور اون کے اتباع کا جیسے ابن تیمیہ اور ابن خزیمہ وغیرہم ہین اور
یہ سب اکابر ائمہ محدثین سے ہین اور یہی مذہب عامہ سلف کی
طرف منسوب ہے تمام ہوا قول ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کا اور جو ذکر کی
ابن حجر مکی نے شرح ایضاح مین تکفیر و تشنیع اون کی اوسکی کوئی دلیل
نہین ہے اور ابن حجر مکی اور اون کے مثل الون کا کوئی شمار اور
رتبہ نہین ابن تیمیہ کے آگے مگر شاید اتنا جیسے ایک قطرہ ہو دریا کے سامنے اور یہ بات
تم پر بخوبی کھل جاویگی جب تم مصنفات ان شیخ کی دیکھو گے اور جو جو
تعریفین اون کی بڑے بڑے امامون نے کی ہین اوسکو مطالعہ
کرو گے اور اون کی ایک ہی فضیلت کافی ہے کہ ابن قیم سے شیخ
اون کے شاگردون مین سے ہین اور اون کے مخلص دوستون مین سے

ہین اور اون کے مخلص دوستون مین سے انتقال کیا ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ
نے سن سات سو اٹھائیس مین سحر کے وقت بائیسوین تاریخ ذی القعدہ کی
ایک سو چھیاسی مین امام حافظ الاسلام محمد بن احمد ابو عبد اللہ
ذہبی ہین کہ انہون نے اپنی کتاب العرش والعلو مین کہا ہے کہ وہ تعالے
عرش کے اوپر ہے تمام مخلوقات سے اونچا اور سب سے جدا اور اون مین
داخل نہین ہے اور علم اوسکا ہر مکان مین ہے ایسہ دلیل کتاب و سنت
اور اجماع صحابہ اور تابعین اور ائمہ مسلمین کا ہے اور یہ حافظ ذہبی
کبار حفاظ اسلام مین سے ہین اور اون کی کتابین بہت ہین جو اون کی
جلالت شان پر دلالت کرتے ہین اور علو منزلت پر اور رجال کے معرفت تام
رکھتے ہین وفات پائی انہون نے سن سات سو اڑتالیس مین ایکسو ستاسی
حافظ غلام محمد بن ابی بکر بن ایوب بن سعد بن حریز بن القیم الزرعی الدمشقی
الحنبلی ہین جنکا لقب شمس الدین ابن القیم ہے اور وہ شاگرد رشید ہین
شیخ الاسلام ابن تیمیہ کے کہ انہون نے اپنی کتاب اغاثۃ اللہفان مین فرمایا
ہے کہ وہ تعالی عالم کے اوپر اور آسمانون کے اوپر ہے اپنی ذات سے تمام تر
کلام اون کا اور یہ ابن القیم کبار ائمہ سے ہین تعریف کی ہے ان کی قاضی
برہان الدین زرعی نے اور کہا اونہون نے کہ چرخ آسمان کے نیچے اون سے
بڑا عالم کوئی نہین ہے اور تعریف کی اون کی ابن رجب اور حافظ
ابن حجر اور ابن کثیر اور حافظ مجد الدین سخاوی اور حافظ ذہبی نے اور

[illegible]

رحمۃ اللہ علیہ کی بہت تصانیف ہین کہ دلالت کرتے ہین اون کے
علم کی اور وفور علم دین پر اور اتنی فضیلت اون کی کافی ہے کہ صاحب
[illegible] اون کے شاگرد ہین وفات پائی انہون نے سن سات سو
[illegible] دن مین پنجشنبہ کے شب کو تیسوین جب مین اللہ رحمت کرے اون پر
مترجم کہتا ہے کہ اون کی تصانیف مین سے دو کتابین میرے
مطالعہ مین آئین ہین ایک اعلام الموقعین جسمین مقلدین متعصبین کا
رد ایسا ہے کہ شاید جہان مین دوسری کتاب ایسی نہو اور اوسکی تجرید
مین نے اردو مین کی ہے جسکا نام ارشاد اہل التوحید الی مزایا السنۃ
ورزایا التقلید ہے اور دوسرے زاد المعاد سیرت مین جو دہلی مین مطبوع
ہوئی ہے واقع ہین ان دونو کتابون سے اون کی جامعیت
علم دینی مین معلوم ہوتی ہے اور تحقیق و تدقیق احادیث مین اللہ ان
بزرگون کی قبرون کو نور سے بھرے اور ہمکو اون کے گروہ مین داخل کرے
آمین یا رب العالمین ایک سو اٹھاسی وین امام ابو عبد اللہ
فخر الدین الرازی رئیس المتکلمین ہین کہ وہ جب فلسفہ سے بیزار ہوے
اور اوس سے توبہ کی تو یہ کہا کہ مین اثبات وجود باری مین تو یہ
پڑھتا ہون الرحمن علی العرش استوی والیہ
یصعد الکلم الطیب یعنی رحمان عرش پر مستوی
ہے اور پاک کلمہ اوسی کے طرف چڑھتے ہین اور نفی مین (یعنے تشبیہ

Marfat.com

کی نفی مین) پڑھتا ہون لیس کمثلہ شیء ولا یحیطون
بہ علما پھر کہا کہ جسنے میری برابر تجربہ کیا ہوگا وہ جانے گا میری
اس معرفت کو ایک سو نواسی وین امام حجۃ الاسلام ابو حامد
غزالی ہین کہ انہون نے احیا اور کیمیای سعادت اور اربعین مین
کہا ہے کہ وہ تعالے مستوی ہے عرش کے اوپر اور فوق العرش
ہے بلکہ سب چیزون کے اوپر اور اپنی کتاب تفرقہ بین الاسلام
والزندقہ مین کہا ہے کہ حنبلی کہتے ہین کہ اثبات فوق کا اللہ تعالے
کے لئے مشہور ہے سلف مین اور کسی نے اونمین سے یہ ذکر
نہین کیا کہ خالق عالم عالم سے ملا ہوا ہے یا منفصل ہے اور
نہ یہ کہا کہ داخل ہے نکہا کہ خارج ہے نہ یہ کہا کہ جہہ جہتین سب کے
سب اوس سے خالی ہین اور نہ یہ کہا کہ نسبت فوق کی اوسکی طرف
ایسی ہی ہے جیسے نسبت تحت کی غرض یہ سب اقوال بدعت
ہین اسلئے کہ بدعت عبارت ہے ایسی بات نکالنے سے کہ جو
سلف سے مروی نہوئی ہو پس ظاہر یہ ہے کہ امام غزالی نے یہ قول
حنبلی سے نقل کیا اور پھر اسکی تکذیب نہین کی اور نہ کسیطرح اسکو
بدلا شک کرکے کہ جسکی طرف رجوع کیا جاوے اور اگرچہ اس مین
شک نہین کہ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کو رغبت تھی طرف تاویل کے
اور رجوع تھا متکلمین کے قول کیطرف جیسے کہ ہم نے مقدمہ کتاب

مین کہا ہے تم اوسکو دوبارہ دیکھو (یعنی باوجود اس میلان دل
کی پہر اس قول حنبلی مین تاویل نہین کی) اکسونوی کی شمار مین
امام محمد بن عطاس ہین کہ اپنی کتاب تنزیہ الصفات مین کہتی ہین کہ
مسلمانون کو واجب ہے کہ ایمان لاوین اسپر کہ اللہ جل جلالہ نے عرش
کے اوپر استوا کیا ہے ایک سو اکیانوی مین امام عضد الدین
صاحب موقف ہین اور شارح اوسکے سید شریف جرجانی کہ انہون
نے فرمایا کہ اگر اللہ ہر جگہہ ہوتا تو لازم آتا تداخل اوسکا متحیزین مین اسلئے
کہ بعض چیز مشغول ہین ساتھہ جسمون کے اور تداخل متحیزین کا
محال ہے ضرور بالضرور اور اسی طرح لازم آتا ہے اس سے
مل جانا ساتھہ نجاست کے جو عالم مین ہے پاک اور برتر ہے اللہ تعالی
ان سے ایک سو بانوین مین امام ربانی معروف بمجدد الف ثانی
ہین کہ رئیس ہین طائفہ نقشبندیہ کے کہ اونہون نے اپنی مکاتیب
مین جو فارسی مین ہین تحریر فرمایا ہے کہ واجب تعالی و تقدس کی
ذات بلا کیف ہے اور مرایائی کیفیت مین نہین آتی ہے نہ مرایائی
کمیت مین اور کیونکر سمائی ذات جو لامکان ہو مکان مین سو لازم
ہے کہ جو طالب اوسکا ہو اوسکو دائرہ کون سے خارج مین طلب کری
آخر تک ایک سو ترانوے مین شیخ محمد بن عبد الوہاب نجدی
ہین کہ انہون نے اوس رسالہ مین جو اہل مکہ اور مدینہ کو

کیا ہے کہ ہم اقرار کرتے ہین آیات صفات و احادیث صفات کا
اور رکھتے ہین اونکو ظاہر پر اور بغیر (یعنے کیفیت) اون کے سپرد کرتے
ہین اللہ تعالی کو جیسے کہا ہے امام مالک نے استوا مین اور ہم محبت رکھتے ہین
اگرچہ جہت کے قائل ہین جیسا حدیث مین وارد ہوا ہے ایک
چورانوے شمار مین شیخ امام عارف باللہ شاہ ولی اللہ محدث
دہلوی ہین کہ انہون نے فرمایا مجھے بڑہایا ابو طاہر مدنی نے باپ
یعنے امام المحدثین شیخ ابراہیم کردی مدنی رحمۃ اللہ علیہ کا لکھا ہوا
کہ انہون نے کہا کہ شیخ ابو الحسن نے اپنی کتاب مین فرمایا کہ ہم امام
احمد کے مذہب پر ہین مسئلہ صفات مین اور وہ یہ ہے کہ اللہ تعالے
عرش کے اوپر ہے اور ان فاضل نے اپنے رسالہ عقائد مین فرمایا ہے
کہ اللہ تعالی عرش کے اوپر ہے جیسا کہ اوسنے وصف کیا آپ اپنی
ذات پاک کا اور یہ عرش پر ہونے سے متحیز ہونا اور جہت نہین ثابت ہوتی
بلکہ اس اوپر ہونے کی اور استوا کی کیفیت کوئی نہین جانتا مگر اللہ اور
راسخان فی العلم جو علم لدنی رکھتے ہین اور رسالہ الذب عن ابن تیمیہ
مین فرماتے ہین کہ اللہ تعالے نے اپنی ذات پاک کے لئے خود جہت
ثابت فرمائی اور یہی مذہب ہے امام مالک کا اور اون کے مثل اور امامون
کا اور ابی الحسن اشعری کا اور کہا حجۃ اللہ البالغہ مین کہ شارع نے اون سے
یعنے اشعریون سے نہین خطاب کیا مگر اون کی عقل کے موافق

جو اون کی اصل پیدائش مین ودیعت رکھی تھی قبل اسکے کہ وہ معاینہ کرین
دقائق حکمت کو اور کلام اور اصول کو (یعنے جو عقل عام لوگون مین
رکھی گئی ہی جو حکمت و اصول و کلام کو نہین جانتے اوس عقل کے موافق
کلام کیا) اور ثابت کر لیا اوسنے اپنی وسطی جہت کو جہان فرمایا الرحمن
علی العرش استوی اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک کالی عورت
سے پوچھا کہ اللہ کہان ہے اوسنے کہا اشارہ سے کہ آسمان پر
آپنے فرمایا یہ مومنہ ہے اور اللہ نے اپنے بندون کو تکلیف نہین دی
کہ استقبال قبلہ اور اوقات صلوۃ اور عیدون کے لئے کہ وہ مسائل
ہیئت کو حفظ کرین یا ہندسہ کو اور اشارہ کیا آپنے قبلہ کیطرف اس قول
مین کہ فرمایا قبلہ مشرق اور مغرب کے بیچ مین ہے جب تم قبلہ کی طرف
توجہ کرو اور فرمایا حج اوسیدن ہے جسدن تم حج کرو اور عید
اوسی دن ہے جسدن تم روزہ نرکھو تمام ہوا قول شاہ صاحب کا
اور دوسری جگہہ اپنی کتاب کے آخر مین فرمایا کہ مین کہتا ہون کہ سمع و بصر اور
قدرت اور ضحک اور کلام اور استوا مین کچھ فرق نہین ہے اسلئے کہ
مفہوم ان سب کا زبان والون کے نزدیک ایسا ہے کہ جناب قدس
کے سزاوار نہین اور کیا ضحک مین اور کوئی محال ہے سوا اسکے کہ
ضحک کے لئے مونہہ کا ہونا ضرور ہے اور ایسا ہے کلام ہے اور
بطش (یعنے پکڑنا) اور اوترنے مین کوئی محال ہے سوا اوسکے

کہ اوس سے لازم آتا ہے ہاتھہ اور پیر کا ہونا اور اسیطرح سمع و بصر سے
لازم آتا ہے آنکھہ اور کان کا ہونا اور زبان درازی کی ہے ان خوص
کرنے والون نے اہل حدیث پر اور اونکو مجسمہ اور مشبہہ کہا ہے
اور کہا ہے کہ وہ بلکیف کے پردے مین چھپے ہوئے ہین (یعنے ہر صفت
کو بیان کرکے بلا کیف کہتے ہین) اور میرے اوپر بخوبی کہل گیا ہے
کہ یہ زبان درازی اون کی اہل حدیث پر ٹھیک نہین اور وہ
لوگ یعنے زبان دراز خطا پر ہین اپنی کلام مین روایت اور درایت دونو
کی نظر سے اور خطا کرتے ہین وہ کہ طعن کرتے ہین ائمہ ہدے پر اور
اسکی بعد کہا کہ حق بات یہ ہے کہ اسماء اور صفات اللہ تعالی کے توقیفی
ہین اور ضحک اور فرح اور بشاشت اور غضب اور رضا مانند اسکی (یعنے جو حدیث
مین آچکی ہین) انکا استعمال ہمکو جائز ہے اور بکا اور خوف اور مانند
اوسکی (یعنے جو حدیث مین نہین آئے) کا استعمال روا نہین اور اگر
چہ دونو کا ماخذ (یعنے مطلب) ایک ہو اور یہ مسئلہ جو ہم نے لکھا ہے
عقل اور نقل دونو سے ثابت ہے اور کسی طرح اسمین باطل کو
دخل نہین اور باطل نہ اسکے آگے سے آسکتا ہے نہ پیچھے سے تمام ہوا
قول اون کا اختصار کی ساتھہ اور اس کلام سے شاہ صاحب کے دو مطلب
ظاہر ہوئی اول یہ کہ جہت فوق ثابت ہے اللہ تعالے کے لئے جیسے
اوسنے اپنے اپنے واسطے ثابت کی آزروی معنی لغت کے یعنے طرف

دوسری وہ جہت جو اصطلاح فلاسفہ کی دوسری ہوئی ہے کہ اوس سے
لازم آتا ہے کہ جو چیز جہت مین ہو اوسکی طرف اشارہ کر سکین اور وہ جہت
ہو (غرض ہو) غرض یہ جہت مراد نہین) دوسرے یہ کہ استوا بھی مثل
اور صفتون کے جیسے سمع و بصر و کلام ہین اور شک نہین ہے کہ
سمع و بصر اور کلام کے جو لغت مین معنے ہین وہی ہر عاقل سمجھتا ہے
مگر اتنی بات ہے کہ سمع مین محال وہ چیزین ہین جو ہم مخلوقات
مین پائی جاتی ہین یعنے سمع ایک قوت ہے جو ایک پٹھی مین
ودیعت رکھی گئی ہے اور ایسی ہی بصر مین اور کلام مین غرض
اسیطرح استوا بھی ہے کہ معنے اوسکے معلوم ہین اور ہم اوسکو استوا
اجسام کے مثل نہین کہتے جیسے ہم سمع و بصر کو اللہ کے اپنے سمع
و بصر کے مثل نہین کہتے اور تشبیہ تو یہی ہے (یعنے اپنے سمع
و بصر کے مثل کہنا) نہ صرف سمع و بصر کا اطلاق کرنا معنے لغوی
کے رو سے (یعنے اسمین کچھ تشبیہ نہین) اور ایسا ہی کلام
ہمارا استوا مین ہے اور جہمیہ اور معتزلہ اور اتباع اون کے
جو لوگ منکر صفات ہین وہ اصل سمع و بصر کا انکار کرتے ہین
اور کہتے ہین کہ ثابت کرنا ان سب صفتون کا بس یہی تشبیہ ہے اللہ تعالے
کی مخلوق سے جیسا ہم اوپر نقل کرائے ہین قول جہمیہ کا شہرستانی
سے کہ جہمیہ نے کہا جائز نہین ہے کہ وصف کرین باری تعالے کا

کسی ایسے صفت سے جو مخلوق مین پائی جاتی ہو اسلئے کہ اس سے
تشبیہ لازم آتی ہے اور نفی کردے اونہون نے اسی قاعدہ کے
سبب سے اللہ کے حی اور سمیع و بصیر اور عرش پر مستوی ہونے کی اسیطرح
اور سب صفات کی کہ جو آیات اور احادیث مین بہ تواتر آئے ہین اور
ائمہ اہل سنت نے اول سے آخر تک جنکو ثابت کیا ہے اور جہمیہ کو
یہ سب ائمہ جواب دیتے ہین کہ تشبیہ تو جب ہو کہ جب ہم کہین کہ اوسکا سمع
فلانے کے سمع کے مثل ہے اور اوسکی بصر فلانے بصر کے مثل غرض
تشبیہ یہی ہے اور جب کہین کہ یہ ہے اور سمع ہے اور بصر ہے
اور یہ نکہین کہ کیسے ہے اور نہ یہ کہین کہ فلان کے مثل ہے تو کیون
تشبیہ ہونے لگی اور یہ تو ایسی بات ہے جیسے اللہ تعالے نے
اپنی کتاب مین فرمائے لیس کمثلہ شیء وھو السمیع البصیر
تمام ہوا کلام شہرستانی کا اور اس تقریر سے واضح ہوگیا کہ شیخ
دہلوی نے جو قول الجمیل مین تنزیہ کے بارہ مین فرمایا ہے کہ وہ
پاک ہے جمیع نشانیون سے نقص و زوال جیسے جسم اور تحیز
اور جہت اور رنگ اور شکلین ہین تو یہ معارض اور مخالف نہین ہے
اوسکی جو حجۃ اللہ مین کہا ہے اور ذب عن ابن تیمیہ اور جو رسالہ
عقائد مین کہا ہے اسلئے کہ جس جہت کی نفی کی ہے اوس سے
جہت فلسفیہ مراد ہے جیسے ہم ابھی کہہ آئے ہین اور جس جہت

کا اثبات واجب ہے وہ جہت لغوی متعارف مین اناس ہے اور وہ
جہت اون لوگون مین بہی مشہور ہے جو علم حکمت اور کلام سے واقف
نہین اون دونو کو رسالہ عقائد مین جمع کر دیا ہے چنانچہ اوس مین کہا ہے
کہ وہ تعالے نہ کسی چیز مین ہے نہ کسی جہت مین پہر کہا کہ وہ عرش
کے اوپر ہے جیسے اوسنے اپنی ذات کا وصف بیان کیا اور اگر
تعارض تسلیم بہی کیا جاوے تو جو ان تین کتابون مین (یعنے حجۃ اللہ
اور رسالہ عقائد اور ذب عن ابن تیمیہ مین) کہا ہے اوسکو ترجیح
دیجاوے گی قول الجمیل کے بات پر کئی وجہون سے اول یہ کہ
قول الجمیل تربیت سالکین اور مسالک صوفیہ کے اوراد اون کے طریقون
کے بیان مین ہے اور اوراد اور وظائف کی کتاب ہے اور عقائد کی
کتاب نہین کہ اوسمین عقیدہ محقق اور ترجیح والا بیان کیا جاوے
دوسرے یہ کہ قول الجمیل مین جو کہا ہے اوسمین یہ نہین لکہا کہ یہی حق ہے
اور وہان اختلاف کو بہی نہین بیان کیا جیسے رسالہ ذب عن ابن تیمیہ مین بیان
کیا ہے تیسرے یہ کہ قول جمیل مین فقط قول مفرد ہے اور یہان اقوال
متعددہ ہین چوتہے یہ کہ قول جمیل اون کی اگلی تالیف ہے اور کتاب
حجۃ اللہ پہلے جیسے اون کے احوال اور ترجمہ سے معلوم ہوتا ہے پانچوین
یہ کہ ذب مین جو کچہ لکہا ہے اوسکو ایک گروہ کے مقابلہ مین لکہا ہے جو ابن تیمیہ
پر طاعن تہے پس ضرور ہے کہ وہان ایسی ہی بات لکہی جاوے جو خوب محقق اور

ثابت ہوا گرچہ مخالف ہو طاعنون کے اور عجیب بات یہ ہے جو بعض کوتاہ نظرون
نے لکھی ہے حجۃ اللہ کی عبارت نقل کرکے اور کہا ہے کہ اس سے معلوم
ہوتا ہے کہ ذکر جہت کا بادی النظر مین اون عوام کیلئے ہوا ہے جو حکمت
اور کلام اور اصول سے ناواقف ہین اور جو ان سے واقف ہو وہ جہت کا
انکار کرے (یعنے وقف کو انکار ضرور ہے) اسلئے کہ بنا عقائد کی اصول
پر ہے اور اصول سے یہ بات ثابت ہو چکی کہ اللہ تعالی منزہ ہے جمیع جہات سے
اسی لئے فرمایا ہے فاینما تولوا فثم وجہ اللہ آخر تک (یہان تک
تقریر کوتاہ نظرون کی ہوی) اب جواب سنیئے) کہ اس قائل نے اول تو
مراد شیخ کی نہ سمجھی کہ حجۃ اللہ مین انہون نے کیا فرمایا ہے دوسرے اپنی طرف
سے ایسی بات بڑھائی جو فساد مین اوس سے بھی زیادہ تھی اللہ کی پناہ
اس سے اور فساد اس فہم کا ایسا ہے کہ کسی فہیم پر پوشیدہ نہین مگر
تاہم ہم اوسکو بہ تصریح بیان کرتے ہین تاکہ کند ذہنی اس قائل کی بخوبی
ظاہر ہو جاوے اول یہ کہ مراد شیخ کی اس عبارت سے کہ اللہ تعالی نے کلام
کیا اون کے میزان عقل کے موافق جو عقل کہ اصل خلقت مین اور بدو فطرت
مین اون کے رکھی گئی تھی اور اوسمین شک نہین کہ جمیع انسان اس فطرت
پر پیدا ہوئے ہین کہ جانتے رہین کہ اللہ تعالے جہت علو اور فوق مین ہے
اور اسی لئی تم لوگون کو دیکھتے ہو کہ وہ اپنے ہاتھ اوٹھاتے ہین آسمان
کیطرف دعا مین اور فیصلہ کے لئے آسمان پر نظر کرتے ہین اور کلام نہین

کیا اللہ تعالے نے بندون سے تدقیقات فلاسفہ کی طور پر اور نہ اہل
کلام کے طرز پر اسلئے کہ اس سے اکثر لوگون کے فہم قاصر ہین تو اس لیے
شاہ صاحب کی غرض یہ ہے کہ جب جہت اوسنے اپنے واسطے ثابت کی
تو لفی اوسکی بشہات فلاسفہ کی راہ سے نکرنا چاہیے اسلئے کہ اللہ نے
جو خطاب کیا وہ فلاسفہ کے علوم پر موقوف نہین ہے بلکہ واجب ہے
تسلیم کرنا اوس چیز کا جو ثابت کی اللہ پاک نے اوس عقل کے رو سے
جو کدورات فلاسفہ سے پاک ہے اسلئے کہ اصل ایمان اور اسلام یہی ہے
اور اگر اثبات علو اور جہت کا صرف عوام کے خیال سے ہوتا اور حقیقت
مین اللہ اس سے پاک اور منزہ ہوتا تو لازم آتا ہے کہ اللہ تعالے
نے ایسی چیز کو ثابت کیا جو اصل مین ثابت نہین اور اوس سے نسبت کذب
کی اللہ تعالی کی طرف لازم آتی ہے پاک ہے + وہ اور برتر ہے اوس سے
اور اس صورت مین جہت کی کوئی تخصیص نہین بلکہ جتنی چیزین عقل مین
نہین آئین بسبب بشہات حکمت اور فلسفہ کے جیسے رویت اور نزول
اور سمع و بصر وغیرہ ان سب مین یہ اعتقاد کرنا پڑتا ہے کہ اللہ تعالے نے
انکو اپنے واسطے ثابت کرلیا اگرچہ نفس الامر مین یہ ثابت نہین ہین اور
یہ بلاشک کفر اور زندقہ ہے دوسرے یہ کہ جو اس علوم فلاسفہ اور
حکمت سے واقف ہی وہ اس جہت کا انکار نہین رکھتا جو عقل فطری کے
سبب سے ثابت ہوتی ہے اور وہ تو اوسی جہت کا انکار کرتا ہے جو فلسفہ

کے موافق ہے اور اسمین شک نہین کہ فلاسفہ اور حکما کے نزدیک
فلک الافلاک محدد جہات ہے (یعنی ختم کر دینے والا جہتونکا)
اور فلک الافلاک کے پرے نہ جہت ہے نہ مکان فلاسفہ کے نزدیک
غرض جب ان علوم سے کوئی واقف ہوگا تو جہت فلسفی کا انکار
کریگا نہ جہت لغوی کا تیسرے یہ کہ اقرار کیا اس نادان نے کہ
آیۃ کریمہ فاینما تولوا فثم وجہ اللہ اصول مین سے
ہے اور اس آیت سے یہ ثابت نہین ہوتا کہ وہ تعالے جہات سے
منزہ ہے اسلئے کہ معنے آیۃ مذکورہ کے حسب تصریح ائمہ
تفسیر کے مثل کلبی وغیرہ کے یہ ہین فثم اللہ یعلم ویری
یعنے جدہر مونہہ کرو اودہر وہ تعالے جانتا ہے اور دیکھتا اور یہ معنے
اوسکے نہین ہین کہ جدہر مونہہ کرو اودہر اللہ تعالے کی ذات
ہے جیسا کہ اس نادان گرفتار وہم وگمان نے خیال کیا ہے فاینما
تولوا فثم وجہ اللہ ..... اور شیخ ولی اللہ دہلوی بڑے
علما مشہور مین سے ہین بلاد ہند کے اور بڑے مشائخان
طریقت مین ہین اور جامع ہین بین الشریعت والطریقت شاگرد
ہین وہ شیخ ابی طاہر مدنی کے اور حاصل کیا ہے اون سے علم
حدیث کو وفات پائی انہون نے سن گیارہ سو چہتر مین اور اون
کی تالیفات بہت ہین جو اون کی جلالت شان اور وسعت علم کے گواہ ہین

ایک سو چھانوی وہ ہے جو نقل کی نووی نے قاضی عیاض سے
کہ انہون نے کہا جو قائل ہوا جہت فوق کا بغیر محدود کرنے کی اور بغیر
کیفیت کے محدثین اور فقہا سے اور متکلمین سے آخر تک پھر اوسپر
رد کیا اپنے قول سے اور کہا کہ کیا تکییف اور اثبات جہات مین کچھ
فرق ہے اور اسمین شک نہین کہ اس مذہب پر رد نہین وارد ہوتا
اسلئے کہ کیفیت اور چیز ہے اور اثبات جہت فوق بمعنے لغوی جو متعارف
ہے یہ اور چیز ہے ہرگز یہ دونو ایک نہین ہوسکتی تاکہ نفی فرق کی اون
دونو مین صحیح ہو اور آگے اس مطلب کی تفصیل آتی ہے انشاء اللہ تعالے
تم منتظر رہو ایک سو چھانوی وہ مضمون ہے جو ذکر کیا امام ابو
عبداللہ محمد بن احمد انصاری خزرجی اندلسی قرطبی مالکی نے اپنی تفسیر
مین کہ جسکو احسن التفاسیر کہتے ہین کہ اگلے لوگ جہت کی نفی نہین کرتے
تھے اور نہ زبان سے اسکی نفی نکالتے تھے بلکہ جو اثبات جہت
کا بیان کرتے تھے اللہ تعالے کے واسطے جیسا کہ اوسکی کتاب نے
بیان فرمایا ہے اور اوسکے رسولون نے خبر دی ہے اور سلف سے
ایک نے بھی انکار نہین کیا اوسکے عرش پر استوا کرنیکا حقیقۃً اور عرش کو
اللہ تعالے نے اس عظمت کی ساتھ خاص کیا ہے اسلئے کہ وہ سب
مخلوقات سے بڑا ہے اور صرف کیفیت استوا کو مجہول کہا اسلئے
کہ اوسکی حقیقت معلوم نہین جیسا کہ امام مالک نے فرمایا ہے کہ استوا

Marfat.com

معلوم ہے یعنے لغت کی رو سے اور کیف مجہول ہے اور سوال
اس سے بدعت ہے اور ایسا ہے فرمایا ہے ام سلمہ نے اور سہ
کافی ہے اور جو اس سے زیادہ تفصیل چاہے (یعنے صفات کی)
تو علما کی کتب مین یہ مضمون دیکھ لے اور استوا کی معنی کلام
عرب مین علو اور استقرار ہی اور حکایت کی ابو ذر عمر بن عبد الرحمن
ابی عبیدہ سے الرحمن علی العرش استوی کی تفسیر مین
کہ استوا علا کے معنی مین ہے چنانچہ عرب کا شاعر کہتا ہے بیت ہے
قد استوی بشر علی العراق ۔ من غیر سیف ولا دم مهراق
یعنے بشر غالب ہوا عراق
پر بغیر تلوار کے اور بغیر خون بہانے کے اور اس قول کے اعتبار سے عرش کی
وجہ تخصیص یہ ہوگی کہ وہ سب مخلوق مین بڑا ہے یعنی جیسا وسیع

غلبہ ہوگیا تو اور مخلوق پر بدرجہ اولی ہوگیا اور پھر اس قول کو خازن نے
رد کیا کہ عرب استوے کو غلبہ کے معنوں مین جانتا ہے نہین بلکہ یون
کہتا ہے استوی فلان علی کذا اور یہ جب کہتا ہے کہ جب کوئی
چیز کسی کے ملک مین نہو اور وہ اوسکا مالک ہوجاوے اور اللہ تعالی
ہمیشہ سے ہر چیز کا مالک رہا ہے اور ہر چیز پر ہمیشہ غالب رہا ہے (غرض جب
دنیا اللہ کے غلبہ کی ملکیت ہے کہ اس سے حدوث غلبہ کا معلوم
ہوتا ہے اور وہ قدیم سے غالب ہے) غرض اس صورت مین جبکہ عرش
پر غلبہ ہوا تو عرش کی وجہ تخصیص کیا ہے بہ نسبت اور مخلوقات
کے اور بیہقی نے ابی الحسن اشعری سے نقل کیا کہ اللہ تعالی نے ایک
فعل کیا عرش کے اوپر اوسکا نام استوا ہے جیسے اور مخلوق کے
ساتھ ایک فعل کیا کہ اوسکا نام رزق اور نعمت رکھا ہے اور استوا
کی کیفیت نہین بیان کی مگر اتنا ہے کہ اسکو صفات فعلیہ مین سے
کہا اور دلیل اسپر اللہ تعالی کا قول ہے ثم استوی علی العرش
اور ثم تراخی کے لئے آتا ہے اور تراخی (یعنے ایک کے بعد دوسرے
کا ہونا) یہ نہین ہوتا مگر افعال مین اور افعال اللہ کے اوس سے خود بخود
پیدا ہوجاتے ہین بغیر اسکے کہ کچھ کرنا یا ہلنا پڑے اور نقل کی اوستاد
ابوبکر ابن فورک اپنے بعض اصحاب سے کہ انہون نے کہا استوا بمعنے علا
مشتق علو سے اور اس سے وہ علو مراد نہین ہے جسمین مسافت

(یعنے جیسا دو جسمون مین ہوتا ہے) یا تجیز ہوا ایک مکان مین متمکن ہونا
مراد ہو بلکہ مراد اس استواء سے تجیز کی نفی ہے اور یہ مقصود ہے کہ اوس کی
ذات ایسی نہین ہے کہ کوئی طبقہ آسمان کا اوسکو محیط ہو جاوے اور
اللہ تعالے نے وصف کیا اس صفت کی ساتھ بطور خبر کے اور خبر
جسمین وارد ہوتی ہے اوس سے تجاوز نہین کرتی ہے اور
بیہقی نے کہا وہ اس نظر سے صفات ذات مین سے ٹھیرا اور کلمہ ثم
اس صورت مین اوس چیز سے متعلق ہوگا جسپر استوا ہوا ہے (یعنے استوا)
عرش سے اور کہا کہ اشارہ کیا ابو الحسن اشعری نے اسطریقہ کیطرف
بطور حکایت اور کہا کہ بعض اصحاب نے ہمارے کہ یہ صفت ذات ہے اور میرا
جواب وہی ہے جو مین اول بیان کر چکا اور وہ یہ ہے کہ اللہ تعالے عرش
پر مستوی ہے اور وہ تمام چیزون سے
اونچا ہے اور ہر چیز سے جدا ہے اور مطلب اسکا یہ ہے کہ وہ کسی
چیز مین حلول نہین کرتا اور نہ کوئی چیز اوسمین حلول کرتی ہے اور نہ وہ
کسی مین چھو جاتا ہے نکوئی چیز اوس سے چھو جاتی ہے اور نکوئی
چیز اوسکی مشابہ ہے اور بینونت سے بے تعلقی مراد نہین بلند
ہے رب ہمارا حلول سے اور چھو جانے سے نہایت درجہ پر اور
ہمارے بعض اصحاب نے کہا ہے کہ استوا ایک صفت ہے کہ نفی
کرتی ہے وہ ٹھیرے ہونی کی (یعنے استوا کے معنے سیدھا ہونا)

اور مروی ہے کہ ابن عرابی کے پاس ایک شخص آیا اور اوسنے کہا
اے ابو عبد الرحمن الرحمن علی العرش استوی کے کیا معنے
انہون نے کہا وہ تعالے عرش پر مستوی ہے جیسے اوسنے
خبر دی تو اوسنے کہا معنے استوے کے استولی ہین (یعنی غالب ہوا)
ابن عرابی نے کہا تجھے خبر نہین عرب یون نہین بولتا استولی فلان
علی الشی جبتک کہ دو چیزون مین ضد اور مقابلہ نہو پھر جب مقابلہ ہو
ایک دوسرے پر غالب آئیگا تو بولینگے کہ استولی فلان اور اللہ تعالے
سے مقابلہ کون کر سکتا ہے اور مقابلہ کی کسیکو مجال ہے کیا عرش سے
اوس سے مقابلہ کیا جب کہا اوسنے استوی علی العرش تو
کیا گمان کرتا ہے واللہ اعلم تمام ہوی عبارت خازن کی ایکسو
اٹھاونوے ۱۹۸ جو کہا امام محمد بن علی شوکانی یمنی نے اپنی کتاب
ارشاد والتحف مین کہ حق وہی مذہب سلف ہے کہ اللہ تعالے اپنے
عرش پر مستوی ہے اور ہونا اوسکا جہت مین فوق کی مصرح ہے
کتنی جگہہ پر اوسکی کتاب مین اور تصریح کی ہے اسکی نبی صلی اللہ علیہ وسلم
نے بہت سی حدیثون مین بلکہ ہر شخص اپنے دل مین یہ بات پاتا ہے اور
اپنی فطرت مین اوسکو دیکھتا ہے اور طبیعت اوسکی اسیطرف کھنچتی ہے
جیسے تو دیکھتا ہے فریاد کرنے والے کو جو اللہ کیطرف فریاد کرتا ہے
اور اوس سے التجا کرتا ہے اور اوس سے دعا کرتا ہے وہ اپنے

دونو ہاتھ سے اوپر ہے گو اشارہ کرتا ہے اور اوسی طرف نظر کرتا
اور اسوقت مین اور اس حالت مین عالم اور جہال دونو برابر ہین
محمد بن علی شوکانی رح فرماتے ہین کہ جیسا ہمارا قول ہے اسواسطے
اور اوپر کسیطرف نہ ہونے مین اسیطرح ہمارا قول ہے اللہ کے ساتھ
ہین وہ جہ معکم اینما کنتم یعنے وہ تمہارے ساتھ ہے جہان
تم ہو اور ان اللہ مع الصابرین اللہ ساتھ ہے صبر کرنیوالون کے
مع الذین اتقوا الذین ہم محسنون اللہ ساتھ اون لوگون کے جو ڈرے
ڈرے اور جو لوگ اچھی طرح نیک کام کرنیوالے ہین اور جو اس
کے ہون اور اسکے مانند ہون اور اسکی مشابہ ہون اس طرح کی آیتون
مین ہم بھی کہتے ہین کہ قرآن مین اسیطرح آیا ہے کہ اللہ ان لوگونکے ساتھ
ہے اور ہم بناوٹ کرکے اسکے معنے اور طرف نہین پھیرتے جیسے اور
لوگ پھیرتے ہین اور کہتے ہین کہ اسکے معنے یہ ہین کہ اوسکا علم انکے ساتھ
ہے یہ ایک شاخ ہے معنے پھیرنے کی شاخون سے اور اگلے لوگون کے
برخلاف اور برخلاف ہے اصحابونکے اور اونکے شاگردونکے اور شاگردون
شاگردون کے اور قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی اپنے رسالہ مالابد منہ
لکھتے ہین کہ اللہ تعالے سب کا گھیرنے والا ہے اور سب سے نزدیک ہے
مگر اس گھیر لینے کے اور نزدیک ہونے کے معنے ہم نہین جانتے اسیطرح
جو قرآن اور حدیث مین آتا ہے اللہ کا عرش پر بیٹھنا اور ایماندار کے

دلمین اوسکا سما جانا اور پچھلی رات کو نیچے والے آسمان کیطرف
اوترنا اسی طرح ہاتھہ اور منہہ کہ قرآن کی آیتون مین اور حدیثون مین
موجود ہے اسکے معنے معلوم نہین ایمان اس پر لانا چاہیئے اور ظاہری
معنے نہ سمجھنا چاہیئے اور ان لفظونکو ادہر سے اودہر پہیرنا نچاہیئے
بلکہ اسکا پہیرا اللہ کے علم پر سونپنا چاہیئے صاف صاف آیتونکا منکر ہونا
کفر ہے اور اوسکے معنے دوسری طرف پہیرنا بہت بڑی نادانی ہے
اور اوپر یہ ذکر ہو چکا کہ امام شافعی نے اور امام ابو الحسن اشعری نے
لکہا ہے کہ اللہ تعالے قریب ہو جاتا ہے اپنی خلق سے جسطرح
چاہتا ہے اور امام شوکانی اجلۂ متاخرین مین سے ہین اور بحر ہین
علم حدیث کی اور اون کی بہت کتب ہین کہ دلالت کرتے ہین اون
کی وسعت علم و روایت پر اور جو اونکو دیکہتا ہے وہ یقین کرتا ہے
کہ یہ رتبہ اجتہاد کو پہنچی تہی یا اوسکے قریب قریب وفات کی
انہون نے سن بارہ سو پچیس مین ایکسو ننانوے ۱۹۹ مین
بن شیخ الاسلام ہین کہ وہ کمالین حاشیہ جالین مین فرماتے ہین
کہ اسحاق نے کہا کہ اہل علم کا اجماع ہو چکا کہ وہ تعالے عرش کے
اوپر ہے اور اوسی پر استوا کیا ہے اور ہر چیز کو جانتا ہے اور یہی
قول ہے مزنی اور بخاری اور ابی داؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ
اور ابی یعلی اور بیہقی وغیرہم ائمہ حدیث کا اور ابراہیم نے حلیہ

مین کہا ہے طریقہ ہمارا اور سلف تابعین کا جو فرمان بردار ہین کتاب اللہ
کے اور جسپر اجماع ہو چکا ہے اور جسکو انہون نے اپنا عقیدہ قرار
دیا ہے وہ یہ ہے کہ اللہ تعالے ہمیشہ تمام صفتون مین کامل ہے
یہان تک کہ کہا جو حدیثین عرش اور استوا علی العرش مین ثابت
ہوئی ہین وہ سب کے قایل ہین اور اون حدیثون کو ثابت کرتے ہین
بغیر کیفیت اور بغیر تمثیل کے اور کہتے ہین کہ وہ اپنی تمام مخلوقات سے
جدا ہے تمام ہوا قول شیخ سلام اللہ کا دو سو کے شمار مین شیخ محمد
فاخر محدث الہ آبادی کہ وہ اپنے رسالہ نجاتیہ مین فرماتے ہین امام
ابو حنیفہ کے قول کے بعد جو انہون نے بیہقی سے نقل کیا ہے اور امام
ابو الحسن اشعری اور حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے قول
کے بعد کہ لازم ہے اون لوگون پر جو اللہ کی کتاب اور اوسکے رسول کے
حدیث پر ایمان لا چکے ہین اور ابو حنیفہ کی تقلید کرتے ہین اور شیخ اشعری
کے عقیدہ پر ہین اور مسلک اعتقاد پر حضرت سید عبد القادر جیلانی
کے چلتے ہین کہ اس اعتقاد سے ہرگز نہ بدلین اور ہوائے نفسانی کیطرف
ہرگز نہ جھکین اور یہ شیخ محمد فاخر اجل علمائے دین مین سے ہین اور متبعین
کتاب اللہ اور سنت رسول سید المرسلین مین ہین علیہ الصلوۃ والتسلیم
وفات پائی انہون نے سن گیارہ سو چوسٹھ مین اور اون کی کئی
کتابین ہین جو اون کے اتباع سنت اور اجتناب عن البدعت پر

دلالت کرتی ہین اونہی مین سے یہ رسالہ بھی عقائد اہل حدیث مین ہے
اور ایک رسالہ اون کا قرۃ العینین فی اثبات رفع الیدین ہے
اور ایک نظم عبادات سفر السعادت ہے اور سوا اسکی دو سو کی بعد
علامہ جلال الدین دوانی ہین کہ انہون نے کہا ابن تیمیہ ابی العباس احمد
اور اون کے اصحاب کو بڑے رغبت ہے اثبات جہت کیطرف
اور بہت مبالغہ سے اوس کے نفی کرنے والے پر طعن کرتے ہین
اور اون کے بعض تصانیف مین مین نے دیکھا ہے کہ وہ کہتے
ہین عقل کی رو سے یہ بات کھلی ہوی ہے کہ اس مین فرق نہین کہ
فلانی شئے معدوم ہے اور اسمین کہ فلانی شے مین نے دیکھا
اور کسی جگہہ نہ پائی (یعنے دونو کا مطلب ایک ہی ہے) اور نسبت
کی ہے ابن تیمیہ نے جہت کی نفی کرنے والون کو گمراہی کی طرف
اور ابن تیمیہ کا علو مرتبہ علوم نقلیہ اور عقلیہ مین جو شخص اون کے
کتب دیکھی اوسپر پوشیدہ نہین رہتا علامہ جلال الدین فاضل مشہور کہ
شہرت اون کی محتاج بیان نہین دو سو دو مین شیخ رئیس السالکین
والسالکین قدوۃ الغراۃ والمشایخین سید احمد ہین کہ ایک بڑا گروہ
مسلمانون کا اون کی مدح کرتا ہے وہ اپنی ملفوظات مین فرماتے
ہین کہ لا الہ الا اللہ کی ضرب عرش کے اوپر لگادی اور اللہ جل جلالہ
کی ذات بحت کیطرف اشارہ کرے جیسے منطوق کلام اللہ کا ہے ای

الرحمن علی العرش استوی کا تاکہ نور ذات بسبب ذکر
کی تکرار کی ذاکر طالب کے دل پر فائض ہووے عرش کے اوپر سے
اور اسقدر وہ نور اوسکو گھیر لیوے کہ ساری عالم کو محیط ہو جاوے
بلکہ سارا عالم اوس نور مین گم ہو جاوے تمام ہوا مضمون سید مرحوم
کا اور یہ سید مرحوم و منظور بڑے صوفیہ کرام مین سے ہین اور متبعین کتاب
و سنت مین اور بڑے دور رہنے والون مین ہین محدثات و بدعت سے شہید ہوئے
ہین بخاریہ کفار مین سن بارہ سو سینتالیس مین اللہ پاک اون پر رحمت کرے
چھٹا باب اس بیان مین کہ معیت اللہ کی تمام مخلوقات سے علمی ہے
نہ ذاتی جاننا چاہیے کہ اکثر اہل سنت اگلے اور پچھلون کا اسپر اتفاق ہے
کہ جن آیات اور احادیث مین اللہ کی معیت وارد ہوی تمام مخلوقات
مین وہ معیت ذاتی نہین ورنہ لازم آتا ہے اوس کا ہر مکان مین ہونا
بلکہ مراد اوس سے جہان علی سبیل العموم ہے جیسے اس آیت مین مایکون
من نجوی ثلثة الا ھو رابعھم یعنے کوئی کانا پھوسی کرنے والے
تین نہین کہ وہ اون کا چوتھا نہین اور وھو معھم اذ یبیتون ما
لا یرضی من القول یعنے وہ اون کے ساتھ ہے جب وہ رات
کو باتین کرتے ہین اوسکی مرضی کے خلاف غرض ایسی سب آیتون مین
معیت سے علمی معیت مراد ہے (یعنے اللہ کا علم اونکو گھیرے ہوئے ہے
اور اون کے حال سے وہ واقف ہے) اور جہان معیت خصوصیت

کی ساتھہ مخصوص ہوکر مذکور ہے جیسے لاتحزن ان اللہ معنا
مین یعنے (حضرت نے فرمایا صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو بکر سے کہ غمگین نہو
اللہ ہماری ساتھہ ہے) اور فرمایا اللہ تعالے نے انني معكما اسمع
واری (یعنے مین تمہاری ساتھہ ہون سنتا دیکھتا) اور فرمایا ان الله
مع المحسنين اور فرمایا ان الله مع الذين اتقوا والذين
هم محسنون یعنے اللہ متقیون کے ساتھہ ہی اور اون کے
ساتھہ جو نیک ہین اور اسی طرحکی جو آیتین ہین اونمین معیت سے مراد مدد اور
اعانت ہے اور فضل اور احسان اور جو اسکی مثل ہو اور اوس مقام کے
مناسب ہو اور اتفاق ہوگیا اس تاویل پر تمام اگلون اور پچھلون کا کہ اون
کی تعداد بی حد ہے اور اون کے افراد کو کوئی نہین گن سکتا سوا اللہ کے
کے چنانچہ چند لوگون کے اقوال آگے کی بابون مین اونگی اور تفتازانی
اور غزالی نے اسپر اجماع نقل کیا ہے اور جسنے اس تاویل مین توقف
کیا ہے اور کہا ہے کہ معیت اوسکی بلاکیف ہے جیسے اسکی
نسبت ابو حنیفہ کیطرف ہوی ہے تو وہ اون کی شدت احتیاط اور
گویا کمال احتراز ہے تاویل سے مگر یہ تاویل متفق علیہ ہے .....
اور ایسے ہے اکثرون نے اسکا خلاف نہین کیا اور اگر ہم یہ ہی
کہین کہ معیت اوسکی بلاکیف ہے اور ہم اوسکی تاویل نہین کرتے ابو حنیفہ
کے قول کے مطابق تب بھی اوس سے یہ ثابت نہین ہوتا کہ وہ تعالے

Marfat.com

مکان مین ہر چیز کی ساتھہ مخلوط ہے اور پانچوین باب مین جیسا جہمیہ کہتے ہین
روایات صحیحہ سے ثابت ہو چکا کہ وہ سبحانہ آسمان کے پرے ہے اور
زمین مین نہین ہے اور اپنے عرش پر مستوی ہے تو بہی عرش اس
تاویل نکرنے سے لازم ہوگا کہ ہم یہ کہین کہ وہ سبحانہ عرش پر ہے اور
وہین رہ کر ہماری ساتھہ ہے اور اسکا ہم انکار نہین کرتے اور نہ اسکی
قائل کا رد کرتے ہین اور اسکی ساتھہ ہے یہ بہی ہے کہ ہم روایت
کرتے ہین ابی حنیفہ سے بہی تاویل معیت کی علم کے ساتھہ جیسے کہ
روایت بیہقی مین امام اعظم سے اوپر گذر چکا کہ امام صاحب نے فرمایا وھو
معکم مین کہ یہ تو ایسی بات ہے جیسے کوئی شخص تمکو کہین سے
خط لکھے کہ مین تمہاری ساتھہ ہون اور تم اوس سے دور ہو اور خلاصہ
کلام یہ ہے کہ آیات اور احادیث معیت اما دل بعلم نفر و معونت و تفضل
و احسان ہین یا اپنے ظاہر کے اوپر چہوڑ دی گئی ہین اور دوسری صورت مین
(یعنے جب ظاہر پر چہوڑ دین اور تاویل نکرین) تب بہی آیات فوقیت
اور استوا کی منافی نہین ہین اسلئے کہ کلمہ مع کا لغت مین جب مطلق چہوڑ
دیا جاوے تو ظاہر اوسکا مطلق نزدیکی ہوتی ہے بغیر اسکے کہ اوسمین چہونا
یا سامنے ہونا یا داہنے یا بائین ہونا سمجہا جاوے پہر جب کسی طرح کی نزدیکی
سمجہی جاویگی اسلئے کہ جب یون کہتے ہین کہ ہم چلے جاتے تہے اور وہ
چاند اور تارے ہماری ساتھہ تہے اور کہتے ہین کہ یہ مال ہماری ساتھہ

Marfat.com

Marfat.com

سے اگرچہ وہ تمہارے سر پر ہو تو یہ ہی صحیح ہوگا کہ اللہ تعالیٰ خلق کی ساتھ
ہے حقیقتہً اور وہ عرش پر رہے غرض دونو تقدیرون مین (یعنی خواہ
تاویل کرین یا نکرین) اس آیتون سے یہ معلوم نہین ہوتا کہ اللہ تعالے
ہر مکان مین ہے جیسے کہ مزعوم جہمیہ اور نجاریہ کا ہے اللہ اونکو برباد کرے
اور دلیل قاطع اسپر کہ تاویل معیت کی علم اور حفظ اور نصرت کی ساتھ واجب
ہے یہ ہے کہ اللہ تعالے اپنی کتاب مین کہین یہ فرماتا ہے کہ لاتحزن
ان اللہ معنا اور انني معكما اسمع وارى اور ان اللہ
مع الذين اتقوا اور کہین یہ فرمایا ہے وهو معهم اذ يبيتون
ما لا يرضى من القول اور وهو معكم اينما كنتم
اور ما يكون من نجوى ثلثة الا هو رابعهم تو کبھی تو خاص
کرتا ہے معیت کو متقیون اور نیکون کی ساتھ (جیسے پہلی آیتون
مین) اور کبھی عام فرماتا ہے معیت کو کافرون اور مومنون کے
سبکی ساتھ) جیسے دوسری آیتون مین) پس اس سے بخوبی معلوم ہوا
جسکو ذرا بھی عقل ہے کہ اگر اس معیت سے معیت ذاتیہ مراد ہو تو
اوسمین مومن و کافر اور متقی اور فاجر سب برابر ہون اور انبیا اور
صلحا کو کفار و اشقیا پر کوئی فضیلت نہو تو اسلئے ضرور ہوا کہ معیت کی
تاویل ہر جگہہ مناسب مقام کی کیجاوے (تاکہ دشمن اور دوست کی
برابری لازم نہ آوے) اسطرح کہ معیت عام سے تو علم مراد لیا جاوے

اور معیت خاص سے نصرت اور حفظ اور اعانت اور فضل اور احسان مراد
لیا جاوے جب تو ان سب آیتون کا مطلب ٹھیک ہو اور جو اس باب مین
کہ وہ سب درست ہو جاوے اور یہ نکہا جاوے کہ معیت عامہ معیت
ذاتیہ ہے اور معیت خاصہ معیت نصرت و حفظ ہے اسلئے کہ ہم کہتے
ہین کہ اگر تم معیت ذاتیہ سے یہ مراد لیتے ہو کہ اللہ تعالے کی ذات
ہر مکان اور ہر جہت مین موجود ہے تو یہ تو باطل ہے باتفاق اہل
سنت و باجماع ارباب حدیث اور یہ مذہب (یعنے خدا کا ذات سے
ہر جگہ ہونا) سالمیہ اور جہمیہ کا ہے اور اون کے ساتھہ والون کا
اور اس صورت مین لازم آتا ہے اللہ پاک کا ہونا پیخانونمین اور
ہر خالی جگہونمین اور فروج نساء مین اور جانورون کے مونہہ مین برتر
ہے اللہ تعالے اس سے اور عالی ہے ذات مقدس اوسکی اور
ایک دوسری اور خرابی یہ لازم آتی ہے کہ لازم آتا ہے دو متمکنین کا ہونا
ایک مکان مین اور تخلخل اور تکاثف اور گھٹنا بڑھنا اوسکا مکان کے
گھٹنے بڑھنے سے اسیطرح اور بہت سے محالات پیش آتے ہین کہ اوس سے
تنزیہ اور پاک سمجھنا اللہ پاک کا ضرور ہے اور اگر یہ مراد لیا جاوے
(یعنے معیت ذاتیہ سے) کہ وہ تعالے باوجود اسکی کہ عرش ہی
پر ہے ہر چیز کے ساتھہ ہے سو وہ منافی نہین اوسکی جسکا ہم بیان
اثبات جہات مین یعنے بذاتہ اللہ پاک کا عرش پر ہونا اور اس صورت

مین خواہ نخواہ معیت کی پیروی ہے معنے لینا پڑینگے جو ہم اوپر کہہ آئی ہین
یعنے معیت علم کی یا نصرت و حفظ و فضل کی غرض بہرحال معیت
کو علم کی طرف خواہ نخواہ رجوع کرنا ہوگا اور یہ نہ کہا جاوے کہ حلول
اور تخلخل اور تکاثف تو جب لازم آوے جبکہ ہم قائل ہووین کہ اللہ تعالی
ہر مکان مین ہے اور اوس مین حلول کے معنے کا ارادہ کرین
اور یہ معنے تو ہم نہین مراد لیتے ہم تو وہی معنے مراد لیتے ہین
جو تم عرش پر ہونے مین مراد لیتے ہو اور وہی معنے اللہ کے
جلال اور بزرگی کے لایق ہین اسلئے کہ ہم کہتے ہین کہ یہ معنے مراد لینا
ہی تمہارے کام نہین آتا جب تم نے یہ کہا کہ اللہ ہر مکان مین ہے
اور عرش کو کچھ تخصیص باقی نرکھے اسلئے کہ اس صورت مین عرش
اور غیر عرش دونو برابر ہوگئے اور یہ کہنا صحیح ہوا کہ وہ زمین
پر مستوی ہے اور ہر خلا پر اور گہورون پر مستوے ہے حالانکہ
یہ باتفاق مسلمین باطل ہے جیسا کہ ہم پانچوین باب مین ذکر کرآئے
ہین اور بہت ہی اقوال اس کے بطلان پر نقل کرائے ہین
غرض اس صورت مین تخصیص عرش کی استوا کے ساتھہ لغو
ہوجائیگی باوجودیکہ وہ بہت سی آیتون اور حدیثون مین آچکی ہے
اور اسی طرح معراج نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی زمین سے آسمانتک
اور آسمان سے عرش تک معاذ اللہ لغو ہوگئی اور حدیث نزول

سکے اور صعود سکے بھی لغو ٹھیرے اور
اسی طرح اور بہت سے نصوص بے حد اور
بے انتہا لغو اور بے کار ہوگئی جنکو ہم اگلے باب مین ذکر کر آئے ہین اونکو
تم یاد کرو اور کہا ہے جناب شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے
غنیۃ الطالبین مین اور گمراہ گروہون کے قولون سے ایک قول یہ ہے کہ اللہ
ہر مکان مین ہے اور عرش اور اوسکے سوا اور مکانون مین کچھ فرق نہین
اور قران مین اللہ تعالی نے اون کو جھوٹلایا ہے اور فرمایا ہے الرحمن
علی العرش استوی اور یہ نہین فرمایا کہ اوسنے زمین پر استوا کیا یا بطون جبال
وغیرہ پر اور مکانون مین اور شیخ ابو الحسن اشعری نے ابانہ مین کہا ہے کہ سکے
نزدیک مسلمانون مین سے یہ درست نہین کہ کہین اللہ تعالی گھورون پر
مستوی ہے یا پیخانون پر اور قاضی باقلانی نے فرمایا ہے جو زمین مین
اشاعرہ کے کہ اگر وہ ہر مکان مین ہوتا تو آدمی کے پیٹ مین بھی ہوتا
اور اوس کے منہ مین بھی اور واجب ہوتا کہ وہ مکانون کے زیادہ ہونیسے
زیادہ ہوجاتا جو پہلے پیدا نہین کئے تھے اور اب پیدا کئے اور صحیح ہوتا رغبت کرنا
اوس کی طرف زمین کے جانب مین اور داہنے اور بائین طرف اور مسلمانون
کا اجماع اسکے خلاف پر ہوچکا ہے اور سب کے سب اس قایل کو خطا دار کہتے
ہین اور ابو نصر فاکہانی نے کہا ہے کہ اگر اللہ تعالی ہر مکان مین ہوتا تو
جانورون کے منہ مین اور عورتون کے فرجون مین بھی ہوتا پناہ اللہ صاحب

کی اس قول سے اور بلند ہے اللہ اس سے اور شارح مواقف نے کہا ہے
اللہ تعالی اگر ہر مکان مین ہوتا تو ہل جاتا نجاستون مین لازم آتا اور وہ بلند
اوس سے اور پاک ہے اور امام ذہبی نے احادیث استوا اور فوقیت کے بعد
لکھا ہے کہ یہ سب دلیلین جو ہم نے بیان کین اور اون سے استفادہ کیا
کہ وہ تعالی آسمانون کے اوپر ہے یہ سب باطل ہین اور محض بے سود ہین اوسکے
نزدیک جو کہتا ہے اللہ تعالی ہر مکان مین ہے اپنی ذات سے اور وہ ایسے
نالایق ہین کہ اونکے قول سے لازم آتا ہے کہ وہ تعالی پیخانون مین اور پیشابون
مین اور رحمون مین اور سوا اسکے اور مکانون مین کہ اللہ تعالی نے بنی آدم کو
اسکے خلاف پر مضطر کیا ہے اوسنے تو سب کو ایسی پر مضطر کیا ہے کہ وہ
اللہ عرش کے اوپر ہے ساتون آسمان کے اوپر اور تمام پیغمبرون کو اسی کی
تعلیم کے لئے بھیجا ہے اسلئے نہین بھیجا کہ وہ سکھا دین کہ اللہ عرش پر نہین یا
سکھا دین کہ نہ داخل عالم ہے نہ خارج عالم اور اون دلیلون مین سے جو دلالت
کرتے ہین کہ معیت اس جگہہ مقید بعلم ہے ایک یہ ہے کہ اللہ تعالی نے
معیت اور قرب کا کئی جگہہ اپنی کتاب مین ذکر کیا ہے مثلاً فرمایا ہے
وھو معکم اینما کنتم اور فرمایا لا تحزن ان اللہ معنا پھر اس کی خود تفسیر
کی ہے علم اور اجابت اور سمع اور بصر اور نصرت کے ساتھہ چنانچہ فرمایا ہے
واذا سالک عبادی عنی فانی قریب اور اسکی بعد گویا اس قرب کی
تفسیر مین فرمایا اجیب دعوۃ الداع اذا دعان پس معلوم ہوگیا کہ مراد اس

سے قرب اجابت زیر دعا کرنے والے کیلئے اور بغوی نے اس کی تفسیر
مین کہا ہے کہ ابن عباس سے مروی ہے کہ مدینہ کے یہود نے کہا اے محمد
کیونکر سنتا ہے پروردگار ہمارا ہماری دعاؤن کو اور تم تو کہتے ہو کہ ہمارے اوپر
آسمان کے چھٹین پانسو برس کی راہ ہے اور ہر آسمان کی موٹان بھی ایسی ہی ہے
اوسپر یہ آیت اوتری تمام ہوئی۔ وایت اور قول بغوی کا یعنی جب یہود نے
کہا زمین سے آسمان تک پانسو برس کی راہ ہے اور ہر آسمان اتنا ہی موٹا ہے
پھر اللہ پاکیزہ ہے سب سے بلند اپنی عرش کے اوپر ہے تو اللہ سبحانہ مخلوق سے
بہت دور ہوا کہ اوس دوری کا اندازہ نہین ہو سکتا پھر وہ کیونکر دیکھتا اور سنتا
جو ہم کرتے ہین یا کہتے ہین اور اوس مین اونہون نے بڑا تعجب کیا اللہ کے
حق مین اپنی قیاس ناقص سے اور اللہ کو اپنی طرح کا سمجھا اور یہ نہ خیال کیا کہ
اللہ کی سمع و بصر مثل ہمارے سمع و بصر کے نہین ہین بلکہ اوس کا سمع و بصر ایسا ہی
کہ کوئی آسمان اوس مین حائل نہین ہوتا اور نہ کوئی زمین اور پہاڑ جیسا حدیث
مین وارد ہوا ہے پس اللہ تعالی نے اون کے تعجب کو رد کر دیا اور اپنی ذات
سے بھی سماعت اور قرب اجابت کا ثابت کیا اور سوا اسکے قرب علم اور
سمع اور قرب نصرت اور معونت اور قرب حفظ و اعانت ثابت فرمایا اور
فرمایا اللہ تعالی نے وھو معھم اذ یبیتون مالا یرضی من القول یعنے
وہ اون کے ساتھ ہے جسوقت وہ رات کو باتین کرتے ہین جس سے اللہ راضی
نہین ہوتا اور اسکے بعد وکان اللہ بما یعملون محیطا یعنی اور ہے اللہ اوسکے

علمون پر گہری ہوئے اور اوس کے بعد فرمایا وکان اللہ علیما حکیما
یعنی اور ہے جاننے والا خبردار غرض صاف بیان فرمادیا کہ یہان معیت
ہماری اون کے ساتھہ اس معنی سے ہے کہ ہم اون کے قول اور فعل کو جانتے ہین
اور دوسری جگہہ فرمایا الا انھم یثنون صدورھم لیستخفوا منہ الا
حین یستغشون ثیابھم یعلم ما یسرون وما یعلنون انہ علیم بذات
الصدور یعنی کفار اپنے سینون کو دوہرا کرتے ہین تاکہ خدا سے اپنا بھید
چھپائین اور جسوقت وہ اپنا کپڑا اوڑھ لیتے ہین وہ جانتا ہے جو چھپاتے ہین اور
جو ظاہر کرتے ہین بیشک وہ سینہ کی باتون سے واقف ہے اور اللہ تعالی
نے اپنی نبی کے طرف سے فرمایا اذ یقول لصاحبہ لا تحزن ان اللہ معنا
یعنی جب نبی کہنے لگا اپنے رفیق سے کہ غم نہ کہاؤ اللہ ہمارے ساتھہ ہے
(اور یہ غار مین فرمایا تھا ہجرت کے وقت اور ابوبکر آپکے صاحب یعنی رفیق
تھے) پھر اس کے بعد فرمایا فانزل اللہ سکینتہ علیہ وایدہ بجنود لم
تروھا وجعل کلمۃ الذین کفروا السفلی وکلمۃ اللہ ھی العلیا
اللہ عزیز حکیم ٥ یعنی پھر اللہ پاک نے اپنی طرف سے اوسپر (یعنی نبی اور
اوسکے رفیق پر) تسکین اوتاری اور اپنی ایسے لشکرون سے مدد دی جنکو
تم نے نہین دیکھا (یعنی فرشتون سے) اور کافرون کی بات نیچی کردی اور
اللہ ہی کا بول بالا ہے اور اللہ زبردست ہے حکمت والا انتہی غرض بیان
فرمادیا کہ معیت اللہ کی نبی کے ساتھہ تائید اور نصرت اور معونت اور تسکین

اوتارنے کے روکی تھی (اور اس معیت مین اور اوپر جن کا فرون کا
ذکر ہوا اون کے معیت مین زمین و آسمان کا فرق ہے اور جو معیت ذاتی
اور سب جگہ اللہ کے ہونے کا قایل ہے اوسکے نزدیک یہ دونون برابر ہین
معاذ اللہ من ذلک) اور فرمایا اللہ تعالی نے قصہ فرعون مین موسی اور
ہرون کے لئے انی معکما یعنی مین تم دونون کے ساتھ ہون پھر اسکے
بعد اسکی تفسیر مین فرمادیا اسمع وادی یعنی سنتا بھی ہون اور دیکھتا بھی
ہون سو بخوبی تصریح کردی کہ میری معیت سمع و بصر کے راہ سے ہے کہ مین
تمہاری بات سنتا ہون اور سب کیفیت تمہاری جو فرعون کے ساتھ گذرے
دیکھتا ہون اور فرمایا اللہ تعالی نے ونحن اقرب الیہ من حبل الورید
یعنی ہم رگ گردن سے انسان کے زیادہ قریب ہین اور اسکے آگے فرمایا
ونعلم ما توسوس بہ نفسہ یعنی ہم جانتے ہین جو اوسکے دل مین
وسوسہ آتا ہے اور اوسکے بعد کہا (یعنی نحن اقرب کے بعد) ما یلفظ من
قول الا لدیہ رقیب عتید یعنی زبان سے وہ کوئی بات نہین نکالتا
مگر اوسکے ساتھ ایک نگہبان ہے اس سے بھی ظاہر ہوا کہ قرب اوسکا
باعتبار علم کے ہے کہ وہ وساوس قلبی کو جانتا ہے اور خطرات سینہ کے
خوب جانتا ہے اور باوجودیکہ رگ گردن انسان سے بہت قریب ہے
کہ اوسی کا ایک جز ہے مگر انسان کو اوسکا ادراک نہین ہے پھر دل مین جو
آوے یا سینہ مین اوس کا ادراک کیا معنی اور پروردگار کو ان سب کا

اور اگر ہے تو رگ گردن سے بھی زیادہ قریب ہوا اور اگر یہاں معیت ذات
اور مکان کی مراد ہوتی تو یہ کہنا صحیح نہ ہوتا کہ وہ رگ گردن سے زیادہ قریب ہے
اس لئے کہ گردن کی رگ انسان کی جزء ہے اور جز جیسا کل سے قریب ہوتا ہے
ویسی قربت باہر والی چیز کو نہیں ہو سکتی اور جو شخص اس میں ذرا بھی فکر کرے
آیت کے معنی میں اوسپر یہ حقیقت کھل جاوے گی اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے
ما یکون من نجوی ثلثۃ الا ھو رابعھم آخر آیت تک اور اس کے
آگے فرمایا الم تر ان اللہ یعلم ما فی السماوات وما فی الارض
اور اوس کے بعد فرمایا ان اللہ بکل شیء علیم اور فرمایا ھو معکم اینما
کنتم اور اس کے قبل فرمایا ثم استوی علی العرش یعلم ما یلج فی الارض
وما یخرج منھا وما ینزل من السماء وما یعرج فیھا یعنی جانتا ہے
جو زمین میں پیٹھتا ہے اور جو اوس سے نکلتا ہے اور جو آسمان سے اوترتا ہے
اور جو اوسکے طرف چڑھتا ہے اور اسکے بعد فرمایا واللہ بما تعملون بصیر
یعنی جو تم کرتے وہ دیکھتا ہے غرض اس سے بھی معلوم ہوا کہ معیت اوسکی خلق
سے اس معنی سے ہے کہ وہ اون کے افعال و احوال کو جانتا ہے اور ان اونکو دیکھتا
اور اسے بھی اپنے لئے ثابت کیا اوسنے استوا علی العرش کو اور پھر آگے بیان
کی اپنے وسعت علم اور کشادگی بصر کہ ہر چیز سے خبردار ہے اور ہر چیز کو دیکھتا
اور فرمایا واللہ بکل شیء محیط پھر دوسری جگہ فرمایا ان اللہ قد
احاط بکل شیء علما غرض تفسیر کردی احاطہ کی علم کے ساتھ اور اس سے

معلوم ہوگیا کہ احاطہ اوس کا مخلوق کے ساتھہ علم کے روسے نہ ذات
سے اسلئے کہ قرآن کا قاعدہ ہے کہ آیت دوسری کی تفسیر ہوتی ہے اور
مطلق ہمیشہ مقید پر محمول کیا کرتا ہے اور اسکے مثالین قرآن مین اگر تو تامل
کرے تو بہت پاوے گا اور ایسا ہی حدیثون مین کہ ہم نے اوس مین چند
مثالین بطریق نمونہ کے ذکر کردین غرض جب عاقل آدمی اسمین تامل کریگا تو
یقین کرلے گا کہ اللہ تعالی نے جہان کہین معیت کا ذکر کیا ہے اوسکے لگ
بھگ خواہ نخواہ ایسا لفظ ذکر کردیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ معیت سے
مراد کوئی صفت اوسکے ہی نصرت یا فضل و احسان یا سمع و بصر وغیرہ اور اسی لئے
اگلے پچھلے سب لوگون نے اس تاویل پر اجماع اور اتفاق کیا ہے اور
کسی نے اس کا انکار نہین کیا اور اکثر لوگون نے اسپر اجماع نقل کیا ہے جیسے
غزالی وغیرہ نے اور ہم پہلے تھوڑے اقوال سلف کے نقل کرتے ہین پھر
خلف کے جو محققین و محدثین و مفسرین ہین اور اگرچہ پوری اقوال سب جمع کرنا
متعذر ہے کہ اوسپر اللہ پاک کے سوا کوئی قادر نہین ہوسکتا اور اگر کوئی اوسکو
جمع کرنا بھی چاہے تو ہزارون سے زیادہ پاوے اللہ خوب جاننے والا ہے

ساتوان باب اقوال مین سلف صالحین کے جو دلالت کرتے ہین
کہ معیت اللہ کی خلق کے ساتھہ علمی ہے اوسمین سے وہ ہی جو روایت کی ابو عمر ابن عبد البر
نے اور ابن بطہ اور بیہقی نے اسماء والصفات مین اور حافظ ابو
احمد عسال نے ضحاک سے اس آیت کی تفسیر مین

ما یکون من نجوی ثلثة الا هو رابعهم کا ضحاک نے کہ وہ تعالی
اپنے عرش پر ہے اور علم اوس کا اون کے ساتھ ہے اور بیہقی کے لفظ یہہ
ہین وہ اللہ عرش پر ہے اور علم اوس کا اون کے ساتھ ہے اور لفظ غسال کا
یہ ہے کہ وہ عرش کے اوپر ہے اور علم اوس کا اون کے ساتھ ہے جہان کہین ہون
اور اوسی مین ہے وہ جو روایت کی ابن ابی حاتم نے ابن عباس سے اس
آیت کی تفسیر مین وہو معکم اینما کنتم کہا انہون نے کہ وہ عالم تمہاری
احوال کا تم جہان کہین ہو اور اوسی مین ہے جو روایت کی عبد اللہ بن
احمد نے اپنی باپ سے انہون نے نافع سے انہون نے بکیر بن معروف سے انہون نے
مقاتل بن حیان سے اس آیت کی تفسیر مین ما یکون من نجوی ثلثة الا
هو رابعهم کہا انہون نے کہ وہ اپنی عرش پر ہے اور علم اوس کا اون کے ساتھ
ہے اور اوسی مین ہے وہ جو روایت کی بیہقی نے ابی بکر بن معروف سے
انھون نے مقاتل بن حیان سے کہ انھون نے کہا ہمکو خبر پہونچی ہے اللہ
خوب جانتا ہے اس آیت کی تفسیر مین هو الاول والآخر والظاهر
والباطن کہ وہ سب چیزون سے پہلے ہی اور وہ سب چیزون کے بعد باقی
رہے گا اور ظاہر یہ کہ وہ اوپر ہر چیز کے ہے اور باطن یہ کہ قریب ہے بہ نسبت ہر چیز کے
اور سوا اسکے اور کچھ نہین کہ اونہون نے قرب سے اوس کی اوس کا علم مراد لیا ہے
اور اوس کی قدرت اور وہ اپنے عرش کے اوپر ہے اور ہر چیز
کو جاننے والا ہے اور اوسی مین ہے جو

جو روایت کی ابن لبطہ نے ابانہ میں بشر بن حارث حافی سے کہ انہون
نے فرمایا ایمان یہ ہے کہ اللہ اپنے عرش پر ہے جیسا اوس نے چاہا
اور وہ ہر مکان کا جاننے والا ہے اور اوسی میں ہے جو روایت کی
ابن ابی حاتم نے یحیی بن معاذ رازی سے کہ انہون نے کہا بیشک
اللہ تعالی اپنے عرش پر ہے اپنی خلق سے جدا گھیر لیا ہے اوس نے ہر چیز
کو علم سے اور گن کیا ہے ہر چیز کو شمار سے اور اوسی میں ہے جو روایت
کی ابن ابی حاتم نے علی بن مدینی سے کہ انہون نے کہا سب اوس سے
پوچھا گیا کہ کیا ہے قول اہل سنت جماعت کا کہا وہ لوگ یقین لاتے ہین
اللہ کے دیدار پر اور کلام پر اور اسپر کہ وہ آسمانون سے اوپر ہے عرش کے
اوپر ہے پھر کسی نے یہ آیۃ پوچھی ما یکون من نجوی ثلثۃ الا ھو رابعھم
تو انہون نے کہا اوس کے آگے پڑھو الم تر ان اللہ یعلم (یعنی یہان اللہ اپنے علم کو مراد لیتا ہے) اور اوسی میں ہے جو روایت کی
امام ذہبی نے عبد الوہاب وراق سے کہ انہون نے کہا جسنے گمان کیا کہ اللہ
یہان ہے (یعنی زمین پر) وہ جہمی ہے اسلئے کہ ثابت ہوگیا ہے کہ اللہ تعالی
عرش کے اوپر ہے اور اوس کا علم دنیا و آخرت کو گھیرنے والا ہے اور اوسی میں
ہے جو روایت کی ابن لبطہ نے ابانہ میں نعیم بن حماد شیخ بخاری سے اس
آیۃ کی تفسیر میں وھو معکم کہ کہا انہون نے کوئی چیز اوس سے چھپنے والی
نہین وہ ہر چیز کو جانتا ہے اور اس آیت کی تفسیر میں ما یکون من نجوی

ثالثة الاهور ابعهم کہا کہ مراد خداوند تعالی کی یہ ہے کہ اوس سے
کوئی چھپنے والی چیز نہیں سکتی اور اوسی مین سے ہے جو روایت کی بیہقی نے اسما
والصفات مین ابو حنیفہ سے کہ اون سے کسی نے پوچھا وھو معکم تو انہون
نے فرمایا یہ تو ایسی بات ہے جیسی کوئی کسیکو کہین سے خط لکھے کہ مین تمہارے
ساتھ ہون حالانکہ تو اوس سے دور ہے اور اوسی مین سے ہے جو روایت
کی عبد اللہ ابن امام احمد بن حنبل نے اور حافظون نے امام مالک سے کہ انہون
نے فرمایا اللہ آسمان کے اوپر ہے اور علم اوسکا ہر مکان مین ہے اوس کی
علم سے کوئی جگہہ خالی نہین اور اوسی مین سے ہے جو روایت کی امام ذہبی نے
طبقات مین امام احمد سے کہ انہون نے فرمایا اللہ آسمان کے اوپر ہے اور
علم اوس کا ہر مکان مین ہے اور اوسی مین سے ہے جو روایت کی لالکائی
نے امام مروزی سے کہ اونہون نے کہا مین نے ابی عبد اللہ احمد بن حنبل سے
کہا کہ کیا معنی ہین وھو معکم اینما کنتم کی اور وھو معکم اور ما یکون من
نجوی ثلاثة الا ھو رابعھم کے انہون نے فرمایا اوس کا علم ہر چیز کو
گھیرے ہوئی ہے اور رب ہمارا عرش پر ہے بغیر حد کے اور صفت کے (یعنی
اوس کی حد اور کیفیت کسی کے خیال مین نہین آسکتی اور اوسی مین سے ہے جو
روایت کی خلال نے یوسف بن موسی قطان سے کہ ابی عبد اللہ امام احمد
بن حنبل سے کسی نے کہا کہ اللہ تعالی تو ساتوین آسمان سے پرے اپنی
عرش پر ہے اپنی تمام مخلوقات سے جدا اور علم اور قدرت اوسکی سب

جگہہ ہے انہون نے فرمایا کہ ہان اور اونہین مین سے ہے جو روایت کی
امام ذہبی نے ابی حاتم اور ابی زرعہ سے کہ اون دونو نے کہا ہم پایا ہے
علما کو تمام شہرون مین حجاز کے ہون خواہ عراق کے یا مصر کے یا شام کے
اور یمن کے کہ اون کے مذہب مین بھی عقیدہ تھا کہ اللہ تعالی اپنے عرش
پر ہے اپنی تمام مخلوق سے جدا جیسے وہ نے کہا ہے اوسنے اپنی ذات کا
بلا کیف اور گھیر لیا ہے اوسنے ہر چیز کو اپنی علم سے اور اوسی مین سے ہے
جو روایت کی خلال نے سنۃ مین حرب بن اسمعیل سے کہ انہون نے کہا
کہ مین نے اسحق بن راہویہ سے اس آیت کو پوچھا ما یکون من نجوی ثلاثۃ
الا ھو رابعھم کہ آپ اسکی تفسیر مین کیا فرماتے ہین تو انھون نے کہا
کہ تو جہان ہو۔ وہ تجھ سے تیری رگ گردن سے بھی زیادہ نزدیک ہے اور
باوجود اسکے وہ اپنے تمام مخلوق سے جدا ہے (غرض قرب اوس کا علمی ہے)
اور اوسی مین ہے جو روایت کی بیہقی نے اسماء والصفات مین اور کہا امام
ذہبی نے کہ صحیح روایت پونہچی ہے معدان سے اون کو ثوری سے کہ
انہون نے اس آیۃ کی تفسیر مین وھو معکم کے کہا کہ علم اوس کا تمہاری
ساتھ ہے اور فرمایا کہ ایسا ہی ثابت ہوا ہے ایک جماعت سے مفسرین کے
اور اوسی مین ہے جو روایت کی امام ذہبی نے عثمان بن سعید دارمی سے
کہ انہون نے فرمایا کہ اہل سنت نے کہا ہے کہ البتہ اللہ تعالی اپنی عرش کے
اوپر سے جانتا ہے ہر چیز کو اور سنتا ہے ہر آواز کو عرش کے اوپر ہی ہے

Marfat.com

نہین جیسی اوس سے کوئی چھپنے والی چیز اوسکی مخلوقات سے اور نہین
پردہ مین ہوسکتی اوس سے کوئی شئے اور اوسی مین ہے جو روایت کی
محمد بن عثمان بن ابی شیبہ نے کتاب العرش مین کہ تفسیر کی علمانے وھو
معکم کی کہ مراد اس سے اوسکا علم ہے اور اوسی مین ہے جو روایت کی ترمذی
نے اپنی جامع مین بعد اوس حدیث کے جسمین رسی کی لٹکانی کا ذکر ہے کہ
گری کی وہ رسی اور ایسی جگہ پر جہان اوسکی قدرت اور حکومت ہے اور
علم اللہ کا اور قدرت اور حکومت اوسکی ہر جگہ ہے اور وہ اپنی عرش پر ہی جیسے
اوسنے وصف کیا اپنے ذات کا اپنی کتاب مین اور بعد اس حدیث کے کہا کہ
اب تمہارا بھرا نہین اور غائب ہین اور تمہاری اور تمہاری گاؤون کے بیچمین ہے
(یہہ حدیث ہوئی) غرض اسکے بعد کہا کہ یہ حدیث حسن ہے صحیح ہے اور یہ جو
فرمایا کہ تمہارے اور گاؤون کے بیچمین ہے اس سے اوسکا علم اور قدرت مراد ہے
تمام ہوا قول ترمذی کا اور اوسی مین ہے جو کہا ہے ابو محمد نے جو فرزند من قتیبہ
کے ہم سب کہتے ہین اس آیت کی تفسیر مین ما یکون من نجوی ثلثۃ الا ھو رابعھم
کہ وہ تعالی اون کے ساتھہ ہے یعنی جانتا ہے اون کے حالون کو جن مین وہ ہین
الی آخرہ اور اوسی مین سے ہے جو کہا حافظ ابو بکر آجری نے کہ اگر کوئی کہے کہ یہ
جو اللہ تعالی نے فرمایا ہے ما یکون من نجوی ثلثۃ الا ھو رابعھم جس سے
لوگ حجت لیتے ہین تو کون سے چیز اوس تعالی کی ہمارے سامنے تو کہا جاوے گا
اوسکی جواب مین کہ علم اوس کا اور اللہ عزوجل اپنی عرش پر ہے اور علم اوس کا

ہر چیز کو گھیرے ہوئی ہے ایسی ہی تفسیر کی ہے اس آیت کی اہل علم نے اور
یہ آیت خود دلالت کرتی ہے اپنی اول و آخر سے کہ مراد اس سے اوس تعالی کا
علم ہے اور وہ اپنی عرش پر ہے اور یہی قول ہے تمام مسلمانوں کا چنانچہ روایت
کی ہم سے ابن مخلد نے کہا کہ بیان کیا ہم سے احمد بن حنبل نے کہ بیان کیا ہمسے
شریح بن النعمان نے کہ بیان کیا ہمسے عبد اللہ بن نافع نے کہ کہا انہون نے
کہ کہا امام مالک نے اللہ آسمان کے اوپر ہے اور علم اوس کا ہر مکان مین اور
کوئی جگہہ اوس کے علم سے خالی نہین تمام ہوا قول حافظ ابو بکر کا اور انہی مین سے
ہے قول امام ابو الحسن علی بن مہدی کا کہ انہون نے کہا کہ اگر کوئی پوچھے کہ
اس آیۃ کی تفسیر مین تم کیا کہتے ہو ما یکون من نجوی ثلثۃ الا ھو رابعھم
تو اوس کو جواب دیا جاوے گا کہ ایک چیز کا دوسری کے ساتھہ ہونا کئی طرح
ہوتا ہے کبھی تو مدد سے اور کبھی صحبت سے اور کبھی چھونے سے اور کبھی علم سے غرض
معنی اس معیت کے ہماری نزدیک ساری خلق کے ساتھہ علم کے ساتھہ ہے
تمام ہوا قول امام ابو الحسن کا اور انہی مین سے ہے جو کہا امام ابن بطہ ابانہ مین کہ
دلیل پکڑی ہے جہمی نے اس آیۃ سے ما یکون من نجوی ثلاثۃ الا
ھو رابعھم اور کہا ہے کہ اللہ ہماری ساتھہ ہے اور ہماری اندر ہی حالانکہ
تفسیر کی ہے علما نے اس آیۃ کی علم کے ساتھہ پھر اس کے آخر مین کہا کہ اللہ تعالی
فرماتا ان اللہ بکل شیء علیم پھر اسکے بعد اقوال اون لوگون کے ذکر کی
جن علما نے تصریح کی ہے کہ اس سے علم مراد ہے پھر ذکر کیا اون روایتون

Marfat.com

کو جو آگے گذر چکے ہین نعیم بن حماد سے اور ضحاک سے اور سفیان سے
اور احمد بن حنبل سے اور اسحاق بن راہویہ سے اور ذکر کیا ان سبکو اپنی اپنی
سندون سے اون تک اور اونہی مین سے ہے جو کہا امام ابو القاسم ہبۃ اللہ
شافعی نے کہ دلالت کی ان آیتون نے اسپر کہ وہ تعالی آسمان کے اوپر ہے
اور علم اوس کا ہر جگہہ کو گہیری ہوئی ہے اور اونہی مین سے ہے جو کہا یحیی بن
عمار نے کہ ہم نہین کہتے جو جہمیہ کہتی ہین کہ وہ ہر مکان مین گہسا ہوا ہے
اور ہم نہین جانتے کہ وہ کہان ہے بلکہ ہم کہتے ہین کہ وہ اپنی ذات سے
عرش پر ہے اور علم اوس کا ہر چیز کو گہیری ہوئی ہے اور ایسے ہی اوس کی
سمع و بصر اور قدرت ہر شے کو گہیری ہوئی ہے اور یہی مراد ہے وھو
معکم اینما کنتم کی اور اونہی مین سے ہے جو کہا امام ابو نصر نے کتاب
الابانہ مین کہ ہمارے سب امام جیسے سفیان ثوری اور مالک اور حماد
بن سلمہ اور حماد بن زید اور عبد اللہ بن مبارک اور فضیل بن عیاض اور احمد
بن حنبل اور اسحاق بن راہویہ ہین یہ سب متفق ہین کہ اللہ تعالی اپنی ذات سے
عرش کے اوپر ہے اور علم اوس کا ہر مکان مین ہے اور اونہی مین سے ہے
جو کہا امام ابو بکر بیہقی نے جو صاحب سنن ہین کہ بہت سے آیتین ایسے ہین کہ
دلالت کرتے ہین جہمیہ کے اوپر جو کہتے ہین کہ اللہ اپنی ذات سے ہر مکان
مین ہے اور یہہ جو فرمایا اسنے وھو معکم اینما کنتم اس سے تو اوس کا
علم مراد ہے نہ ذات پاک اوسکی اور اوسی مین سے ہے جو کہا حافظ ابن عبد البر نے

کہ مین پاتا ہون علمائی صحابہ اور تابعین کو جن سے تاویل مروی
ہوئی ہے کہ سب تاویل کرتے ہین اس آیۃ کی ما یکون من نجوی ثلاثۃ
الا ھو رابعھم کہ وہ تعالی عرش کے اوپر ہے اور علم اوس کا ہر مکان
مین ہے اور اس مین اون کا خلاف کسی ایسے شخص نے کہا جسکی قول کی سند
ٹھکرے جاوے **آٹھوان باب** خلف کے اقوال مین مفسرین اور محدثین
سے اس بارہ مین کہ معیت اللہ تعالی کی خلق سے علمی ہے من جملہ اوس کے
وہ ہے جو کہا امام حافظ محی السنۃ بغوی نے اپنے تفسیر معالم التنزیل مین
اس آیۃ کی ذیل مین واذا سالک عبادی عنی فانی قریب کہ روایت کی
کلبی نے ابیصالح سے انہون نے ابن عباس سے کہ کہا انہون نے یہود
مدینہ نے عرض کی کہ اے محمد کیونکر سنتا ہے پروردگار ہمارا دعا ہماری
اور تم تو کہتے ہو کہ ہمارے اور آسمان کے بیچمین پانسو برس کی راہ ہے اور
ہر آسمان کی موٹان بھی ایسے ہی ہے اوسپر یہ آیت اوتری اور ضحاک
نے کہا کہ بعض نے پوچھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور عرض کی
کہ آیا رب ہمارا نزدیک ہے کہ اوس سے چپکی چپکی عرض کرین یا دور
ہے کہ اوسکو چیخکر پکارین اوسپر یہ آیۃ اوتری اور اللہ تعالی نے فرمایا
واذا سالک عبادی عنی فانی قریب اور اس مین گویا یہ بات چھپی
ہوئی ہے کہ کہہ تو ای نبی اون سے کہ مین قریب ہون اون سے علم سے
اور کوئی چیز مجھہ سے پوشیدہ نہین جیسے دوسری جگہہ فرمایا ہے ونحن اقرب

الیہ من حبل الورید تمام ہوا قول محی السنۃ کا اور اس آیۃ کی تفسیر
مین فرمایا ہے انی معکما اسمع وارٰی کہ ابن عباس نے کہا کہ اللہ صاحب
نے فرمایا یعنی حضرت سے اور ہارون سے کہ مین سنتا ہون و عالم دونون
کی اور دیکھتا ہون جو اوسکے ہین لوگ تمہاری ساتھ سلوک کرنے کا
سو تم دونون اون کی ایذاؤن کو اور مین تم دونون سے غافل نہین ہون
سو تم ہمیشہ کرو اور اسی تفسیر مین کہا ہے ونحن اقرب الیہ من حبل
الورید کے ذیل مین کہ مین جانتا ہون حال انسان کا اوسکی جانتی سے زیادہ
اسلئے کہ اجزا اور اعراض انسان کے ایک دوسری کے پردہ ہو جاتے ہین
اور میرے سے کوئی چیز در پردہ نہین ہو سکتی اور اپنی تفسیر مین فرمایا وھو
معکم اینما کنتم کے ذیل مین کہ مراد اس سے علم ہے اور فرمایا اس آیۃ
کے ذیل مین ما یکون من نجوی ثلاثۃ الا ھو رابعھم کہ معیت اوسکی
علم کے ساتھ ہے اور بعضون نے کہا کہ کوئی تین کانا ہوسے کرنے والے
ایسے نہین کہ وہ اون کا چوتھا نہ ہو یعنی اون کے کانا ہوسے نہ سنتا
ہو اور اون کے سرگوشی نجانتا ہو اور اوسی مین سے ہے جو کہا امام فخر الدین
رازی نے اپنی تفسیر مین کہ جس مین سب چیز بھری ہے سوا تفسیر کے اس آیۃ
کے ذیل مین واذا سالک عبادی عنی فانی قریب کہ اس قرب سے
قریب جہت اور مکان مراد نہین بلکہ اس سے قرب علم مراد ہے اور قرب
حفظ اور اسی طریق پر یہ قول بھی ہے اللہ پاک کا وھو معکم اینما کنتم

اور یہ بھی ونحن اقرب الیہ من حبل الورید اور یہ قول بھی ما
یکون من نجوی ثلثۃ الا ھو رابعہم الی اخرہ اور کہا انہون نے
آیۃ کی تفسیر مین لا تحزن ان اللہ معنا کہ اس مین شک نہین کہ مراد
اس معیت سے معیت حفظ اور نصرت اور حراست اور معونت کی ہے اور اس آیۃ
کی تفسیر مین کہا ولقد خلقنا الانسان ونعلم ما توسوس بہ نفسہ ونحن
اقرب الیہ من حبل الورید اشارہ ہے اس امر کی طرف کہ کوئی
چیز اوسپر پوشیدہ نہین اور وہ دلون کے بات اور سینون کے چیزون کو
جانتا ہے اور نحن اقرب الیہ من حبل الورید مین بیان ہے اوسکی
کمال علم کا اور ورید وہ رگ ہے جسمین دوران خون ہوتا رہتا ہے اور وہان سے ٹکڑے
ٹکڑے ہو بدن کے خون جاتا ہے اور اللہ اوس سے بھی نزدیک ہے انسان سے انہی علم کے ساتھ
اسلئے کہ اوس رگ کو تو گوشت کی ٹکڑی چھپائے ہوئے ہین اور انسان سے پردہ مین ہے اور اللہ کے علم
سے کوئی چیز چھپ نہین سکتی اور یہ بھی احتمال ہے کہ کہا جاوے ونحن اقرب الیہ من حبل
الورید سے مراد یہ ہے کہ ہماری ہی قدرت اوسمین ساری ہے اور جاری ہے اوسمین حکم ہمارا جیسے
جاری ہے خون رگون مین اور ما یکون من نجوی ثلثۃ کی تفسیر مین کہا ہے کہ اوس
تعالی کے چوتھی ہونے سے اور اون کے ساتھ ہونے سے اوسکا عالم ہونا مراد ہے
کہ اون کے کلام کو جانتا ہے اور اون کے دلی خیالات کو خوب جانتا ہے اور اون کے
بھیدون کو اور کھلی باتون کو بخوبی ایسا جانتا ہے کہ گویا اون کے ساتھ حاضر ہے
اور حالانکہ پاک ہے وہ مکان سے اور وہو معکم اینما کنتم مین کہا ہے کہ متکلمین کا قول ہے کہ یہ معیت

نگہبانی کی اور دونون صورتون مین مطلب یہ ہے کہ اجماع ہو چکا ہے اسپر کہ
وہ سبحانہ تعالے ہمارے ساتھ کسی مکان مین نہین اور نہ کسی جہت اور خبر مین
(یعنے وہ جہات محدودہ جو عرش تک تمام ہو چکی ہین اون مین نہین نہ اون
تحیزات مین جنکا محدد عرش ہے) پس اس وقت مین یہ قول وہو معکم واجب
التاویل ہے اور جب ہمنے ایک جگہہ تاویل کی تو سارے مقامون مین بھی
تاویل ضرور ہو گئی اور اوسی مین سے ہے جو علامہ ابو سعود بن محمد العمادی
اپنی تفسیر مین لکھا ہے اس آیۃ کے ذیل مین فانی قریب یعنے کہہ دی
میرے بندون سے کہ مین نزدیک اور یہ تمثیل ہے اوس کی کمال علم کی کہ
وہ بندون کے افعال کو بخوبی جانتا ہے اور اون کے باتون اور حالون
پر ایسی اطلاع رکھتا ہے کہ جیسے کوئی اوسی مکان مین ہووے اور مروی ہے
کہ ایک گانون کا آدمی آیا اور اوسنے عرض کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے
کہ آیا رب ہمارا قریب ہے کہ ہم اوس سے چپکی چپکی باتین کرین یا دور ہے کہ
چیخکر پکارین اوسپر آیۃ اوتری اور اجیب دعوۃ الداع مین اوسکی قرب
کی تقریر اور تحقیق ہے (یعنی قرب سے اوس کی مراد یہی ہے کہ دعا قبول
کرتا ہے یعنی قرب سے قرب اجابت مراد ہے نہ قرب ذات اور اس
آیۃ کی تفسیر مین لکھا لا تحزن ان اللہ معنا کہ مراد اس سے مدد اور دشمنون
سے بچانا ہے اور ونحن اقرب الیہ من حبل الورید مین کہا کہ مراد یہ ہے
کہ وہ انسان کے حال کو اوس سے بھی زیادہ جانتا ہے جو کہ رگ گردن سے

قریب ہو غرض بیان کیا اوسنے قرب علم کو قرب ذات کہکر از روئے
مجاز کے (یعنی قرب ذات مجازاً کہا اصل مراد قرب علم ہے) اور وھو
معکم اینما کنتم مین کہا کہ یہ مثال ہے اوسکی احاطہ علمی کی اور مثال ہے
اسکی کہ اوس کی علم سے وہ کسی طرح باہر نہین نکل سکتی اگرچہ کہین جاوین اور
اس آیۃ مین کہا الا ھو رابعھم یعنی اون تین کو چار کر دینے والا ہے
اسطرح سے کہ اون کے حال پر اطلاع کے رو سے اون کا شریک ہے
اور اس آیۃ مین کہا الا ھو معھم کہ وہ جانتا ہے جو کچھ اون مین گذرتا ہے
وہ جہان کہین ہون جس مکان مین ہون اور اگرچہ زمین کے نیچے ہون
اسلئے کہ علم اوس تعالی کا سب چیزون کے ساتھہ قرب مکان کے سبب سے
نہین کہ اختلاف اماکن سے مختلف ہو قرب و بعد کے وجہ سے۔ اور اوسی مین
سے ہے جو کہا امام علی بن احمد نے جو خازن کے ساتھہ مشہور ہین اپنی تفسیر مین
جس کا نام لباب التاویل فی معانی التنزیل ہے اس آیۃ کے ذیل مین واذا
سالک عبادی عنی فانی قریب کہ معنی اس کے یہ ہین کہ قریب ہے
علم سے اور نگہبانی سے کہ کوئی چیز اوسپر پوشیدہ نہین اور اس آیۃ مین
کہا لا تحزن ان اللہ معنا کہ مراد اس سے نصر و معونت ہے اور اس
آیۃ کے ذیل مین کہا ونحن اقرب الیہ من حبل الورید کہ مراد اس
قرب سے علم ہے اور اس آیۃ کی تفسیر مین وھو معکم اینما کنتم یعنی وہ
ساتھہ ہے اون کے علم قدرت سے کہ کوئی چیز ایسی نہین کہ اوس سے

علم اوس کا جدا ہو یا قدرت اوسکی جہان کہین تم ہو آسمان مین یا زمین مین
خشکی مین یا دریا مین اور بعضون نے کہا ہے کہ وہ ساتھ ہے نگہبانی اور
حفاظت سے اور اس آیۃ مین کہا الا ہو رابعہم یعنے علم سے یعنی جانتا ہے
کہ اون کی کانا پہوسے تو ایسا کہ گویا وہ اون کے ساتھ حاضر ہے اور اوسنے
ساتھ شاہد ہے جیسے کہ کوئی چوتھا جو اون کے ساتھ ہو وہ واقف ہو
اور اوسی مین سے ہے جو کہا امام ابو البرکات عبد اللہ بن احمد النسفی حنفی نے
اپنی تفسیر مدارک التنزیل و حقائق التاویل مین اس آیۃ کے ذیل مین واذا
سالک عبادی فانی قریب کہ وہ قریب ہے علم کی راہ سے اور دعا
قبول کرنے کی راہ سے آئی کہ وہ قرب مکان سے پاک ہے اور اس آیۃ
مین ان اللہ معنا کہ وہ ساتھ ہے معونت اور حفظ سے اور اس آیۃ مین ونحن
اقرب کہ مراد اس سے قرب علمی ہے انسان کے ساتھ اور اس قول مین وہو
معکم کہ ساتھ علم و قدرت کے عموما اور فضل و رحمت کے خصوصا اور اس آیۃ مین
الا ہو رابعہم کہ جانتا ہے اون کی کانا پہوسے اور اوس سے پوشیدہ نہین
جس حال پر وہ ہین اور حالانکہ وہ برتر ہے مکان سے کمال درجہ کا برتر ہے اور
اوسی مین سے ہے جو کہا شیخ علامہ ادیب جار اللہ محشری معتزلی نے اپنی
تفسیر مین جسکا نام کشاف عن حقائق التنزیل ہے اس آیۃ مین فانی قریب
کہ یہ مثال ہے اوسکی اجابت کی آسان ہونے کی دعا کرنے والے کی اور
تمثیل ہے اوسکی جلد ارادہ کی جو وہ مانگی کہ مثال دی اللہ نے اوسکی ساتھ

جو اوس مکان کے قریب موجود ہو کہ جسمین وہ ذکر کرتا ہے فرماتا ہے
لبیک یعنی حاضر ہون فرماتا ہے اور اسی کے مانند ہی یہ قول اوس کا نحن اقرب
الیہ من حبل الورید اور اس آیت کے ذیل مین کہا وہو معہم اذ یبیتون
ما لا یرضی من القول کہ وہ عالم ہے اون کے حال کا خبردار ہے اون کے
احوال کا اوسپر کوئی بھید اون کا چھپا نہین اور یہ آیت کافی ہے اور کافی
ہے اون لوگون کو جو اوس تعالی سے شرم نہین رکھتی اور اپنے پروردگار سے
نہین ڈرتے حالانکہ وہ اون کے حال کو جانتا ہے جہان کہین ہون وہ اگر
وہ ایمان لانیوالے ہون اسلئے کہ وہ سب اوس تعالی کے حضور مین ہین اور اوس سے
کسی حال مین پردہ مین نہین اور نہ اوسکو اون سے غفلت ہے نہ غیبت اور ہر حال
مین اوسکو پورا بھید اون کا کھلا ہوا ہے اور اوسکا علم اون کو فضیحت کر رہا ہے
اور اس آیت مین کہا انی معکما اسمع وارى کہ مین تمہارا حافظ و ناصر ہون
اور اس آیت مین کہا ونحن اقرب الیہ من حبل الورید کہ یہ تاریخ ہے اور مراد
اوس سے قرب علم ہے اور اوس کا علم معلومات سے ایسا تعلق رکھتا ہے اور
اون کے احوال سے کہ کوئی چیز اوسپر پوشیدہ نہین رہ سکتی تو گویا اوسکی ذات
ہی قریب ہے اپنے معلومات سے اور اس آیت کے ذیل مین کہا ما یکون
من نجوی کہ اون کے باتین سنتا ہے اور اوسی مین سے ہی ہو کہا قاضی
بیضاوی عبد اللہ بن عمر شافعی نے اپنی تفسیر مین جسکا نام انوار التنزیل واسرار
التاویل ہے اس قول کے تفسیر مین فانی قریب یعنی اون سے کہ جو کہ

قریب ہون اور یہ مثل ہے اوس کی کمال علم کی جو افعال عباد کے ساتھہ
ہے اور اون کے اقوال کے ساتھہ اور اطلاع کی اون کے احوال پر کہ مثال
دہی ہے اوسکی ساتھہ جسکا کان قریب ہو اون بندون کے اور اجیب
فرمایا اوس کا اسی قرب کے تقریب ہے اور وعدہ ہے داعی کے اجابت کا
اور کہا اس آیۃ مین وھو معھم کہ پوشیدہ نہین ہے اوسپر کوئی بھید اون کا
پس اون بندون کو اور کوئی راہ نجات کی نہین ہے سوا اس کے کہ چھوڑ دین
جو باتین اوس تعالی کو بری معلوم ہوتی ہین اور جن پر وہ مواخذہ کرتا ہے
اور آیت مین کہا لا تحزن ان اللہ معنا کہ مراد اس سے معونت اور عصمت ہے
اور انی معکما مین کہا حفاظت اور نصرت سے اور مین سنتا ہون اور دیکھتا
ہون جو اون کے اور فرعون کے بیچمین گذرتا ہے قول سے اور فعل سے غرض
ہر حال مین مین ایسا تصرف کرون گا کہ مین اوس کے شر کو تم دونون سے
دور کردون اور اپنی نصرت تمہاری ساتھہ کرون اور یہ بھی جایز ہے کہ یہان
کچھہ مقدر نکرین اور یون ہے معکما کی معنی یہ لیوین کہ مین تم دونون کا
(یعنی موسی و ہارون کا) سامع ہون اور دیکھنے والا ہون اور نگہبان حسب قاعدہ
اور سمیع و بصیر ہو تو پوری نگہبانی ہوگی اور اس آیۃ مین کہا ونحن اقرب
الیہ من حبل الورید یعنی مین اوسکی حال کو خوب جانتا ہون اور
زیادہ جانتا ہون اوس سے کہ جو رگ گردن سے بھی نزدیک ہو اور اس
آیۃ مین کہا وھو معکم اینما کنتم کہ علم اوس کا اور قدرت اوس کی

اون سے کسی حال مین جدا نہین ہوتی اور اس آیۃ مین کہا ما یکون من
نجوی کہ جانتا ہے جو اون مین گذرتا ہے اور اوسی مین سے ہے کہا
دونو جلال نے جلالین مین اس آیۃ کی ذیل مین فانی قریب یعنی قریب ہون
مین اون سے علم کی راہ سے خبر دی اوس تعالی نے اونکو اور اس آیۃ مین
کہا وھو معہم یعنی علم سے اور اوس مین ان اللہ معنا مدد سے اور اس آیۃ
مین انی معکما کہ مین تمہاری ساتھ ہون اپنی مدد سے سنتا ہون جو فرعون
کہتا ہے اور دیکھتا ہون جو وہ کرتا ہے اور اس مین کہا ونحن اقرب الیہ
کہ ساتھ علم کے رگ گردن سے زیادہ قریب ہون اور اس آیۃ مین وھو
معکم یعنی جانتا ہے اپنی علم سے اور اس آیۃ مین وھو رابعہم کہ اون کا
چوتھا ہی اپنی علم سے اور اسی مین سے ہی جو تفسیر عباسی مین ہے اس آیۃ
کی ذیل مین فانی قریب کہ مین جانتا ہون اون کو اے محمد اور اون سے
قریب ہون اجابت سے اور اس آیۃ مین وھو معہم کہ وہ اون کی ساتھ
ہی علم سے جانتی ہے الا اون کو اور اس آیۃ مین ان اللہ معنا کہ اللہ ہمارا
معین ہے اور اس آیۃ کی ذیل مین انی معکما کہ مین تمہارا معین ہون اور
اس آیۃ مین ونحن اقرب الیہ کہ جانتا ہون اوسکو اور قدرت رکھتا
ہون اوسپر اور اس آیۃ مین ثم استوی قرار پکڑا اور کہا جاتا ہے کہ وہ
ملبد ہوا عرش کے اوپر اور آسمان و زمین پیدا کرنے کے پہلے ہی وہ عرش
پر تھا بلا کیف یعلم ما یلج جانتا ہے جو گھستا ہے زمین مین اور جو اوسکی

اندر جاتا ہے بارش کے قسم اور خزانون سے اور مردون سے
وما یخرج منہا اور جو نکلتا ہے زمین سے اموات اور نباتات
اور پانی اور خزانون کی قسم سے وما ینزل من السماء اور جو اوترتا ہے
آسمان سے رزق اور بارش اور فرشتون اور مصیبتون کی جنس سے
وما یعرج فیہا اور جو صعود کرتا ہے یعنے چڑھتا ہے آسمان
کیطرف فرشتون اور نگہبانون اور عملون سے وھو معکم عالم ہے
وہ تمہاری ساتھہ تم جہان کہین ہو جنگل مین یا دریا مین اور اس آیۃ مین
الا وھو رابعھم کہ اللہ عالم ہے اون کا اور جانتا ہے اون کے
عملون کو اور اون کے کانا پھوسی کو ولا خمسۃ الا ھو سادسھم
مین اسی طرح کہا ولا ادنی من ذلک اور نہین ہے اس سے کم
ولا اکثر الا ھو معھم اور نہ اس سے زیادہ مگر وہ عالم ہے
اون کے حال کا اور اون کے کانا پھوسی کا تمام ہوا قول دونو جلال کا
جلالین مین اور آوسی مین سے ہے جو کہا سیوطی نے اپنی تفسیر در منثور
مین اس آیۃ مین انني معکما اسمع واری کہ روایت کی
ابن منذر نے ابن جریج سے کہ اونہون سے اللہ فرماتا ہے کہ سنتا ہون
مین جو فرعون کہتا ہے اور دیکھتا ہون جو وہ تمکو جواب دیتا ہے اور وحی
کرونگا مین تمہاری طرف کہ تم جو ابدہی کرنا اوسی کے موافق اور اس آیۃ
مین کہا وھو معکم اینما کنتم کہ مراد ہے اس سے قدرت اور

Marfat.com

حکومت اوس کی علم اوس کا تمہارے ساتھہ ہے تم جہان کہین ہو اور اللہ
تمہاری علون کو دیکھتا ہے اور روایت کی ابن ابی حاتم نے ابن عباس سے
اس قول مین اللہ پاک ہے وھو معکم اینما کنتم کہا ابن عباس نے وہ جانیوالا
ہے تمکو تم جہان کہین ہو اور روایت کی بیہقی نے اسماء والصفات مین سفیان
ثوری سے کہ اون سے کسی نے پوچھا وھو معکم کو انہون نے کہا علم اس کا
تمہاری ساتھہ ہے اور کہا اس آیۃ مین ما یکون من نجوی ثلثۃ کہ روایت
کی بیہقی نے اسماء والصفات مین ضحاک سے اس آیۃ مین کہ انہون نے
کہا وہ اللہ پاک عرش کے اوپر ہے اور علم اوس کا تمہاری ساتھہ ہے اور
اوسی مین سے ہے جو کہا امام ابو عبد اللہ محمد بن احمد القرطبی مالکی نے اپنی
تفسیر مین جو احسن تفاسیر ہے اس آیۃ کی شرح مین انی معکما کہ مین سنتا ہون
دیکھتا ہون ارادہ کیا اس سے اللہ پاک نے نصر و معونت اور قدرت کا اوپر
فرعون کے اور یہ ایسے بات ہے جیسے تم کہو کہ وہ امیر فلانے کے ساتھہ ہے
تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اوس کا حامی اور مددگار ہے اور یہ جو فرمایا
اوس نے اسمع وارٰی یہ عبارت ہے ادراک سے کہ اوس کے اوپر
کوئی شے مخفی نہین رہتی بڑی برکت والا ہے اللہ رب عالمون کا اور
کہا اس آیۃ مین لا تحزن ان اللہ معنا یعنی نصر و معونت اور رعایت
اور حفاظت سے وہ ہمارے ساتھہ ہے اور ترمذی کی روایت مین ہے
کہ فرمایا آپ نے کیا گمان ہے تیرا اون دو کے ساتھہ کہ اللہ اون کا تیسرا

ہی کہ محاسبی نے کہا یعنی وہ ہمارے دونون کے ساتھ ہے نصرت اور
دفع بلیات کے واسطے نہ اس معنی کے رو سے جو تمام خلایق مین عام ہے
(یعنی معیت ذاتی مراد نہین ہے) اور فرمایا ما یکون من نجوی ثلثۃ الا
ہو رابعہم کہ معنی اسکی عموم کے طور پر یہ ہین کہ وہ سنتا ہے اور
دیکھتا ہے کافرون کو بھی اور مومنون کو بھی اور اوسی مین ہے جو کہا
سیوطی نے تفسیر اتقان مین اور اسی قسم سے ہے یہ قول اللہ تعالی کا وھو
معکم اینما کنتم کہ وہ تمہارے ساتھ ہے علم کی راہ سے اور کہا انہون نے سجاسون
نوع مین جیسی یہ قول ہے اللہ تعالی کا وھو معکم اینما کنتم کہ محال ہے
یہان معیت کو قرب ذاتی سمجھنا پس ضرور ہوا اس کا پھیرنا قرب ذاتی سے
طرف قدرت اور علم کے یا طرف حفظ اور رعایت کے اور یہ کلام سیوطی کا
کافی ہے تمکو اوس شخص کے رد کے لئے جو کہتا ہے کہ مراد معیت سے معیت ذاتی
ہے اور اوسی مین سے ہے جو کہا شیخ ابو القاسم قشیری نے جو بڑی صوفیہ
کرام سے ہین اپنی رسالہ مین اور اوس کی شرح کی ہے شیخ زکریا انصاری
نے کہ پوچھا ابو اسحق ابراہیم بن شاہین نے جنید رحمۃ اللہ علیہ سے
معنی معیت کے کہ اوس مین داخل ہے معیت اللہ کی خلق جیسے اللہ تعالی
فرماتا ہے وھو معکم اینما کنتم اور فرماتا ہے ان اللہ مع الذین اتقوا
تو انہون نے فرمایا مع کے اس جگہہ پر دو معنی ہین ایک تو نصرت اور دوسری
علم اسلئے کہ اللہ تعالی انبیا کے ساتھ تو نصرت سے اور حفاظت سے ہے

اللہ تعالیٰ نے فرمایا انی معکما اسمع وارٰی اور عام لوگون کے ساتھ
علم سے اور احاطہ علمی سے جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ما یکون من نجوی ثلثۃ
الا ہو رابعہم تو اوسیر ابن تیمیہ نے فرمایا کہ تمہاری سے شخص مستحق ہین
اس درجہ کے راہ بتائین امت کو اللہ پاک کی اور اوسی مین سے ہے جو کہا
امام نووی نے اپنی شرح مسلم مین اس حدیث کے نیچے انکم لا تدعون اصم
ولا غائبا وہو معکم سو کہا نووی نے وہ تمہارے ساتھ ہے علم سے اور احاطہ علمی سے
اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ذکر خفی مستحب ہے جب تک کوئی حاجت
پکارنے کی نہو اسلئے کہ جب چپکے سے پکارے گا تو اوس مین زیادہ توقیر
اور تعظیم ہے اوس پروردگار تعالیٰ کی پھر اگر کوئی حاجت ہو آواز بلند سے
ذکر کرنے کے تو بلند آواز سے ذکر کرے جیسا اور حدیثون مین وارد ہوا ہے
اور یہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دوسری روایت مین والذی تدعونہ
اقرب الی احدکم من عنق راحلۃ احدکم اوس کی معنی بھی وہی ہین جو
اوپر گذرا اور حاصل مطلب اوسکا یہ ہے کہ قرب اور نزدیکی کا ذکر سب مجاز ہے
جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ونحن اقرب الیہ من حبل الورید اور اوسی مین سے
ہے جو کہا شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہ خلاصہ امر کا اس مقام مین
یہ ہے کہ کتاب وسنت سے کمال ہدایت اور نور حاصل ہوتا ہے اوسکو جو اوسمین
غور کرے اور تامل کرے اللہ کی کتاب اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت
مین اور قصد کرے اتباع حق کا اور اس سے کنارہ کرے کہ کلام کی حقیقت

Marfat.com

کرے اوس کی مواضع سے اور کنارہ کرے اس سے کہ اللہ کے ناموں اور
اوسکے آیتون مین الحاد کرے اور کسی کوئی یہ خیال نہ کرے کہ اللہ کی کتاب
اور نبی کے سنت ایک دوسرے کی مخالف ہے جیسے کوئی کہے کہ اللہ تعالی
کی کتاب اور نبی کے سنت مین جو آیا ہے کہ اللہ تعالی عرش کے اوپر
ہے یہ ظاہر مین مخالف ہے اس آیت کی وھو معکم اینما کنتم کے اور
اس حدیث کے بھی کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب کوئی تم مین سے
نمازون مین کھڑا ہوتا ہے تو اللہ اوس کی مونہہ کے آگے ہی اور اوسکے
مانند جو روایتین آئی ہین تو یہ سمجھنا اوس کا غلط ہے اور وجہ اسکی یہ ہے کہ
اللہ تعالی ہمارے ساتھ ہے حقیقۃً اور عرش کے اوپر ہے حقیقۃً جیسے
کہ جمع فرمایا اللہ تعالی نے ان دونون باتون کو اس آیت مین وھو
الذی خلق السموات والارض فی ستۃ ایام ثم استوی علی
العرش یعلم ما یلج فی الارض وما یخرج منہا وما ینزل من السماء
وما یعرج فیہا وھو معکم اینما کنتم واللہ بما تعملون بصیر غرض
خبر دی اس آیت مین کہ وہ عرش کے اوپر ہے اور وہ ہر چیز کو جانتا ہے اور وہ ہماری ساتھ
ہم جہان کہین ہون جیسے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حدیث اوعال
مین کہ اللہ عرش کے اوپر ہے اور جانتا ہے تمہاری حال کو مین کہتا ہون
اور روایت کی بیہقی نے اور لالکائی وغیرہم نے باسناد صحیح ابن مسعود سے
اسی کے مثل اور آگے ہو چکا ہے کہ کلمہ مع کا لغت مین جب مطلق بولا جاتا ہے

Marfat.com

تو ظاہر اوس کا مقاربت مطلقہ ہوتی ہے بغیر اس کی کہ وہ شے قریب
لگی ہوئی ہو دوسری چیز سے یا اوس کی محاذی ہو یا داہنے بائین ہو پھر
جب مقید ہوا ہے وہ کسی معنی کے ساتھ تو اوسی معنی کے مقاربت کے
اوپر دلالت کریگی جیسے عرب کہتا ہے ہم چلتے تھے اور چاند ہمارے ساتھ
تھا اور ستارے ہمارے ساتھ تھے اور کہتے ہین کہ یہ میرے ساتھ ساتھ ہے
بسبب اوسکے جمع ہونے کے تیری ساتھ اور اگرچہ وہ تیرے سر پر ہو
پس اللہ تعالی اپنی مخلوقات کے ساتھ ہے حقیقۃً اور اپنے عرش کے اوپر
ہے پھر اس معیت کے احکام مختلف ہوتے ہین بحسب موارد اور مقامات
کے پھر جب کہا کہ جانتا ہے وہ تعالی جو سماتا ہے زمین مین اور جو اوسمین سے
نکلتا ہے اور جو آسمان سے اوترتا ہے اور جو اوسکی طرف چڑھتا ہے
اور تمہارے ساتھ ہے جہان کہین تم ہو اور اللہ تمہارے عملون کو دیکھتا ہے
تو صاف معلوم ہو گیا کہ مراد اور مقصود اس معیت سے یہی ہے کہ وہ خبردار
ہے تمہارے حال پر اور واقف ہے تمہاری حالون سے گھیری ہوئی ہے
اور عالم ہے تمہارے حالون کا اور یہی مراد ہے سلف کے قول کی کہ
انہون نے کہا ہے کہ وہ لوگون کے ساتھ ہے اپنی علم سے (یعنی حقیقۃً
اوس کا ہمارے ساتھ ہونا اور علم سے ساتھ ہونا دونون کا مطلب ایک ہے
ہے کہ وہ عرش پر ہے فرش پر نہین جیسے بعض کوڑ مغز کندہ ہائے ناتراش
حقیقۃً ساتھ ہونے سے یہ مطلب سمجھتے ہین کہ جیسا وہ عرش پر ہے ویسا ہی

یہان بھی ہی فرش پر) اور یہ ظاہر ہے خطاب کا حقیقۃً اور ایسا ہی یہ
قول ہے اللہ تعالیٰ کا ما یکون من نجوی ثلثۃ الا ھو رابعھم الایہ یعنے
کوئی تین آدمی باتین کرنے والے ایسے نہین کہ وہ اون کا چوتھا نہ ہو
اور نہ پانچ ہین کہ اون کا چھٹا نہ ہو اور نہ اس سے کم ہین نہ زیادہ مگر وہ تعالیٰ
اون کے ساتھ جہان کہین ہون پھر خبر دے گا اون کو اون کے کامون
کی قیامت کے دن اور جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا غار مین
لا تحزن ان اللہ معنا وہ بھی حق تھا اور اپنی ظاہر پر تھا اور دلالت
کرتا تھا حال اون کا کہ حکم اس معیت کا اطلاع کے ساتھ نصرت اور
تائید بھی ہے اور اسی طرح اللہ پاک کا یہ قول ہے ان اللہ مع الذین
اتقوا والذین ھم محسنون اور ایسا ہی اوس کا فرمانا موسیٰ اور ہارون
سے انی معکما اسمع وارٰی کہ یہان سب جگہہ معیت اپنی ظاہری معنی پر ہے
اور حکم اوس کا ان سب مقامون مین نصرت اور تائید ہے اور کبھی لڑکے
کو جو بچے ہوتا ہے کسی سے ڈر لگتا ہے تو باپ اوس کا اوپر سے جھانکتا
اور کہتا ہے چپ رہ کہ ڈر نہین مین تیرے ساتھ ہون یا کہتا ہے مین وہی
ہون یا کہتا ہے مین حاضر ہون اور غرض اسی کے مانند معیت کو بیان
کرتا ہے جس سے دفع ہو جاوے ڈر اوس کا مین کہتا ہون اور اسی طرح
ہے یہ قول اللہ تعالیٰ کا اپنی کتاب مین جب کہا موسیٰ اور ہارون نے
انا نخاف ان یفرط علینا او ان یطغیٰ یعنی ہم ڈرتے ہین کہ فرعون ہم پر

زیادتی اور سرکشی نکرے تب فرمایا اللہ تعالی نے انی معکما اسمع
وادی یعنی مین تمہارے ساتھ ہون سنتا دیکھتا غرض فرق کیا انہون نے
معیت مین اور مقتضی مین اور کبھی جو مقتضی اوس کا ہے وہی معنی ہوجاتا ہے
اسی سبب سے مختلف ہوتا ہے اختلاف مواضع سے غرض معیت ایک
لفظ ہے کہ مستعمل ہوا ہے کتاب و سنت مین بہت جگہہ اور ہر جگہہ مین
بہت سی امور ایسے ہین کہ دوسری جگہہ مین نہین مراد ہوسکتی ذات و
حال سے خالی نہین یا تو اوس کی دلالتین مختلف رکھے جاوین مناسب
مقام کے یا ایک قدر مشترک اوس کی دلالت کا مراد لیا جاوے جو جمیع
مقامات کے مناسب ہو اور اگر ہر مقام جدا کیا جاوے تو بھی اور ایک
قدر مشترک مراد لیا جاوے تو بھی دونو صورتون مین مقتضی اوس کا کسی
طرح یہ نہین ہوسکتا کہ ذات پروردگار خلق مین مخلوط ہے کہ کہا جاوے
کہ وہ اپنی ظاہر سے پھیری گئی ہے اور اس معیت کی نظیر لفظ ربوبیت اور
عبودیت ہے کہ پرورش اور غلام بنانے مین مستعمل ہوتے ہین پھر جب
کہا جاتا ہے رب العالمین رب موسی و ہارون تو ربوبیت موسی اور
ہارون مین ایک اختصاص ہوتا ہے کہ وہ زاید ہوتا ہے ربوبیت عامہ
خلایق پر اسلئے کہ جسکو اللہ تعالی نے کوئی کمال اور لوگون سے بڑھا دیا
تو اوس کی پرورش بھی لوگون سے زیادہ کی ہے اسی طرح ہے
فرمانا اللہ تعالی کا عینا یشرب بہا عباد اللہ اور سبحان الذی اسری

بعبدہ لیلا اسلئے کہ عبد کا لفظ دلالت کرتا ہے مطلق بندہ پر پس عام
مخلوق کو شامل ہوتا ہے جیسی اس آیت مین ان کل من فی السموات و
الارض الا اتی الرحمن عبدا اور کبھی عبد سے بندۂ عابد مراد ہوتا ہے اور
اوس وقت خاص ہوتا ہے پہر جس کی عبادت اور علم اور حال نیک زیادہ
ہوتا ہے اوسپر اضافت اور دلالت اوسکی زیادہ کامل ہوتی ہے اگرچہ وہ
جمیع مواضع مین حقیقت ہے اور ان الفاظ کو بعض لوگ مشکک کہتے ہین اسلئے
کہ سننے والے کو اوس مین شک واقع ہوتا ہے یہ اسماء متواطیہ مین سے ہے
یا فقط مشترک فی اللفظ مین سے اور محققین خوب جانتے ہین کہ جنس متواطیہ
سے خارج نہین اسلئے کہ لفظ کے واضع نے لفظ کو قدر مشترک کے مقابلہ مین
وضع کیا ہے اور اگرچہ ایک نوع خاص ہو متواطی سے غرض اوسکو ایک لفظ سے
خاص کرنیمین کچھ مضایقہ نہین اور جو جانتا ہے کہ معیت مضاف ہوتی
ہے ہر نوع کے طرف انواع مخلوقات سے جیسی ربوبیت مضاف ہوتی ہے
اور استوا علی العرش سے کچھ اور مراد نہین سوا عرش کے اوپر ہونے کے اور
اللہ تعالی کا وصف ہے علو اور فوقیت حقیقۃ اور نیچے ہونا اور تحت مین ہونا
کبھی اوس کا وصف نہین نہ حقیقت کے رو سے نہ مجاز کے رو سے تو بخوبی
یقین کرے گا کہ قران اپنی حقیقت پر ہے بغیر تحریف کے تمام ہوا قول
ابن تیمیہ کا اور اللہ کے لیئے ہے خیر اس شیخ کی کہ کیسے صاف بیان کی
انہون نے معیت اور استوا اور کیا خوب فرمایا کہ دونو کے مفہوم اور لوازم
مین کچھ مخالفت نہین ہے اور ثابت کیا معیت اور استوا کو اون کے معانی لیوم

سے بغیر کسی نقصان اور ضرر کے اور اسی مین ہے جو کہا امام حافظ
اسلام ذہبی نے کہ اللہ تعالے عرش کے اوپر ہے ساری مخلوقات سے
پرے اور جدا سب سے ہرگز داخل نہین کسی چیز مین ان مخلوقات سے
اور علم اوس کا ہر مکان مین ہے اسپر کتاب و سنت اور اجماع صحابہ اور
تابعین اور ائمہ محدثین سب دال ہین اور اسی مین سے ہے جو کہا شیخ
ابن حجر نے فتح الباری مین وانا معہ یعنے مین اوس کے ساتھہ ہون اپنے
علم سے یا رحمت اور توفیق اور ہدایت سے اور اسی مین سے ہے جو کہا
قسطلانی نے ارشاد الساری مین اس حدیث کی شرح مین وانا معہ
اذا ذکرنی کہ مین اسکے ساتھہ ہون اپنے علم سے اور یہ معیت خاصہ ہے یعنی مین
ساتھہ ہون رحمت اور توفیق اور ہدایت اور رعایت اور اعانت سے
غرض یہ کہ یہ معیت اوس معیت کے سوا ہے جو اللہ تعالے کے اس قول مین
مذکور ہے وھو معکم اینما کنتم اس لئے کہ یہ معیت صرف علم و احاطہ کی
ہے اور اسی مین سے ہے جو کہا ملا علی قاری نے مرقاۃ شرح مشکوۃ مین
اس حدیث کی اس شرح مین وانا معہ یعنی مین اوس کے ساتھہ ہون توفیق
اور حفظ اور معونت سے یا سنتا ہون جو وہ ذاکر کہتا ہے یا عالم ہون اوسکے
حال کا کہ نہین چھپا ہے میرے اوپر کوئی شے اوس کے مقال کی اور انہون
نے شرح فقہ اکبر مین کہا ہے کہ تحقیق اس مقام توفیق کی یہ ہے کہ مختار امام
ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا یہ ہے کہ قرب خالق بخلق بلا کیف نزد امام ابو حنیفہ کہ قرب

قرب اللہ تعالے کا خلق سے اور خلق کا اللہ تعالے سے ایک وصف
ہے بلا کیف اور ایک صفت ہے بلا کشف اور جمہور اوس کی تاویل
کرتے ہین اور اوسکو محمول کرتے ہین اوپر قرب رحمت کے جو بسبب طاعت
کے ہوتا ہے اور بعد نعمت کے جو بوجہ معصیت کے ہوتا ہے امام ابو حنیفہ رح
فقہ اکبر مین فرماتے ہین ولیس قرب اللہ وبعدہ من طریق طول المسافۃ
ولیضرھا ولا علی معنی الکرامۃ والھوان ولکن المطیع قریب منہ
بلا کیف والعاصی بعید منہ بلا کیف۔ امام فرماتے ہین کہ اللہ کا نزدیک
ہونا اور دور ہونا اس راہ سے نہین ہے کہ رستہ دور ہے یا نزدیک ہے
اور نہ اس راہ سے ہے کہ اللہ تعالے کے نزدیک کوئی عزت دار ہے کوئی ذلیل
لیکن جو اللہ کا تابعدار ہے وہ اللہ سے نزدیک ہے نہ یہ کہو کہ کیونکر ہے اور جو گنہگار ہے
وہ اس سے دور ہے نہ یہ کہو کہ کیونکر ہے والقرب والبعد والاقبال یقع علی المتاھل
اور نزدیک ہونا اور دور ہونا اور اللہ کا متوجہ ہو جانا واقع ہوتا ہے دعا
کرنیوالے پر ملا علی قاری شرح مین لکھے ہین کہ جیسا حدیث شریف مین ہے
کہ بندہ اللہ سے بہت نزدیک جو ہوتا ہے تو سجدہ مین ہوتا ہے وکذا
جوار ہ فی الجنۃ والوقوف بین یدیہ بلا کیف اور اسی طرح اللہ
کا پاس رہنا جنت مین اور کھڑا ہونا اوس کے آگے ہوگا یہ نہ کہو کہ کیونکر ہے
ابن تیمیہ نے رسالہ نزول مین امام احمد بن حنبل سے نقل کیا ہے کہ انہون نے
فرمایا کہ معیت کے لفظ سے عرب کی زبان مین اور قرآن مین کہین یہ مراد نہین

ہے کہ دو ذاتین آپس ملجاوین جیسا کہ اللہ تعالے فرماتا ہے محمد رسول اللہ
والذین معہ محمد اللہ کے پیغام پہونچانیوالے ہین اور وہ لوگ جو اُس
کے ساتھ ہین اور اللہ تعالے فرماتا ہے فاولئک مع المؤمنین وہ لوگ
ساتھ ہین ایمان والون کے اور اللہ تعالے فرماتا ہے جاھدوا معکم
اور جہاد کیا اُنہون نے تمہارے ساتھ تو اللہ جو فرماتا ہے کہ اللہ تمہارے ساتھ
ہے تو یہ بات نہین ہوسکتی کہ اوس کی ذات خلق کی ذات سے ملی ہوئی ہے
ابن تیمیہ یہ بھی لکھتے ہین کہ اللہ تعالے نے اپنی کتاب مین اور اپنے نبی
صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثون مین یہ بیان فرمایا ہے کہ مین دعا کرنیوالے
سے نزدیک ہون اور جو میری طرف نزدیکی ڈھونڈتا ہے مین اُس کے
نزدیک ہون اور عرش پر ہونے کے معنی بعض کے نزدیک یہ ہین کہ عرش
کو اپنے نزدیک کر لیا اور بعضون سے بھی اس کا نزدیک ہونا یون ہی ہے
کہ اون کو [illegible] کر لیا اور یہ عقیدہ کہ وہ آپ اپنے بعض بندون سے
نزدیک ہوجاتا ہے [illegible] کو ثابت کیا ہے اون لوگون نے جنہون نے یہ
ثابت کیا ہے کہ اللہ اپنا اختیاری فعل اپنے اوپر ہی جاری کرتا ہے جیسے
اوس کا قیامت کے دن آنا اور اُترنا اور عرش پر بیٹھنا اور یہ ہی مذہب ہے
اگلے لوگون کا اور دین اسلام کے [illegible] اور اماموں کا اور حدیث والون کا
اور اول جو لوگ اسلام [illegible] ہوئے وہ فرقہ جہمیہ کے لوگ ہین اور جو
اون کے موافق [illegible] ہین اور امام بخاری [illegible] کتاب الرد

حلی الجہمیہ مین یہ حدیث لائے ہین کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ
اللہ تعالے فرماتا ہے اذا تقرب الی العبد شبرا تقربت الیہ ذراعا یعنی
جب بندہ ایک بالشت بھر میری طرف نزدیک آتا ہے مین ایک ہاتھ کے
برابر اوس کیطرف نزدیک آتا ہون واذا تقرب ذراعا تقربت الیہ
باعا - اور وہ ہاتھ برابر میرے طرف نزدیک آتا ہے مین بھی دو ہاتھ
برابر اوس کیطرف نزدیک آتا ہون واذا اتانی یمشی اتیتہ ھرولۃ
اور جب میرے پاس چلتا ہوا آتا ہے مین اوس کے پاس جھپٹا ہوا آتا ہون
ابن تیمیہ رسالہ نزول مین لکھتے ہین فرقہ جہمیہ کے اکثر لوگون نے یہ معنی
کہے ہین کہ بندہ کے نزدیک ہونے کے یہ معنی ہین کہ وہ اللہ کی عبادت
کرتا ہے اور اللہ کے نزدیک ہونے کے یہ معنی کہ وہ اجر اور ثواب دیتا ہے پھر ابن تیمیہ
لکھتے ہین کہ اکثر حدیث والون کے نزدیک یہ معنی ہین کہ اللہ خود اپنے بندہ
کے نزدیک ہو جاتا یہ اوس کا ویسا فعل ہے جیسا قیامت کے دن اوس کا آنا
ابن تیمیہ لکھتے ہین کہ ابن بطہ نے کہا کہ ہم سے بیان کیا ابوبکر نجار نے
کہا کہ ہمسے بیان کیا احمد بن علی ابار نے کہا کہ ہمسے بیان کیا علی بن حشرم نے
انہون نے کہا کہ اسحق بن راہویہ نے کہا کہ مین عبد اللہ بن طاہر کے
پاس داخل ہوا وہ بولا یہ کیسی حدیثین ہین جس کو تم لوگ روایت کرتے ہو
مین نے کہا کہ اللہ امیر کو اچھا رکھے وہ کون چیز ہے کہا ہم لوگ روایت
کرتے ہین کہ نیچے والے آسمان کیطرف اترتا ہے مین بولا ہان اون حدیثون کو

متقدمون نے روایت کیا ہے جو احکام کی روایت کرتے ہین وہ بولا
کیا وہ اترتا ہے اور اپنے عرش کو چھوڑ دیتا ہے مین نے کہا وہ اس بات پر
قادر ہے کہ اترے اور عرش اس سے خالی نہو کہا ہان تب کہا پھر تو
اس مقدمہ مین کیون گفتگو کرتا ہے اور خلال نے کتاب السنۃ مین
روایت کیا ہے بیان کیا جعفر بن محمد قوابلی نے کہا ہمسے بیان کیا احمد
بن محمد مقدمی نے کہ ہمسے بیان کیا سلیمان بن حرب نے کہا بشر بن سری نے
حماد بن زید سے پوچھا اور کہا ای ابو اسمٰعیل وہ حدیث جو آئی ہے کہ اللہ نیچے والے
آسمان کیطرف اترتا ہے ایک جگہہ سے دوسری جگہہ اترتا جاتا ہے تب حماد
بن زید چپ ہو رہے پھر فرمایا کہ وہ اپنی جگہہ پر ہے قریب ہوتا جاتا ہے
اپنی خلق سے جسطرح چاہتا ہے اور اس کو ابن بطہ نے کتاب الابانہ مین
روایت کیا ہے اور کہا ہے کہ مجھسے بیان کیا ابو القاسم حفص بن عمر اردبیلی
نے کہ ہم سے بیان کیا ابو حاتم رازی نے کہا کہ ہم سے بیان کیا سلیمان
بن حرب نے کہا بشر بن سری نے حماد بن زید سے پوچھا اور کہا ای ابو اسمٰعیل
وہ حدیث جو آئی ہے کہ اللہ اترتا ہے نیچے والے آسمان کی طرف
کہا وہ ایک جگہہ سے دوسری جگہہ کیطرف اٹھ جاتا ہے تب حماد بن زید
چپ ہو رہے پھر فرمایا وہ اپنی جگہہ پر ہے نزدیک ہو جاتا اپنے
خلق سے جسطرح چاہتا ہے ابو بکر بن اثرم نے کتاب السنۃ مین لکھا
ہمسے بیان کیا ابراہیم بن حارث نے یعنے عبادی نے کہا کہ ہمسے بیان

کہا لیث بن یحیی نے کہا کہ مین نے سنا فضیل ابن عیاض سے وہ فرماتے تھے
کہ جب جہمی تجھ سے کہے کہ مین اس خدا کا منکر ہون جو اپنی جگہہ سے سرک
جاتا ہے تو تو کہہ دے کہ مین اس خدا پر ایمان رکھتا ہون کہ جو چاہتا وہ
کرتا ہے اور وہ رسالہ جو امام احمد بن حنبل نے مسدد بن مسرہد کو لکھا تھا
تھا اوسمین یہ بھی تھا کہ اللہ نیچے والے آسمان کیطرف اترتا ہے اور عرش اللہ
سے خالی نہین ہوتا ہے عبد الرحمن بن مندہ نے اوس رسالہ کا ذکر کیا ہے
پھر لکھا ہے کہ یہ لفظ یعنے عرش خالی نہین ہوتا یہ لفظ اجنبی ہے ابن
تیمیہ فرماتے ہین کہ عبد الرحمن بن مندہ کا قول یہ ہے کہ اوس وقت
عرش خالی ہو جاتا ہے ابن تیمیہ جواب دیتے ہین کہ وہ رسالہ امام احمد کا
حنابلہ والون کے یہان مشہور ہے امام احمد کے ساتھ والون مین اور
اوسکی مصر والون مین ان سبھون نے اوسکو قبول کر لیا ہے اور اسکو ابن
بطہ نے کتاب الابانہ مین ذکر کیا ہے اور بہت لوگون نے اوس کو
منتہر جانا ہے جیسے قاضی ابو العلی ہین اور بہت سے حدیث والے
تامل کرتے ہین نہ یہ کہتے ہین کہ عرش اس وقت خالی ہو جاتا ہے نہ یہ
کہتے ہین کہ خالی نہین ہوتا اور اکثر حدیث والے کہتے ہین کہ عرش اللہ
کا خالی نہین ہوتا اور اسی مین سے جو کہا ہے ابن اثیر نے نہایہ مین اس حدیث
کی شرح مین واذا معہ یعنے مین اس ذکر کے ساتھ ہون رحمت اور توفیق سے اور
وھو حکم انما کنتم مین سرا وعلا اوسکا اور اسی مین سے ہے جو کہا ہے مجمع البحار

مین فتنی نے مثل اسی کے جو نہایہ مین ہے اور اسی مین سے ہے جو
کہا ہے امام غزالی نے احیاء مین کہ اسی طرح مضطر ہوئے ہین اہل حق
طرف تاویل کے اس قول مین اللہ تعالے کے وھو معکم اینما کنتم کہ
انہون نے باتفاق اسکو احاطہ اور علم اور عمل پر محمول کیا ہے مگر امام
غزالی رحمہ نے اربعین مین یون لکھا ہے کہ اللہ کی طرح کی کوئی شے نہین
اور کسی شئے کیطرح پر نہین اور طرفین اوس کو گھیرے مین لین اور
وہ عرش پر بیٹھا جسطرح پر اوس نے کہا اور جو معنی اوس نے کہے اور وہ
عرش کے اوپر ہے اور ہر شئے کے اوپر ہے اور اس کے ساتھ یہ بھی ہے کہ وہ
گلے کی رگ سے زیادہ بندے کے نزدیک اور وہ ہر شئے پر حاضر ہے
اور اس کا نزدیک ہونا جسمون کے نزدیک ہونے کیطرح پر نہین ہے اور
وہ کسی شئے کے اندر داخل نہین ہوتا اور کوئی شئے اوس کے اندر داخل
نہین ہوتی اور اسی مین سے ہے جو کہا ہے شیخ مجدد رئیس طائفہ نقشبندیہ
رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے اکتیسوین مکتوب مین کہ مجھے ہے شیخ محی الدین اور
اون کے اتباع سے کہ وہ کہتے ہین کہ ذات واجب تعالی کی مجہول مطلق ہے
اور اس کے اوپر کسی طرح کی حکم نہین لگا سکتے اور باوصف اسکے یہ کہتے ہین کہ
احاطہ اوس کا ذاتی ہے اور اسی طرح قرب و معیت اوس کی ذاتی ہے اور
اور یہ تو بلاشک و شبہ ذات پر ہے پر حکم لگانا ہے دیکھئے
جسے اوپر مجہول مطلق کہا تھا) پس اچھی طرح وہی ہے جو اور علماء

اہل سنت نے کہا ہے کہ قرب اوسکا اور احاطہ اوس کا علمی ہے اور ساتوین
مکتوب مین کہا ہے کہ احاطہ اللہ کا اور ایسا ہی ہے قرب اور معیت اوسکی
محققین علما کی نزدیک اللہ اون کو جزاے خیر دیوے علمی ہے اور حکم
کرنا قرب ذاتی کا اور مانند اس کے تحصیل حاصل ہے اور خدا سے
دور پڑنا ہے اور واصلین خدا اور قریب بارگاہ کبریا ہین وہ دعوی
نہین کرتے ہین قرب کا جیسے بعض شیوخ نے کہا ہے کہ جو کہے ہین
قریب ہون وہ بعید ہے اور جو کہے کہ مین دور ہون وہ قریب ہے
تمام ہوا قول مجدد الف رحمتہ اللہ علیہ کا اون لوگون کیطرف سے جواب
یہ ہے کہ انہون نے اللہ پر حکم نہین لگایا اللہ نے خود یہ لفظ فرمایا اور وہ
لوگ بلا کیف کی قید لگاتے ہین یہی قول ہے امام ابو حنیفہ کا اور بہت
اماموں کا اور مجدد صاحب کی مکتوب جو شیخ عبد الحی صاحب کی جمع
کئے ہوئے ہین اوسکے دسوین مکتوب مین لکھا ہے کہ اللہ پاک کے
نور کی اوس ظہور کی قابلیت جو سایہ نہین ہے وہ خاص قابلیت
عرش کو ہے اور سوا عرش کی عارف کامل کا قلب اوس نور سے روشنی پاتا ہے اور سوا
عرش کی اور عارف کامل کے قلب کی جہان کہین ظہور ہے وہ سایہ ہے
اصلی نہین ہے اور گیارہوین مکتوب مین لکھے ہین کہ عرش رحمان ذات پاک
کی نور کی ظہور کا مقام ہے اور سوا عرش کے جہان ظہور ہے وہ سایہ ہونے
سے خالی نہین اور عرش پر جو ظہور ہے وہ ہمیشہ ہے کسی وقت پوشیدہ نہین رہتا ہے

ذہبی نے کہا ہے کہ یہ جو
تشبیہ اللہ کو اس طریقہ پر کہا ہے
کی حقیقت کو اللہ ہی جانتے ہین
جسم کا قائل نہین کہا لیکن وہ بڑا
کیطرف کہتے ہین اور اسمین علما کا
اختلاف ہے کہ جو بات کسی کے قول
سے لازم آتی ہے اور اسمین علما کا
یا نہین یہ بات جب ہے جب فقط اوسی
کیطرف ہو نیکا قائل ہو لیکن جب
عقیدہ اوترنے کا اور حرکت اور
جانے کا اور ہاتھ پاؤن کا رکھا تو
صاحب جسم کا قائل ہوا دوسری جگہ
لکھا ہے کہ خشو یون
کے نزدیک
ہے
ہے
جانے مین دو زانو کے
کیطرف نور اور کا قائل ہوا اور
اللہ نور کا مین حرف اور آواز کا
قائل ہوا اس مقام مین نعب ہے
قائل ہوا اس مقام مین نعب ہے
امام ابو حنیفہ رحمتہ اللہ علیہ
عقیدہ
اس بات سے انکار ہے
من کمال کو پہنچے
اچھا طرح نہ سمجھے
ولی اور زاہد تون تا
اور بالکل غلط کرنا اور اس
عقیدہ

Marfat.com

ہرچند اللہ نور ہے آسمانون اور زمین کا مگر وہ نور سایہ کی پردہ مین ہے
نہ معیت بالذات اور اوسی مین سے ہی جو کہا قاضی پانی پتی نے تفسیر
مظہری مین اس قول الٰہی کے تحت مین وھو معھم کہ پوشیدہ نہین
رہتی ہے اوس کے اوپر کوئی شئے تمام ہوا قول قاضی صاحب کا اور اوسی
مین سے ہی جو کہا علامہ عزیزی نے شرح جامع صغیر مین اس حدیث کی
تحت مین کہ اللہ تعالی فرماتا ہے انا مع عبدی یعنی مین اپنے بندے کے
ساتھ ہون رحمت سے اور توفیق سے اور ہدایت سے اور اس حدیث کی
شرح مین انا ثالث الشریکین یعنی مین تیسرا ہون دو شریکون کا یعنی ساتھ
معونت اور حصول برکت کے اور اوسی مین سے ہی جو کہا ہے شیخ عبد الرؤف
مناوی نے اپنی شرح مین اسی کتاب کے یعنی جامع صغیر کے مثل علامہ عزیزی
کے **نوان باب** محکم اور متشابہ اور اون کے معانی کے بیان مین
جاننا چاہئے کہ سلف کے لوگ صحابہ اور تابعین رحمہم اللہ علیہم اجمعین سے اطلاق
متشابہ کا اوپر آیات صفات کے اور جو اون کے مانند ہین منقول نہین ہوا
جیسے یہ قول ہے اللہ پاک کا الرحمن علی العرش استوی اور بل یداہ
مبسوطتان ولتصنع علی عینی اور اوس کے سوا اور جو آیات صفات ہین
اون کو کسی نے متشابہ نہین کہا اور اون کو متشابہ کہنا نہ کسی روایت صحیح
مین وارد ہوا ہے نہ ضعیف مین بلکہ اون سے جو مروی ہوا ہے وہ صاف
اسپر دلالت کرتا ہے کہ یہ سب آیات محکمات ہین اور ان مین مجال تاویل
کی نہین یا متشابہات ہین مثل اور آیات اعتقاد کے کہ اون پر ایمان لانا واجب ہے

قیامت کے یا اور آیتون کے جنکی معانی پر یقین لانا ضرور ہے یہ تو
اگلون کا حال ہوا مگر پچھلے لوگون نے متشابہ کا اطلاق خاصۃً ایسی
آیتون پر کیا ہے اس خیال سے کہ متشابہ مشتق ہے شبہ سے اور شبہ کے
معنی خفا کے ہین یعنی پوشیدگی اور اس مین شک نہین کہ ان آیتون
مین کیفیت کے روسے البتہ پوشیدگی ہے اسلئے ان کو متشابہ کہنا صحیح
ہوا اس حیثیت سے نہ اس نظر سے کہ معنی ان آیتون کے قطعاً مجہول ہین
جیسے حروف مقطعات کے معانی قطعاً مجہول ہین جو اوایل سور مین واقع
ہوئے ہین اسلئے کہ آیات صفات کے الفاظ معانی کے لئے وضع کی گئی
اور عرب کے لوگون مین مستعمل ہین پھر ان کو حروف تہجی کے مثل سمجھنا کیونکر
صحیح ہوسکتا ہے حالانکہ حروف تہجی لغت مین کسی معنی کے لئے وضع نہین
کی گئی بلکہ اسلئے وضع ہوئے ہین کہ اون سے لفظون کو ترکیب دیوین
اور اسی لئے اوائل سور کو کہا گیا ہے کہ وہ اسرار ہین اللہ تعالی اور اوس کی
نبی کے درمیان اور ظاہر ہے کہ آیات صفات کو کسی نے اسرار نہین کہا
غرضکہ ہمارے ہمعصر لوگون مین سے جنھون نے یہ خیال کیا ہے کہ آیات
صفات اوائل سور کے قبیل سے ہین انہون نے کھلی غلطی کی اور بڑا دھوکا
کھایا پھر متاخرین علما مین سے بھی بعضون نے صاف کہدیا کہ متشابہ
فقط اوائل سور ہین اور موافقت کی انہون نے سلف کی کہ اطلاق کیا
متشابہ کا آیات صفات پر اور اون مین سے بعضون نے تصریح کی کہ

Marfat.com

آیات صفات متشابہ ہین اس حقیقت سے کہ ان سے کیا معنی مراد ہین
خفا پایا جاتا ہے یعنی اوس معنے مین جو مکیف ہو بکیفیت مخصوصہ اور یہ کسی نے نہین
کہا کہ اوس کی معنی لغوی مجہول ہین بلکہ یون کہا ہے کہ ان نصوص صفات
کو ظاہر معنے پر جاری کرنا چاہیئے اور یہ نہ کہنا چاہیئے کہ کیونکر ہے اور کس طرح
ہے اور ظاہر ہے وہ ظاہر نہین مراد لیا جو ہمارے حق مین ہے ایک کیفیت
مخصوصہ کے ساتھ اور مراد اون کے ظاہر سے ظاہر معنی لغوی ہے یعنے
وہ قدر مشترک جو تمام افراد مین پائی جاتی ہے اور اسی لئے جس شخص نے
کہا کہ یہ نصوص اپنی ظاہر سے پھیرے گئی ہین اوسنے اوس ظاہر کو مراد لیا
جو ہمارے حق مین ہوتا ہے اور اس تقریر سے تناقض اون کے کلام کا
اوٹھ جاتا ہے (خلاصہ یہ کہ ظاہر دو قسم کا ہے ایک قدر مشترک جو سب
افراد مین پایا جاتا ہے اوس کا تو آیات صفات مین اثبات کیا ہے اور
اوسی پر آیات صفات کو جاری کیا ہے اور اوس مین کوئی کیفیت ماخوذ
نہین اور دوسری وہ ظاہر جو ہمارے حق مین ہے کیفیت مخصوصہ کے ساتھ
اوس سے صفات کو پھیرا ہے) اور اگر اس تقریر کو تسلیم نہ کرین تو اون کے
کلام مین بڑا اختلاف لازم آتا ہے اور خلاصہ یہ ہے کہ آیات صفات کی
معنی تو لغوی ہین کہ اون پر آیات صفات کو حمل کرتے ہین اور یہ نہین کہتے کہ
اون کی کیفیت کیا ہے یعنے اون کی کیفیت خاصہ مین گفت و گو نہین کرتے
اور دوسری وہ معنی ہین جسکی نفی کو واجب کہتے ہین اللہ پاک کے صفات سے

Marfat.com

اور وہ معنی مخصوص ہین کیفیت رکھتے ہوئے کہ ایک کیفیت خاص اون کے
ساتھہ ہے اور وہ کیفیت ہمارے حق مین مشہور ہے جیسے اون کے تصریحات
سے معلوم ہوتا ہے اور آگے اوس کی تفصیل اور بابون مین آتی ہے اوسکی
منتظر رہو اب ہم پہلے اون اقوال کو نقل کرتے ہین سلف سے جن مین معنے
محکم اور متشابہ کے مذکور ہین جس سے بخوبی واضح ہوجاوے کہ ہمنے جو اوپر
ذکر کیا ہے کہ اگلے لوگون نے آیات صفات کو اور اون کے امثال کو
خاصتہً متشابہ نہین کہا یہ بہت صحیح ہے اور اس مین کچھہ شک نہین ہے سو اب
ہم کہتے ہین کہ روایت کی ابن جریر نے ادفی کے طریق سے ابن عباس
رضی اللہ عنہ سے کہ اونہون نے فرمایا محکمات وہ آیات ناسخات ہین کہ جن
پر دین کا مدار ہے اور متشابہ وہ آیات منسوخہ ہین جن پر دین کا مدار نہین اور
روایت کی ابن جریر نے سدی کے طریق سے ابن ابی مالک اور ابی صالح
سے انہون نے ابن عباس سے اور مرہ سے انہون نے بن مسعود سے اور اور
چند صحابیون سے کہ محکمات آیات ناسخات ہین جن پر عمل کیا جاتا ہے اور متشابہات
منسوخات ہین (یعنی جن پر عمل نہین ہوتا) اور روایت کی بغوی اور رازی نے
ابن عباس سے کہ انہون نے کہا متشابہات حروف تہجی ہین جو سورتون کے
اول مین آتے ہین اور روایت کی ابن ابی حاتم نے مقاتل بن حیان سے
کہ انھون نے کہا متشابہات جو ہمکو پہنچی ہین وہ الم اور اطر اور الر ہین
اور روایت کی بخاری نے تاریخ مین اور ابن منذر اور بغوی اور ابن جریر نے

ابن اسحاق کے طریق سے کلبی سے انہون نے ابی صالح سے انہون نے
ابن عباس سے انہون نے جابر بن عبد اللہ بن رباب سے کہ انہون نے کہا
ابو یاسر بن اخطب چند یہود کے ساتھ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس سے
گذرا اور آپ سورۂ بقر کا شروع پڑھتے تھے الم ذالک الکتاب لا ریب فیہ
سو اوس کا بھائی حیی بن اخطب چند یہود کے ساتھ آیا اور اوس نے کہا ہمین
معلوم ہے آج مینے سنا ہے محمد کو وہ اپنے اوپر اوتری ہوئی آیتون مین سے
الم ذالک الکتاب پڑھتے تھے تب ابو یاسر نے کہا کیا تو نے خود سنا ہے
اوس نے کہا ہان پھر حیی اون لوگون کو ساتھ لیکر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے
خدمت مین حاضر ہوا اور کہا کہ ہمکو خبر پہونچی ہے کہ آپ پر الم اوترا ہے سو مین
آپ کو قسم دیتا ہون کہ آپ پر یہ اوترا ہے یا نہین آپنے فرمایا ہان اوترا ہے
اوس نے کہا اگر یہ حق ہے تو مین جانتا ہون کہ مدت اس امت کی اکتہتر برس ہے
پھر اس کے سوا اور بھی کچھ آپ پر اوترا ہے آپنے فرمایا ہان المص تب
اوس نے کہا اس کی عدد زیادہ ہوتے ہین یہ ایک سو اکسٹھ ہوتے ہین پھر
اوس نے کہا اور کچھ اوترا ہے آپنے فرمایا ہان الر اوس نے کہا یہ اوس سے
زیادہ ہین یہ دو سو اکتیس سال ہین اس کے سوا اور بھی اوترا ہے آپنے فرمایا
ہان المر ہے اوس نے کہا یہ اوس سے بھی زیادہ ہے یہ دو سو اکتہتر سال ہین
اور اب ہم پر گڑبڑ ہو گئی یہ بات اور ہم نہین جانتے کہ تھوڑی مدت کو یقین
کرین یا زیادہ کو اور ہم اون مین ہین جو اسپر ایمان نہین لاتے پس

اللہ تعالی نے یہ آیۃ اوتاری فاما الذین فی قلوبھم زیغ فیتبعون ما
تشابہ منہ یعنے جنکے دلون مین کجی ہے وہ اوس قرآن کے متشابہات کے
پیچھے پڑتے ہین غرض ان آثار کے اوسکی بخوبی معلوم ہوا کہ آیات صفات
جیسی الرحمن علی العرش استوی ہے ہرگز متشابہات سے نہین اس لئے
کہ متشابہات ان کے روسے منسوخ آیتین ہین یا اوائل سور اور آیات
صفات اون مین ہرگز داخل نہین اور روایت کی ابن جریر اور ابن منذر
نے ابن اور ابی حاتم نے طریق علی سے ابن عباس سے کہ انہون نے کہا محکمات
ناسخ اور حلال وحرام اور حدود اور فرایض کے آیتین ہین اور جن پر ایمان
لایا جاتا ہے اور عمل بھی کیا جاتا ہے اور متشابہات منسوخ آیتین اور مقدم
وموخر اور امثال اور اقسام ہین کہ جن پر صرف ایمان رکھا جاتا ہے اور عمل
نہین کیا جاتا اور روایت کی سعید بن منصور نے اور ابن ابی حاتم نے اور
حاکم نے اور صحیح کہا اوس کو اور روایت کی ابن مردویہ نے عبد اللہ بن
قیس سے کہ سنا مین نے ابن عباس سے کہ اس آیت کی تفسیر مین کہتے تھے
منہ آیات محکمات کہ تین آیتین آخر سورۂ انعام کی محکمات ہین قل تعالوا
اور دو آیتین اوس کے بعد کی اور روایت کی عبد بن حمید نے ابن عباس سے
کہ انہون نے فرمایا محکمات حلال وحرام اور متشابہات جو اوس کے سوا ہین
اور روایت کی فریابی نے اور عبد بن حمید نے مجاہد سے کہ انہون نے کہا
محکمات وہ ہین جن مین حلال وحرام ہو اور اس کی سوا جتنی آیتین ہین سب

متشابہات مین کہ ایک دوسرے کو سچا کرتے ہین جیسے یہ آیت وما
یضل بہ الا الفاسقین الذین الآیۃ اور یہ آیت کذلک یجعل اللہ
الرجس علی الذین لا یؤمنون اور یہ آیت والذین اھتدوا زادھم
ھدی وآتاھم تقوٰیھم غرض یہ آیتین ایک دوسرے کو سچا بتاتے
ہین اسلئے متشابہہ ہین اور روایت کی ابن ابی حاتم نے ربیع سے کہ انہون
نے کہا محکمات وہ آیتین ہین جس مین جھڑکیان ہین اور روایت کی عبد بن
حمید اور ضریس اور ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے اسحاق بن سوید سے کہ
یحیٰی بن یعمر اور ابا فاختہ دونون نے تکرار کی اس آیت مین ھن ام الکتاب
سو ابو فاختہ نے کہا کہ وہ فواتح سور ہین کہ اوسی مین سے قرآن شروع
ہوا کرتا ہے جیسے الم ذلک الکتاب اور اوسی سے سورۂ بقر شروع
ہوتی ہے اور الم اللہ لا الہ الا ھو کہ اس سے سورۂ آل عمران شروع
ہوتی ہے اور یحیٰی نے کہا کہ نہین ام الکتاب وہ آیتین ہین جن مین فرایض
اور امر و نہی اور حلال و حرام اور حدود ہین اور وہ ستون ہین دین کا اور
روایت کی ابن ابی حاتم نے سعید بن جبیر سے کہ ام الکتاب وہ آیتین ہین
جو اصل کتاب ہین اسلئے کہ وہ تمام کتب مین مکتوب ہین اور روایت کی ابن
جریر نے محمد بن جعفر بن زبیر سے کہ انہون نے کہا محکمات حجت
ہین پروردگار کی اور عصمت یعنی بچاؤ ہین بندون اور دافع ہین مخصوم اور
باطل کی اور اون مین اپنے مواضع سے تصرف نہین ہو سکتا اور دوسری

آیتین متشابہات ہین کہ صدق مین ایک دوسرے کی مشابہہ ہین اور اون
مین تصریف وتحریف وتاویل ہوسکتی ہے کہ اللہ تعالی اوس سے اپنی بندون
کو آزماتا ہے جیسے حلال وحرام مین اون کو آزماتا ہے کہ باطل کے طرف
اون کو پھیرین اور حق کے جانب سے اون کی تحریف نہ کرین اور روایت
کی ابن جریر نے مالک بن دینار سے کہ انہون نے کہا مینے حسن سے اس
آیتہ کو پوچھا ھن ام الکتاب تو انہون نے کہا وہ حلال وحرام کی آیتین
پھر مین نے اون سے کہا کہ الحمد للہ رب العالمین کیا ہے انہون نے
کہا یہی ام الکتاب ہے اور روایت کی ابن المنذر نے سعید بن جبیر سے کہا
کہ متشابہات وہ آیتین ہین قرآن کی کہ شبہہ ہوتا ہے اون مین لوگون کو
جب اون کو پڑھتے ہین اور اسی سبب سے گمراہ ہوجاتا ہے جو گمراہ ہوا ہے غرض
ہر فرقہ ایک آدھے آیت کو قرآن کی پڑھتا ہے اور خیال کرتا ہے کہ یہہ اوسکے
موافق ہے پھر جن آیتون کو متشابہات مین سے حروریہ پڑھتے ہین وہ یہہ
قول ہے اللہ تعالی کا ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاولئک ھم الکافرون
پھر اوس کے بعد یہ پڑھتے ہین اوس مین ملا کر والذین کفروا
بربھم یعدلون پھر اس سے مطلب یہ نکالتے ہین کہ جب امام نے
ارادہ کیا اللہ کے سوا کسی کو حکم بنا دین تو اونہون نے کہا وہ کافر ہوگئے
اور جو کافر ہوا اوسنے پروردگار کے برابر کیا (یعنی اوس کی غیر کو) اور
جس نے پروردگار کے برابر کیا وہ مشرک ہوا لہذا یہ سب امام مشرک ہین

یہ سب امام مشترک ہین (غرض یہہ اون کو متشابہات آیتون سے
شبہہ ہوا) اور روایت کی قرطبی نے ابن عباس سے کہ محکمات
ومتشابہات مین جو بات کہی گئی اون سب مین بہتر یہ ہے کہ محکمات وہ
ہین جو اپنی ذات سے آپ قایم ہین اور محتاج نہین ہین اس کی کہ
اون کو دوسری آیتون کی طرف پہیرین جیسے ولم یکن لہ کفوا احد
اور انی لغفار لمن تاب اور متشابہات جیسے ان اللہ یغفر الذنوب
جمیعا کہ اس کو اللہ تعالی کے اس قول کیطرف پہیرنا ضرور ہے وانی
لغفار لمن تاب اور اس آیت کی طرف ان اللہ لا یغفر ان یشرک
بہ غرض یہ ہین سب روایتین جو سلف سے مروی ہوئے ہین محکم اور
متشابہہ کے توضیح معانی مین اور خلاصہ مطلب جو ان سب آثار سے معلوم
ہوتا ہے کہ متشابہ کے چار معنی ہین اول تو متشابہہ منسوخ آیتین ہین اور مقدم
وموخر اور امثال واقسام ہین کہ جن پر ایمان لاتے ہین اور عمل نہین کرتے
دوسری یہ کہ سورۂ انعام کی تین آیتون کے سوا سب متشابہہ ہین تیسرے یہ کہ
آیات حرمت اور حلت کے سوا سب متشابہہ ہین چوتھے یہ کہ جن مین لوگونکو
دہوکہ واقع ہوا اور اوس مین اختلاف کرین اور آخر کار ضرور ہو کہ اون کو
دوسری آیتون کی طرف پہیرین اور اگرچہ وہ فروع مین ہون یا اصول
مین اور تم پر مخفی نہین کہ متشابہات معنے اول کے رو سے تمام آیات اعتقاد
ہین جنکو عمل سے تعلق نہین جیسے یہہ آیۃ ان اللہ علی کل شی قدیر اور

ان الله قد احاط بكل شي علما اور الله خالق كل شي اور اسي قسم كي
جو آيتين هين اور آيات صفات كي كچهه اس مين تخصيص نهين كه وهي متشابه
هون بنسبت دوسرے اعتقاد كي آيتون كے باوجود اسكے كه متاخرين
سب كے سب اون آيتون كو محكمات مين شمار كرتے هين پهر كيا سبب هے كه
وه آيات صفات كو خاصته متشابهات جانتے هين باوجوديكه اعتقاد
كي تمام آيتون پر تعريف متشابهه كي صادق آتي هے اور سب پر اوسكي حد منطبق
هوتي هے اور ايسي هي دوسرے معني بهي هين بلكه اس صورت مين متشابه
كا دايره ايسا وسيع هوجاتا هے كه صحيح هوتا هے كه ساري قرآن كو متشابه كهين
اور ان تين آيتون كا خارج هوجانا متشابهات سے اس كهنے مين كچهه
نقصان نهين كرسكتا اور ايسا هي تيسرے معني كے اعتبار سے بهي لازم
آتا هے مگر اس صورت مين دايره اتنا وسيع نهين هوتا مگر تاهم معني اول كے
اعتبار سے زياده وسيع هوتا هے اسلئے كه وه شامل هوجاتا هے فرايض
اور واجبات اور سنن كو اور ايسي هي چوتهے معني هين اسلئے كه جو آيت
مجمل يا مشترك هے اوس كي معني مين علما كا ضرور اختلاف هے اور يه اختلاف
كچهه آيات صفات هي مين منحصر نهين جيسے كه ظاهر هوجاتا هے اوسپر
مضمون جو كلام اور فقه مين اوس كا تتبع كرے حالانكه متاخرين نے
اون آيتون كو متشابهات مين نهين شمار كيا اور مثالين ان كي بهت
هين جيسے يه قول الله تعالى كا لا تدركه الابصار وهو يدرك الابصار

اور لیس کمثلہ شیء وھو السمیع البصیر اور یہ قول اوس کا ومن لم یحکم
بما انزل اللہ فاولئک ھم الکافرون اور اس کے سوا اور بہت سے
آیتین بیحد و بیشمار ہین بلکہ ان سب آیتون کو محکمات مین گنا ہی اور
تم خوب پہچان چکے ہو کہ جو ذکر کیا ہے ہم نے سلف سے اوس سے بخوبی
واضح ہو چکا ہے کہ سلف کے لوگ آیات صفات کو متشابہ مین ہرگز داخل
نہین کرتے تھے اور اگر داخل کرتے تھے تو تمام اعتقادی آیتون کو متشابہ
جانتے تھے کچھ تخصیص آیات کی صفات کی نکرتے تھے باوجودیکہ تمام جہان
کے مسلمان اسپر متفق ہین کہ اعتقادی آیتون کے معانی سمجھنا اور اوسپر
ایمان و یقین کرنا ضرور ہے اور یہ کسی نے آجتک نہین کہا کہ آیات اعتقاد
کی مجہول ہین اور نہین تو اعتقاد مین جہالت لازم آوے گی پس اسی طرح آیات
صفات بھی ہین اور حاصل کلام یہ ہے کہ اقوال سلف سے یہ نہین ثابت ہوتا
نہ صراحۃً نہ اشارۃً نہ رمزاً نہ کنایۃً کہ آیات صفات اور اون کے مثل ایسے
ہین کہ اون کے معنون کے ساتھ تمسک روا نہین یا اون کے مراد کے
ساتھ اعتماد درست نہین بلکہ انہون نے آیات صفات کو ہرگز متشابہ
نہین کہا بلکہ اعتقادی تمام آیتون کے برابر سمجھا بغیر اسکے کہ وہ فرق کرین
الرحمن علی العرش استوی اور ان اللہ علی کل شیء قدیر مین اور جیسے
یہ دوسری آیت مجہول ہے اپنے معنی ظاہری پر بغیر تحریف و تاویل کے
ہے پہلے آیت بھی اون دونون ایمان مین کسی طرح کا فرق نہین ہے

نزدیک اور اسپر تو ساری امت متفق ہے کہ اقتدا اور پیروی سلف
امت کی صحابہ اور تابعین اور ائمہ مہدیین سے اعتقاد اور عمل مین اولے
اور انسب اور بہتر اور خوشتر ہے پہر اس مین شک نہین کہ پیروی اونکی
اس مسئلہ اعتقادی مین پچھلے لوگون کے تقلید سے بہتر ہے اور علی الخصوص
جبکہ پچھلے لوگون کے اقوال اس مین مضطرب اور پریشان ہون اور ایک
قول محقق پر محکم اور متشابہ کی تعریف مین متفق نہون اور آپس مین بے انتہا
اختلاف رکھتے ہون کوئی تو کہتا ہو کہ متشابہ اوایل سور مین اور اسنے
مراقضت کی سلف کی اور ان لوگون نے کہا کہ آیات استوا اور فوقیت
وغیرہا سب صفات کی آیتین محکم ہین کسی طرح تاویل کی مجال اون مین نہین
اور اس قول کے قائلین مین ہین ابن تیمیہ اور ابن قیم اور علامہ ذہبی اور امام
محمد بن موصلی وغیرہم اور ان کے سوا اور لوگون نے اور باتین کہین کہ کسی کے
قول سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ آیات صفات متشابہ ہین اور کسی سے ثابت
ہوتا ہے کہ متشابہ نہین اور اگر کوئی شخص اون کے اقوال کو جمع کرے
اور گنے تو بخوبی جان لے گا کہ جو لوگ سلف کے موافق ہین متاخرین مین سے
وہ اگرچہ زیادہ نہین ہین لیکن پھر بھی مخالفان سلف سے کم بھی نہین اور اب ہم اونکے
اقوال نقل کرتے ہین جو متاخرین مین سے سلف کے موافق ہین تعریف متشابہ مین
پہر اون کے اقوال بھی نقل کرتے ہین کہ جنھون نے خلاف کیا سلف کا پہر
ذکر کرتے ہین وجہ سلف کے اقوال کی ترجیح کی اور بدلائل محکمہ اور براہین مسلمہ

Marfat.com

اس دعوی کو ثابت کرتے ہین اب ہم کہتے ہین کہ **قسم اول** یعنے
جس مین موافقان سلف کے اقوال مذکور ہین اوس مین سے ہے جو ذکر کیا
بغوی اور سیوطی اور رازی وغیرہم نے اپنی تفسیرون مین کہ متشابہ وہ ہے
کہ خاص کیا اللہ تعالی نے اپنی ذات کو اوسکی جاننے کے لئے اور سوا
اوسکے اور کسی کو علم نہین جیسے قیامت کی نشانیون سے خبر دینا اور خروج
دجال اور نزول عیسے علیہ السلام اور طلوع شمس مغرب کے جانب سے اور وقت
قیامت کے آنے کا اور وقت دنیا کے فنا ہونے کا اور اوسمین سے ہے
جو کہا سید شریف جرجانی نے اپنی تعریفات مین کہ متشابہ وہ ہے جو اپنے
لفظ کی راہ سے مخفی ہو اور ہرگز امید نہو کہ اوسکی معنے معلوم
ہون جیسے اوائل سور مین تمام ہوا قول اونکا درکھا ہے رازی وغیرہ ہم نے کہ متشابہ سے
قسم ہے ایک وہ کہ محتمل ہے کئی وجوہ کا دوسرے وہ ہے کہ علم اوس کا
حاصل ہوسکتا ہے نظر اور فکر سے مگر عوام اوس کو نہین جانتے اور وہ جدا
نہین کرسکتے حق کو باطل سے تیسرے اون مین سے وہ ہے جس کی معنی مستقل
نہین ہین بلکہ محتاج ہین کہ اوس کو دوسری آیتون کے طرف پھیر کر سمجھین
چوتھے قسم وہ ہے کہ الفاظ اوس کی مکرر ہین پانچوین قسم قصص و امثال کی
ذکر کیا اس کو بغوی اور سیوطی نے اتقان وغیرہما مین جو امام ہین تفسیر کے
اور پیچھے وہ سب جسکے ساتھ تمسک کیا ہے اہل زیغ اور ضلال نے اپنی
اثبات دعاوی کے لئے سا تو ہین وہ ہین کہ معانی اوس کی بالکل معلوم نہین

ہوتی جیسے اوایل سور ہین یا اوس مین کسی طرح کا خفا ہے خواہ اشتراک
ہو یا اجمال وغیرہ ہو جیسے مسئلہ قرء کا اور ربوا کا ذکر کیا اوسکو اصحاب اصول نے
اور دوسری قسم وہ ہے کہ معنی اوس کی لغت کی راہ سے معلوم ہین مگر مراد
اللہ کی اوس لفظ سے معلوم نہین اسلئے کہ ظاہر اوس کا مخالف ہے محکم
کا جیسے یہ قول ہے اللہ تعالی کا ید اللہ اور وجہ اللہ اور الرحمن علی العرش
استوی ذکر کیا اس کو بعض متاخرین اصولین نے اور انھی کے پیروی
کی ہے سیوطی اور قسطلانی نے اور نووی وغیرہم نے محدثین و مفسرین مین سے
ولیکن یہ سب لوگ متفق ہوئے ہین اس کے بعد کہ معنی لغوی اوس کے معلوم
ہین مگر کیفیت مجہول ہے اسی واسطے انھون نے ان کو متشابہ کہا ہے اور
یہان لفظ متشابہ کا شبہ سے مشتق ہے جسکے معنی خفا کے اسلئے کہ اس مین
خفا ہے کیفیت کے رو سے اور وضوح ہے باعتبار معنی لغوی کے غرض
یہ اوس قسم مین سے نہین ہے کہ جسکے معنی مطلق معلوم نہون جیسے اوائل سور
مین اور تفسیر احمدی مین کہا ہے وجوہ یومئذ ناضرۃ الی ربہا ناظرۃ
یہ آیت محکم ہے وجوب دیدار الٰہی مین مسلمانون کے لئے بعد دخول جنت
کے اور متشابہ ہے کیفیت کی راہ سے اسلئے کہ لازم آتا ہے مکان اور
جہت اللہ پاک کے لئے پس پھر اسکو محکم کے طرف اور یہ فرمانا ہے
اللہ تعالی کا لیس کمثلہ شیء پس ہم کہتے ہین کہ کیفیت رویت کی ہم نہین
جانتے اور اعتقاد رکھتے ہین اصل رویت کا اور اس تقریر سے معلوم ہوا

Marfat.com

کہ معنی اور ہین اور کیفیت اور ہے اور کیفیت مجہول ہونے سے معنی کا مجہول
ہونا لازم نہین آتا جیسا وہم کیا ہے بعض کوتاہ عقلون نے (کہ جو باعث
فساد دین ہوئے ہین اور اون تفاہیم کو جان جہان اور ایمان جان
جانتے ہین حالانکہ وہ ایمان کے حق مین مثل برق کے ضرر رسان ہین
اور جب کلام یہان تک پہنچا تو بخوبی واضح ہوگیا کہ مذہب سلف ہی قبول
کے لایق ہے اور اتباع اوسی کا سب پر فایق ہے اسلئے کہ اگر اس مین
صرف اکیلی سلف ہی لوگ ہوتے جب بھی اونھی کا اتباع اولی تھا خلف کی
تقلید سے نہ کہ اوس صورت مین کہ اکثر خلف کے لوگ بھی اون کے تابع
اور پیرو ہون یہ مقام غور و انصاف کا ہے کہ اس طرح کی تحقیق ایسے مختصر
بیان مین اکثر بڑی کتب مین بھی نہ ملی گی چہوٹے رسالون مین تو کیا ذکر
ہے اور اگر ہم کلام کو طول دین تو ایک بحر طویل ہو جاوے اور اوس کے
تحریر کے لیے دفتر جلیل درکار ہو غرض عالم تحریر کو اتنی تحریر کافی ہے پہر بعضے کوتاہ خرد
لوگون نے ہمارے زمانہ کے یہ خیال کر رکھا ہے کہ آیات صفات اسرار
اللہ ہین اور اس بات مین تمیز نہین کیا کہ اسرار اللہ صرف اوائل سور ہین اور
سلف سے خلف تک کوئی اوس کا قائل نہین ہوا کہ آیات صفات اسرار
اللہ ہین چنانچہ روایت کی ابن منذر وغیرہ نے شعبی سے کہ اون سے کسی نے
پوچھا فواتح سور کو تو انہون نے کہا کہ ہر کتاب مین کچھ اسرار ہوتے ہین
اور اس قرآن کے اسرار فواتح سور ہین اور دوسرے لوگون نے اسکی

معنی مین عذر کیا ہے اور شاید وہ مبنی ہے الا اللہ پر وقف کرلی پر اور وقف
نہ کرنی پر جیسا کہ مصرح ہے کتب تفاسیر مین **دسوان باب** اس
بیان مین کہ جن لوگون نے آیات واحادیث صفات کو متشابہ کہا ہے
اون کی مراد اس کہنے سے کیا ہے۔ جان لو کہ سلف رحمہم اللہ نے تو ہمین
تصریح نہین کی ہے کہ آیات صفات واحادیث متشابہ ہین اور تصریح
کی ہے بعض علماء متاخرین نے غرض سلف سے کسی کا یہ قول نہین کہ یہ
متشابہ ہین سو اخلف کے تو اب ہم نقل کرتے ہین عبارتین بعض لوگون کے
پھر بیان کرتے ہین مراد اون کی کہ کیون اطلاق کیا ہے اونھون نے ان
پر متشابہ کا سو ہم کہتے ہین کہ متشابہ لغت مین کبھی مشتق ہوتا ہے تشابہ
سے جیسے قرآن مین سورۂ بقر وارد ہوا ہے ان البقر تشابہ علینا یعنی مشابہ
ہوتی ہے ایک دوسری کے اور اسی معنی کے روسے اللہ صاحب فرماتا
کتابا متشابہا یعنے یہ قرآن متشابہ ہے کہ ہر آیت فصاحت وبلاغت
مین دوسری کے مشابہ ہے اور کبھی یہ لفظ مشتق ہوتا ہے اشتباہ سے
یعنی متشابہ وہ ہے جسکی مراد مین اشتباہ وارد ہو۔ اور کبھی مشتق ہوتا ہے
شُبْہ سے جو بالضم ہے اور معنی اوسکی مطلق خفا کے ہین اور اس رو سے
جس مین خفا ہو اوسے متشابہ کہہ سکتے ہین خواہ بالکل خفا ہو یا کسی ایک
وجہ سے غرض جب من جمیع الوجوہ خفا ہی تب ہی متشابہ کہین گے اور جب
کسی ایک جہت سے خفا ہے تو اوس کو ایک وجہ سے متشابہ کہین گے پھر

Marfat.com

جب آیات صفات کے معانی معلوم تھے اور کیفیت مجہول تھی تو متقدمین
متاخرین نے متشابہ کا اطلاق اوسپر کردیا اور اون کو آیات متشابہہ کہدیا
چنانچہ لوذی نے شرح مسلم مین امام غزالی سے نقل کیا ہے کہ اونہون نے
مستصفی مین کہا کہ اختلاف کیا ہے مفسرین نے اور اصولیین وغیرہم نے
محکم اور متشابہ مین بہت کچھ پھر جب اچھی طرح وقوف اوس کی تفسیر کا انکے
اختلاف کے سبب سے حاصل نہ ہو تو ضرور ہے کہ ہم اوسے لغت سے دریافت
کرین اور مناسب لفظ کی وضع کے لحاظ سے دیکھین اور وضع کے لحاظ سے
مناسب نظر نہین آتا قول اون لوگون کا جنہون نے کہا ہے کہ حروف مقطعہ جو
اوایل سور مین ہین وہ متشابہ ہین اور اوس کے سوا سب محکم ہین اور نہ قول
اون لوگون کا جنہون نے کہا ہے کہ محکم وہ ہے جسکو راسخان فی العلم جانتے
ہین اور متشابہ وہ ہے کہ جسکو صرف اللہ ہی جانتا ہے اور نہ قول اون لوگونکا
جنہون نے کہا ہے کہ محکم وعد و وعید و حلال و حرام ہے اور متشابہ قصص و
امثال ہین کہ یہہ قول تو سب قولون کے بہ نسبت دور ہے بلکہ صحیح یہ ہے کہ محکم
کے دو معنی ہین ایک تو یہ کہ معنی اوسکے ایسے کہلے ہوئے ہون کہ اوس مین
کسی طرح کا اشکال اور احتمال نہ آتا ہو اور متشابہ وہ ہے کہ اوس مین احتمال
آتا ہو اور دوسری یہ کہ محکم وہ ہے کہ جسکی نظم ترتیب مفید ہو یا ظاہر کے طور سے
یا تاویل کے نظر سے اور متشابہ وہ اسمار مشترکہ ہین جیسے قرو اور کالذی
بیدہ عقدۃ النکاح اور جیسے لفظ لمس کا ہے کہ فرد و مین تردد ہے

مراد حیض ہے یا طہر اور آیت الذی بیدہ مین تردد ہے کہ مراد
اس سے ولی ہے یا شوہر ہے تیسرے لفظ ملس مین تردد ہے کہ مراد اوس سے
وطی ہے یا صرف ہاتھ سے چھونا اور مانند اسکے اور پھر کہا کہ کبھی اطلاق اسکا
کیا جاتا ہے صفات اللہ پر کہ اوس مین بھی وہم ہوتا ہے جہت اور تشبیہ کا
اور محتاج ہین یہہ آیات تاویل کے تمام ہوا قول امام غزالی کا اب غور کرو
کہ کیونکر کہا انہون نے صیغہ مجہول کا (یعنی کہا اطلاق کیا جاتا ہے) اور
بیان کیا لفظ تمریض کا یعنی ضعف کہ لفظ متشابہہ کا اطلاق کبھی کیا جاتا ہے
صفات اللہ پر اور کہا ہے فخر الدین رازی نے اپنی تفسیر مین کہ ہر شخص اپنے
موافق مذہب کے آیات کو محکم کہتا ہے اور جو مخالف ہین اون کو متشابہہ بتاتا ہے
اور دوسری مقام مین کہا ہے کہ تم دیکھو گے ہر گروہ کو دنیا مین کہ جو آیتین
اوس کے مذہب کے موافق ہین اون کو محکم کہتا ہے اور جو آیتین اوس کے
خصم کے مطابق مذہب ہین اون کو متشابہہ ٹھیراتا ہے غرض جو جہت کو خداوند
تعالی کے لئے ثابت کرتے ہین وہ اس آیت کو یخافون من ربہم
من فوقہم اور اسکو الرحمن علی العرش استوی محکم ٹھیراتا ہے اور دوسرا
جو اوس کے مقابل ہین نفی جہت کرتا ہے وہ اس آیت سے تمسک کرتا ہے
لیس کمثلہ شیء وھو السمیع البصیر پھر کہا اور داخل ہے اسی باب مین
استدلال متشابہہ کا اس قول سے الرحمن علی العرش استوی اس لئے کہ جب ثابت
ہو گیا عقل صراح کے نزدیک کہ جو چیز حیز مین ہو تو خواہ نخواہ یا تو بہت چھوٹی

ہوگی جیسے جزلایتجزی اور وہ بالاتفاق باطل ہے اور یا بہت بڑی
ہوگی پس وہ منقسم اور مرکب ہوگی اور جو مرکب ہے وہ ممکن اور محدث ہے
غرض یہ دلیل صاف دلالت کرتی ہے کہ محال ہے کہ اللہ تعالی کسی مکان مین
ہو پس اب ضرور ہوا کہ الرحمن علی العرش استوی اور مانند اوس کے متشابہ
ہون تو اب جو اسکے ساتھہ متمسک ہے وہ متشابہ کے ساتھہ متمسک ہے اور
اسی قسم سے ہی استدلال کرنا معتزلہ کا ساتھہ ظاہر آیات کے جو دلالت کرتے ہین
اوپر سپرد کردینے فعل کے بالکل بندے کے طرف آخر قول تک فخر الدین رازی
کے (یعنی معتزلہ قایل ہین کہ بندہ خود خالق ہے اپنی افعال کا اسلیے ایسے
آیتون سے استدلال کرتے ہین جس مین نسبت فعل کے بندون کے طرف ہے
اور سیوطی نے اتقان مین کہا ہے کہ متشابہات سے ہین آیات صفات کے
اور ابن لبان نے اوس مین خاص ایک تصنیف کی ہے جیسے الرحمن علی
العرش استوی ہے اور کل شی ھالک الا وجہہ آخر قول تک اور
اس کی بعد کہا اور اسی متشابہ مین سے ہے وھو معکم اینما کنتم یعنی وہ
ساتھہ ہے تمہارے اپنی علم سے اور بغوی نے کہا ہے معالم مین اس آیت کی
مین ثم استوی علی العرش کہ روایت کی سفیان اور اوزاعی اور لیث
بن سعد اور سفیان بن عیینہ اور عبد اللہ بن مبارک وغیرہم علماے سنت نے
ان آیتون کے بارہ مین جو صفات مین آئے ہین جو متشابہ ہین ان کو جاری
کرو جیسے آئے ہین بلا کیف (یعنے اگر ہاتھہ آیا ہے تو ہاتھہ ہی کہو قدرت

نہ کہو اور کیفیت ہاتھ کی نہ پوچھو جانو) اور خطابی نے شرح حدیث النزول
مین کہا ہے کہ ہمکو حکم ہوا ہے کہ ایمان لاوین ان کے ظاہر پر اور نہ کہین
اوسکے باطن کو اور شمار کرین اون کو متشابہ مین جسکو ذکر کیا ہے اللہ تعالی
نے اپنی کتاب مین اور کہا ہے صدر الشریعت نے توضیح مین کہ متشابہ
مین جیسے اوائل سور ہین اور ید و وجہ اور جو مانند اسکے ہین اور امام
تفتازانی نے کہا ہے تلویح مین کہ جیسے عین اور قدم اور سمع و بصر اور آنا
اور جائز ہونا دیدار الٰہی کا بچشم سر جسپر نصوص نے دلالت کی ہے اور اوس کا
اثبات کیا ہے باوجودیکہ قطعاً معلوم ہے کہ معانی ظاہرہ اوس کی ممتنع ہین
اسلئے کہ وہ منزہ ہے جہت اور مکان اور جسمیت سے غرض یہ سب از قبیل
متشابہات ہین کہ اون کی حقیقت کا تو یقین کرنا ضرور ہے اور کیفیت اونکی
معلوم نہین اور بعضون نے حروف مقطعات کو اسماء سور قرار دیا ہے اور
اور موہنہ کو مجاز ٹھیرایا ہے رضامندی سے اور ید کو قدرت سے یا یہ کہ
جس کلام مین ید و وجہ وغیرہما مذکور ہے اونکو تمثیل قرار دین کہ اوس کے
مفردات مین تشبیہ کا اعتبار نہ کیا جاوے پس اس صورت مین وہ از قبیل
متشابہ نہون گے اور کبھی امور مذکورہ کے ثبوت پر اللہ تعالی کے لیے
استدلال کیا جاتا ہے کہ یہ صفات کمال ہین مشاہدات مین اور اللہ تعالی موصوف
ہی صفات کمال سے سو واجب ہوا کہ ان سب صفتون سے موصوف ہو
(یعنی ہاتھ ہونا موہنہ ہونا یہ سب صفات کمال مین ہے

اور وہ تعالی صفات کمال سے موصوف ہے تو ان کی ساتھ بھی موصوف
ہے) مگر اتنی بات ہے کہ ہم قطعاً جانتے ہین کہ جارحہ جہت اوس تعالی کے حق مین
نہین تو کیفیت ضرور مجہول ہوگی کہ اوس کے معلوم ہونے کی ہرگز توقع نہین
جواب اس کا یہ ہے کہ کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ ایک چیز کمال ہوتی ہے مخلوق
مین اور نقصان ہوتا ہے خالق مین اور کبھی کھا جاتا ہے کہ پردہ مین رکھنا
اون لوگون سے جو دیدار و کرامت کے لایق ہین عیب اور نقصان سے
اللہ تعالی ہر عیب و نقصان سے منزہ ہے اسلئے ضرور ہوا کہ وہ دکھائی
دیوے اور اپنی دیدار سے سرفراز کرے اور اس کا جواب یہ ہے کہ ہوسکتا ہے
کہ دیدار اوس کا بوجہ کمال عظمت کے محال ہو جیسے کہا گیا ہے کہ اوس تعالی
کا پردہ اور کچھ نہین سوا ہیبت اور جلال کے اور حق یہ ہے کہ دلائل قطعیہ سے ثابت
ہو چکے ہین یہ امور سب حق ہین مگر ان کی کیفیت خیال مین نہین آتی اسلئے
شاہبہ ہوئی اور ابو البرکات نسفی نے مدارک مین کہا ہے وَاُخَرُ مُتَشَابِهَاتٌ
یعنے مشتبہات اور محتملات ہین اور مثال اوس کی الرحمن علی العرش
استوی ہی اور استوا کبھی جلوس کے معنی مین ہوتا ہے اور کبھی قدرت اور
غلبہ کے معنی مین اور معنے اول یعنے بیٹھنا وہ تو اللہ تعالی کے واسطے جائز نہین
اس دلیل محکم سے کہ لیس کمثلہ شیء ہے اور ملا علی قاری نے کہا ہے اور جو وارد
ہوئے ہین آیات متشابہات اور احادیث مشکلات کے قسم سے جن مین ذکر
ہے موہنہ اور ہاتھ اور آنکھ اور قدم اور مانند اوسکے اور چیزون کا صفات

سے سو اون مین تین مذہب ہین آخر قول تک اور شیخ احمد نے
اپنی شرح منار مسمی بنور الانوار مین کہا ہے کہ اب رہا متشابہ سو وہ دو قسم ہے
ایک وہ کہ معنی اوس کے مطلق معلوم نہین جیسے مقطعات اوائل سور کے
جیسے الم حم ہے کہ اوس کا ہر کلمہ دوسرے سے الگ ہے تکلم مین اور اوسکی
معنے معلوم نہین اسواسطے کہ وہ کلام عرب مین کسی معنی کے لئے وضع نہین
کی گئی سو اتر کیب کے اور دوسری قسم متشابہ کی وہ ہے کہ معنی اوس کے معلوم
ہین مگر مراد اللہ کی اوس سے کیا ہے سو معلوم نہین اسلئے کہ ظاہر اوس کا
مخالف ہے محکم کا جیسے اللہ کا قول ہے ید اللہ وجہ اللہ الرحمن علی
العرش استوی اور وجوہ یومئذ ناضرۃ الی ربہا ناظرۃ اور جو اسکے
مثل ہین اور اون کو آیات صفات کہتے ہین اور ہم نے کلام طویل کیا ہے
اوس کی تحقیق مین اور تاویل مین تفسیر احمدی کے اندر اور تفسیر احمدی مین بھی
ایسا ہی کہا ہے کچھ زیادتی کے ساتھ جیسے اوس کے دیکھنے والے کو
معلوم ہو سکتا ہے اور قاضی صاحب نے تفسیر مظہری مین کہا ہے کہ جب
بیان اور تعلیم نہ کی جاوے (یعنی شارع نے بیان نہ کیا ہو کہ متشابہ کیا چیز
ہے) تو اب متشابہ اوسی کو کہینگے جو اون کے اصطلاح کے موافق متشابہ
ٹھیرے اور یہ قسم نہین جاری ہو سکتی مگر اوسی قسم مین جسکو عمل سے تعلق نہین
ہے جیسے مقطعات قرآنیہ ہین اور ید اللہ فوق ایدیہم اور الرحمن
علی العرش استوی ہے تمام ہوا قول قاضی صاحب کا اب سنو کہ حاصل

اون قولون کا جو ہم نے ذکر کیا ہے کہ متشابہہ کا اطلاق کبھی صفات
اللہ پر ہوتا ہے جیسے استوا اور ید و وجہہ وغیرہ ہے اور جیسے ان بزرگون نے
آیات صفات کو متشابہہ کہا ہے ویسے ہی آیت دیدار کو بھی یعنے الی
ربہا ناظرۃ کو متشابہہ کہا ہے اور اسی طرح آیت معیت کو بھی متشابہہ کہا
ہے جیسے وھو معکم اینما کنتم ہے تم دیکھو کہ سیوطی نے اتقان
مین صاف اس آیت کو متشابہات مین کہا ہے تو اب ضرور ہوا کہ ہم یہ یقین
کرین کہ انہون نے ارادہ کیا ہے آیات متشابہات سے اون آیتون
کو جنکے معنی معلوم ہین اور کیفیت مجہول ہے اور اسی کیفیت کی جہالت کے
سبب سے ان پر اطلاق متشابہہ کا ہوا ہے اسواسطے کہ اس مین شک نہین کہ
کہ اہل سنت مین کوئی اسبات کا قائل نہین کہ الی ربہا ناظرۃ کے معنے
معلوم نہین یا وھو معکم اینما کنتم کی معنی مجہول ہین اور اسی طرح اہل سنت مین
سے کوئی رویت کی کہ تاویل نہین کرتا کہ مراد اس سے رویت قلب ہے
جو بمعنی فکر و تامل کے ہے اور یہ بھی تاویل نہین کرتا الی یہان بمعنی نعمت ہے
(یعنی الی ربہا ناظرۃ مین) جیسے معتزلی منکران دیدار الٰہی تاویل
کرتے ہین بلکہ تمام اہل سنت متفق ہین کہ نظر یہان بمعنی لغوی ہے اور
وہ دیکھنا ہے آنکھون سے اسی طرح اہل سنت کہتے ہین کہ معنی استوا
کے معلوم ہین اور کیفیت مجہول ہے غرض ہم استوا کی اوس کیفیت پر
ایمان لاتے ہین کہ جو اللہ کی ذات مقدس کے لایق ہو اسلئے کہ اس طرف

Marfat.com

تو کوئی گیا ہی نہین کہ الرحمن علی العرش استوی مین اور الی ربہا
ناظرۃ مین کوئی فرق ہے اور یہ بھی کسی نے نہین کہا کہ معنی استوا آیت اولے
مین مجہول ہے قطعاً اور معنی نظر کے آیت ثانی مین غیر معلوم ہین باوجودیکہ
یہ دونو متشابہات سے ہین پہر جب یہ فرق باطل ہوا اور ان دونو کا حکم ایک
ہوا اور وہ یہی کہ معلوم ہونا معنی کا اور مجہول ہونا کیف کا اور متشابہ ہونا ان
دونو کا کیفیت کی جہت سے جیسے کہ مقطعات قرآنیہ متشابہ ہین معنی اور
کیف دونو کی وجہ سے اور یہی صحیح اور معتمد اور معتبر ہے اور قابل قبول اور
نہایت مقبول ہے اور جو شخص ذرا بھی تامل کرے اور فکر و نظر خرچ کرے اوسکو
بخوبی روشن ہو جاوے کہ یہی بات عمدہ ہے واللہ اعلم **گیارہوان**
باب اس بیان مین کہ یہ آیات اور احادیث کیفیت کی رو سے متشابہ ہین
اور معنی کے رو سے محکم ہین اور کیف اور معنی کے فرق کے بیان مین اور اسپر
استدلال کے بیان مین تم نے دسوین باب مین جان لیا ہے کہ متاخرین نے
اطلاق کیا ہے آیات صفات پر متشابہ کا اور یہ جان لیا کہ متقدمین نے انکو
متشابہ نہین کہا اور متاخرین نے اگرچہ اسکا اطلاق کیا ہے مگر مراد اون کی یہی
ہے کہ کیفیت ان صفات کی مجہول ہے اور معانی اوسکی معلوم ہین اور اگر
کیف اور معنی دونو مجہول ہوتے تو آیات صفات اور اوائل سور دونو برابر
ہوتے حالانکہ سب لوگون نے تصریح کی ہے کہ ان دونو مین فرق ہے اور
اپنی کتب مین اس تصریح کو کئی جگہ مین بیان کیا ہے اور اب ہم ذکر کرتے ہین

Marfat.com

بعض اقوال متاخرین اس بارہ مین پھر اس کے بعد ذکر کرین گے
ایسے دلایل قویہ اس امر پر جس کی تصریح ہم نے کی کہ اوسپر آثار صحت
کے بخوبی ہویدا ہون گے اب سنو کہ اونہین اقوال مین سے ہے
جو نقل کیا ملا علی قاری نے منح الازہر شرح فقہ اکبر مین امام فخر الاسلام
بزدوی سے کہ ثابت کرنا ہاتھ موہنہ کا صحیح ہے ہمارے آگے لیکن وہ
اصل کے رو سے معلوم ہے اور وصف کے رو سے متشابہ ہے (یعنی
کیفیت کے رو سے) اور ابطال اصل کا روا نہین اس وجہ سے کہ ہم
عاجز ہین صفات کو کیفیت کے ساتھ پہچاننے سے (یعنی جو کہ صفات کو کیفیت
کے ساتھ نہین جانتے تو اصل صفت کو باطل کرنا روا نہین) اور معتزلہ جو گمراہ ہوئے تو اسی وجہ سے کہ
انہون نے رد کر دیا اصول کو (یعنے نصوص کتاب سنت کو) جب دیکھا کہ صفات معقول طور سے
ہماری سمجھ مین نہین آتے اور معطلہ ہو گئے اور ایسا ہی ذکر کیا شمس الائمہ سرخسی نے اور پھر کہا کہ اہل سنت
و جماعت نے ثابت کیا اوس اصل کو جو نص سے معلوم ہوئے یعنی آیات قطعیہ سے اور دلالات یقینیہ سے اور توقف کیا ہو
سے اور وہ کیفیت ہو اور انہون نے کیفیت کی طلب مین اشتغال روا
نہ رکھا تمام ہوا قول شمس الائمہ کا اور فخر الاسلام علی بن محمد بن الحسین بن
عبد الکریم الحنفی بزدوی امام ہین نزدیک اصحاب ابی حنیفہ کے اصول اور
فقہ مین درس دیا انہون نے سمرقند مین اور حفظ مذہب مین ضرب المثل ہو
اور ان کے بڑے بڑے تصانیف ہین وفات پائی ہے انہون نے
سن چار سو بیاسی مین اور وہ بانی اصول ہین مذہب حنفیہ کے اور

اون کے قوانین کے اور ایسی ہے شمس الائمہ سرخسی ہین کہ اکابر العلمأ
سے ہین اور بڑے شیخ اور عالم اور فقیہ حنفی تھے کہ نام اون کا محمد بن احمد
بن سہل تہا اور کنیت اون کی ابی بکر تہی ایسا ہی ہے مفتاح السعادت
مین کہ وہ بہت سخت تھے مذہب ابی حنیفہ مین اور مجتہدین مین شمار
کئے جاتے تھے وفات پائی انہون نے سن چار سو چورانوے مین اور ایسی
قسم کے اقوال سے ہے جو کہا شیخ اکرم غوث الاعظم نے اپنی کتاب
غنیۃ الطالبین مین اور یہ (یعنی استوا) صفت لازمہ ہے اللہ تعالی کی
اور لایق ہے اوس کے جیسے ہاتہہ اور موہنہ اور آنکہہ اور سمع اور بصر اور
حیوۃ اور قدرت ہے اور جیسے اوس کا خالق اور رازق ہونا اور محیی
اور ممیت ہونا ہے اور وہ ان سب صفتون سے موصوف ہے اور کتاب
وسنت سے فقرے آیات وخبر کے نکالے نہ جاوین گے اور ہم اون سب
پر ایمان لاتے ہین اور صفات مین کیفیت کو سونپتے ہین اللہ عزوجل کے
علم پر۔ اور اوسی مین سے ہے جو کہا امام ابو عبید قاسم بن سلام نے جو معاصر
ہین امام احمد بن حنبل کے کہ یہ احادیث صحیحہ ہین کہ روایت کیا ہے انکو
اہل حدیث نے اور فقہا نے ایک نے دوسرے سے یہ ہمارے نزدیک
حق ہین کہ اوس مین شک نہین ولیکن جب کہا جائے کہ کیونکر رکھا اوس
تعالی نے قدم اپنا اور وہ کیونکر ہنستا ہے تو ہم کہین گے کہ اس کی تفسیر نہین کرتے
اور نہ سنا ہم نے کسیکو کہ اس کی تفسیر کرتا ہو روایت کی یہ ذہبی نے اپنی اسناد

Marfat.com

سے کتاب العرش مین - اور اسی مین سے ہے جو کہا ترمذی نے اپنے جامع
مین کہ جنہون نے انکار کیا ان روایتون کا اور کہا یہ تشبیہ ہے اور
اللہ تعالی نے کئی جگہہ مین اپنی کتاب مین ذکر کیا ہے ہاتہہ اور سمع و
بصر کا اور تاویل کی ہے جہمیون نے ان آیتون کی اور تفسیر کی ہے سوا
اوس کے جو اہل علم نے کی ہے اور کہا ہے جہمیون نے کہ اللہ نے نہین
بنایا آدم کو اپنے ہاتہہ سے اور ہاتہہ سے مراد قوت ہے اور اسحاق بن
ابراہیم نے کہا کہ تشبیہ جب ہوتی کہ جب کہا جاتا کہ ہاتہہ اوس کا مانند دوسرے
ہاتہہ کی ہے یا سمع اوس کا مانند دوسرے سمع کے ہے غرض جب کہین کہ سمع
اوس کا دوسرے سمع کے مثل ہے جب تشبیہ ہوگی اور جب اتنا ہی کہین جتنا
اللہ نے فرمایا ہے کہ اوس کا ہاتہہ ہے اور سمع ہے اور بصر ہے اور یہہ
نہ کہین کہ کیسا ہے اور کیونکر ہے تو کہین کہ مثل فلانے سمع کے ہے تو تشبیہ
کیون ہوگی اور یہ ایسی بات ہے جیسے اللہ تعالی نے فرمائی اپنی کتاب مین
لیس کمثلہ شیٔ وھو السمیع البصیر اور کہا کئی لوگون نے اہل علم مین
سے کہ یہ حدیث اور جو اوسکے مشابہہ ہین صفات سے اور باریتعالی
کے اوترنے مین ہر رات کو آسمان دنیا کی طرف ان سبکو ثابت کرتے
ہین ہم اور ایمان لاتے ہین اوسپر اور نہ اوسمین وہم کرتے ہین اور نہ
یہ کہا جاتا ہے کہ کیونکر ہے اور روایت کی گئی ہے مالک اور ابن عیینہ
اور ابن مبارک سے کہ انہون نے کہا ان حدیثون کے باب مین کہ جاری

کروان کو جیسی آئی ہین بلا کیف اور تفسیر سورۂ مائدہ مین کہا وقالت
الیہود ید اللہ مغلولۃ غلت ایدیہم الآیۃ یہ حدیث جیسا
کہا ہے ائمہ نے اسپر ایمان لاتے ہین ہم جس طرح آئی ہے بغیر اس کے
کہ اوس کی تفسیر کرین (یعنے بغیر بیان کیفیت کے اوسپر ایمان رکھتے ہین)
یہ ہی کہا ہے کئی علما نے اونہین مین سفیان ثوری اور مالک اور ابن
عیینہ اور ابن مبارک غرض سب نے کہا ہے یہ چیزین روایت کی جاتی ہین
اور ان پر ایمان لایا جاتا ہے اور یہ نہین کہا جاتا کہ کیونکر ہین اور کیسے ہین
اور یہ ترمذی صاحب جامع ہین امام ہین بہت بڑے کہ شہرت اون کی
محتاج بیان نہین - اور اوس مین سے ہی جو کہا امام مالک نے کہ استوا
غیر مجہول ہے یعنے معنی اوس کے مجہول نہین لغت کے رو سے) اور کیف
(یعنے کیفیت اس استوا کی) مجہول ہے اور سوال اوس سے (یعنے کیفیت سے
بدعت ہے ایسی ہی تفسیر کی ہے اس کی قرطبی نے اپنی تفسیر مین اور ایسا ہی
مروی ہوا ہے ام سلمہ سے اور وہب بن منبہ سے اور ربیعہ بن ابی عبد الرحمن
سے اور یہ اقوال پانچوین باب مین گذر گئے ہین اوسکو دیکھ لو اور اوسی مین
سے ہے جو روایت کی ابن خلکان نے وفیات الاعیان مین احمد بن عثمان
سے کہ انہون نے کہا حاضر ہوا مین ابو جعفر ترمذی کے پاس یعنے امام محمد بن
احمد بن نصر ترمذی فقیہ کے پاس اور ایک شخص نے اون سے یہ حدیث
پوچھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالی آسمان دنیا

Marfat.com

کے طرف اوترتا ہے تو کیونکر اوترتا ہے آیا اوس کی اوپر علو باقی رہتا
ہے یا نہین تو ابو جعفر نے کہا کہ اوترنا تو عقل مین آتا ہے اور کیفیت مجہول
ہے اور ایمان اوسپر واجب ہے اور سوال اوس سے (یعنے اوسکی کیفیت سے)
بدعت ہے تمام ہوا قول ابی جعفر کا۔ اور اسی مین سے ہے جو کہا امام اعظم نے
فقہ اکبر مین اور ملا علی قاری نے اوس کی شرح مین اور اوس اللہ تعالی کا ہاتھ
ہے اور موہنہ ہے اور نفس ہے اور جو ذکر ہوا ہے قرآن مین موہنہ اور ہاتھ
اور نفس کا وہ سب صفات ہین اوس کے یعنے صفات متشابہ بلا کیفیت یعنے
مجہول الکیفیات ہین اور یہ کہنا نہ چاہئے کہ ید اوس کا قدرت ہے یا نعمت ہی اسلئے
کہ اس مین ابطال صفت کا ہے اور وہ یعنے ابطال صفت بالکل جڑ ہے اور
بتمامہ قول ہے قدریون کا اور معتزلہ کا اور اگر کوئی کہے کہ ید دو جہہ و نفس یہ
دلالت کرتے ہین حقایق جوہریہ پر جو قایم ہوتے ہین اپنی ذات سے اور
صفات معانی ہوتے ہین جو قایم ہوتے ہین ساتھہ غیر کے پھر کیونکر ہو سکتا ہے
کہ ید دو جہہ صفات ہون ہم کہین گے کہ مراد اونکی (یعنی اہل سنت کی) اطلاق
صفت سے ان پر یہ امر ہے کہ وہ مغایر ذات کے ہین اور جدا ہین اوس
سے اسلئے کہ معتزلہ اور تمام منکران صفات اوس کی صفتون کو اس طرح پر
ثابت نہین کرتے کہ وہ مغایر ذات کے ہین بلکہ کہتے ہین کہ صفات اللہ
کے عین ذات اوسکے ہین اور وہ فقط منسوب اور مضاف ہین اوسکی طرف
یہ بات نہین ہی کہ وہ معانی زائدہ ہون اللہ کی ذات پر اور مثبتان صفات

Marfat.com

سب اون پر رد کرتے ہین جیسا کہ تحقیق کیا ہے اسکو افضل المتاخرین شاہ
عبدالعزیز دہلوی نے اپنی تفسیر فارسی مین جہان اس آیت کی تفسیر کی ہے
یوم یکشف عن ساق جسکا ترجمہ مین اردو مین کرتا ہون یعنے اوٹھا دیویگا
پردہ کو اوس حقیقت سے جسکا نام ساق ہے اور نسبت اوس کی حقایق آلہیہ سے
مثل نسبت ساق کے ہے کہ وہ عضو انسان ہے غرض جیسے نسبت ساق انسان
کو باقی اجزاء انسانیہ سے ہے وہی نسبت اوس حقیقت کو حقایق آلہیہ سے ہے
اور جاننا چاہیئے کہ یہان حقایق آلہیہ سے مراد اوسکے جہات کمال ہین جو
ظاہر ہوتے ہین عالم مین اور یہ حقایق مغایر ہین حقیقت مین صفات سے اسلئے کہ صفات
کمال سب کے سب مجتمع ہین ان حقایق مین اور کمال اللہ تعالی کا مشتمل ہے اوپر
سائر صفات کمال کے اور کسی صفت کا ظہور علیحدہ دوسری صفت سے نہین جیسے
علم بدون قدرت کے اور قدرت بدون ارادہ کے اور یہ تینون بغیر حیات
کے ظہور نہین کر سکتے بخلاف جہات کمال کے کہ اوس مین یہ امر ہے کہ ہر جہت
کا ظہور مستقل ہے اور ہر وز جدا ہے اور یہ حقایق مثل برزخ کے ہین ذات
اور صفات کے بیچ مین غرض صفات غیر مستقل ہین اور تابع محض ہین اوس
ذات کے کہ وہ اصل اصول ہے اور استقلال اوس کا جمیع جہات سے کامل ہے
اور اسی واسطے نام رکھا گیا ان جہات کا بر سبیل تشبیہ اور استعارہ ساتھ اسماء
اعضاء کے اصل نفس بات ایسی ہی ہے اسلئے کہ عالم مین کوئی نسبت اس سے
زیادہ مناسب اور کوئی مشابہت اس سے زیادہ پسندیدہ حقایق آلہیہ کی اوس

نسبت سے جو ذات باری کے ساتھ ہے نہین ملتی غرض جو نسبت ہر عضو
کو انسان کی ذات سے ہے اسلئے کہ ہر عضو مظہر ہے جہات کمال ذات
کا وہی نسبت حق تعالی کے جہات کمال کو ذات سے ہے اور وہ جہات کمال
تابع غیر مستقل نہین مانند صفات کے اور نہ مستقل قایم بنفسہا ہین کہ کسی طرح
کا تعلق نہ ہو اون کو ذات سے جیسے ذات قایم بنفسہا ہے پھر جو شریعت مین
تفصیل مین ان جہات کمال کے وارد ہوئے ہین وہ کئے چیزین ہین جیسے
موہنھ آنکھہ ہاتھہ دہنا ہاتھہ اونگلیان کو کہہ اور پنڈلی اور قدم اور ملحق ہین
ان حقایق سے دو وصف اور بہی کہ جب وہ دونون جمع ہوتے ہین ان
حقایق کے ساتھہ تو مشکل ہو جاتے ہین یہ حقایق علیحدہ شکلون مین اگرچہ
نفس الامر مین وہ اعضا حسیہ کے مانند نہین ہین ایک اون وصفون مین کا
دور ہے دوسرا طول اور ان حقایق کے بارہ مین بعضون نے تفریط یعنی کمی کی ہے
اور دوسرون نے افراط کی ہے اور داہنے بائین گر گئے ہین اور کوئی اوپر
چڑھ گیا ہے کوئی نیچے گر گیا ہے اور قدم اون کے پہسل گئے ہین صراط مستقیم اور
نہج قویم سے تو جن لوگون نے افراط کی ہے اور بغیر فکر تدبیر کے لجہ ضلال
مین پڑ گئے ہین وہ صرف تشبیہ مین آ گئے ہین اور گمان کر لیا ہے کہ یہہ
حقایق اعضا و جوارح ہین اللہ تعالی کے جیسے اعضا اور جوارح جسمیہ ہین انسان
کے اور انہون نے کہا ہے کہ اللہ تعالی کی ذات متصور بصورت اور متشکل بشکل ہے
اور ایک ہیکل مخصوص رکھتا ہے غرض وہ جسم ہے حالانکہ اللہ پاک برتر ہے

ان ظالمون کے قول سے اور دوسرے گروہ نے کمی کی ہے اس مین اور
جاری کیا ہے قاعدہ تنزیہہ کو اور خیال کیا ہے کہ اثبات ان حقایق کا قاعدہ
تنزیہہ کے منافی ہے اور اوس مین تاویلات بعیدہ کئے ہین جو مقصود سے
براحل دور ہین اور حکم مین نفی اور انکار کے ہین غرض فی الحقیقت یہ گروہ
بھی نقصان فہم مین پہلے گروہ کے مانند ہے مگر اتنا فرق ہے کہ پہلا گروہ
مثبت ہے دوسرا نافی غرض ان دونون کو کوئی مطلب حاصل نہ ہوا بجز اون
معانی کے جو الفاظ سے متبادر ہوتے ہین - اور محققین اہل سنت وجماعت اللہ
اونہین جزاء خیر دیوے وہ مطلوب کو پہونچ گئے اور انہون نے کہا کہ
علم اعضاء کے ساتھ جب حاصل ہوتا ہے کہ ذات کا علم حاصل ہو جیسے بھی
حال ہے صفات کا مثلاً علم انسان کا ایک طرح پر ہے اور علم باقی حیوانات کا
دوسری طرح پر اور قدرت پرندہ کی ایک طرح پر ہے اور چرندہ کی دوسری
طرح پر غرض جیسے ہمارے ذہن عاجز ہین صفات اللہ کی تصور سے اور دور
ہین اون کے خیال کرنے سے بسبب علو ذات کے اور نہایت پاکیزہ
اور بری ہونے کے ہر برائی سے اور ہماری عقلون اور خیال مین اوسکی
ذات مقدس نہین آتی اسی طرح پر ہم ان اعضا کی کنہ کا تصور نہین کر سکتے
اس لئے کہ اعضاء کا تصور جب حاصل ہو کہ جب صاحب اعضاء بخوبی خیال
مین آوے اور یہ محال ہے اسی لئے تصور اعضا کا بھی محال ہے اور یہ بات
غور کرنے سے معلوم ہوتی ہے کہ ایک تصور سے دوسری تصور مین کتنا

فرق ہے مثلاً انسان کا ہاتہہ اور گہوڑے اور گائے اور جن اور فرشتہ
کا ہاتہہ کس قدر تفاوت رکہتا ہے بلکہ اگر اپنے ہی صورت کا عکس آئینہ
مین یا پانی مین دیکہئے تو اگرچہ وہی صورت اور وہی اعضا و جوارح ہے
صاحب صورت مین ہین نظر آتے ہین مگر کس قدر انقلاب آمین ہو جاتا ہے
کہ صاحب صورت کا داہنا ہاتہہ اوس کا بایان ہوتا ہے اور اوس کا بایان ہاتہہ
اس عکس کا داہنا ہوتا ہے اور اسی طرح اعضا تصویر کے صاحب صورت کے
اعضاء کے مماثل نہین ہوتے جوہر مین کہ وہ جنس عالی ہے پہر کیا گمان ہے
تیرا اجناس سافلہ مین (یعنے صاحب صورت مثلاً شیر آدمی جوہر ہے جب اوسکی تصویر
کاغذ یا دیوار پر کہینچے تو وہ عرض ہو جاتی ہے اور جوہر نہین رہتی) اور
خلاصۂ کلام یہ ہے کہ ان حقایق کی باریکی کو دریافت کرنا متعذر ہے جیسے
ذات کا دریافت کرنا متعذر ہے ہان معرفت اوسکی لوازم اور خواص ثبوتیہ ہو سکے لیکن ممکن ہے جیسے کہ
شرح اوسکی اوس علم مین جو ان اشیاء سے متعلق ہے بہ تفصیل ہو چکی ہے اور جو
اشاعرہ سے منقول ہے کہ انہون نے ان حقایق کو صفات مین داخل کر دیا
مطلب اون کا یہ ہے کہ انہون نے جو چیز سوائے ذات ہے اوسکو صفات
کہا ہے اور یہ اون کی اصطلاح ہے اور اصطلاح مین کچہہ جہگڑا نہین مگر اصطلاح
شرع کی اولی ہے اور اوسکے ساتہہ تمسک کرنا بہتر ہے اور اللہ جزاء
خیر دے ان شیخ کو کیسا ثابت کیا انہون نے مذہب اہل سنت کا اور بتایا
کہ وہ متوسط ہے افراط تفریط مین جو واقع ہوئی ہے اور ون سے اللہ

Marfat.com

جزا خیر دے اون کو سب مسلمانون کی طرف سے اور حشر کرے ہمارا
قیامت کے دن اون کے ساتھ آمین یارب العالمین - اور اسی میں
سے ہے جو کہا امام ابوبکر خطیب نے کہ مذہب سلف کا اثبات صفات ہے
اور جاری کرنا اون کا ظاہر پر اور نفی کرنا کیفیت اور تشبیہ کی غرض جب
ہم کہتے ہین ید اور سمع اور بصر تو یہ اثبات ہے اون صفتون کا کہ اللہ تعالی
نے اون کو اپنی ذات کے واسطے ثابت کیا ہے اور ہم یہ نہین کہتے
کہ معنی ید کے قدرت ہین اور نہ یہ کہتے ہین کہ سمع و بصر سے مراد علم ہے
اور نہ یہ کہتے ہین کہ وہ جوارح اور آلات فعل ہین اور اتنا ہی کہتے ہین
کہ ان صفتون کا اثبات وارد ہوا ہے اور توقیف ان کی وارد ہوئی ہے
اور واجب ہی نفی تشبیہ کی ان سے اللہ تعالی کے موجب اس فرمانیکے
لیس کمثلہ شئی وھو السمیع البصیر اور موجب اس قول کے ولم
یکن لہ کفوا احد اور اسی کے مثل ہے کلام خطابی کا غنیہ عن الکلام
مین اور اسی کے مثل ذکر کیا ہے امام ابو القاسم اسمعیل بن محمد تیمی صاحب ترغیب
و ترہیب نے اور اون سے سوال کیا گیا صفات رب سے تو کہا اونہون نے کہ
مذہب مالک اور ثوری اور اوزاعی اور شافعی اور حماد بن سلمہ اور حماد بن
زید اور احمد ابن حنبل اور یحیی بن سعید اور عبد الرحمن بن مہدی اور اسحاق
بن راہویہ یہ کا یہ ہے کہ اللہ تعالی کی وہ صفتین جس سے اوس نے اپنی ذات
کا وصف کیا ہی یا اوسکے رسول نے وصف کیا ہے جیسے سمع و بصر اور وجہ

اور یدین اور باقی اوصاف اوس کے ہین یہہ سب اپنے ظاہر معنے
پر محمول ہین جو معروف و مشہور ہین بغیر کیفیت کے جو دہم مین آوے اور
بغیر تشبیہ و تاویل کے چنانچہ کہا سفیان بن عیینہ نے کہ جن چیزون سے
اللہ نے وصف کیا ہے اپنی ذات کا سو تفسیر اوس کی اوس کا پڑہنا ہے
یعنے وہ اپنے ظاہر پر محمول ہین اور پھیرنا اون کا مجاز کی طرف کسی
تاویل کی رو سے جایز نہین۔ اور اوسی مین سے ہی جو کہا امام ابو احمد
دقاق نے کہ جتنی صفتین ایسی ہین کہ اللہ نے اپنی ذات کا اوس سے
وصف کیا ہے یا اوسکے نبی نے وہ سب صفتین حقیقت ہین نہ مجاز ہین
اور مین کہتا ہون کہ اگر صفات مجاز ہو جاوین تو لازم آوے اوس کا
ترک کرنا اور البتہ کہا جاوے کہ یعنے بصر کے
یہہ ہین و معنی سمع کے یہہ ہین اور معنی حیات کے یہہ ہین غرض تفسیر اونکی
اس معانی کے سوا ہو جو ذہن مین آتے ہین پھر جب مذہب سلف کا یہی
تہا کہ اونہین صفات کو جاری کرنا چاہیے بغیر تاویل کے تو معلوم ہوا کہ وہ مجاز
پر محمول نہین بلکہ وہ اپنی حقیقت پر کھلی ہوئی ہین تمام ہوا قول اون کا
اور یہہ قول مذکور ہے سیر النبلاء مین امام ذہبی کے اور اوسی مین سے ہے
جو کہا شیخ الاسلام ابن تیمیہ نے اپنے رسالہ حمویہ فی الرد علے الجہمیہ مین کہ قول
ربیعہ اور مالک کا یہ ہے کہ استوا غیر مجہول ہے اور کیف غیر معقول ہے
جیسے اور باقی لوگون کا قول ہے کہ اونہون نے کہا ہے کہ جاری کرنے

رہو (یعنے آپسمین چرچا اور ذکر مذکور اور روایت کرتے رہو) ان
صفتون کو جیسی آئی ہین بلا کیف اور اونہون نے نفی کی ہے صرف
کیفیت کے علم کی اور نہین نفی کی صفت کے حقیقت کی اور اگر فقط
لفظ پر ایمان لانا بغیر اوس معنی سمجھے ہوئے جو اللہ کے لایق ہے مقصود
ہوتا تو یہ نہ کہتے کہ استوا غیر مجہول ہے اور کیفیت غیر معقول ہے
اور یہ بھی نہ کہتے کہ جاری کرو اون کو جیسے آئے ہین بلا کیف اسلئے
کہ استوا اس صورت مین معلوم نہ ہوتا بلکہ مجہول ہوتا اور حروف تہجی کے
برابر ہوتا (اس سے رد ہوگیا اون جہمیون نادانون کا قول جو کہتے ہین
کہ یہ وجہ کی آیتون کو پڑھنا مگر ترجمہ نہ کرنا حالانکہ یہ محض حماقت ہے)
اور دوسری یہ بھی ہے کہ اگر بغیر معنی کے ایمان لانا مقصود ہوتا تو کیفیت
کے جاننے کی نفی ضرور نہ ہوتی اسلئے کہ معنی تو اوس لفظ کے معلوم
ہی نہ ہوئے نہ سمجھ مین آئے پھر نفی کیفیت کی کیا ضرورت ہے اور نفی
کیفیت کی ضرورت تو جب ہی ہوگی کہ صفات کے کچھ معنی ثابت کئے
جائین اسلئے کہ جو صفات خبریہ کی نفی کرتا ہے یا مطلق صفات کا نافی
ہے تو وہ بلا کیف کہنے کا محتاج نہین دیکھو جو کہتا ہے کہ اللہ تعالی
عرش پر نہین اوس کو کیا حاجت ہے کہ بلا کیف کہے غرض یہ ہے کہ
کہ اگر مذہب سلف کا نفی صفات ہوتا نفس الامر مین تو وہ بلا کیف کبھی کبھی
نہ کہتے اور یہ بھی ہے کہ جب اونہون نے کہا جاری کرو اوسکو جیسا آئے ہین

Marfat.com

تو اوس سے ثابت ہوا کہ دلالت اون لفظون کے باقی رکھین جیسے
اون مین موجود ہے اسلئے کہ وہ الفاظ دلالت کرتے ہوئے آئے
ہین اپنی معانی پر اور اگر دلالت اوس کی معانی کی منتفی ہوتی تو اون کے
ضرور ہوتا کہ یون کہین کہ جاری کرو اون کے لفظون کو اور اعتقاد
رکھو کہ مفہوم اور معنی اوس کے مراد نہین ہین یا یون کہتے کہ فقط اون
لفظون کو جاری کرو اور اعتقاد رکھو کہ اللہ تعالی موصوف نہین اوسکی مدلول
حقیقی کی ساتھ اور اس صورت مین جیسے آئے ہین ویسے جاری کرنا کہان ہوا
اور اوس صورت مین بلا کیف بھی نہ کہتے اور نہ کیف کی نفی کرتے اس واسطے کہ جو
چیز سرے سے ثابت ہی نہین اوسکی نفی لغو ہے تمام ہوا قول شیخ الاسلام
ابن تیمیہ کا اور دوسری جگہہ مین اسی کتاب مین لکھا ہے کہ تیسری قسم کے
لوگ اہل تجہیل ہین اور وہ اون لوگون سے زیادہ ہین جو منسوب ہین سنت
اور اتباع سلف کی طرف اور وہ اہل تجہیل کہتے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نہین جانتے تھے معنی اوس کے جو آپ پر اوتارین ہین اللہ تعالی نے اپنی صفات
کی آیتین اور نہ جبرئیل اون پر ایمان لانے کے معنی جانتے تھے اور نہ سابقین
اولین صحابہ سے اوسکو پہچانتے تھے اور یہی قول ہے اون کا احادیث صفات
مین کہ معانی اون کے کوئی نہین جانتا حالانکہ پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے اوس کی ساتھ کلام کیا تو اون اہل تجہیل کے قول کے رد سے لازم آتا ہے
کہ آپ نے ایسا لفظ موہنہ سے نکالا جو عرب مین مستعمل تھا مگر اوس کے معنے

Marfat.com

آسیے نہین سمجھی اور وہ گمان کرتے ہین کہ انھون نے فرمان برداری کی اللہ تعالیٰ
کے اس قول کی وما یعلم تاویلہ الا اللہ اس لئے کہ اکثر سلف نے اس پر وقف
کیا ہے اور یہ وقف اگرچہ صحیح ہے مگر انھون نے معنے کلام اور اس
تفسیر مین اور اوس تاویل مین جو کتاب اللہ کا علم ہے کچھ فرق نہین
اور یہ خیال کیا کہ لفظ تاویل کا جو کلام الٰہی مین آیا ہے اوسے وہی تاویل مراد ہے
جو پچھلون کے کلام مین مذکور ہوئی ہے اور اس مین انھون نے مغالطہ کھایا
اس لئے کہ تاویل کے لفظ سے تین معنی مراد ہوا کرتے ہین اور اصطلاح متاخرین
مین تاویل لفظ کا پھیر دینا ہے احتمال راجح سے احتمال مرجوح کی طرف بسبب کسی
دلیل کے جو اوس کے ساتھ ملی ہے غرض وہ معنے لفظ کے جو دلالت ظاہر سے
موافق ہون تاویل نہین ان کے اصطلاح کے موافق اور اون اہل تجہیل نے یہ
سمجھا کہ مراد اللہ تعالیٰ کی اس لفظ تاویل سے یہی معنے ہین اور صفات منصوصہ کی کچھ
تاویلین ہین جو مخالف ہین اون کے مدلول کے اور اون کو سوا خدا و رسول تعالیٰ کے
کوئی نہین جانتا یا وہ لوگ جانتے ہین جو راسخ ہین پھر بہت لوگ ان مین سے
قائل ہین کہ آیات صفات جاری کئے جاتے ہین اپنی ظاہر پر اور ظاہر اون کا
مراد ہے باوجودیکہ اون کا یہ قول ہے کہ ان لفظون کے کچھ تاویلین ہین اسی معنے
سے کہ اون کو کوئی نہین جانتا مگر اللہ تعالیٰ اور یہ عجیب تناقض ہے کہ واقع ہوا ہے
اون لوگون سے جو منسوب بسنت ہین اصحاب سے ائمہ اربعہ وغیرہم کے اور
دوسری معنے تاویل کے تفسیر کلام ہے خواہ ظاہر کے موافق ہو یا نہ ہو اور یہ

Marfat.com

جمہور مفسرین وغیرہم کی اصطلاح ہے اور اس تاویل کو راسخان فی العلم جانتے ہیں
اور یہ اون لوگون کے موافق ہے جو وقف کرتے ہین بعض واقعات سلف کے
موافق راسخون فی العلم پر اس آیۃ مین وما یعلم تاویلہ الا اللہ والراسخون
فی العلم جیسے کہ منقول ہے ابن عباس اور مجاہد اور محمد بن جعفر الزبیر اور محمد بن
اسحاق اور ابن قتیبہ وغیرہم سے اور دونون قول حق ہین باعتبار اوس
تفصیل کے جو ہم نے دوسری جگہہ کی اور اسی لئے ابن عباس سے دونو
جگہہ وقف کرنا مروی ہوا اور دونون حق ہین اور تیسری معنی تاویل کے حقیقت
ہین کہ کلام اوس کی طرف اول کرتا ہے (یعنے لوٹ جاتا ہے) اگرچہ ظاہر کے
موافق ہو یعنے مراد تاویل سے محکی عنہ ہے پس تاویل اون چیزون کی جن کی
خبر دی اللہ تعالی نے جنت کی چیزون مین سے جیسے کھانا پینا لباس ونکاح
ہے یا قیام ساعت وغیرہ اصل حقیقت اون کی وہی جو اپنے ذاتون سے
موجود ہین نہ وہ جو ذہنون مین اون کے معانی آتے ہین یا جو زبان سے
نکلتے ہین اور قرآن کے لغت مین تاویل سے یہی مراد ہے جیسے کہ اللہ تعالی
نے خبر دی یوسف علیہ السلام کے قول سے کہ انھون نے کہا یا ابت ھذا
تاویل رویای من قبل قد جعلھا ربی حقا اور اللہ تعالی نے فرمایا
ھل ینظرون الا تاویلہ یوم یاتی تاویلہ یقول الذین نسوہ
من قبل قد جاءت رسل ربنا بالحق اور فرمایا فان تنازعتم فی
شیء فردوہ الی اللہ والرسول ان کنتم تؤمنون باللہ والیوم الآخر

ذلك خير واحسن تاويلا اور یہ تاویل البتہ ایسی ہے کہ اوسکی کوئی
نہین جانتا سوائے اللہ کے اسلئے کہ تاویل ذات اللہ کی وہ حقیقت صفت ہے کہ سوائے
اللہ کے کوئی نہین جانتا اور وہ کیفیت مجہول ہے جسکے واسطے سلف نے کہا مثل مالک بن انس وغیرہ
کے استوا معلوم ہے اور کیف مجہول ہے غرض استوا کی معنے معلوم ہین اور تفسیر
اور ترجمہ اوس کا دوسری زبان مین معلوم ہے مگر کیفیت اس استوا کی وہی
تاویل ہے جسکو سوا اللہ کے کوئی نہین جانتا تمام ہوا قول شیخ الاسلام کا اور
اوسی مین سے ہے قول امام ذہبی کا کتاب العرش والعلو مین بعد روایت
کرنے اس اثر مالک بن انس کے کہ استوا معلوم ہے آخر تک اور یہ قول ہے
ام سلمہ اور وہب بن منبہ اور ربیعہ کا غرض اس کے بعد ذہبی نے کہا کہ دیکھو
ان لوگون کو کہ کیا خوب ثابت کیا اونہون نے استوا کو اللہ تعالی کے واسطے
اور خبر دی کہ لفظ استوا معلوم ہے کچھ تفسیر کا محتاج نہین اور صرف کیفیت
کی اوس سے نفی کی اور خبر دی کہ وہ مجہول ہے اور اوسی مین سے ہے
جو کہا امام محمد بن موصلی نے سیف السنۃ الرفیعہ مین بعد اثبات استوا کی
کتاب وسنت سے کہ یہ نصوص محکم ہین اور اوسی مین سے ہے جو کہا شیخ
ابن القیم نے اعلام الموقعین مین ایک کلام طویل کے بعد کہ حاصل مطلب اوسکا
یہ ہے کہ اور رد کر دیا اونہون نے (یعنے مخالفان سنت نے) محکم کو متشابہ
سے بہت جگہہ چنانچہ اوسی مین سے ہے یہ کہ رد کر دیا اونہون نے اللہ تعالی
کے عرش پر ہونے کو اور اوسکی استوا کو عرش کے اوپر ساتھہ ایک متشابہ کے

کہ وہ قول ہے اللہ تعالیٰ کا وھو معکم اینما کنتم ونحن اقرب الیہ
من حبل الورید اور دوسری جگہہ کہا جہمیہ نے خیال کیا ہے کہ آیات
استوا اور فوقیت کی متشابہ ہیں آخر تک کے کلام ہے قول ابن قیم کا
جو کہا تفتازانی نے تلویح میں کہ حق یہ ہے کہ یہہ امور دلیل قطعی سے ثابت
ہیں (یعنی صفات اللہ) پس حق ہیں مگر اتنی بات ہے کہ ان کی کیفیت معلوم
ہونے کی امید نہیں ہے اسلئے یہہ متشابہہ ہیں (معلوم ہوا کہ صرف باعتبار کیفیت
متشابہہ ہیں نہ باعتبار معنے) اور اوسی میں سے ہے جو کہا شیخ احمد نے تفسیر احمدیہ میں
کہ جیسے یہ قول ہے اللہ تعالیٰ کا الرحمن علی العرش استوی اور استوا
کبھی بیٹھنے کے معنوں میں ہوتا ہے اور کبھی غلبہ کے معنی میں اور معنے اول
روا نہیں ہیں کہ اطلاق کئے جاویں اللہ پر بدلیل اس آیہ محکمہ کے لیس کمثلہ شیء
پس ضرور ہوا کہ حمل کیا جاوے وہ دوسری معنی پر اور رد کیا جاوے متشابہہ
محکم کے طرف اور اسی طرح ہے یہ قول اللہ تعالیٰ کا وجوہ یومئذ ناضرۃ الی ربہا ناظرۃ
پس یہ آیۃ محکم ہے دیدار الٰہی کے واجب ہونے میں مسلمانوں کے بھی بعد دخول
جنت کے اور متشابہہ ہے حق کیفیت میں اسواسطے کہ لازم آتی ہے اس سے
جہت اور مکان سو ہم نے اسکو رد کر دیا طرف محکم کے جو قول ہے اللہ تعالیٰ کا
لیس کمثلہ شیء اور ہم قائل ہوئے کہ کیفیت رویت کی ہم نہیں جانتے اور
اصل رویت کا اعتقاد رکھتے ہیں میں کہتا ہوں کہ ایسا ہی حال استوا کا ہے
کہ ہم اوسکی کیفیت نہیں جانتے اور اصل معنی اوس کی جانتے ہیں اور اصل معنی کے

کے انکار سے آدمی دائرہ ہدایت سے نکل جاتا ہے اور حلقہ ضلال و
اعتزال مین گھس جاتا ہے اور اسی مین سے ہے جو آگے شیخ ولی اللہ دہلوی
کا قول نقل کرآئے ہین کہ انھون نے فرمایا کہ استوا سمع و بصر اور کلام وغیرہ
اور صفتون کے مانند ہے اور استوا مین اور صفتون مین کوئی فرق نہین اور
اہل سنت مین سے ایک بھی اس مین شک نہین کرتا کہ سمع و بصر اپنے معانی
ظاہرہ پر محمول ہین جو لغت مین اون کے معنی ہین اور نہ اون مین تاویل ہے
نہ تحریف پس اسی طرح استوا بھی ہے اور اسی مین سے ہے جو کہا ملا علی قاری نے
منح الازہر مین کہ ہم اپنے دل مین خوب سمجھتے ہین معنے ان اسماء کے اللہ کے لئے
اور یہہ بھی جانتے ہین کہ یہہ حق ہین اور ثابت ہین اور موجود ہین اور ان اسماء کے
معانی مخلوق کے لئے بھی جانتے ہین اور ان دونو معنی کے بیچ مین ایک قدر
مشترک بھی ضرور ہے اور وہ معنی مشترکہ کلی ہے کہ اشتراک اونکا ذہنون کے
سوا اور کہین نہین پایا جاتا اور خارج مین جب اوس کلی کا کوئی فرد دیکھتے ہین تو وہ
معین اور مختص ہوتا ہے پس ثابت کرتے ہین ہم ہر ایک مین یعنے خالق اور
مخلوق مین سے جو اوس کے لایق ہو تمام ہوا قول ملا علی رحمۃ اللہ علیہ کا
مترجم کہتا ہے کہ یہ قول ملا علی قاری کا بڑے کام کا ہے مگر اس کی توضیح
ضرور ہے اور وہ یہی کہ مثلاً ہاتھ ایک کلی ہے اور افراد اوس کے یہ ہین
مثلاً شیر کا ہاتھ اور ہاتھی کا اور چرندہ کا اور پرندہ کا اور جن کا اور آدمی کا
غرض ہاتھ ایک کلی اور یہہ سب اوسکے افراد ہین اور کلی کا خارج مین وجود

نہین ہوتا صرف وجود اوس کا وہی ہے جو ضمن افراد مین پایا جاتا ہے
تعینات اور تشخصات کے ساتھ اور تشخصات اور تعینات اوس کے
خارج ہین اور انہی کو کیفیات کہتے ہین کہ وہ ہر فرد مین جدا جدا
ہاتھ کے جو ہین اوس سے بھی خارج ہین ورنہ بروقت تبدل اور تغیر
ہاتھ کا لفظ دوسرے پر صادق نہ آتا پس معلوم ہوا کہ اصل معنے اور
اور یہ تعینات اور اوسی اصل معنے کو ہم اللہ کے واسطے ثابت کرتے ہین
اور تعینات اور تشخصات جو ہمارے ذہن مین آتے ہین اوس سے اللہ
تعالے شانہ کو منزہ جانتے ہین تمام ہوا کلام مترجم کا اور آخر مین
جو کہا شیخ عبد الحق نے لمعات مین اور اہل تحقیق کے نزدیک نزول ایک
صفت ہے پروردگار کی کہ تجلی کرتا ہے وہ اوس کے ساتھ اوس وقت مین
(یعنی آخر شب مین آسمان دنیا پر) اور اوس پر ایمان لاتے ہین اور
کیفیت مین کلام نہین کرتے جیسا حکم ہے سائر صفات متشابہات کا جو شرع
مین وارد ہوئے ہین مثل سمع و بصر اور ید استوا کے اور مانند اوس کے
اور یہی مذہب سلف کا ہے اور یہی بہت بچاؤ کا مذہب ہے تمام ہوا
شیخ کا اور حاصل کلام یہ ہے کہ کلمات علما کے اسباب ہین
دلالت کرتے ہین کہ معنے اور ہین اور کیفیت اور ہے اور سب لوگون کے
کلام کو اکٹھا کرنا نہایت دشوار ہے اسلئے ہم اسی پر اکتفا کرتے ہین
نظر مین ہمارے نگاہ مین آگئے کتب حاضرہ مین اور یہ اقوال سب کے

Marfat.com

دلالت واضح نکہتے ہین اسپر کہ جو اونمین بھی عقل رکھتا ہے اور عقلا سے
بہرہ ور ہے وہ بھی جان لے کہ استوا کے معنی کیا روسے معلوم ہے اور کیفیت
اوسکی مجہول ہے اور معنے اور چیز ہے اور کیفیت اور چیز ہے اور ایک
کی معلوم ہونے سے دوسرے کا معلوم ہونا لازم نہین آتا اور نہین تو حال
استوا کا سمع و بصر کے مثل نہوتا اور نہ باقی صفات کی مثل بلکہ بمنزلہ حروف
مقطعات کے ہوتا اور اس کے طرف کوئی نہین گیا اور نہ کسی نے یہہ کہا کہ
استوا اور باقی صفات الٰہیہ مین کچھہ فرق ہے کہ جس کا کلام معتد بہا ہو اور
اس مین کیا مضائقہ ہے اگر کلام کو ہم اس مقام مین طول دین اور اس مطلب کے
اوپر کئی دلیلین قوی اور بیان کردین جس سے بخوبی واضح ہو جاوے کہ یہہ
مضمون حق ہے سو ہم کہتے ہین **دلیل اول** یہ کہ معنی سے اس جگہہ لفظ کا موضوع لہ
مراد ہے جو لغت کی راہ سے ہو اور وہ مراد ہے جو بمجرد لفظ بولنے کے سمجھا جاتا ہے
مع قطع نظر کے اون قرائن مرجحہ سے جو دلالت کرتے ہین کہ معنے مجازی
مراد ہین اور کیفیت سے ہم کیفیت مصداق اس لفظ کی مراد لیتے ہین اور
اس مین شک نہین کہ ان دونون مین نہایت درجہ کا فرق ہے اس لئے کہ
معنی شیر کے مثلاً وہ ہے کہ جو لفظ کے بولتے ہی سمجھا جاتا ہے اور وہی
مفہوم اور مدلول اس لفظ کا ہے اور کیفیت سے مراد وہ احوال لیتے ہین جو فی الواقع
صفات ہین اور نفس الامر مین اوصاف ہین اوسکی جسکا نام شیر ہے اور
اوس کی جسپر لفظ شیر کا صادق آتا ہے اسلئے کہ اس مفہوم کا ایک وجود

Marfat.com

بنتی ہے اس لفظ کے بولنے کے وقت اور جب یہہ مفہوم ذہن مین
منقش ہو جاتا ہے تب وہ شکلین حاصل ہوتی ہین جسپر یہ مفہوم صادق آتا ہے
خارج مین اور حال اوس کا یہہ ہے کہ اگر مصداق اس مفہوم کا اوس مدرک نے
دیکھا ہوتا ہے تو تو یہ احوال اوس کے ذہن مین آتے ہین اور نہین تو یہہ
مفہوم ہے ذہن مین رہتا ہے اور کیف کچھہ خیال مین نہین آتا جیسے کہ
کوئی جبرئیل کے ہاتھہ کا تصور کرے تو مفہوم ہاتھہ کا تو اوسکے ذہن مین
آجاتا ہے اور ہیات مخصوصہ اوسکے خیال مین نہین آتی اور اوسی کو کیفیت
کہتے ہین اسلئے کہ کیفیت ایک وصف ہے کہ منقسم نہین ہوتا اور نہ کسی ذات
کے ساتھہ نسبت رکھتا ہے اور داخل ہین اوس مین تمام اوصاف ہر شئے کے
اور شکلین اون کی حالانکہ یہ معنے فلسفی ہین ہمارے نزدیک اور کیف
ہمارے نزدیک عام ہے تمام صفتون سے اور شامل ہے تمام حالات
اور ہیات کو محکی عنہ کے مع قطع نظر کے مرتبہ حکایت سے اور داخل ہین
اوس مین وہ حالتین جن سے وصف کیا جاتا ہے باعتبار عارض ہونے
مقدار اور نسبت خاصہ کی جسکا منشا موجود ہے خارج مین سوا اوس نسبت
عقلیہ محضہ کے کہ اوس کا وجود نہین مرتبہ محکی عنہ مین مطلقاً پھر جب
ہم نے کہا الرحمن علی العرش استوی تو بمجرد لفظ استوا کے
بولنے کے ایک معنے مخصوص ذہن مین آگیا اور وہ علو علی العرش ہے
یا جلوس ہے اوپر اوسکے یا اور کچھہ ولیکن اوسکی کیفیت کچھہ ہمکو حاصل

نہ ہوئی اسلئے کہ حصول کیفیت کا اوس شے کے دیکھنے پر موقوف ہے
جسکے لئے استوا ثابت کیا ہے پھر موقوف ہے اوس استوا کے دیکھنے پر
جو خارج مین موجود ہے اور ان دونو کا دیکھنا دنیا مین محال ہے پھر کیفیت
اوس کی کیونکر حاصل ہو بخلاف اسکے کہ کہین فلان مرد نے گھوڑے پر
استوا کیا تو پہلے معنی استوا کی ذہن مین آتے ہین پھر کیفیت اس
استوا کی ہیئت مخصوصہ خیال مین آتی ہے اسلئے کہ ہم نے بہت سی
مردون کو دیکھا ہے اور کئی بار اون کو گھوڑے پر چڑھے ہوئے پایا ہے
اب غرض ہماری سنو کہ ہم جو کہتے ہین صفات اللہ مین کہ معانی اونکے
معلوم ہین اور کیفیات اون کے مجہول ہین وہ یہی ہے کہ جو ہم نے ابھی
بیان کی ہے کہ حاصل ہونا معنے لغوی کا اور نہ حاصل ہونا حالات اور ہیئات
مخصوصہ کا جسکو تعلق خاص ہے اس صفات کی مصداق سے ہمارے ذہنون مین
اور جسنے اطلاق معنے کا اس کیفیت پر کیا اوسنے ارادہ کیا معنے سے مراد
اور مقصود کو اور کہا کہ واجب ہے تفویض اوس کی معانی کی اللہ عزوجل
کے طرف اور معنی سے معنی لغوی مراد نہین ہی جو لفظ کے بولتے ہی مراد
ہوتی ہین اسلئے کہ اوس معنی لغوی کا جدا ہونا ایسے لفظ سے جو اوسپر
دال ہو ممکن نہین علے الخصوص جب مخاطب اہل لسان ہو اور ذہن بھی
اوس کا تاویلات فلسفیہ اور توجیہات عقلیہ سے خالی ہو اور اس تقریر سے
جو تناقض بعض علما کے قول مین آتا تھا وہ رفع ہوگیا (یعنے بعض نے

کہا ہے کہ معانی ان صفات کے تفویض آلٰہی کرنا چاہئے اور بعض نے
کہا کیفیات اس کی اللہ کے سپرد کرنا چاہئے غرض ان دونو قولون مین
تعارض نہین اسلئے کہ جنہون نے معانی کو کہا کہ معلوم نہین اون کے مراد
معانی لغویہ بلکہ وہ معانی جو مراد آلٰہی ہین اور مخصوص ہین اوس کیفیت کیساتھ
جو شان آلٰہی کے مناسب ہے اور وہ معانی سوا خدا کے کسی کو معلوم نہین اور جنہون نے
کیفیت کو کہا اون کے مراد وہ کیفیات ہین جو معنی لغوی سے خارج ہین
اور خدا ہی کو معلوم ہین غرض مآل دونون کے قول کا ایک ہی ہوا
اور تعارض نہ رہا) اسلئے کہ بعض نے کہا ہے کہ معنی معلوم ہین اور کیف مجہول
اور بعض نے کہا واجب ہے تفویض اون کے معانی کی اللہ عزوجل کے
طرف تو گروہ اول نے معنی سے معنی لغوی مراد لئے جو لغت مین مشہور
ہین اور گروہ ثانی نے معنی سے معنی مراد اور مقصود آلٰہی مراد لیا جو اللہ تعالے
نے مدلول لفظ سے ارادہ کیا ہے یعنی استوائی مخصوص ایک حالت
مخصوصہ کے ساتھ اسی لئے حکم کیا گروہ اول نے معنی کے معلوم ہونے کا
اور دوسرے نے اوسکے مجہول ہونے کا اور اطلاق معنی کا اسپر بھی
(یعنی ایک حالت مخصوصہ پر) بھی اون کے نزدیک بلا انکار جاری ہے
غرض اس مضمون کو سونچنا ضرور ہے کہ بہت دقیق ہے اور قابل قبول ہے
دلیل دوسری یہ ہے کہ اگر کیف اور معنے دونو واحد ہوتے تو آیات
صفات مین اور حروف مقطعات مین کچھ فرق نہ ہوتا حالانکہ علماء اصول

متفق ہین کہ ان دونون مین فرق ہے اور انہون نے آیات صفات کو
اوس متشابہہ کی قسم مین گنا ہی جن کی معنے معلوم ہین جیسے اقوال اون کے
اور پہر گذر چکے ہین **دلیل تیسری** یہ کہ اگر معنے اور کیف دونو مجہول ہوتے ہین
برابر ہوتے تو امام مالک رضی اللہ عنہ اور ام سلمہ اور ربیعہ اور وہب بن
منبہہ وغیرہم رضی اللہ عنہم کبھی یہ نکہتے کہ استوا معلوم ہے اور کیف مجہول ہے
اسلئے کہ ظاہر ہے کہ معلوم ہونے سے یہ مراد نہین ہے کہ اوس کی حروف
ہجا معلوم ہین (یعنی الف سین وغیرہ) یا اول اوس کی الف ہے پہر سین ہی پہر تا ہے
اس لئے کہ اسکو ایک نادان اور طفل مکتب بھی جانتا ہے غرض یہ کہنا تو محض
لغو ہوتا اور اتنی بڑے اکابر کی شان سے بعید تھا کہ ایسی بات بے کار فرمائے
اور یہ بہی ظاہر ہے کہ سائل نے بھی یہ بات نہین پوچھی تھی اسلئے کہ سائل بھی
اتنی بات سے تو ضرور واقف تھا پہر یہ جواب عبث بے کار اور بے فائدہ
ہوتا سو اب ضرور ہوا کہ یون کہین کہ معنی استوا کی معلوم ہین اور یہی مراد ہے
دلیل چوتھی اگر استوا معلوم نہ ہوتا تو صحابہ اور تابعین اور سلف صالحین اوس کا
اثبات نکرتے جیسے کہ اقوال اون کے ہم اوپر بیان کر آئے ہین پانچوین
باب مین کہ وہ قریب دو سو قولون کے ہین کہ سب دلالت کرتے ہین اللہ تعالی
کی علو علی العرش پر اور اثبات نکرتے وہ اس آیت سے اس علو کو اور یہ بھی
نکہتے کہ منکر اوس کا وہی ہے اسلئے کہ کوئی اس آیت کے لفظون کا تو ہرگز
انکار نہین کرتا **دلیل پانچوین** وہ ہے کہ جو اقوال اون بزرگون کے اوپر

گذرے ہین اون سب مین انھون نے تصریح کی ہے کہ ان آیتون
اور احادیث کے مثل جتنی آیات اور احادیث ہین سب مین کیفیت کی
نفی ضرور ہے پس اگر معنے مجہول ہوتے تو نفی کیفیت کی ہرگز احتیاج
نہ ہوتی عجب کس نے نہین کہا الم معلوم ہے اور کیفیت مجہول ہے
دلیل چھٹی یہ ہے کہ اگر استوا معلوم نہ ہوتا تو ابن عباس اوسکے مستقر
کے ساتھ تفسیر نہ فرماتے اور مجاہد علاء وغیرہ سے تفسیر نکرتے نہ جلوس
اور قعود سے اور نہ نقل کرتے ائمہ حدیث اور تفسیر ان تفاسیر کو اپنے
کتب مین **دلیل ساتوین** اگر معنی استوا کے معلوم نہ ہوتے ترجمہ اوس کا
زبان فارسی اور ہندی مین درست نہ ہوتا اور ترجمہ توراۃ کا زبان عبرانی مین
صحیح نہ ہوتا حالانکہ یہ صحیح ہے اور تمام اہل سنت کے نزدیک بلکہ تمام جہان
کے آگے بغیر انکار کے مشہور و معروف ہے **دلیل آٹھوین** اگر معنی استوا کے
معلوم نہ ہوتے تو ہمارا قرآن آدمیون کی ہدایت کا سبب نہ ہوتا اور صحابہ کرام
علیہم الرضوان ضرور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی معنی دریافت کرتے
اور اسباب مین ضرور کوئی آیت نازل ہوتی کہ معنے اس آیت کی اور جو اسکے
مانند ہین سب مجہول ہین پس اس سوال کرنے سے معلوم ہوا کہ استوا اور اسی طرح
اور باقی الفاظ صفات کی اون کے نزدیک معانی ظاہرہ پر محمول تھی بغیر تاویل
و تحریف کی اور اسی لئے یزید بن ہارون نے جہمیہ سے ڈرایا اور کہا کہ جسکے
دل مین یہ بات مقرر نہین ہوئی اور خوب نہین جمی کہ اللہ نے عرش پر استوا

کیا ہے جیسے عوام الناس کے دلون مین جما ہوا ہے تو وہ جہمی ہے اور یہ
کلیہ ہمارا (یعنی ساری قرآن کا ہدایت ہونا) اوائل سور سے نہین ٹوٹتا
اسلئے کہ حروف مقطعات ایسے الفاظ نہین ہین کہ جو عرب مین کسی معنی کے لئے
وضع کئے گئے ہون بلکہ وہ ایسے حروف ہین جو صرف ہجے لگانے کے لئے
مقرر ہوئے ہین اور اون سے کوئی اور غرض نہین سوا ترکیب الفاظ کے
پس سوال کرنا اون کے معانی سے خلاف موضوع ہے اسلئے کہ وہ معانی
کے لئے وضع ہی نہین کئے گئے **دلیل نوین** یہ ہے کہ سلف نے تصریح کی ہے
کہ ان الفاظ کو جیسے آئے ہین ویسے ہی جاری کرو اور جاری کرنے سے یہ مراد
نہین ہے کہ ان لفظون کو زبان سے کہتے رہو اسلئے کہ یہ امر تو مہمل اور بے معنے
لفظون مین بھی ہو سکتا ہے پس معلوم ہوا کہ مراد اون کی یہ ہے کہ ان
لفظون کو اون کے معانی ظاہرہ کے ساتھ جاری کرو بغیر تاویل کے اور
سکوت کرو اون کی کیفیت سے جیسی کہ نقل کیا ہم نے ابن تیمیہ رحمتہ اللہ علیہ
سے آگے **دلیل دسوین** اگر استوا وغیرہ کے کچھ معنے نہ ہوتے تو اوس کا
متشابہ مین شمار کرنا صحیح نہ ہوتا اصولیون کے اصطلاح کے موافق اور ہرگز
اوس کی تاویل کا وجود بھی نہ ہوتا اور والراسخون فی العلم پر وقف ہی
صحیح نہ ہوتا اسلئے کہ لفظ مہمل کی کچھ تاویل نہین ہوتی اور اگر کوئی کہے کہ
استوا کے معنے ہونے سے یہہ تو لازم نہین آتا کہ وہ معنی معلوم ہی ہون اور یہی
مقصود ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ جب وجود معنی کا ثابت ہوا تو راسخین فی العلم
تو اوسکو ضرور جانین گے اور بالاتفاق ثابت ہو چکا ہے کہ ابن عباس راسخین فی العلم

مین ہین اور انہون نے استوا کی تفسیر مین استقر کہا ہے تو اوس کا ماننا ضرور
ہوا اور یہی مقصود ہے **دلیل گیارہوین** اگر استوا معلوم نہ ہوتا تو اوس کا
صفت کہنا روا نہ ہوتا حالانکہ استوا کی صفت الٰہی ہونے مین سب لوگ متفق ہین
اور پہر یہ آیت استوا اور جو اسکے مانند ہین اسکو آیات صفات کہتے ہین اور
یہہ امر ظاہر ہے کہ صفت ہونا اوس کا مقتضی ہے اس امر کا کہ اوس کی معنے
معلوم ہون اور نہین تو اوس کی صفت ہونے پر جزم کیونکر ہو سکتا ہے **مترجم**
کہتا ہے **دلیل بارہوین** بعض منکران استوا سے مروی ہے کہ انہون نے کہا
مین چاہتا ہون کہ آیۃ الرحمن علی العرش استوی کو قرآن مین سے چہیل
ڈالون پس اگر استوا کی معنی معلوم نہ ہوتے تو منکرون کو اس سے عداوت
کیون ہوتی اسلئے کہ کسی سے مروی نہین ہوا کہ مین الم کو چہیل ڈالون یا حمٓ
دلیل تیرہوین اگر استوا کی کچہہ معنی نہ ہوتے تو اس آیۃ کی بہی کچہہ معنی نہ ہوتے
واستوت علی الجودی یعنی ٹہہر گئی کشتی نوح علیہ السلام کی جودی پہاڑ پر
اور اسی طرح حدیث کا یہ جملہ صحیح نہوتا فاستوی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
علی المنبر یعنے قرار پکڑا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے منبر پر اور یہ شعر بہی
اہل لسان کا کچہہ معنے نرکہتا فاستوی بشر علی العراق اور یہ تک حالانکہ یہ قول ہے
پس استوا کا بے معنے ہونا بہی محال **دلیل چودہوین** اگر استوا کی کچہہ معنے
نہ ہوتے تو اس آیت کی بہی کچہہ معنی نہ ہوتے سواء علیہم ءانذرتہم ام لم تنذرہم
اسلئے کہ مادہ دونون کا ایک ہی ہے غرض دلائل اسکے بے حد ہین اور انکار

اس کا صریح مکابرہ بلکہ من قبیل جنون ہے **باب بارہوان** اس قول کی
تحقیق مین کہ جاری کرو متشابہات کو جیسے آئے ہین اپنی ظاہر پر اور اقوال
علما مین جو اسباب مین وارد ہوئے ہین اب ہمکو ضرور ہے کہ پہلے ان کے
اقوال نقل کرین پھر ان کے مراد کی تحقیق سو ہم کہتے ہین کہ اوسی قسم مین ہے
جو مروی ہوا ابو احمد غسانی سے اون کی سند سے محمد بن ایوب سے انہون نے
روایت کی ہشیم بن خارجہ سے انہون نے ولید بن مسلم سے کہ انہون نے کہا
پوچھا مین نے اوزاعی اور مالک بن انس اور سفیان ثوری اور لیث بن سعد سے
ان حدیثون کو جن مین صفات ہین تو انہون نے فرمایا جاری کرو ان کو
جیسی آئے ہین بلا کیف اور اوسی مین سے ہے جو روایت کی ترمذی نے
اپنے جامع مین کہ کہا ہے کتنی ہی اہل علم نے اس حدیث مین اور جو اس کی
مشابہ ہین صفات کی حدیثون سے اور نزول کی روایت کہ اوترتا ہے
پروردگار تعالی آسمان دنیا پر غرض ان سب روایتون مین انہون نے
کہا ہے کہ ہم ان کو ثابت کرتے ہین اور ان پر ایمان لاتے ہین اور اون مین
کچھ وہم نہین کرتے اور یہ نہین کہا جاتا کہ صفات کیونکر ہین اور مروی ہے
مالک اور ابو عبیدہ اور ابن مبارک سے کہ انہون نے کہا ان حدیثون کو
جاری کرو جیسے آئے ہین بلا کیف اور اوسی مین سے ہے جو روایت کی
امام ذہبی نے اپنی اسناد سے کتاب العرش مین امام ابی الحسن علی بن عمر الدارقطنی
سے ایک قصیدہ کہ اوس مین ایک شعر یہ ہے شعر امروا الحدیث علی وجہہ

اولاً تمر خلوا فيه ما يفسده * یعنے جاری کرو حدیث کو جیسے آئی ہے اور اوس مین
کوئی چیز فساد کی داخل نکرو اور اوسی مین سے ہے جو کہا خطابی نے غنیہ مین
کہ مذہب سلف کا ان صفات کو ثابت کرنا ہے اور ان کا جاری کرنا انکی ظاہری
معنون پر اور نفی کرنا کیفیت کی اور اسی مین سے ہے جو آگے ہم نے ذکر کیا قول
حافظ ابن عبد البر کا کہ تمام اہل سنت صفتون کا اقرار کرتے ہین جو کتاب و سنت
مین وارد ہوئے ہین اور محمول کرتے ہین وہ ان سب صفتون کو حقیقت پر
نہ مجاز پر مگر اتنا ہے کہ انہون نے ان صفتون کی کچہ کیفیت نہین بیان کی ہے
اور جہمیہ اور معتزلہ اور خوارج سب انکا انکار رکہتے ہین اور ان مین سے کسی کو حقیقت
پر محمول نہین جانتے اور کہتے ہین کہ جو ان کا اقرار کرے وہ مشبہہ ہے اور وہ
لوگ مثبتان صفات کے نزدیک نفی کرنے والے ہین معبود کی اور اسی قسم سے ہے
قول امام ابی القاسم اسمعیل بن محمد التیمی کا جو مولف ہین ترغیب و ترہیب کی اور ان سے
کسی نے سوال کیا صفات الٰہی کا تو جواب دیا انہون نے کہ مذہب امام مالک
اور ثوری اور اوزاعی او شافعی اور حماد بن سلمہ اور حماد بن زید اور احمد بن حنبل اور
یحیی بن سعید اور عبد الرحمن بن مہدی اور اسحق بن راہویہ کا یہ ہے کہ سب
صفتین جنکو اللہ تعالی نے اپنی ذات کے لئے ثابت کیا یا اوسکے رسول نے
بیان کین ہین سمع و بصر و وجہ و ید ہین اور تمامی اوصاف اوس تعالی کے اپنی
معنی ظاہری پر محمول ہین جو معنی معروف و مشہور ہین بغیر اوس کیفیت کے جو
وہم مین آوے اور بغیر تشبیہ و تاویل کے اور سفیان بن عیینہ نے کہا جن چیزون

۵۴۹

Marfat.com

کے ساتھ اللہ تعالی نے اپنی ذات کا وصف کیا ہے پس قراءت اوسکی بھی
تفسیر ہی یعنی اون کو ظاہر سے مجاز کی طرف پھیرنا کسی طرح کسی تاویل کیساتھ
روا نہین اور اسی مین سے ہے جو آگے بیان کیا ہم نے قاضی ابی یعلی فراء
سے کہ انہون نے ابطال التاویل مین لکھا واجب ہے حمل کرنا ان صفتون کا اپنے
ظاہر پر اور اوسی مین سے ہے جو آگے بیان کیا ہم نے جو بیان کیا ہے
کہا گئے ہین ایسا صفت ہی طرف کہ باز رہنا چاہئے تاویل سے اور جاری
کرنا چاہئے ظواہر صفات کو اوپر موارد اوسکے کے اور اوسی مین سے ہے
جو آگے بیان کیا ہم نے شیخ محمد بن عبد الوہاب نجدی سے کہ انہون نے
لکھا ہم اقرار کرتے ہین کہ آیات صفات کے اور احادیث اوسکے محمول ہین
اپنے ظاہر پر اور اوسی مین سے ہے جو آگے لکھا ہم نے شیخ الاسلام ابن تیمیہ
کی طرف سے کہ انہون نے لکھا کہ ربیعہ اور مالک کا قول اور باقی لوگون کا
قول بھی یہی ہے کہ جاری کرو ان کو جیسے آئے ہین بلا کیف اور نفی کی ان
لوگون نے کیفیت کے علم کی اور نہین نفی کی حقیقت صفت کی۔ اور اوسی مین سے
ہی جو لکھا بغوی نے معالم التنزیل مین کہ کہا آئمہ سلف اور اہل سنت نے اس
صفتون مین کہ جاری کرو اون کو جیسی آئین ہین بلا کیف اور اوسی مین سے
جو لکھا بیہقی نے اور انہین صفتون مین سے وہ ہین جو نص کتاب و سنت سے
ثابت ہوئین جیسے ید و وجہ و عین ہے اللہ کی صفات ذات مین سے اور
جیسے استوا اور اوترنا اور آنا اوسکے صفات فعل مین سے ہی غرض جائز ہے

اثبات ان صفتون کا اللہ تعالی کے لئے بسبب ثابت ہونے حدیثون کے
ساتھ ان صفتون کے اسی طرح سے کہ نفی کرے اوس کے ساتھ تشبیہ کو
اور اوسی مین سے ہے جو کہا ملا علی قاری نے بتمس الائمہ سے کہ متشابہ آیتون
اور حدیثون مین واجب ہے کہ جاری کرو اوسکو اپنے ظاہر پر اور سپرد کرے
اوسکی علم کو اللہ تعالی کی طرف اور پاک جانے باری تعالی کو جارحہ سے
اور صفات حادثہ کے مشابہت سے اور اوسی مین سے ہے جو کہا شاہ
ولی اللہ محدث دہلوی نے اپنی کتاب عوز الکبیر مین اور اپنے وصایا مین
جس کا ترجمہ یہ ہے کہ جیسے متکلمین لوگ متشابہات کے تاویل مین تفریط
کرتے ہین (یعنی تاویل کرکے اللہ کی صفتون کو باطل کرتے ہین) اور
اوس مین غلو کرتے ہین وہ میرا مذہب نہین ہے بلکہ میرا مذہب وہ ہے جو
مذہب ہے امام مالک اور ثوری اور ابن مبارک اور تمام قدما کا اور وہ یہی ہے
کہ جاری کرنا متشابہات کا اون کے ظاہر پر اور ترک کرنا اون مین خوض
کرنے کو اور اوسی مین سے ہے جو کہا شیخ محمد فاخر الہ آبادی نے اپنے
رسالہ بخاتیہ مین کہ نصوص کتاب و سنت کے محمول ہین اپنے ظاہر پر اور
اور جائز ہی بولنا اون کا (یعنی یہ کہنا کہ اللہ کے ہاتھ ہین آنکھ ہین وغیرہ
وغیرہ) اور جائز ہے اعتقاد رکھنا اون پر اور جن مین وہم ہوتا ہے تشبیہ کا
واجب ہے اون کیا ظاہر معنے کا اعتقاد رکھنا اور اون کے لازم معنا درسے
پرہیز کرنا ضرور ہے آخر قول تک اور اسمین انہون نے ایک گنگوہی رسالہ

کی ہے اور اسی قسم سے ہے جو بہت سے اقوال گذر چکے ہین ہمارے
پانچوین باب مین کہ اوسکی دوبارہ بیان کرنے مین بہت طول ہے اب رہی تحقیق
اون کے مطلب کی سو وہی ہے جو بیان کر چکے ہین ہم اوس باب مین جو اس سے
پہلے ہی کہ مراد جاری کرنے سے یہ نہین ہے کہ اون کے لفظون کو صرف زبان پر
جاری کرنا اسلئے کہ یہ امر تو اس قسم کے ساتھ خاص نہین بلکہ یہ تو اوائل سورت مین بھی
ہوتا ہے جس مین کسی طرح کے معنی ہی نہین بلکہ واجب ہے کہ مراد انکی اس
جاری کرنے سے یہی ہو کہ یہ نصوص اپنے معانی ظاہرہ پر ہین مع قطع نظر کیفیت
کیفیت سے اور یہ اعتراض نہین ہو سکتا کہ جب ارادہ کرین ہم ہاتھ اور نظیر
ظاہر کو تو لازم آتا ہے اوس سے اثبات جوارح کا اللہ تعالی کے لئے اور یہ جسم
ہو جاتا ہے اور جسم کا ہونا باتفاق اہل سنت باطل ہے اس لئے کہ ہم اس لازم
ہونے کو باطل کہتے ہین اور جسم کا لازم ہونا جب ہوتا کہ ہم یون کہتے کہ ہاتھ
اللہ کا مثل مخلوق کے ہاتھ کے ہے اور ہم یہ تو نہین کہتے بلکہ ہم اتنا ہی کہتے ہین
کہ وہ ایک جہت سے ذات کی جہات کمال کی اور ذات پاک اوس تعالی کی
مخلوقات سے مشابہ نہین کسی صفت مین اور اسی طرح اوس کی جہات کمال بھی ہین
اور ایسی ہے اوس کی تمام صفات ہین اور یہ کہنا کہ اوسکو ہاتھ ہے یا آنکھ ہے
یہ تو بعینہ ایسی بات ہے جیسے کوئی کہے کہ اللہ سمیع و بصیر ہے پھر دوسرا (منکر
صفات) کوئی کہنے لگے کہ اگر اللہ تعالی سمیع و بصیر ہوتا تو لازم آتا کہ اوسکے لئے
کان اور آنکھ ہوا اور اس سے لازم آتا ہے ثبوت جوارح کا اور ثبوت جسم کا

تو اوس کا جواب (تثبت صفات کی طرف سے) یہی ہوگا کہ یہ لازم آتا
باطل اور ممنوع ہے اور سنتا دیکھنا اپنی معانی ظاہرہ پر محمول ہین اور اس لازم
کے خوف سے اسمین تاویل نہین کی جاتی یہی حال ہے استوا کا اور اسی وجہ سے
کہا گیا ہے کہ سمع و بصر و استوا مین کوئی فرق نہین ہے اور بہیر اسمین
بھی ہے جو ہم نے آگے بیان کیا یعنے لزوم جب ہی ہوتا ہے کہ جب کسی
کیفیت مخصوص کو ثابت کرین جو مخلوقات کے ساتھ خاص ہو نہ اس صورت
مین کہ فقط معنی لغوی پر قناعت کرین سو تم اس مین غور کر لو کہ منصف کو
کافی ہے **باب تیرہوان** اون لوگون کے تحقیق اقوال مین جنہون نے
کہا ہے کہ یہ نصوص ظاہر سے پھیر گئی ہین اور اس بیان مین کہ ظواہر سے
اون کی مراد کیا ہے جاننا چاہئے کہ متاخرین مین سے بعضون نے یہ
خیال کیا ہے کہ اللہ تعالی اون صفتون کے ظاہر سے جو شرع مین وارد
ہوئے ہین منزہ ہے جیسے ید و وجہ و قدم و عین و جنب و استوا و ضحک
اور نزول وغیرہ ہین کہ نصوص شرعیہ مین وارد ہوئے ہین غرض ان سبکو
واجب ہے کہ ظاہر سے پھیر دیوین اور اون کے ایسے معنی مراد لین جو اللہ تعالی
کے جلال و بزرگی کے لایق ہون اور انہی لوگون مین سے ہین نووی کہ انہون نے
اپنی شرح مسلم مین اس حدیث کی ذیل مین کہا ہے ان اللہ یمسک السموات
علی اصبع یعنی اللہ تعالی لے لیویگا آسمانون کو اپنی ایک انگلی پر انتہے
یہ حدیث احادیث صفات مین سے ہے اور اس مین آگے دو مذہب

Marfat.com

بیان ہو چکے ہین ایک تاویل کا اور دوسری تاویل سے باز رہنے کا اور
ایمان واعتقاد کرنے کا کہ ظاہر ان کا مراد نہین ہے یہان تک کہ انہون نے
کہا کہ احتمال ہے کہ مراد اصابع سے بعض مخلوقات الٰہی ہون اور یہہ غیر ممتنع ہے اور
مقصود یہہ ہے کہ ہاتہہ جو بمعنی جارحہ ہے وہ محال ہے پہر اسکے بعد ایک
تقریر طویل ذکر کی قاضی عیاض کی اور کہا کہ اللہ ہے خوب جانتا ہے جو
مراد ہے اوسکے نبی کی ان احادیث سے اور یہہ مشکل ہین اور ہم ایمان لاتے ہین
اللہ تعالیٰ پر اور اوسکے صفتون پر اور اوسکو مشابہ نہین جانتے ہین کسی چیز کے
ساتہہ اور فرمایا ہے اوسنے لیس کمثلہ شیء وھو السمیع البصیر اور جو کہا ہے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور جو آپ سے ثابت ہوا ہے سب
حق ہے اور سچ ہے پہر جو ہماری سمجہہ مین آوے وہ اللہ کا فضل ہے اور
جو ہم سے پوشیدہ رہے اوسپر ہم ایمان لاتے ہین اور اوس کا علم اللہ پاک
کو سونپتے ہین اور حمل کرتے ہین اون لفظون کو اوسی پر جسپر محمول ہوتا ہے
زبان عرب مین جسکے ساتہہ ہم سے خطاب کیا گیا ہے اور یقین جانتے ہین
ہم اوسکے معنی کو بعد اسکے کہ منزہ جانتے ہین اللہ تعالیٰ کو اوسکی ظاہر سے
جو اوس کی جناب کے لایق نہین اور نووی رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث نزول
کی شرح مین کہا ہے کہ ایمان لایا جاتا ہے اسپر کہ یہہ حق ہے جس طرح
کہ لایق ہووے اللہ پاک کے اور ظاہر اوس کا جو ہمارے حق مین متعارف ہے
وہ مراد نہین اور اوسکی تاویل (یعنی حقیقت مین اوسکی) کلام نکیا جاوے

اور اعتقاد رکھا جاوے کہ اللہ تعالیٰ پاک ہے صفات مخلوق کی اور
انتقال اور حرکات سے اور تمام صفات خلق سے (مترجم کہتا ہے کہ
یہہ ہے کہ نووی نے اللہ رحمت کرے اون پر صاف اشارہ کر دیا کہ ظاہر
دو ہین ایک لفظ کے ظاہر معنی لغوی دوسری وہ ظاہر جو ہمارے
حق مین متعارف ہے اور اسے دوسری ظاہر سے تنزیہ اللہ پاک کی
ضرور ہے نہ مطلق ظاہر سے) اور اسی قسم سے ہے جو ذکر کیا علامہ
یعقوب بنانی نے اپنی شرح بخاری مین جس کا نام خیر الباری ہے
اور حافظ ابن حجر نے فتح الباری مین کہ ظواہر ان آیتون کے غیر مراد ہین
اور مذہب ملاحدہ کا وہی ہے جو سمجھا جاتا ہے ظاہر متشابہات سے
بغیر تاویل کے (یہان بھی ظاہر سے وہی ظاہر مراد ہے جو ہمارے حق مین
متعارف ہے) اور کہا ملا علی قاری نے مرقات شرح مشکوۃ مین کہ معلوم
ہوتا ہے کہ دونو مذہب متفق ہین پھیرنے مین ان ظواہر کے جیسے آنا اور
صورت اور شخص اور پیر اور قدم اور ہاتھ اور مونھ اور غضب اور رحمت
اور استوا اور آسمان پر ہونا وغیرہ مین ظاہر ہے اس وجہ سے کہ لازم
آتے ہین اس سے ایسی محالات جو یقینا باطل ہین اور ایسی چیزین لازم
آتی ہین جو کفر ہین بالاجماع اسی لئے تمام سلف و خلف مجبور ہوئے ہین
اس لفظون کے پھیرنے کی طرف ظاہر سے اور اعتقاد کرنے والے ہین
وہ اللہ سبحانہ کے ساتھ جو لایق ہے اوسکے جلال و عظمت کے بغیر اسکے کہ

Marfat.com

وہ تاویل کرین ان کی دوسری چیز سے اور یہی مذہب ہے اکثر محققونکا
اور یہہ تاویل مفصل ہے اور سیوطی نے اتقان مین کہا ہے کہ جمہور اہل سنت
کہ ان مین سلف بھی ہین اور خلف بھی وہ سب کے سب ایمان لاتے ہین
اسپر اور معانی مقصودہ اوسکے سونپتے ہین اللہ پاک کی طرف اور
کہتے ہین کہ اوسکی تفسیر نکرنی چاہیئے اور اوس کی حقیقت سے منزہ سمجھنا چاہیئے
اللہ پاک کو اور قرطبی نے کہا کہ معلوم ہو چکا ہے کہ مذہب سلف کا یہ ہے
کہ تعرض نکرین اسکی تاویل کے طرف اور یقین کرین کہ محال ہے ظاہر اوسکا
اور وہ کہتے ہین کہ جاری رکھو ان کو جیسے آئے ہین فقط یہہ قرطبی متاخر
ہین اون قرطبی سے جنھون وفات پائی ہے سن دوسو چھتر ۲۷۶ مین اور اونکی
ایک تفسیر ہے کہ نقل کیا ہم نے اوس سے پہلے اور اسی طرح اور متاخرین کے
اقوال بھی ہین کہ اون مین ایک دوسرے کا مقتدی ہو گیا ہے چنانچہ
ملا علی قاری تابع ہے سیوطی کا اور سیوطی تابع ہے ابن حجر اور بنا نے کا
اور یہ دونو تابع ہین نووی اور قرطبی کے اور پوشیدہ نرہے کہ مراد
نووی اور قرطبی کی نفی ظاہر سے وہ ظاہر ہے جو متعارف ہے ہمارے حقین
اور کیفیت مخصوصہ رکھتا ہے نہ وہ ظاہر جو معنی لغوی ہے اور دلالت
کرتے ہین اس پر کئی وجہین اول یہ کہ نووی نے خود کہا ہے دوسری
جگہہ ہین کہ ظاہر مقید ہے اور کہا ہے کہ ظاہر جو معروف ہے ہماری حق مین وہ
مراد نہین ہے اور بعد تنزیہ حق سبحانہ کے کہا ہے کہ وہ منزہ ہے اوس

ظاہر سے جو لایق نہین ہے اوس سبحانہ تعالی کے اور کہا ہے کہ مقصود
یہہ ہے کہ یدجارحہ محال ہے اور اس مین شک نہین کہ مطلق محمول ہوتا ہے
مقید پر پہر جہان کہین لفظ ظاہر کا مطلق آوے گا اوس سے وہی ظاہر مراد
ہوگا جو ہمارے حق مین متعارف و مشہور ہے اور کیف بکیفیات جسمیہ ہے
اور خاص ہی ہمارے ساتہہ اور اس مین شک نہین کہ اللہ پاک اس سے
منزہ ہے اور اس ظاہر سے پاک ہے اور غرض یہہ ہے کہ ظاہر سے یہان
ظاہر لغوی مراد نہین اور نہ اوس کی نفی مقصود ہے اور قرطبی نے اپنی
تفسیر مین دوسری جگہہ کہا ہے جسکو ہم نے آگے بیان کر دیا ہے کہ استوا کے
معنی معلوم ہین لغت مین اور وہ علو اور استقرار ہے اور سلف اول نے
کہا ہے کہ جہت اللہ تعالی کے لئے ثابت ہے جیسا اوس کی کتاب مین
وارد ہوا ہے اور جیسے اوسکے رسولون نے خبر دی ہے اور سلف مین
سے کسی نے اس علو کی نفی نہین کی اور نہ یہہ کہا کہ وہ اپنے عرش پر مستوی نہین
حقیقۃ اور اتنا ہی ہے کہ انہون نے کیفیت کو اس استوا کی مجہول کہا ہے کہ
وہ حقیقت مین کوئی نہین جانتا اور اس تقریر سے صاف ظاہر ہے کہ مقصود
اون کا یہی ہے کہ محال وہی ظاہر ہے جو ہمارے حق مین متعارف ہے اور
کیفیت بکیفیات مخصوصہ ہے نہ وہ ظاہر جو معنی لغوی کے روسے ہے اور نہین تو
ان کے قولون مین تناقض لازم آتا ہے اور اوسی مین سے ہے جو گذرے ہین
تیرہوین اور بارہوین باب مین اقوال کثیرہ سلف و خلف سے کہ وہ سب دلالت

کرتے ہین کہ یہ نصوص جاری ہوئے ہین اپنی ظواہر پر اور معنے اون کے
معلوم ہین تو اس سے بخوبی واضح ہو گیا کہ پچھلون کے کلام مین جو آیا ہے
کہ ان نصوص کو ظاہر سے پھیرنا چاہیے تو اس کی تاویل ضرور ہے اور تاویل
یہی ہے کہ ان کی مراد ظاہر سے وہی ظاہر ہے جو ہمارے حق مین متعارف ہے
اور کیف بکیفیت مخصوصہ ہے اور قرطبی متقدم نے کہا ہے کہ جو صفات اللہ
مین سے وارد ہوئے ہین اون کو جاری کرنا چاہیئے اپنی ظواہر پر اور اگر
اس کی تاویل نکرین اور یہی مراد لین کہ ان نصوص کو ظاہر معنی لغوی سے
پھیرنا ضرور ہے تو بلا وجہ اون بزرگون کے کلام مین جو سلف خلف مین
بہت ہین تناقض لازم آتا ہے پس اس مقام مین نووی اور قرطبی کے
کے کلام کو معتبر نہین جان سکتے اسلئے کہ وہ مخالف ہے اکثر ائمہ کے اور علی الخصوص
اس وقت مین اور بھی کہ جب اون کا ایسا محل صحیح ملتا ہو جس مین اون کے
کلام تمام آئمہ کے کلام کے موافق ہو جاتا ہو پھر کیا ضرور ہے کہ ہم ان دونون
کلام کے ایسی معنے لین جو مخالف ہو اور ائمہ کے اور ایک بڑی بات یہ ہے کہ
بار ہوئین باب مین بہت سے دلائل ذکر کر چکے ہین اسپر کہ معنی استوا کی معلوم ہین
اور کیفیت مجہول ہے تو اب ضرور ہوا کہ ان کے کلام کو ایسی معنون مین اقرار
جو اون اقوال کے مطابق ہون اور یہ نہین ہو سکتا جب تک کہ ہم ظاہر سے
وہی ظاہر مراد نہ لین جو ہمارے حق مین مشہور و متعارف ہین نہ ظاہر لغوی اور
امام شہرستانی نے بھی ملل مین ظاہر کی یہی معنے کہے ہین چنانچہ کہا ہے

کہ مشبہہ نے جاری کیا ان استوا ویدو وجہ کو الخ ظاہر پر یعنے اوسپر جو اطلاق
کے وقت جسم ہونے کا سمجھا جاتا ہے اور اوسکے بعد پھر کہا کہ انہون نے جاری کیا
ان صفات کو اون معنون پر جو مشہور ہین اجسام کے صفات مین سے چونکہ ہوا
سلف کے کنارہ کرنے مین تاویل سے اور کنارہ کرنے مین علم کلام مین گھسنے سے
اور وجہ اسکی کہ اسلام مین مقالات فلسفہ کیونکر پھیل گئی اور اس قسم کی
بعض اقوال ہم نے مقدمہ کتاب مین ذکر کردیے ہین اور اون کے دوبارہ
ذکر کرنے کا کوئی مضائقہ نہین کہ اس مین ذہنون کی آزمایش ہے اور متاخرون
کی آسایش اور کلام کی آرایش اور عوام کی نمایش تو اب جاننا چاہیے کہ سلف
کے لوگ صحابہ و تابعین مین سے سب کے سب کنارہ کرتے تھے اور دور بھاگتے تھے اوس علم
سے کتاب و سنت کے سوا ہوتا تھا اور ساری کوششین اپنی اسی مین خرچ کرتے تھے
کہ معانی کتاب اللہ کے دریافت کرین یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے
دریافت کرکے یا خود کوشش اور اجتہاد کرکے اور ایسی ہی روایت حدیث مین
سعی کرتے تھے کہ وہ آپس مین جاری ہو اور جب اون مین کوئی اختلاف ہوتا تھا تو
کتاب و سنت ہی پر تکیہ اور اعتماد کرتے تھے اور کسی طرح کی تاویل و تحریف
ان مین نکرتے تھے اور اون کو اسی امر پر مستقیم پایا اور ہمیشہ اسی طریقہ پر قایم
رہے یہانتک کہ آخر ایام صحابہ مین بدعت معبد جہنی کی نکلی اور غیلان دمشقی
اور یونس اسواری کی وہ قدرین گفتگو کرنے لگی اور خیر و شر کو اللہ پاک کی
طرف منسوب کرنے سے منکر ہو بیٹھے اور انہی کے طریق پر قدم بقدم واصل بن عطاء

Marfat.com

شیخ معتزلہ چلنے لگا جو شاگرد تھا امام حسن بصری کا یہانتک کہ اول سے معتزل
(یعنے جدا ہوگیا) اور اوس کے ساتھ والے معتزلہ مشہور ہوئے پھر اوسکے
بعد سردار معتزلہ کے کتب فلاسفہ کا مطالعہ کرنے لگے جب اون کتابون کے
ترجمہ ہوئے مامون رشید کے زمانہ مین پس اس سے اون کے باتین علم
کلام کی باتون مین مل گئین اور یہ سب مل ملا کر ایک فن علم جداگانہ ہوگیا جسکا
نام علم کلام ہے پھر اس علم پر انکار کیا ائمہ نے اوس زمانہ مین جیسے ابی حنیفہ
اور مالک اور شافعی اور ابی یوسف قاضی اور جو اون کے بعد تھے محدثین
سے جیسے احمد بن حنبل اور داؤد اصفہانی اور جو اون کے اتباع تھے محدثین
مین سے غرض ان سب نے طعن و تشنیع کی اس فن پر اور بہت برا جانا اوسکو
جو اس مین مشغول ہو یہانتک کہ ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ قدریہ اس امت
کی مجوس ہین اور جب اون سے کسی نے کہا کہ یہ لوگ جو کلام مین سے عرض و جوہر
و جسم ثابت و نفی کرتے ہین ان کو آپ کیا فرماتے ہین تو انھون نے فرمایا کہ یہ
باتین فلاسفہ کی ہین اور تم لازم پکڑو آثار کو اور طریقہ سلف کو اور بہت بچو ہر محدث
سے کہ وہ بدعت ہے اور انھون نے فرمایا کہ یہ باتین فلاسفہ کی ہین اور تم
لازم پکڑو آثار کو اور طریقہ سلف کو اور بہت بچو ہر محدث سے اسلئے کہ وہ بدعت ہے
اور انھون نے فرمایا اللہ ہلاک کرے عمرو بن عبید کو کہ اوسنے لوگون کے اوپر
کھولدیا دروازہ خوض کرنے کا کلام مین جو اون کے کام نہین آتا اور ابو یوسف
یعقوب بن ابراہیم قاضی جو اون کے بڑے شاگردون مین ہین انھون نے

جب کلام کیا بشر مریسی سے جو شیخ ہے معتزلہ کا تو فرمایا کہ علم کلام
کا جہل ہے اور نجاتنا علم کلام کا یہی علم ہے اور یہہ بھی فرمایا کہ جسنے
طلب کیا علم کو کلام کی راہ سے وہ زندیق ہوگیا (مراد کلام سے یہی
علوم فلاسفہ ہین جیسے منطق وغیرہ) اور نماز جائز نہین پیچھے علم کلام
والے کے اگرچہ وہ حق بات بھی کہے اسلئے کہ وہ بدعتی ہے اور نماز
بدعتی کے پیچھے روا نہین اور امام شافعی نے فرمایا جب تم کسیکو کہتے ہوئے
دیکھو کہ اسم غیر مسمے ہے تو گواہی دو اوسکے لئے کہ وہ زندیق ہے
اور ایک روایت مین ہے کہ گواہی دو کہ وہ اہل کلام مین سے ہے اور
بے دین ہے اور کہا اگر لوگ معلوم کرین کہ اس کلام مین کسقدر ہوائے
نفسانی ہوئی ہین تو اوس سے ایسا بہاگین جیسے شیر سے اور فرمایا
امام شافعی نے کہ سیکھنا علم کلام کا حرام ہے اور بدعت ہے اور ابو عبید نے
نے کہا کہ مین نے امام شافعی سے سنا جبکہ اونہون نے حفص فرد سے
مناظرہ کیا اور وہ شیوخ معتزلہ مین سے تھا کہ امام صاحب نے فرمایا کہ
مین جانتا ہون کہ اگر انسان اللہ پاک سے تمام گناہون کو لیکر ملے سوا
شرک کے تو بہتر ہے کہ ملے علم کلام مین سے کچھہ تھوڑا سا بھی لیکر (یعنی
سوا شرک کے جتنی گناہ ہین اون سب سے علم کلام بدتر ہے) اور مین نے
حفص سے ایسی نالایق بات سنے کہ اوسکے بیان کرنے کی مجھے طاقت
نہین اور یہ بھی کہا کہ مینے اہل کلام مین وہ وہ خرابیان دیکھین کہ جسکا

جناب شیخ فریدالدین عطار رحمۃ اللہ علیہ کا کلام و فوائد فریدالدین عطار رحمۃ اللہ علیہ تذکرۃ الاولیا

Marfat.com

مجھے گمان بھی نہ تھا اور بندہ تمام منہیات شرعیہ مین مبتلا رہے جس سے
اللہ تعالی نے منع فرمایا ہے سوا شرک کے تو بہتر ہے کہ علم کلام مین نظر کرے
(یعنے گروہ کہ ناشتہ اب پینا زنا کرنا حرام خوری قتل ناحق ان سب گناہونسے
علم کلام مین دیکھنا برا ہے) اور کرابیسی سے مروی ہے کہ امام شافعی سے
کوئی بات کلام کی پوچھے تو وہ غصہ ہو گئے اور فرمایا کہ ایسی باتین حفص
فرد سے پوچھے جاتے ہین اور اوس کے رفیقون سے اللہ اونکو ذلیل و
خوار کرے اور جب امام شافعی بیمار ہوئے تو حفص فرد اون کے پاس آیا تو
انہون نے پوچھا کون ہے حفص نے کہا حفص فرد آپ نے فرمایا اللہ تعالے
تیری حفاظت کرے نہ رعایت کرے جب تک تو اس علم سے توبہ نکرے
اور رعفرانی نے فرمایا کہ امام شافعی نے فرمایا میرا فتوے اصحاب کلام کے
بارہ مین یہ ہے کہ وہ چھڑیون سے مارے جاوین اور گلیون مین پھرائے جاوین
اور کہا جاوے کہ یہ سزا ہے اوس نابکار کی جسنے چھوڑا کتاب
و سنت کو اور پکڑا کلام کو اور فرمایا امام مالک نے کہ درست نہین ہے شہادت
اور گواہی اہل بدعت اور اہل ہوا کے اور اون کے بعض شاگردون نے اوسکی
تاویل بھی کی ہے کہ مراد اہل ہوا سے اہل کلام ہین کسی مذہب کے ہون۔ اور
اونہون نے فرمایا ان اہل کلام کا (یعنی منطقی لوگون کا) یہ حال ہے کہ اگر کوئی
اون سے بر بکر جھگڑے تو اپنا دین چھوڑ دیتے ہین (اور اوسکی بات قبول
کر لیتے ہین) غرض ہر روز ان کا نیا دین ہوتا ہے غرض یہ ہے کہ باتین

Marfat.com

ان جہگاڑ لوگون کے قوت وضعف مین متفاوت ہوتی ہین اور اپنے اوسند
اور سند مین فرق رکہتے ہین اور فرمایا امام احمد نے علماء کلام زنادقہ ہین
اور فرمایا کہ اہل کلام کبھی سیدہی راہ پر نہین آسکتے اور جب تو کسی ایسی
شخص کو پاوے گا جسنے علم کلام مین نظر کی ہے تو ضرور اوسکے دل مین
فساد ہوگا (یعنی کسی قسم کی بدعقیدگی کتاب وسنت سے بیگانگی اہل شرائع
کی تحقیر وغیرہ) اور بہت اون کے مذمت کی اور اونکو برا کہا یہانتک مبالغہ
کیا کہ حارث محاسبی کو چہوڑ دیا اور اون سے ملاقات ترک کردی حالانکہ وہ بڑے
زاہد اور متورع تھے اور اس سبب سے اون کو چہوڑ دیا کہ انہون نے ایک کتاب
تصنیف کی تھی بدعت کی رد مین اور امام احمد نے فرمایا خرابی ہو تیری تو اون کی
بدعت کو نقل کرتا ہے پہلے پہر اون پر رد کرتا ہے تو گویا لوگون کو اپنی تصنیف سے
مستعد کرتا ہے اون کے بدعت دیکہنے پر اور اوس مین غور اور فکر کرنے پر اور
اون کے شبہون کے دیکہنے پر اور یہہ امر لوگون کو کہینچتا ہے طرف رائے کے
اور طرف بحث وتفتیش کرنے کے اور رغبت دیتا ہے اون کو فتنہ کی اور امام
نے کہا ہے کہ امام احمد اور اون کے اتباع نے حرام کہا ہے بحث اور تفتیش
کرنے کو امور غامضہ مین اور برا جانتا ہے اہل کلام کو اور برا جانتا ہے خوض
اور تنازع کو مگر اوسی باتون مین غور بہتر ہے جسکا علم آگیا ہے اور اللہ کے رسول نے
اوسکو بیان فرمادیا ہے صلی اللہ علیہ وسلم اور چہوڑ دیا ہے امام احمد نے ملاقات
حسین کرابیسی کی باوجود اسکی کہ اون کو بڑا تبحر تھا حدیث اور فقہ مین اسلئے

انہون نے خوض کیا تھا اس مسئلہ مین کہ قرآن مخلوق ہے اور فرمایا
امام صاحب نے کہ کبھی نجات نہ پاوینگے اصحاب کلام ذکر کیا ہے ذہبی نے
سیر النبلا مین اور میزان مین ہے کہ کرابیسی کہتی تھی کہ کلام اللہ کا غیر مخلوق ہے
اور میرے زبان سے جو نکلتا ہے وہ مخلوق ہے پس اگر اس سے انہون نے
صرف اپنا تلفظ مراد لیا تو صحیح ہے اسلئے کہ افعال ہماری مخلوق ہین اور اگر
اول سے ملفوظ کو مراد لیا ہو تو یہ وہی بات ہے جسکو برا جانتے ہین امام احمد
اور تمام سلف کے لوگ اور اسی کا نام جہمی ہونا ہے اور لوگون نے بہت عصہ
کیا ہے جہمیون پر اسلئے کہ انہون نے کچھ کلام کیا تھا امام احمد مین۔
(معاذ اللہ من ذلک) یہانتک کہ برا کہا اون کو یحیی بن معین نے اسلئے
کہ انہون نے جرح کی امام احمد پر اور کہا کہ اوسکی مار پیٹ کرنے کی ضرورت ہے
اور امام شہرستانی نے ملل و نحل مین کہا ہے کہ معتزلہ اور جہمیہ اور سلف کے لوگون
ہمیشہ اختلاف رہا صفات اللہ مین اور سلف کے لوگ ہمیشہ اون سے مناظرہ
کرتے چلے آئے ہین اون صفات کے لئے نہ قانون کلامی کے طور پر
بلکہ قول اقناعی کے طور پر اور وہ لوگ ان سلف والون کو صفاتیہ کہتے تھے
اور سلف کے لوگ نہایت سخت رد کرنے والے تھے اون پر اور اون کو نفی
معطلہ کہتے تھے پھر جب ایسے اقوال ہون ائمہ اور مجتہدین کے علمائے راسخین
مین سے کلام کے برائی مین اور اون سبھون نے اوسکو حرام و بدعت کہا ہو اور
سوا شرک کے سب گناہون سے بڑھکر کہا ہو تو جن متاخرین نے اپنی تمام عمر

Marfat.com

اوسی مین ضایع کی اور رات دن فلسفہ اور مباحث کلامیہ مین اوقات خراب
کی اور پھر اس برائی مین یہ خیال کیا کہ مین حق پر ہون اور جسمین مشغول ہون
یہہ دنیا و آخرت مین بہتر ہے اور باعث فوز و فلاح و نجات و نجاح ہے تو اسکی
جہل مرکب کی کچھہ انتہا ہے اور بلاشبہ وہ کلام ائمہ سے غافل محض ہے پہر متاخرین
مین سے جو اور متاخرین ہمارے راہ مین اللہ اون کو ہدایت دے اون لوگون نے تو
اپنی حماقت اور بلادت سے سمجھہ رکھا ہے کہ جو لوگ علوم جدلیہ اور علم کلام مین خوض
کر رہے ہین یہہ علمائے دین ہین اور گمان کیا ہے انہون نے یہ ورثۃ الانبیا
ہین (حالانکہ وہ ورثۃ الاشقیا اور ترکۃ الاغبیا ہین) اور اعتقاد کیا ہے انہون نے
اونہی باتون پر جن پر اون کی رائے آگئی ہے اور اگرچہ وہ اون کی محض
رائے ہو اور ایک دلیل بھی وہ کتاب و سنت سے اوسپر نہ رکھتے ہون اور
اپنے مدح اور تخریب مین اتنا اتنے مبالغہ کرتے ہین اور اپنے لوگون کو
علماء سلف پر ترجیح دیتے ہین جو اپنے ذہنون کو صاف و پاک رکھتے تھے
علم کلام سے اور مشغول تھے کتاب و سنت کے ساتھہ غرض ہزار ہا افسوس ہین
کہ ان کی عقلون پر کیسے پردے پڑ گئے ہین ضلالت اور گمراہی کے اور یہ کم بخت
نہین جانتے کہ سلف کے لوگون کے تابعداری اولی ہے اور وہ امام اور
پیشوا تھے خلف کے ہم اللہ تعالی سے یہی توفیق مانگتے ہین کہ ہمکو ان کا اتباع
نصیب کرے اور انہی سلف کی اقتدا پر مارے اور ہوائے نفسانی اور ہواجس
شیطانی اور اقوال فاسدہ اور عقائد کاسدہ سے محفوظ رکھے جو روز بروز

پہلے جاتے ہین اور ایک کے بعد ایک نکلتے آتے ہین اور یہ زمانہ تو ایسا ہے
کہ جو رو فتن اور آفات و محن سے پر ہو گیا ہے ہر ایک اس وقت مین فلسفی ہو کر
گرگ کہن اور مجمع فتن ہو رہا ہے یہان تک کہ ہم دیکھتے ہین اکثر لوگون کو
نصوص شرعیہ کا صراحتاً انکار کرتے ہین اور تاویلات ملاحدہ سے اون کو
باطل ٹھیرایا چاہتے ہین اور وجود جن وجود شیطان اور وجود ملئکہ اور وجود
آدم و حوا اور جنت و نار و عرش و کرسی اور لوح و قلم کا سراپا انکار کرتے ہین
اور یہ لوگ ہرگز دائرہ اسلام اور زمرہ مسلمانون مین سے نہین ہین اور حکم
اون کا مرتدین کا ہے اوس مین کسی قسم کا شک و شبہ نہین ہے اور قتل و
قمع اون کا مسلمانون پر واجب ہے **پندرہوان باب** اس بیان مین کہ
جس نے پہلے مخالفت کی معنی استوا مین تمام سلف سے وہ جعد بن درہم اور جہم بن
صفوان تھا اور اس باب مین اقوال جہم کے اور کیفیت و احوال اوس کا مذکور ہے
جاننا چاہیئے کہ سلف رحمہم اللہ سب کے سب متفق تھے کہ اللہ پاک جل جلالہ اپنی
ذات مقدس سے عرش اعلے کے اوپر ہے اور عرش اوس کا آسمانون کے
اوپر ہے اور وہ قریب ہے ہر چیز سے اپنی علم کی رو سے بلکہ یہود و نصاری
اور تمام ارباب ملل سماویہ اسی کے قائل تھے اور اس مین اون کے درمیان کسی
طرح کا اختلاف نہین تھا اور کوئی اون مین سے استوی علی العرش کی استیلا
اور غلبہ کے ساتھ تاویل نہین کرتا تھا نہ اوس کی مانند اور کوئی تاویل اور ان سب
نصوص کو معانی معروفہ و مشہورہ پر اوتارتے تھے اور اسی طریقہ اور عقیدہ پر سب کے سب

Marfat.com

گذرے تھے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ اور خلفائے راشدین
اور اون کے بعد کے زمانون تک خواہ صحابہ ہون یا تابعین اور پہلے پہل جو یہہ
قول سنا گیا کہ وہ انکار کرتا ہے اللہ تعالی کے عرش پر ہونے کا تو یہہ قول
جعد بن درہم کا تھا اور اسی طرح اوسنے انکار کیا جمیع صفات الٰہیہ کا خواہ سمع
بصر ہون خواہ ید و وجہہ وغیرہ اور قتل کیا اوسکو خالد بن عبد اللہ قسری نے
اور قصہ اوس کا مشہور ہے اور جعد نے یہہ قول جو سیکھا تو ابان بن سمعان سے
اور ابان نے طالوت ابن اخت لبید بن عاصم سے اور طالوت نے لبید بن
عاصم یہودی ساحر سے جسنے سحر کیا تھا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر (غرض
یہ نسب نامہ ہے ہر مبتدعے دین اور ہر جہمی پر از کین کا خواہ رومی ہون یا شامی
یا ہندی ہون یا سندی) اور یہ جعد پہلے زمین حران مین رہتا تھا اور وہان
بہت سے صابئیہ اور فلاسفہ بستے تھے جو دین نمرود پر اور کنعانیین کے دین
پر تھے جن کی سحر مین بعض متاخرین نے کتابین لکھین ہین اور نمرود بادشاہ تھا
صابئیہ کا جیسے کسریٰ بادشاہ تھا فرس کا اور فرعون ملک مصر کا اور نجاشی ملک
حبشہ کا غرض یہہ اسم جنس ہے نہ یہہ کہ کسی شخص خاص کا نام ہو اور صابئیہ بالکل
مشرکین تھے مگر تھوڑے اون مین کے اور علماء اون کے فلاسفہ تھے اور
کبھی کوئی صابی ایسا بھی ہوتا ہے جو مشرک نہ ہو بلکہ ایمان رکھتا ہے اللہ پر
اور اوس کے رسول پر اور پچھلے دن پر جیسے اللہ تعالی نے فرمایا ہے إن الذين
امنوا والذين هادوا والصابئين من امن

باللہ والیوم الاخر وعمل صالحا فلھم اجرھم عند ربھم
ولا خوف علیھم ولا ھم یحزنون مگر اکثر اون مین سے کفار اور مشرکین
تھے جیسے اکثر یہود و نصاری اپنے دین کو بدل کر اور تحریف کرکے کفار و
مشرکین ہوگئے تھے اسی طرح صابئین بھی اوس وقت کفار و مشرکین تھے
اور کواکب کو پوجتے تھے اور اون کے لئے ہیاکل (یعنی بتخانے) بناتے
اور مذہب اون کا پروردگار کے باب مین یہ تھا کہ اوس کی کچھ صفات نہین ہین
سوا صفات سلبیہ کے یا صفات اضافیہ کے یا جو ان دونو سے مرکب ہون
اور اوسی لوگون کی طرف ابراہیم علیہ السلام مبعوث ہوئے تھے غرض جعد نے
اس عقیدۂ باطلہ کو صابئہ اور فلاسفہ سے اخذ کیا تھا اور سیکھا تھا پھر جعد سے
اوس کے رفیق جہم بن صفوان نے لیا جسکی کنیت ابو المحرز تھی اور نسبت اوسکی
سمرقندی جسکی بدعت آخر زمانہ تابعین مین پھیلی اور تمام امامون نے اوس
زمانہ کے اوس کے قول کو برا کہا جیسے امام اوزاعی اور امام ابو حنیفہ اور امام مالک
اور لیث بن سعد اور ثوری اور حماد بن زید اور حماد بن سلمہ اور ابن مبارک
اور جو اون کے بعد تھے ائمہ ہدی سے اور اقوال اون کے پانچوین باب
مین گذرے اور جہم منکر تھا صفات اللہ کا اور استوا اور فوقیت کا سخت انکار
رکھتا تھا اور کہتا تھا کہ اللہ کی قسم اگر مین کوئی راہ پاتا آیت استوا کی مٹانیکی تو
اوسکو قرآن سے مٹا دیتا اور مصاحف سے چھلدیتا اور کہتا تھا کہ اللہ تعالے
ہر مکان مین ہی اور اوسکو عرش کے ساتھ کوئی خصوصیت نہین اور استوا سے

مراد استیلا یعنے غلبہ ہے اور مانند اسکے اور خرافات بکتا تھا اور اس
دعوے پر اپنی آیات معیت اور قرب کو دلیل لاتا تھا جیسے یہہ قول ہے
اللہ تعالی کا وھو معکم اینما کنتم ونحن اقرب الیہ من حبل الورید
اور وما یکون من نجوی ثلثۃ الا ھو رابعھم اور جسکی اہل سنت
قایل ہین اوس کا قائل نہ تھا یعنے اس کو نہ مانتا تھا کہ معیت سے مراد ان
نصوص مین اور جو ان کے مانند ہین معیت علمی ہے اور نہ یہہ کہتا تھا جیسے
اہل سنت کہتے ہین کہ ذات اللہ پاک کی ہر مکان مین نہین ہے بلکہ وہ اپنی
ذات سے عرش کے اوپر ہے اور علم و قدرت اوس کی ہر مکان مین ہے
چنانچہ روایت کی ابن ابی حاتم نے کتاب الرد علی الجہمیہ مین اور کہا روایت کی
ہم سے زکریا بن ابی داؤد نے انہون نے ابو قدامہ سے انہون نے ابو معاذ سے
اوہنون نے کہا مین سنا ابو معد یعنے خلف بن سلیمان سے فرغانہ مین
کہ وہ کہتے تھے جہم اہل کوفہ سے تھا اور ترمذ کے معبر پر تھا اور فصیح اللسان تھا
مگر اوس کو علم نہ تھا اور نہ اہل علم کے ساتھ اوس کی نشست و برخاست تھی
پھر اوس سے کہا ایک قوم نے سمنیہ سے جو زنادقہ تھی کہ تو وصف کر
اپنے معبود اور رب کا ہم سے جس کی تو عبادت کرتا ہے پھر وہ گھر مین چلا گیا
اور ایک مدت تک نہ نکلا پھر چند روز کے بعد نکلا اور کہا کہ رب اور معبود میرا ایسا
ہوا ہے کہ ہر شے کے ساتھ ہے اور ہر شے مین ہے اور کوئی شئے اوس سے
خالی نہین پھر کہا ابو معاذ نے کہ جھوٹ کہا اوس دشمن خدا نے اور حالانکہ

Marfat.com

اللہ تعالیٰ عرش پر آسمانون پر ہے جیسے اوسنے اپنی ذات کا وصف
بیان کیا ہے امام ذہبی نے فرمایا ہے یہ حدیث ثابت ہے ابو معاذ سے
اور وہ ایک امام ہین اور ابن حجر نے فتح الباری مین لکھا ہے کہ روایت کی
ابن خزیمہ نے توحید مین (یہ اون کی کتاب کا نام ہے) اور انھی کے طریق
سے بیہقی نے اسماء والصفات مین کہ انھون نے کہا سنا مین نے ابو قدامہ
سے کہ وہ کہتے تھے سنا مین نے ابو معاذ بلخی سے کہ فرماتے تھے ہم ایک
معبر پر تھا ترمذ کے اور اصل مین کوفی تھا اور زبان کا فصیح تھا مگر بے علم
اور اوسکو نشست و برخاست بھی علما کے ساتھ نہ تھے پھر اوس سے کہا بیان
کر تو وصف اپنی رب کا تو وہ گھر مین چلا گیا اور ایک مدت کے بعد نکلا
پھر چند روز کے بعد نکلا اور کہا کہ ہوا ہی میرا معبود ہے کہ ہر شے کے ساتھ
اور ہر شئے مین ہے اور کوئی شئے اوس سے خالی نہین - اور امام ذہبی نے
کہا کہ ابن ابی حاتم نے کہا روایت کی مجھ سے عبد اللہ بن محمد نے کہا کہ
ہم سے روایت کی ابن ایوب نے کہا کہ ہمسے روایت کی ابو نعیم بلخی نے اور
انہون نے پایا تھا جہم کو تو انہون نے کہا کہ جہم کا ایک رفیق تھا کہ جہم
اوس کی بہت تعظیم و توقیر کیا کرتا تھا اور غیرون سے اوسکو افضل جانتا تھا
تو ایک دن وہ اوسپر آوازی تو ازی پھینکنے لگا اور اوسکو برا بھلا کہنے لگا
تو ابو نعیم کہتے ہین کہ مینے اوس سے کہا کہ تم تو جہم کے بڑے یار تھے
اور وہ تمہاری بڑی تعظیم کرتا تھا تو اوس نے کہا کہ آج مینے جہم سے

ایسے حرکت دیکھی تو ہم سے اوٹھہ نہ سکے اور وہ یہ تھی کہ مصحف پڑھ رہا تھا
اپنی گود مین رکھی ہوئے اور سورۂ طہ پڑھتا تھا پھر جب اس آیت
پر پہونچا الرحمن علی العرش استوی تو کہنے لگا اگر مجھے کوئی راہ
ملتی تو مین اس آیت کو مصحف مین سے چھیلڈالتا غرض مین اس حرکت کا
اوس کے متحمل نہ ہوسکا پھر وہ ایک بار اور قرآن پڑھ رہا تھا کہ ایک آیت
پر پہونچا اور کہا محمد کیسے ظریف تھے جب تو یہ بات کہی پھر ایک بار
وہ سورۂ طسم یعنے سورۂ قصص پڑھتا تھا اور مصحف اسکی گود مین تھا جب
موسی علیہ السلام کے ذکر پر گذرا تو مصحف کو پھینک دیا (ارے مردود
خدا تجھے غارت کرے) اپنی ہاتھ سے اور ٹھوکر ماردی اپنی سر سے
اور کہا یہ کیا شے ہے بیان اوس کا ذکر کیا اور پورا ذکر نہ کیا (غرض
اون کے ذکر سے جل گیا مردود) پھر کہا امام ذہبی نے بیان کی یہ روایت
عبداللہ بن امام احمد نے کتاب الرد علی الجہمیہ مین صفانی سے انہوں نے
یحیی بن ایوب سے اور نام ابو نعیم کا شجاع بن ابی نصر ہے تمام ہوا
قول ذہبی کا مین کہتا ہون کہ ذہبی نے اپنے رسالہ خلق افعال العباد مین
لکھا ہے جسمین انہون نے اصحاب جہم اور ارباب تعطیل پر رد کیا ہے کہ
روایت کی مجھ سے یحیی بن ایوب نے انہون نے کہا سنا مین نے
ابو نعیم سے کہ انہون نے کہا کہ ایک شخص اہل مرو کا دوست تھا جہم
[illegible] پھر اوس سے اوسنے ملاقات ترک کردی اور اوسکو برا کہنے

پھر اوس سے کسی نے اس کا سبب پوچھا تو اوس نے کہا کہ مین نے اوس سے
ایسی حرکت دیکھی کہ کوئی اوس کا مستحق نہین ہو سکتا مین نے اوسکی آگے
ایک آیت پڑھی ایسی ایسی بھول گیا تھی تو اوس نے کہا محمد بھی کتنے طریق
تھے پھر سورۂ طٰہٰ پڑھی اور جب اوس نے کہا الرحمٰن علی العرش استوٰی تو
کہا قسم ہے اللہ کی اگر مجھے کوئی راہ ملتی اسکے چلنے کی مین بیشک اوس کو
چھیل ڈالتا مصحفون سے پھر مین نے اس کی برداشت کی پھر اوس نے سورۂ
قصص پڑھی پھر جب موسیٰ علیہ السلام کے ذکر پر پہونچا تو کہا کہ یہہ فقہ تو اون کا
ایک جگہہ ذکر کیا گیا اور اوسکو پورا نہ پڑھ سکا پھر مصحف کو پھینکدیا اپنے
گود سے اور اپنے پیرون سے ٹھکرا دیا اور مین اوس کے اوپر کودا اور
روایت کی بخاری نے عبدالعزیز کے سند سے کہ انہون نے کہا جہم کا قول
دفعت ہے بلا معنے اور دیوار بغیر نیو کے (بنیاد کے) اور اوس کی گنتی
کبھی اہل علم مین نہین ہوئے اور اوس سے ایک شخص نے مسئلہ پوچھا کہ
ایک آدمی نے اپنی عورت کو قبل دخول کے طلاق دیا تو جہم نافہم نے
کہا کہ اوس کی عورت عدت کرے (حالانکہ شرع مین اوسپر عدت نہین ہے)
معلوم ہوا کہ جناب کو فقہ مین بھی بڑا دخل تھا) پھر انہون نے بہت سے آثار
نقل کئے اوس کی تکفیر مین اور ابن حجر نے فتح الباری مین ذکر کیا کہ ابن
بطال نے کہا کہ ترجمہ باب سے (یعنے بخاری کے) یہ معلوم ہوا کہ اللہ جسم نہین
اس لئے کہ جسم مرکب ہوتا ہے چند ملی ہوئے چیزون سے اور یہ وہی جہمیون

کہ وہ گمان کرتے ہین کہ اللہ جسم ہے فتح الباری مین الیاہی ہے
مگر شاید یہان جہمیون سے مشبہہ مراد ہین رہی جہمیہ تو اُن کے باب مین
تو سب متفق ہین جنہون نے تصنیفین کین ہین کہ وہ تو صفات کی نفی کرتے ہین
یہان تک کہ منسوب کیا ہے لوگون نے اون کو تعطیل کے طرف اور ثابت
ہوچکا ہے ابی حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے کہ انہون نے فرمایا کہ جہم نے مبالغہ کیا
نفی تشبیہ مین یہان تک کہ کہا اوسنے کہ اللہ کے حق مین چیز کا لفظ بھی نہ بولو
اور کرمانی نے کہا کہ جہمیہ ایک فرقہ ہے مبتدعین مین سے کہ منسوب ہین وہ
وہ جہم بن صفوان کے طرف کہ اون کا پیشوا ہے اور وہ قائل ہین کہ بندون کو
اصلا قدرت نہین اور وہ سب کے سب جبریہ ہین بفتح جیم وسکون بائی موحدہ اور
وہ جہم نافہم قتل ہوا ہے ہشام کے زمانہ مین تمام ہوا کلام اون کا اور جہم کے
اوپر جو برائی لگائی گئی ہے اوس مین سے فقط جبریت نہین ہے اور جسپر
اتفاق کیا ہے جہم کے عیبون مین سے وہ انکار صفات ہے کہ انہون نے
یہان تک اس مین مبالغہ کیا کہ کہا قرآن اللہ کا کلام نہین ہے اور قرآن
مخلوق ہے اور ذکر کیا ہے اوستاذ ابو منصور عبد القاہر بن طاہر تمیمی بغدادی نے
اپنی کتاب الفرق بین الفرق مین کہ سردار مذہبون کے چار ہین یہان تک کہ
کہا انہون نے کہ جہمیہ اتباع جہم بن صفوان ہین کہ جو قائل ہوئے ہین بندون کے
مجبور ہونے کے اور بے اختیار ہونے کے اپنی عملون مین اور کہا ہے انہون نے
کہ کوئی فعل کسی سے یعنی صادر ہوتا ہے سوا خدا کے اور فعل کے نسبت بندون

Marfat.com

کے طرف مجاز ہے بغیر اس کے کہ وہ فاعل ہون یا طاقت رکھتے ہون
کسی فعل کی اور خیال کیا انہون نے کہ علم اللہ تعالی کا حادث ہے اور اللہ تعالے
کو مشیت والا (یعنے چاہنے والا) کہنا محال ہے یا زندہ ہونا اوس کا یا عالم
اور ارادہ کرنے والا یہ سب صفات اوسپر محال ہین یہانتک کہ کہا اوس نے
کہ مین خداوند تعالی کی کوئی صفت ایسے نہین جانتا جسکا اطلاق اوسکے
غیر پر روا ہو اور کہا کہ مین اوس کا وصف صرف اتنا ہی جانتا ہون کہ وہ
خالق ہے اور زندہ کرنے والا ہے اور مارنے والا اور نیا کاسنے والا
ہر چیز کا اسلئے کہ یہہ وصف ایسے ہین کہ اوسے مین خاص ہین (اس قول سے
اوس مردود کے لازم آیا کہ خداوند تعالی نہ عالم ہے نہ سمیع و بصیر ہے معاذ اللہ
من ذلک) اور دعوے کیا اوس نے کہ اللہ کا کلام (یعنے قرآن) حادث ہے
اور اللہ کو متکلم نہین ٹہراتا کہ اوس نے قرآن کے ساتھہ کلام کیا ہو اور انہون نے
کہا کہ جہم ہتیار باندہتا تھا اور لڑتا تھا اور نکلا وہ حارث بن سریج کے ساتھہ
اس مین سین بے نقطہ ہے اور جیم بھی جبکہ وہ لڑنے کہڑا ہوا نصر بن سیار سے
جو عامل تھے بنی امیہ کے خراسان مین آخر یہ نوبت پہونچی کہ وہ مقتول ہوا
(یعنے جہم نافہم) اور قتل کیا اوسکو سلم بن احوز نے اور وہ سردار تھا نصر کی
فوج کا اور سلم مین بی نقطہ سین پر زبر ہے اور لام ساکن ہے اور احوز کی حا
بے نقطہ ہے اور زی معجمہ اعور کے وزن پر - اور بخاری نے فرمایا ہے اپنی
کتاب خلق افعال العباد مین کہ مجھے خبر پہونچی ہے کہ جہم باتین سیکھتا تھا

درہم سے اور خالد قسری جو امیر عراق تھے انہون نے خطبہ پڑھا اور
فرمایا کہ مین جعد کی قربانی کرتا ہون اس لئے کہ اوس نے دعوے کیا ہے
کہ اللہ تعالی نے ابراہیم کو اپنا خلیل نہین ٹھہرایا اور موسی علیہ السلام سے
کوئی بات نہین کی مین کہتا ہون کہ واقعی وہ ایسا ہی مردود تھا اور ایسا ہی
ہوا ہے خلافت مین ہشام بن عبد الملک کے اور کرمانی کو دہوکا ہوا کہ اونکا
خیال جعد سے جہم کے طرف جا رہا اسلئے کہ قتل جہم کا اسکے مدت کے بعد ہوا
اور بخاری نے نقل کیا محمد بن مقاتل سے کہ انہون نے کہا کہ عبد اللہ بن مبارک
نے فرمایا مین وہ نہین کہتا جو جہم نافہم نے کہا ہے اسلئے کہ اوس کا قول تو
مشرکون کے قول سے مشابہ ہے کہین کہین اور ابن مبارک سے
مروی ہے کہ انہون نے فرمایا ہم نقل کرتے ہین کلام یہود و نصارے کا
اور جی ڈرتا ہے اس سے کہ نقل کرین ہم جہم کے قول کو اور عبد اللہ بن شوذب
نے کہا ہے کہ جہم نے چالیس روز تک نماز نہ پڑھی ہے اور شک مین پڑا رہا
(کہ کسکی نماز پڑھون واہ بے الو ملحد) اور ذکر کیا طبری نے اپنی تاریخ مین
سن اونیس کے حوادث مین کہ حارث بن سریج نے خروج کیا نصر بن سیار
پر جو عامل خراسان تھا بنی امیہ کے طرف سے اور اون سے لڑا اور حارث
اوس وقت بلاتا تھا کتاب و سنت کی عمل کرنے پر لوگون کو اور جہم نافہم اوسوقت
اوس کا نقل نویس تھا (سچ ہے نقل نویس اعتقاد) پھر اون دونون نے آپس
مین خط و کتابت کی صلح کے واسطے اور دونون مکتوب مقاتل بن حیان کے

Marfat.com

حکم سے اور جہم کے اور دونون متفق ہوئے اسپر کہ جو کام ہو دونو کے
مشوری سے ہو جب تک کہ اہل خراسان راضی نہ ہون کسی ایک حاکم پر
جو اون مین عدل کے ساتھہ حکومت کرے اور نصر نے اسبات کو قبول
نہین کیا اور حارث سے لڑتا رہا یہان تک کہ حارث مارا گیا سن اٹھائیس مین
مردان حمار کی خلافت مین سو بعضون نے کہا کہ جہم مقتول ہوا معرکہ قتال مین
اور بعضون نے کہا بلکہ وہ قید ہوا سو نصر بن سیار نے حکم کیا سلم بن احوز کو
اوسکے قتل کا اور جہم نے امان چاہی تو سلم نے اوس سے کہا کہ اگر تو میرے
پیٹ مین بھی ہوتا تو مین اپنا پیٹ چاک کر ڈالتا کہ تجھکو مارون غرض اوسکو
قتل کیا اور روایت کی ابن ابی حاتم نے محمد بن صالح کے سند سے جو مولی ہین
بنی ہاشم کے کہ انہون نے کہا کہ سلم نے کہا جہم سے جب اوسکو گرفتار کیا کہ
کہ ای جہم مین تجھہ کو اسلئے قتل نہین کرتا ہون کہ تو مجھہ سے لڑا ہے اسلئے کہ
تیری کچھہ حقیقت نہین اور تو ذلیل ہے میرے آگے کہ مین اسلئے تجھکو مارون گا مین اسلئے
قتل کرتا ہون کہ مین نے ایک بات سنی ہے جو تو کہتا ہے اور مین نے اللہ تعالی سے
عہد کیا تھا کہ اگر مین تجھہ پر اختیار پاون گا تو تجھے قتل کرون گا غرض اوسے
قتل کیا۔ اور معتمر بن سلیمان کے سند سے روایت کیا ہے کہ انہون نے حماد
طفاوی سے روایت کی کہ سلم بن احوز کو خبر لگی اور وہ سردار تھا خراسان کے
لشکر پر کہ جہم انکار کرتا ہے اس کا کہ موسے علیہ السلام سے اللہ تعالی نے بات
کی پھر اوسکو قتل کیا اور بکر بن معروف کی سند سے روایت کی ہے کہ انہون نے

کہا مین نے دیکھا اسلم بن احوز کو جب انہون نے گردن ماری جہم کی
کہ جہم کا مونہہ کالا ہو گیا (دونو جہان مین) اور ابو القاسم الکائی نے
کتاب السنہ مین کہا کہ قتل جہم کا سن ایک سو تیس ہجری مین ہوا اور معتمر
بات وہی ہے جو طبری نے کہی کہ وہ سن اٹھائیس مین ہوا اور ذکر
کیا ابن ابی حاتم نے طریق سعید بن احمد سے جو شاگرد ہے ابو اسحاق
فزاری کے کہ انہون نے کہا قصہ جہم کا سن ایک سو تیس مین ہوا ہے اور یہ
محمول ہے کسر کے حذف پر (یعنے دو برس جو کسر تھی اوسکو ذکر
نہین کیا) اور شاید قتل جہم کا حارث بن سریج کے قتل کے بعد ہوا ہو
اور کرمانی نے جو نقل کیا کہ جہم مقتول ہوا خلافت ہشام بن عبد الملک
کے سو وہ وہم ہے اسلئے کہ خروج حارث بن سریج کا کہ جہم اونکا کاتب
تہا وہ اسکے بعد ہوا اور شاید مستند کرمانی کا وہی روایت ہے جو روایت
کی ابن ابی حاتم نے صالح بن احمد بن حنبل سے کہ انہون نے کہا مین
نے پڑہی کتاب اوبن ہشام بن عبد الملک کی جو اوسنے نصر بن سیار عامل
خراسان کیطرف بہیجی تہی اور اوسمین یہ مضمون تہا کہ بعد حمد و صلوۃ کے
معلوم ہو کہ تیری طرف ایک شخص ظاہر ہوا ہے کہ اوسی جہم کہتے ہین اور
وہ دہریون مین سے ہے پہر اگر وہ تمکو ملے تو اوسے تم قتل کرنا مگر اس سے
یہ لازم نہین آتا کہ قتل اوسکا ہشام ہی کے زمانہ مین ہوا ہو اور اگر
یہ ظہور اوسکی بات کا اس سے پہلے ہوا ہو اور ہشام نے لکھ بہیجا

ہو واللہ اعلم تمام ہوا کلام اون کا اور کہا علامہ مورخ عبدالرحمن ابن خلدون
مغربی نے اپنی کتاب العبر مین کہ جب مروان نے عراق پر یزید بن عمر
بن ہبیرہ کو حاکم کیا تو یزید نے نصر کو اوسکی وقت مین لکھہ بہیجا کہ تو خراسان
پر حاکم ہے اور بیعت کی لوگون نے مروان کی تو حارث نے کہا مجھی مروان
سے امان نہین ملیگی اور اوسنے خروج کیا اور لشکر طیار کیا اور نصر سے
کہا کہ جو کام ہو ہماری تمہارے مشورہ سے ہو تو نصر نے نمانا اور جہم
بن صفوان جو مولی تہا رہب کا اور سردار تہا جہمیہ کا اوسنی سیرت حارث
کی پڑہی اور لوگون کو خبر دی اوسبات سے جسطرف حارث بلاتا
تہا اور لوگ حارث سے راضی ہوئے اور جماعت اوسکی بہت
بڑہ گئی اور نصر کو اوسنی لکھہ بہیجا کہ سلم بن احوز کو معزول کردے
لشکر پر سے اور اپنی عاملون کو بدل دے پہر اون دونو مین یہ امر
قرار پایا کہ اس مین چار شخصون کو پنچ ٹہیرا دین ایک مقاتل بن سلیمان
اور دوسرے مقاتل بن حیان کو نصر کی طرف سے اور مغیرہ بن
شعبہ اور معاذ بن جبلہ کو حارث کی طرف سے اور نصر نے حکم دیا
کہ حکومت سمرقند اور ضخارستان اوسکو ہووے جسکو یہ چارون
ادمی پسند کرین اور حارث کہتا تہا کہ مین مالک ہون سور کا (یعنی
فصیل کا) اور مین دمشق کی سور کو گراؤنگا اور بنی امیہ کی سلطنت
کو برباد کرونگا پہر نصر نے اوسکی طرف پیغام بہیجا کہ اگر تیری بات

سچی ہے تو آؤ دمشق کو چلین اور نہین تو تو اپنی ساتھہ والون کو ہلاک
کیا چاہتا ہے پس حارث نے کہا کہ میری بات سچی ہے مگر میرے
لوگ اسپر مجھہ سے بیعت نہین کرتے نصر نے کہا کہ پھر تو کیون بیس ہزار
آدمی کو ربیعہ اور یمن سے ہلاک کرتا ہے پھر اوس سے کہا کہ تو ولایت
ماوراء النہر کی لی اور تین لاکھہ (دراہم یا دنانیر) اور دینی کہی مگر اوسنے
قبول نہین کیا پھر اوسنے کہا کہ پہلے کرمانی کو مار لو پھر مین تیرا فرمان بردار ہون
پھر دونون (یعنے حارث اور نصر) اسپر متفق ہوے کہ جہم اور مقاتل کو
پنچ بنادین غرض پنچ بنایا اور انہون نے حکم دیا کہ نصر معزول ہے اور
کام شوری سے ہوا کرے پس نصر نے اس پنچایت کے حکم کو نہ مانا اور
اور حارث اوسکا مخالف ہوا اور ایک لشکر نصر کے پاس اور آگیا اہل
خراسان کا جب انہون نے اس فتنہ کا حال سنا اور اوسمین عاصم بن عمیر
ضریمی بہی تہا اور ابو الدہماء ناجی بہی اور مسلم بن عبد الرحمن وغیرہم اور
یہ سب نصر کے ساتھہ ہوگئے اور حارث نے حکم دیا کہ ہماری سیرت
بازار مین سنائی جاوے اور مساجد مین اور لوگ اوسکے پاس جمع ہوئے
اور جمع ہوکر نصر کے دروازے پر آئے اور نصر کے جوانون نے اون کے
قاری کو مارا اور اوسنے غل مچایا اور لوگ لڑائی کو طیار ہوگئے اور حارث
مرو کی فصیل مین رات کو نقب کھود کر اون کے مرد مین داخل ہوا اور
لڑائی ہونے لگی اور جہم بن مسعود ناجی اور اسمین مولی حبان مقتول ہوے

اور سلم بن احوز کا گھر لوٹ لیا غرض سلم سوار ہوا صبحکو اور حارث سے
لڑا اور اوسکو شکست دی اور اپنی لشکر مین آگیا اور اوسکا کاتب مارا گیا
اور نصر نے کرمانی کو پیام بھیجا اور وہ ازد اور ربیعہ کے قبیلہ پر حاکم تھا
اور حارث کی موافق تھا جیسے ہم اوپر کہہ آئے ہین پھر آیا نصر امان پر
اور اون سے گفتگو کی اور لوگون نے اوس سے سختی کی اوس نے
نہ مانا اور چلا گیا اور اوسکی یارون مین سے جہم بن صفوان مارا گیا غرض
یہ قصہ موافق ہے اوسکی جو ذکر کیا ابن حجر نے طبری وغیرہ سے نقل
کرکے کہ قتل جہم کا خلافت مین مروان حمار کے تھا نہ خلافت مین ہشام
کے اور کرمانی نے جو دعوے کیا ہے کہ وہ ہشام کے زمانہ مین ہوا
یہ سہو ہے اور تحقیق علامہ ابن حجر کے صحیح ہے اور مطابق ہے
اقوال مورخین کے اور جو علامہ یعقوب بنانی نے خیر الجاری مین کہا ہے
وہ بھی ابن حجر کے مؤید ہے کہ انہون نے کہا جہم اوائل مائتہ ثانیہ مین
مقتول ہوا سن یک سو تیس مین اسلئے کہ یہ زمانہ مروان حمار کا تھا جیسا
ہم اوپر کہہ آئے ہین اور امام ذہبی نے میزان مین کہا ہے کہ جہم بن
صفوان ابو محرز سمرقندی ضال اور بدعتی ہے اور سردار ہے جہمیہ کا
اور تابعین کے شروع زمانہ مین ہلاک ہوا اور مین نہین جانتا کہ اوسنے
کچھ روایت کیا ہو مگر اتنا الیسہ لیا ہے کہ ایک بڑے فساد کا بیج بو گیا
اور بخاری نے رسالہ خلق افعال عباد مین کہا ہے کہ وہیب بن

جریر نے کہا کہ جہمیہ زنادقہ ہین اور یہ چاہتے ہین کہ اللہ تعالے عرش پر نہووے
اور علی بن حسن نے کہا مین نے سنا ابن مصعب سے کہ کہتے تھے منکر ہوئے
جہمیہ کئی مقامون کے کتاب اللہ مین سے چنانچہ ایک قول اون کا یہ ہے
کہ جنت فنا ہو جاویگی اور حالانکہ اللہ تعالے فرماتا ہے ان ھذا لرزقنا ما لہ
من نفاد یعنی یہ ہمارا دیا ہوا رزق ہے فنا ہونے والا نہین پھر جسنے
کہا فنا ہوگا وہ کافر ہوگیا اور فرمایا اللہ تعالے نے اکلھا دائم
وظلھا یعنے میوے اوسکے ہمیشہ ہین اور سایہ اوسکا بھی علی الدوام
ہے پھر جسنے کہا اوسکو دوام نہین وہ کافر ہوگیا اور فرمایا اللہ تعالے
لا مقطوعۃ ولا ممنوعۃ یعنے نہ اون کے فصل تمام ہونے
والی ہے نہ اون کے کھانیکو توڑنیکو کوئی روکتا ہے پھر جسنے کہا
کہ اون کی فصل تمام ہوگی وہ کافر ہوگیا اور اونہون نے فرمایا کہ
پونچ گئے جہمیہ کفر کو اور عورتین اون کی مطلقہ ہین اور زہیر سختیانی
نے کہا کہ سنا مین نے سلام بن ابی مطیع سے کہ وہ کہتے تھے
کہ جہمیہ کافر ہین اور عبد الحمید نے فرمایا کہ جہم کافر ہے اور منکر
ہے اللہ عظیم الشان کا اور وکیع نے کہا کہ نکالا ان مرجیہ نے
جہمیہ کو (یعنے اون کے عقیدہ سے یہ عقیدہ مشتق ہوا) اور جہمیہ
کفار ہین اور کہا ابن الاسود نے کہ سنا مین نے ابن مہدی سے
کہ فرماتے تھے بچے ابن سعید سے کہ اگر جہمی کے اور میرے بیچمین

قرابت ہوتی تو اوسکی میراث سے کچھ لینا حلال نجانتا (اسلئے کہ وہ کافر ہین
اور کافر کی میراث مسلمان کو درست نہین) اور کہا یزید بن ہارون نے
کہ جہمی کافر دو سو شیطان سے زیادہ ہے ابو عبد اللہ نے کہا کہ مین
جہمی اور رافضی اور یہود و نصارے کی پیچھے نماز پڑھنے کو برابر جانتا ہون
اور جہمیون پر سلام نہین کرتا اور نہ اون کی عیادت کرتا ہون اور نہ اون سے
نکاح کیا جاوے اور نہ اون کے جنازی پر حاضر ہونا چاہئے اور نہ اون کا
ذبیحہ درست ہے اور سوال کیا گیا وکیع سے کہ ثنی انماطی کیسا شخص ہے
انہون نے فرمایا کافر ہے اور عبد اللہ بن داؤد نے کہا اگر ثنی انماطی
پر مجھے قابو ہوتا تو مین اوسکی زبان نکال ڈالتا تہا گردن کی طرف سے
اور وہ ایک جہمی تہا اور یزید بن ہارون نے جہمیہ سے بہت ڈرایا اور
اور فرمایا کہ جو کہتا ہے کہ الرحمن علی العرش استوی کے معنے کچھ اور
ہین خلاف اوسکی جو قلوب عباد مین جمے ہوئے ہین (یعنے اللہ عرش
کے اوپر ہے) سو وہ جہمی ہے اور ضمرہ بن ربیعہ نے صدقہ سے
روایت کی کہ انہون نے سنا سلیمان تیمی سے کہ کہتے تہے کہ اگر کوئی مجھ سے
پوچھے اللہ پاک کو تو مین یہی کہون کہ وہ آسمان پر ہے پہر اگر کوئی کہے
کہ عرش اوسکا آسمان کے پہلے کہان تہا تو مین کہون کہ عرش اوسکا
پانی پر تہا پہر اگر کوئی پوچھے کہ عرش اوسکا پانی سے پہلے کہان تہا تو مین
کہون کہ مین نہین جانتا ابو عبد اللہ نے کہا یہ جواب انہون نے اسلئے دیا

اپنے رب کو نہین پہچانتا تہا اور کسی نے عبد اللہ بن اویس سے پوچہا
کہ نماز اہل بدع کے پیچہے کیسے ہے تو انہون نے فرمایا کہ ہمیشہ
لوگ نماز پڑہتے رہے ہین غرض جب اون مین کوئی پسندیدہ ہو اور
صاحب عدل ہو تو اوسکے پیچہے پڑہو (یعنے ضرورت کو بدعتی کے پیچہے
روا ہے اور اگر عدول ملے تو سبحان اللہ) پہر مین نے پوچہا کہ جہمیہ
کے پیچہے تو انہون نے کہا کہ اسکا کون قائل ہے ان لوگون کے
پیچہے تو مین کبہی نماز نہین پڑہتا اور اون سے نکاح نکیا جاوے
اور اون پر توبہ ضرور ہے اور پوچہا حفص بن غیاث سے تو انہون نے
بہی وہی فرمایا جو ابن ادریس کا قول ابہی گذرا ہے قتل جہمیہ کے
بارہ مین اور کہا کہ مین نہین جانتا جہمیون کو تو کہا وہ ایک قوم ہے
کہ کہتی ہے کہ قرآن مخلوق ہے انہون نے کہا اللہ تجہے جزائے
خیر نہ دیوے تو نے میرے دل پر ایسی بات ڈالدی کہ کسی دل نے
کبہی نہین سنے اور بیشک جو لوگ ایسا کہتے ہین اون لوگون سے
نکاح نکیا جاوے اور اون کی گواہی درست نہین ہے اور سوال
کیا ابن عیینہ سے تو انہون نے بہی یہی جواب دیا اور ابن مبارک نے
کہا ہم وہ کہتے جسپر جہمیہ کہتے ہین کہ اللہ زمین مین ہے یا زمین پر ہے (ہمارے
یہان کے جہمیون کا بہی یہی مقولہ ہے بعینہ) یہان بلکہ ہم کہتے ہین
کہ وہ تعالے عرش پر ہے اوسی پر استوا کیا ہے اوسنے اور

تو تم کہو مین ایمان لایا اوس خدا پر جو کرتا ہے جو چاہے اور روایت
کی مجھہ سے ابو جعفر نے انھون نے کہا سنا مین نے حسن بن موسیٰ
اشیب سے اور ذکر کیا انھون نے جہمیون کا اور اُن کو بُرا کہا پھر
فرمایا کہ ایک سردار زنادقہ کا کہ اوس کا نام شمعلہ تہا وہ مہدی پر داخل
ہوا اور مہدی نے اوس سے کہا کہ خبر دی مجھے تو اپنے یارون
کی۔ اوس نے کہا کہ دو گروہ تو ہمارے زنادقہ مین کے ایسے
ہین کہ قبلہ کی طرف نماز ادا کرتے ہین ایک قدریہ دوسری جہمیہ
اور جہمی جب غلو کرتا ہے تو کہتا ہے کہ یہان کوئی شے نہین اور
اشارہ کیا آسمان کی طرف اور قدری جب غلو کرتا ہے تو کہتا ہے
کہ دو خدا ہین ایک خالق خیر کا دوسرا خالق شر کا اور آخر مہدی
نے اوس کی گردن ماری اور اُسکو سولی پر چڑہایا اور فرمایا وکیع
نے کہ رافضی بدتر ہین قدریہ سے اور حروریہ ان دونو سے بدتر
ہین اور جہمیہ ان سب قسمون سے بدتر ہین اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے
وکلم اللہ موسیٰ تکلیما۔ اور وہ کہتے ہین کہ اللہ تعالیٰ
نے بات ہی نہ کی اور کہتے ہین کہ ایمان فقط دل سے ہے (یعنے
زبان سے اقرار کرنا ضرور نہین) اور ابن عباس نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ
نے موسیٰ علیہ السلام سے بات کی تو آواز آسمان ہی سے آئی اور اللہ
آسمان پر تہا اور جبیر بن مطعم نے روایت کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم

دوسرے مقاتلیہ تمام ہوا قول اونکا اور امام ذہبی نے میزان مین فرمایا
کہ ابو حنیفہ نے فرمایا کہ جہم نے نفی تشبیہ مین یہانتک افراط کی کہ کہہ دیا
کہ خدا کوئی چیز نہین ہے اوسکی حق مین چیز کا لفظ بھی نہ بولو اور مقاتل
نے اثبات مین یہانتک افراط کی کہ اللہ پاک کو مخلوقات کی مثل ٹھہرا دیا
تمام ہوا قول اون کا اور ان سب سے معلوم ہوا کہ سلف رحمہم اللہ نہایت
روکرنے والی تھے جہم کے اور اوسکی اتباع کی اور بڑا سبب اون کے
رد کا یہی انکار تھا استوا علی العرش کا اور اوسکی اوپر خداوند تعالے
کے ہونے کا اور قائل ہونا اوسکا کہ وہ خداوند تعالی آسمان کے
اوپر بھی ہے اپنے ذات سے اور زمین پر بھی ہے اور یہ رد و انکار
ان جہمیون کے اوپر سلف سے خلف تک برابر چلا آیا اور ہر ایک ان پر رد
کرتا رہا جیسے بخاری ہین اور ترمذی اور ابن ماجہ اور عبد اللہ بن امام
احمد اور ابن ابی حاتم اور بیہقی وغیرہم کہ جنکی گنتی نہین ہو سکتی
اور ان سب بزرگوارون نے اپنی تصانیف و تالیف مین ابواب اور
فصول ٹھہرائی جن مین رد کیا جہم نا فہم پر اور اوسکے لوگون پر اور اون
ابواب و فصول مین احادیث استوا کی اور فوقیت اور علو وغیرہ اللہ تعالے
کی صفتون کے درج کئے کہ جسکا جہم منکر تھا اور اوس مردود کو تباہ
و ذلیل و خوار کرے پھر اس زمانہ مین لوگون کا کیا حال ہو گیا کہ
یہ سب تصریحات ان بزرگون کے اون کے گوش زد ہی نہین

نے) پھر مالک نے جو فرمایا سو فرمایا اور فرمایا کہ اس کو نکال دو
اس لئے کہ یہ صاحب بدعت ہے (سبحان اللہ ونکا نکالدینا
کچھ چھوٹی بات نہین ہے گویا قیامت تک زمرۂ مسلمین سے نکالا گیا
غرض وہان سے نکالا گیا اور امام ذہبی نے فرمایا ایک عورت
امام اعظمؒ کے پاس آتی جوتیاں کرتی تھی جھکے پاس اور وہ ترند
کی تھی (شہر کا نام ہے) اور اس نے عرض کیا کہ تم ہی ہو جو لوگون
کو مسائل سکھاتے ہو اور تم نے اپنا دین چھوڑ رکھا ہے کہان
ہے معبود تمہارا جس کی تم عبادت کرتے ہو۔ پھر ابو حنیفہؒ چپ
ہو رہے اور سات دن تک تامل کیا (سبحان اللہ اکابر پر
رحمت خدا بدیع الزمان ان بزرگون پر فدا ہو کہ اپنی رائے
سے کچھ جواب نہ دیا اور نصوص مین غور کرتے رہے) اور کچھ
جواب نہ دیا پھر ہماری طرف نکلے اور ایک کتاب بنائی اور فرمایا
کہ اللہ آسمان پر ہے زمین پر نہین پھر ایک آدمی نے اون
سے پوچھا کہ بتائیے یہ قول اللہ پاک کا کیسا ہے وَهُوَ مَعَكُمْ
تو آپ نے فرمایا کہ یہ تو ایسی بات ہے جیسے کوئی کہین سے
لکھ بھیجے کہ مین تمہارے ساتھ ہون اور حالانکہ تم اوس سے
دور ہو (یعنے معیت علمی یا نصرت کی ہے) اور جہم کی عورت
کے آگے ایک شخص نے یہ آیت پڑھی الرحمن علی العرش استوی

کہ صفات ذاتیہ سب قدیم ہین اور صفات فعلیہ اشاعرہ کے نزدیک
حادث ہین اور ماتریدیہ کے نزدیک قدیم ہین اور نزاع دونو
کا لفظی ہے اس لئے کہ تعلقات حادث ہین یہ اونکا حاصل
کلام ہے بحث صفات مین اور بحث خلت مین انہون نے فرمایا
کہ پہلے جس نے یہ بدعت نکالی اسلام مین وہ جعد بن درہم تہا
کہ اوائل مین دوسری صدی کے گذرا ہے اور اوسکو قربانی کی
طرح پر ذبح کیا خالد بن عبداللہ قسری نے جو امیر عراق اور مشرق
کا تہا اور قتل کیا اوس کو واسط مین اور خطبہ پڑہا اوس نے بقرعید
کے دن اور کہا کہ اے لوگو اللہ تعالے تمہاری قربانی قبول
کرے اور مین ایک قربانی کرنے والا ہون جعد بن درہم کی کہ
اوس نے یہ کہا کہ ابراہیم علیہ السلام کو اللہ تعالے نے اپنا خلیل
نہین ٹہیرایا پھر بڑا اونچا اور اوسکو ذبح کیا اور یہ کام اوسنے
اہل زمان کے فتوے سے کیا یعنے علماء دین کے حکم سے اور
اور دوسری جگہہ پر کہا کہ جہم نے کہا کہ مین آرزو رکہتا ہون کہ قرآن
سے ثم استوی علی العرش کو نکال ڈالون اور شیخ الاسلام
ابن تیمیہ نے فرمایا کہ یہ اسانید ہین جہمیہ کے کہ پہونچتے ہین یہود اور
نصاری تک اور مشرکین اور فلاسفہ تک اور صابئین تک غرض
کہ وہ صابئین مین سے ہین یا مشرکین مین سے پہر جب کتب

لوگون کے جیسے ابو علی جبائی ہین اور عبد الجبار بن احمد ہمدانی اور
ابن حسین بصری اور ابی الوفا بن عقیل اور ابو حامد غزالی وغیرہم ہین
اور یہ تاویلات سب ویسی ہی اور وہی ہین جن کو بشر مریسی نے اپنی
کتاب مین ذکر کیا ہے اور اگرچہ ان مین سے بعض کے کلام مین اُن
بعضی تاویلون کا رد بھی پایا جاتا ہے اور ابطال بھی اور ان مین سے
بعض لوگون کا اچھا کلام بھی پایا جاتا ہے بعض چیزون مین اور ہمنے
اُن سب تاویلات کا بیان کر دیا کہ وہ عین تاویلات مریسی ہین اور
اوسپر دلالت کرتی ہے کتاب الرد جو عثمان بن سعید دارمی نے تصنیف
کی ہے جو ایک امام مشہور ہین ہم عصر بخاری کے اور اُن کی کتاب
الرد کا نام نقض عثمان بن سعید علی الکاذب العنید فیما افتری علی اللہ من
التوحید ہے کہ اوس مین حکایت کی ہے یہ تاویل بعینہ بشر مریسی
سے اس طور سے کہ معلوم ہوتا ہے کہ بشر مریسی کا یہی عقیدہ تھا اور
انہون نے بخوبی منقول اور معقول سے ثابت کر دیا ہے اون متاخرین
کے اقوال سے جن کو اتصال تھا بشر مریسی سے کہ اوس کا یہی
عقیدہ تھا پھر رد کیا ہے اوسکو عثمان بن سعید نے ایسے کلام اور
تقریر سے کہ جو عاقل ذکی اوس کو دیکھے اوسکو خوب معلوم ہو جاوے
حقیقت اوس عقیدہ کی جسپر سلف کے لوگ تھے اور اوس کو سلف
کی حجتین اور اون کا حق پر ہونا اور اون کے مخالفون کا ضعف

Marfat.com

کہ آگے بخوبی معلوم ہو چکا ہے کہ جہمیہ استوا کو بمعنی استیلاء
تاویل کرتے ہین اور معتزلہ اور تمام منکران صفات کی اس بات
مین موافقت کرتے ہین اور صاف کہتے ہین کہ اللہ تعالے ہر
مکان مین ہے اور عرش کو بہ نسبت اور مکانون کے اوس کی
ذات پاک کی نسبت کوئی فضیلت اور خصوصیت نہین ہے اور جو آیات
اور احادیث معیت ہین وہ سب معیت ذاتیہ ہے اُن کے نزدیک اور
انکار کرتے ہین وہ صعود اور نزول اور ید و وجہ اور عین اور قدم
اور ساق وغیرہ کا جو صفتین ہین اللہ پاک کی اور اوس کے جہات
کمال ہین اور یہ سب باتین ہماری اوپر کی تحریر سے بخوبی واضح ہین
جب تم اگلی ہماری تقریرون کو دیکھو گے تو اون کے مذہب مین کوئی
شک نہ رہیگا اور فرقہ سالمیہ اور نجاریہ بھی ان کے ساتھ ہو گئے
ہین جہان انہون نے کہا ہے کہ اللہ پاک ہر مکان مین ہے اور
یہی مقصود ہے اس باب سے۔

ستر ہوان باب کہ اُن آیتون کے بیان مین جن سے جہمیون
نے اپنے اثبات دعوے پر استدلال کیا ہے اور ان آیتون مین
سے ہے وللہ المشرق والمغرب فاینما تولوا فثم وجہ اللہ اور
اون کی تقریر یہ ہے کہ جب وجہ اللہ ہر مکان مین ہوا تو اللہ بھی ہر
مکان مین ہوا پس تخصیص عرش کی باطل ہوئی۔ پس اس کا جواب ہم

سے ہے یہ قول اللہ تعالے کا۔ فاینما تولوا فثم وجہ اللہ غرض
معلوم ہوا کہ تفسیر اس آیت کی نہین معلوم ہو سکتی جب تک کہ سبب نزول
نہ معلوم کرین اور جو اس کا شان نزول وارد ہوا ہے وہ نہ دریافت
کرین غرض جو شان نزول اسکا مذکور ہوا ہو وہ دیکھنا چاہیے اور
گمراہی اور کج فہمی کی راہ نہ چلنا چاہیے۔ اب سنو کہ بغوی نے
کہا ہے کہ چند اصحاب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے سفر
مین نکلے اور جب تک لوگ قبلہ کی طرف نماز نہین پڑھتے تھے بلکہ
بیت المقدس کیطرف پڑھتے تھے پھر اُن پر کوہر آیا اور نماز کا
وقت آگیا اور انہون نے قبلہ کا اندازہ کیا اور نماز ادا کی پھر جب
کوہر اکھل گیا اور روشنی ہوئی تو انہون نے خیال کیا کہ اُن کی نماز
ٹھیک نہین ہوئی پھر جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین
حاضر ہوئے اور آپ سے پوچھا تب یہ آیتہ مبارک اتری اور
عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ یہ آیت مسافر کے واسطے
اتری کہ وہ نفل ادا کرے اپنی سواری پر جدھر اس کی سواری
جاوے پھر روایت کی اپنے اوستاد ابن عمر رضی اللہ عنہما کو
کہا انہون نے کہ ہم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اپنی سواری
پر نماز ادا کرتے تھے سفر مین وہ جدھر چاہے جاوے اور عکرمہ
نے فرمایا کہ نازل ہوئی ہے یہ آیتہ تحویل قبلہ کے باب مین اور ابو العالیہ

اور وجہ سے مراد قبلہ ہے اور بعضون نے کہا وجہہ سے مراد
اوسکی رضامندی ہے تمام ہوا قول اون کا۔ اور جلالین مین کہا
ہے کہ فثم وجہ اللہ یعنے قبلہ ہے کہ جس کو وہ پسند کرتا ہے اور
بیضاوی نے کہا فثم وجہ اللہ یعنے جدہر منہہ کرو اودہر وہ
جہت ہے جس کا حکم کیا ہے اوس نے اس لئے کہ امکان منہہ
پہیرنے کا کسی مسجد اور مکان کے ساتہہ خاص نہین یا جدہر منہہ
کرو اودہر ذات ہے اوس کی یعنے وہ عالم ہے اور مطلع ہے جو
فعل اوس جہت مین ہوتا ہے اور بیضاوی کے حاشیہ مین ہے
کہ وجہہ کا لفظ عبارت ہے ذات سے اور اوس کا وہان ہونا یہ
کنایہ ہے علم سے اور اوس کی اطلاع سے اور ابو سعود نے کہا فثم
وجہ اللہ یعنے اودہر وہی جہت ہے جس کا حکم کیا ہے اوس نے
یا اُس جگہہ ذات ہے اُس کی اس معنے کر کے کہ وہان حضور
علمی ہے اوس کی یعنے وہ عالم ہے اوس کا جو کام وہان کیا
جاوے اور تم کو ثواب دیتا ہے اس فعل کا اور امام نسفی نے
مدارک مین کہا ہے فثم وجہ اللہ یعنے وہ جہت ہے جسکا
اس نے حکم کیا ہے اور جس کو پسند کیا ہے اور زمخشری
نے کہا ہے فثم وجہ اللہ یعنے اودہر وہ جہت ہے جس کا حکم
دیا ہے اور جسکو پسند کیا ہے اور صاحب خازن نے

کہا ہے فثم یعنے وہان قبلہ ہے
وجہ اللہ یعنے وہان قبلہ ہے
اللہ کا جس کی طرف منہہ کرنے
کا اوس نے حکم کیا ہے اور بعضون
نے کہا فثم وجہ اللہ کہ اودہر وہ
اپنے علم سے ہے اور قدرت
سے ہے اور بعضون نے کہا وہان
رضا ہے الٰہی ہے اور قاضی
ثناء اللہ پانی پتی نے کہا یعنے
نظری مین فثم وجہ اللہ یعنے
اودہر جہت ہے کہ جس طرف
منہہ کرو اوس کا حکم ہے یعنے اوس
نے حکم کیا ہے کہ اودہر منہہ کرو
اور قاضی صاحب نے کہا کہ
اودہر رضا ہے الٰہی ہے اور
بعضون نے کہا کہ یہ منسوخ ہے
مین ہے یہ قول اللہ پاک
کا کل شیء ھالک الا وجھہ
اور یرید اللہ فوق ایدیھم
کی انہون نے احادیث شان
نزول کی اور آیت دلالت
کرتی ہے اپنے اول اور
آخر کے ساتہہ کہ اس مین
حضور ذات پاک ہر مکان
مین مراد نہین اور دلیل
اس کی یہ ہے کہ انہون
نے کہا کہ جدہر اللہ کا
ہے نزدیک اور محیط

پس اگر ذات مقدس اوس کی مراد ہوتی تو داخل عالم ہوتی اور
وہ اپنی ذات کا بھی مالک ہوتا اور اوس کے بعد اللہ صاحب ارشاد
فرماتا ہے واللہ واسع علیم پس اس سے معلوم ہوا کہ یہ وسعت
اور حضور باعتبار علم کے ہے اور اسی لئے کلبی نے اور متقال
نے قید لگائی کہ وہان اللہ جانتا ہے اور دیکھتا ہے حاصل کلام
یہ ہے کہ کسی مفسر نے یہہ نہین کہا کہ اس آیت کی مراد یہ ہے
کہ ذات اللہ تعالے کی ہر مکان مین ہے جسطرح جہمیہ کہتے ہین
بلکہ مقصود یہ ہے کہ اوس کے حکم کی ٹہیرائی ہوئی جہت ہے
یا اوس کا علم ہے یا اوس کی رضا ہے یا اور معانی جو اس کے
مثل ہون اور بعضون وجہہ اللہ کی کچھہ تفسیر ہی نہین کی اور
یہ خیال کیا کہ وجہہ کا لفظ یہان زاید ہے جیسے ویبقی وجہ
ربک ذو الجلال والاکرام مین ہے غرض وہ اوس تشابہ
سے ہے کہ حمل اس کا ظاہر پر ضرور ہے جیسے ہم نے اوپر
تحقیق کی ہے ف ۱

اور اس صورت مین اوس کا وجہ مبارک عرش کے اوپر ہونا ضرور
ہوا تاکہ نہ متوجہ ہو کوئی اوس وجہ کے سوا اور کسی طرف خواہ
کدہر بھی مونہہ کرے یا تاویل کیجاوے ساتھہ علم و قدرت کے
مولانا شاہ عبد القادر صاحب ترجمہ کے فائدہ مین فرماتے ہین

ف ۱ قول مولانا شاہ عبد القادر صاحب مخدوم زادہ

قید ہے مثلاً شعاع آفتاب کی باوجود تمام فراخی کے مخروط ظلی زمین
مین اثر نہین کرتی ہے اور نہ فراخی جبرئیل علیہ السلام کی حوصلہ کی
اوس کام مین نہین چلتی جو ملک الموت علیہ السلام سے علاقہ
رکھتا ہے اللہ کی شان کی فراخی سب فراخیون کو گھیرنے والی
ہے اوس کی انتہا نہین ہے۔ پھر فرمایا کہ وہ بڑا جاننے والا ہے
یعنے تمہاری ہر حال کو جانتا ہے اور اُسی مین سے ہے یہہ
قول اللہ تعالے کا واِذا سالك عبادی عنی فانی قریب
اور اون کا کہنا یہ ہے کہ اگر اللہ تعالے عرش پر ہوتا تو ہم سے
نہایت دور ہوتا چہ جائے کہ قریب تو ہم اوس کا یہ جواب دیتے
ہین کہ آگے آٹھوین باب مین ہم ذکر کر چکے ہین اسی کتاب مین کہ
بغوی اور رازی اور ابو السعود اور خازن اور ابو البرکات اور
زمخشری اور بیضاوی اور محلی وغیرہم مفسرین سے سب اپنی تفسیرون
مین صاف فرما چکے ہین کہ مراد قرب سے یہان قرب علم وحفظ
ہے اور اسی پر سب نے اتفاق کیا ہے اور کسی مفسر نے یہ
نہین کہا کہ قرب سے یہان قرب ذات مراد ہے جو مقتضی اتصال
کا اور ملجانے کا ہر چیز سے پس اس صورت مین یہ آیۃ تمہاری
حجت نہ ٹھیری اور یہ نہین کہہ سکتے کہ وہ ہر مکان مین ہے
مگر اوس کو کسی مکان سے تعلق نہین جیسے اور ممکنات کو مکانون

Marfat.com

عرش پر ہے اور زمین پر بھی اور پہاڑون اور گھوڑون
اور پنجانون اور نجس مکانون میں حالانکہ پاک ہے اس سے
اور بلند ہے اور یہ خرابی اوس وقت لازم نہین آتی جب قائل
ہون کہ اس طرح کا تعلق مخصوص ہے عرش کے ساتھ کہ وہ
سب مکانون سے بلند اور اونچا اور عمدہ اور بہتر ہے علاوہ
اس کے خود آیت مین دلیل موجود ہے کہ قرب سے یہان
اجابت دعا کا قرب مراد ہے دعا کرنے والون سے اور
ان کے کلام سننے کا قرب مراد ہے وہ جب سوال کرین۔
اس لئے کہ اللہ تعالیٰ خود آگے فرماتا ہے اُجِیبُ دَعْوَةَ
الداعِ اور یہ قول اس کو نایم مقام ہے قرب کی تفسیر کا اور
تفسیر ہے اِنّی قریب کی اور معنی آیت یہ ہوئی کہ جب تم سے
پوچھین میرے بندے مجھکو تو مین قریب ہون قبول کرتا ہون
مین دعا اون کی اور سنتا ہون مین ندا اون کی اور یہ گویا
اون کی جس گھڑی وہ کوئی چیز مانگتے ہین تو مین اون کی آرزو
کو سنتا ہون وقتاً فوقتاً اور ان کے سوال کا جواب دیتا ہون
آناً فاناً اور اگر قرب ذاتی مراد ہوتا کہ ہمیشہ اوسکی ذات مقدس
اون کے نزدیک ہے تو جزا کو شرط سے کچھ تعلق نہ ہوتا اِذَا
سالک یہ شرط ہے فانی قریب اُجیب آخر آیۃ تک جزا ہے اسلئے

اور تو نے کو سورۂ حدید مین جمع کر دیا جہان پہلے فرمایا استوی
علی العرش پھر فرمایا وھو معکم اینما کنتم غرض اس آیت مین
صاف دلالت ہے اس قول کی اس لئے کہ اس کے بعد اس
آیت مین فرمایا وکان اللہ بما تعملون محیطا اور اس مین شک
نہین کہ احاطہ اعمال کا ذات سے متصور نہین ہوتا تو ضرور ہوا حمل
کرنا اس کا علم پر اور اس کے بعد فرمایا وکان اللہ علیما حکیما اس
لئے واجب ہوا کہ تاویل کرین اوس کے علم سے یا چھوڑ دین آیت کو
اپنے ظاہر پر اور معیت کو مطلق چھوڑ دین اور مطلق معیت اتصال
کی مقتضی نہین جیسے ہم آگے کہہ چکے ہین اور آگے کچھ اور بھی
اس کا ذکر آوے گا اور اسی مین سے ہے قول اللہ تعالی کا
سورۂ انعام مین وھو اللہ فی السموات وفی الارض یعلم
سرکم وجھرکم ویعلم ما تکسبون کہ اس آیت سے مخالف
کے نزدیک ثابت ہوا کہ وہ اللہ آسمانون مین بھی ہے اور زمین
مین بھی اور باطل ہوئی اس سے یہ بات کہ ذات اوس کی عرش
کے اوپر ہو اور فقط علم و قدرت اوس کا ہر مکان مین ہو جیسے
امام مالک وغیرہ نے کہا ہے اما سموات مین سے (یہ قول جہمیون
کا ہے) کہتے ہین کہ ہم نے اس آیت کی تفسیر نہین سنی اور نہین
تو ہم اس پر ایمان لاتے ہین نہ پڑھتے تھے اور معنی آیت کو جو سیوطی نے

ہے کہ آسمانون مین عبادت کیا جاتا
اور زمین مین بھی عبادت کیا جاتا
ہے اور اسی طرح فی الارض کا
تعلق ہے یعلم کے ساتھ وہ
فلانوالا مین کا پیغمبر وہ الا
ہے آسمانون مین اور
زمین مین پھر دوسری جگہ
فرمایا وھو الذی فی السماء
الہ وفی الارض الہ یعنی
وہی معبود ہے
دینے والا کی عبادت ہوتی
ہے آسمانون مین اور زمین
مین آخر مین جیسے
وھو اللہ فی السموات
ویعلم سرکم وجھرکم
وفی الارض الہ
ہے آسمانون مین اور
جانتا ہے تمہارا چھپا کھلا
زمین پر ہے

Marfat.com

اس مین فی السموات پر وقف ہے (یعنے وہان جملہ تمام ہوگیا)
اور اس صورت مین یہ آیتہ ہماری موید ہوئی اور نہین تو فی السموات
مین وقف نہین صحیح ہوتا اوس صورت مین جو تم کہتے ہو اور زجاج
نے فرمایا کہ اس آیت مین تقدیم و تاخیر ہے اور تقدیر اس آیتہ کی
یہ ہے وھو اللہ یعلم سرکم وجھرکم فی السموات و فی
الارض یعنے وہ اللہ جانتا ہے تمہارا چھپا کھلا خواہ تم آسمانین
ہو یا زمین مین اور محمد بن احمد قرطبی نے اپنی تفسیر مین کہا جاتا ہے
اس ظرف کا یعنے فی السموات و فی الارض کا عامل اعراب کون ہے
تو اس مین کئی جواب ہین ایک یہ کہ اللہ معظم ہے یا معبود ہے آسمانون
مین اور زمین مین مین کہتا ہون کہ اس سے دور ہو جاتا ہے اعتراض
اُن لوگون کا جو کہتے ہین کہ اللہ اسم ذات ہے پھر کیونکر متصور
ہوگا کہ وہ بمعنے معبود ہوا اور معبود کے معنے تو الٰہ کے ہوتے ہین
(نہ اللہ کے) جیسے دوسری آیت مین وارد ہوا ہے وھو الذی
فی السماء الٰہ و فی الارض الٰہ اور تقریر دفع اعتراض کی یہ ہے
کہ ہم یہ نہین کہتے کہ اللہ کے معنے معبود ہین بلکہ کہتے ہین کہ لفظ معبود
کا اللہ کے بعد مقدر ہے جیسے کہتے ہین زید ان الخلیفۃ فی
الشرق والغرب یعنے زید خلیفہ ہے شرق و غرب مین یعنے
اوس کا حکم چلتا ہے اون دونو مین اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ یہ معنی

لوگ خیر و شر سے آخر تک تمام ہوا قول اونکا اور کہا امام فخر الدین
رازی نے اپنی تفسیر مین جس کا نام مفاتیح الغیب ہے اس آیت کی
تفسیر مین کہ ان دلیلون سے ثابت ہوا کہ حمل اس آیت کا اپنے ظاہر
پر محال ہے اور تاویل واجب ہے اور تاویل اوس کی کئی طور سے
ہے اوّل یہ کہ قول اوس تعالے کا وھو اللہ فی السموات وفی الارض
مراد اس کی یہ ہے کہ وہ اللہ تدبیر مین ہے آسمانون کی اور زمین کی
جیسے کہتے ہین کہ فلان فی امر کذا یعنے فلانا اس کام مین ہے یعنے
اوس کی تدبیر اور اصلاح مین ہے اور اوس کی نظیر یہ آیت ہے
وھو الذی فی السماء الٰہ وفی الارض الٰہ اور دوسری یہ کہ وھو
اللہ پورا کلام ہے یعنے جملہ تمام ہوگیا پھر آگے شروع ہوا کہ فرمایا
فی السماء وفی الارض یعنے چھپا کھلا تمہارا جو آسمان و زمین مین
ہے سب جانتا ہے اور مراد یہ ہے کہ وہ سبحانہ سر اور ملائکہ
کے جانتا ہے جو آسمان پر ہین اور سر اور جن و انس کے جانتا ہے
جو زمین پر ہین اور تیسری یہ کہ کلام مین تقدیم و تاخیر ہو اور تقدیر
اوس کی یہ ہو وھو اللہ یعلم فی السموات وفی الارض سرکم وجھرکم
یعنے وہ اللہ جانتا ہے آسمانون اور زمین مین تمہارا چھپا اور کھلا
اور جو دلیلین ان تاویلون کو قوی کرتی ہین وہ یہ ہین کہ قول ہمارا
وھو اللہ نظیر ہے ھو الفاضل العالم کی اور کلمہ ھو کا یہان حصر

وفی الارض الٰہ کہا کہ یہ قول اللہ کا فی السموات نسفی نے مدارک مین فرمایا کہا ان دونو زمین آور ارام اور کلی ایسا شریک نہین مین آسمانون کی اور زمین کی مین کہ وہی الٰہ ہے تدبیر بعضون نے کہا کہ معنی اسکے زمین مین اور

الٰہ کے معنی کے ساتھ متعلق ہے گویا یون فرمایا ہے کہ وہی معبود ان دونو مین ہے جیسے دوسری جگہ ارشاد فرمایا ہے وھو الذی فی السماء الٰہ وفی الارض الٰہ بعضون نے کہا ان دونو مین

کمال سے پس جب یہ نام لیا جاتا ہے اوس کمال ذاتی کا خیال
ضرور آتا ہے (یعنے الوہیت کا) جیسا مناسب مقام ہوتا ہے
خواہ مالکیت کلیہ ہو یا تصرف کامل ہو جس طرح پر کہ مقتضی ہو شیت
مبنی ہے حکمت بالغہ پر اور اسی سے یہ ظرف متعلق ہو جاویگا
اسی حیثیت سے پس اب یہ کلام گویا ایسا ہو گیا جیسے کہین
وہی مالک ہے یا متصرف یا مدبر ہے آسمان و زمین مین جیسے
اس دوسری آیت مین ہے وھو الذی فی السماء الٰہ و
فی الارض الٰہ آخر قول تک جو ذکر کیا ابوالسعود نے اور رہنا
خازن نے اپنی تفسیر مین کہا وھو اللہ فی السموات
وفی الارض یعنے وہ الٰہ ہے (یعنے معبود ہے) آسمانون
مین کا اور زمین مین کا اور بعضون نے کہا وہ معبود آسمانون مین کا
اور زمین مین کا یعنے جو لوگ آسمان و زمین مین رہتے ہین
اونکا اور محمد بن جریر طبری نے کہا وھو اللہ فی السموات ط
یعلم سرکم وجہرکم فی الارض یعنے وہ اللہ تو آسمان پر
ہے اور تمہارا چھپا کھلا جو زمین مین ہے سب جانتا ہے اور زجاج
نے کہا اس آیت مین تقدیم و تاخیر ہے اور تقدیر اوس کی یہ ہے
وھو اللہ یعلم سرکم وجہرکم فی السموات وفی الارض
یعنے وہ اللہ جانتا ہے تمہارا چھپا اور کھلا آسمان مین ہو یا

۵۹۸

اور جیسا کہ آسمان مین ہے اسی طرح زمین مین ... فی السموات و فی الارض متعلق ہے ... وھو ... فی السماء الٰہ ...

کہتے ہین آسمان و زمین مین اور اوس کا شریک نہین کوئی اس
نام مین اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ فی السموات خبر ہو بعد خبر کے یعنے
وہ اللہ ہے اور وہ آسمان اور زمین مین ہے یعنے عالم ہے اُن
دونون کے چیزون کا اور اوسپر کوئی شے مخفی نہین گویا کہ
اوس کا اُن دونون مین ہے (یعنی حضور علمی ایسا ہے جیسے حضور
ذات پس کہ ذات حاضر ہے) اور بیضاوی نے کہا وھو اللہ
فی السموات وفی الارض یہ متعلق ہے (یعنے فی السموات
وفی الارض کا) اللہ کے نام کے ساتھ اور معنی یہ ہین کہ وہی مستحق
ہے عبادت کا آسمان و زمین مین نہ کوئی اور جیسے دوسرے
جگہہ فرمایا ہے وھو الذی فی السماء الٰہ وفی الارض
الٰہ۔ یعنے وہی معبود ہے آسمان مین اور وہی معبود ہے زمین مین
اور علامہ مین ہے وھو اللہ مستحق للعبادۃ فی السموات
والارض یعنے وہی مستحق ہے عبادت کا آسمانون مین اور
زمین مین سو یہ ہو کہ تمام مفسرین متفق ہین کہ یہ آیۃ اپنے ظاہر
پر نہین اگر علی الارض پر وقف کرین اور اگر علی السموات
پر وقف کرین تو صحیح ہے اسطرح پر کہ فی اوسمین علی کے معنے پر
ہووے اس لئے کہ اس صورت مین یہ معنے ہونگے کہ
اللہ آسمان پر ہے اور بعض اکابر نے کہا ہے کہ وقف صحیح ہے

جہمیہ کی گروہ کو بلکہ یہ آیتہ ایک قرارت مین ہماری حجت ہے
اور اسی مین سے ہے یہ آیتہ سورہ انفال کی واعلموا ان اللہ
یحول بین المرء وقلبہ پہر جب اللہ حائل ہوا آدمی مین اور
اوس کے دل کے بیچ مین تو موجود ہوا زمین پر پس استوی
علی العرش باطل ہوگیا یہ تقریر ہے جہمیون کی - اب جواب
مین ہم کہتے ہین کہ معنی آیتہ کے یہ نہین ہین جو تم نے سمجھے
ہین کہ اللہ تعالے کی ذات آدمی اور اوسکے دل مین حائل ہوگئی
چنانچہ صاحب کشاف نے کہا ہے اس آیت کی تفسیر مین یعنے مراد
یہ ہے کہ وہ دل کو مار ڈالتا ہے پس وہ فرصت جو اسے ملتی
ہے وہ فوت ہو جاتی ہے اور فرصت کیا ہے دل کا اخلاص
پر جمنا اور اوسکے مرضون کا معالجہ اور اوس کی علتون کا دفع
کرنا اوس کو تسلیم کرنا جیسا اللہ پاک چاہتا ہے ہو تم غنیمت جانو اس فرصت
کو اور خالص کرو اپنے دلون کو اوس کی اطاعت اور اوس کے
رسول کی اطاعت کے لئے قرطبی نے کہا ہے اپنی تفسیر مین
کہ مسلمان بدر کے دن ڈرے دشمنون کی کثرت سے تو اللہ
تعالے نے اون کو خبر دی کہ وہ حائل ہو جاتا ہے آدمی اور اوسکے
دل کے بیچ مین کہ بدل دیتا ہے خوف کو امن سے اور بدل دیتا ہے
دشمن کے امن کو خوف سے اور بعضون نے کہا ہے کہ معنے

باتون مین سے اور نظیر اسکی یہ آیۃ ہے ونحن اقرب
الیہ من حبل الورید اور عادت ابو السعود نے اپنی تفسیر
مین کہا ہے اس آیت کے ذیل مین کہ یہ تمثیل ہے اللہ تعالی کے
قرب سے جیسے اس آیت مین ہے ونحن اقرب
الیہ من حبل الورید اور تنبیہ ہے اوسپر کہ اوتعالی
مطلع ہے دلون کی چھپی چیزون پر اور واقف ہے اون
چیزون پر اگرچہ وہ صاحب دل اوس سے غافل بھی ہو جاوے
یا ترغیب دینا ہے بندون کو اخلاص دلی پر اور صفائی قلبی
پر قبل موت کے اس لئے کہ وہ حائل ہے آدمی اور اوس
کے دل مین یا تصویر و تخییل ہے اوسکے تملک اور تصرف
کی بندے کے دل پر اس طرح پر کہ توڑ دیتا ہے اوس کے
ارادون کو اور بدل دیتا ہے اوس کی نیتون کو اور مقاصد
کو اور حائل ہو جاتا ہے اوس کے اور کفر کے بیچ مین اگر
اوسکی سعادت چاہتا ہے اور بدل دیتا ہے امن کے
ساتھ خوف کو اور ذکر کے ساتھ نسیان کو اور جو اوس کے
مشابہ ہے ایسے امور سے جو فرصت کو فوت کر دیتی ہین تمام
ہوا قول اون کا اور کہا قاضی بیضاوی نے اپنی تفسیر مین
جیسے کہا ہے ابو السعود نے اور اون دونون کے کلام مین

اور اوس کے دل کے بیچ مین
اور بدل
حائل ہو جاتا ہے آدمی
اور اوس کے دل کے بیچ مین
اور بدل

دیکھا اللہ پاک خوف کو امن سے اور نامردی کو جوانمردی سے اور
شجاعت سے اور یہ سب اقوال دلالت کرتے ہین کہ معنے اللہ
کے حائل ہونے کے بندے کے اور اوس کے دل کے بیچ
مین روکنا ہے مومن کا معصیت سے اور کافر کا ایمان سے
اور مراد اوس سے اللہ پاک کی قدرت ہے لوگون کے دلون
پر اور اون کے سینون پر یعنے ارادہ نیک خیر و شر کا نہین کر سکتی
عمل کا تو کیا ذکر ہے اور یہ بعینہ اس آیت کا مضمون ہے وَمَا
تَشَاءُونَ اِلَّا اَنْ یَّشَاءَ اللّٰہُ رَبُّ الْعَالَمِیْنَ اور یہی مضمون
مشہور حدیث مین آیا ہے کہ حضرت نے فرمایا صلی اللہ علیہ
وسلم کہ مومن کا دل اللہ پاک کی دو انگلیون مین ہے اوس کی
انگلیون مین سے پھیرتا ہے جسطرف چاہتا ہے اور کہا سیوطی
نے جلالین مین اس آیت کی تفسیر مین کہ نہین ہو سکتا ہے آدمی
سے کہ ایمان لاوے یا کفر کرے مگر اللہ کے ارادے سے
اور در منثور مین کہا روایت کی ابن ابی شیبہ نے اور خشیش
بن اصرم نے استقامت مین اور ابن جریر اور ابن منذر
نے اور ابن ابی حاتم نے اور ابو الشیخ نے اور حاکم نے اور
صحیح کہا اس روایت کو ابن عباس کی سند سے اس آیت
کی تفسیر مین واعلموا ان اللہ یحول بین المرء وقلبہ غرض کہا

ابن ابی حاتم نے ربیع سے جو بیٹے انس کی ہین اس آیت کی
تفسیر مین کہ انہون نے فرمایا حائل ہوجاتا ہے وہ موت مین
اور مصیبت مین کہ جس سے ہلاکت واجب ہوتی ہے غرض
ضرور ہے کہ ابن آدم وہ کام نہ کرے اور نہ داخل ہووے
اوس کے دل پر ہلاک کرنی والی چیزین جو واجب کرتی ہین
دوزخ کو اور حائل ہوجاتا ہے درمیان کافر کے اور طاعت
کے اور نہین پہونچ سکتا وہ ایسی طاعت تک کہ واجب ہووے
جس سے کسی طرح کی بہلائی اور یہ پہلے سے اوس کے علم مین تھا
جس کی طرف منتہی ہوتا ہے امر اللہ تعالے کا اور ٹھہرتے ہین
اوس کے نزدیک اعمال بندون کے اور روایت کی احمد نے
زہد مین اور ابن منذر نے عمر بن خطاب سے کہ انہون نے
سنا ایک لڑکے کو کہ وہ دعا کرتا تھا اور کہتا تھا کہ اے
اللہ تو حائل ہوجاتا ہے آدمی اور اوس کے دل کے بیچ مین
سو حائل ہوجا میری اور خطاؤن کے بیچ مین کہ مین کوئی بری
بات نہ کرون سو عمر رضی اللہ تعالے عنہ نے فرمایا کہ اللہ تجھ پر
رحم کرے اور اس کے لئے دعاے خیر کی اور امام نسفی
نے مدارک مین ویسا ہی کہا ہے جیسا ہم نے کشاف سے
نقل کیا اور خازن نے اپنی تفسیر مین ویسا ہی کہا جیسے بغوی

بہی ہے) غرض معلوم ہوگیا کہ اس سے وجود ذات کا اسجگہہ مراد نہین
بلکہ قدرت اور تصرف اوسکا لوگون کے دلون پر مراد ہے اور اون
کے خیال پر بسبب کہ اس صورت مین کوئی مناسبت اس حائل ہونے
مین اور اسکے جو فرمایا ہے وانہ الیہ تحشرون مین نہین پائی
جاتی ہے پہر عطف اسکا اوسپر کیونکر جائز ہوسکتا ہے اور لازم
آتا ہے کہ یہ عطف ایسا ہو جیسے یہ قول عرب کا ان النوی صبر
وان ابا الحسین کریم اور یہ فصاحت مین نہایت خلل انداز
ہی پہر ایسا کلام اللہ کے کلام پاک مین کیونکر آسکتا ہے کہ اوسکا کلام تو نہایت فصیح
وبلیغ ہے بخلاف اوس صورت کی جو ہم نے کہا کہ قلوب بندون
کے اوسکے ہاتہہ مین ہین اور اوسکے اختیار مین ہین اور وہ اون کے
اوہام اور خواطر کو خوب جانتا ہے اور تم سب اوسکے پاس جمع کئے
جاؤگے اور وہ تمکو خبر دیگا تمہارے خیال و خواطر کی کہ اس صورت
مین عطف صحیح و چسپان ہوجاتا ہے اور اونہی آیتون مین سے جن سے
جہمی استدلال کرتے ہین یہ بہی آیت ہے ان اللہ معنا
اور ہم کہتے ہین کہ اسمین بابت مین بخوبی گذر گئی تحقیق آیات معیت
کی کہ وہ سب کے سب اول بعلم ہین جبکہ عام معیت اونمین مذکور ہو
جیسے اس آیت مین وہو معکم اینما کنتم اور نصر و معونت و حفظ
و نگہبانی کے ساتہہ ماول ہین جبکہ خاص معیت مذکور ہو نیک بندون

Marfat.com

ذرا بھی سیاق و سباق آیت مین تامل کرے اور اوسی مین ہے قول
اللہ تعالے کا سورہ رعد مین افمن ھو قائم علی کل نفس بما
کسبت کہ مخالفون کا قول ہے کہ جب اللہ ہر ایک پر قائم ہے تو یہ کہنا کہ
وہ عرش پر ہے باطل ہوا اور یہی مطلب ہے اور ہم کہتے ہین کہ
کہ قائم کے معنی یہان یہ ہین کہ وہ ہر ذات کی تدبیر کے لیے قائم ہے
اور ہر ایک کی تربیت کرتا ہے اور اوسکے اعمال کا نگہبان ہے اور اوسکی قوت
و افعال کا ناظر ہے نہ یہ کہ قائم کے معنے عرفی ہون (یعنے کھڑا ہونا)
اسلیے کہ نفس اسکی صلاحیت نہین رکھتا اور محال ہے اور اگر کوئی
اعتراض کرے کہ یہ تاویل ہے اور سزا ہے لفظ کا ظاہر معنی سے
تو ہم کہینگے کہ نہین تاویل نہین ہے اسلیے کہ قیام کا کلام عرب مین حقیقۃً
تدبیر اور حفظ کے ہے اور کلام عرب مین جابجا مستعمل ہے حقیقۃً
جیسے کہتے ہین فلان یقوم بہ یعنے فلانا اوسکی تدبیر کرتا ہے اور
اوسکی درستی مین مشغول ہے اور جو بگڑتا ہے اوسکو درست کرتا ہے
اور یہ کلام ائمہ تفسیر کا ہے اس آیت مین کہ شاہد ہے ہماری قول کا
چنانچہ علامہ سیوطی نے درمنثور مین فرمایا ہے کہ روایت کی ابن ابی حاتم
نے اور ابو الشیخ نے عطا سے اس آیتہ کے تفسیر مین افمن ھو
قائم علی کل نفس کہا انہون نے کہ نگہبان قائم ہے عدل کے ساتھ اور
انصاف کے ساتھ ہر ذات پر اور اسی طرح ہے یہ آیتہ شھد اللہ

والا اور عالم ہے یہ قول اعمش کا ہے چنانچہ شاعر عرب کہتا ہے
شعر فلولا رجال من قریش اعزۃ ✿ سرتم ثیاب البیت
واللہ قائم یعنے اگر چند مرد قریش غالب نہ ہوتے تو تم کپڑے
بیت اللہ کے چرا لیتے مگر اللہ قائم یعنے عالم ہے غرض اللہ
عالم ہے ہر ایک ذات کے کسب کا اور بعضوں نے کہا
مراد اس سے ملائکہ موکلین ہین جو بنی آدم پر متعین ہین اور مروی
ہے یہ ضحاک سے اور بیضاوی نے کہا افمن ھو قائم علی کل
نفس یعنے رقیب ہے جو کچھ وہ کماتے ہین خیر و شر سے اور
نہین مخفی ہے اوس کے اوپر کوئی چیز اون کے عملون مین سے
اور نہین فوت ہوتا ہے اون کی جزاؤن مین سے اور
جلالین مین ہے افمن ھو قائم کہ رقیب ہے وہ (غرض قائم
کے معنے دونون مفسرون نے رقیب کئے ہین) اور بغوی نے
کہا افمن ھو قائم علی کل نفس بما کسبت یعنے حافظ
ہے اوس کا اور رازق ہے اور عالم ہے ہر ذات کا اور بدلا
دینے والا ہے اون کے عملون کا اور امام رازی نے کہا
افمن ھو قائم علی کل نفس بما کسبت یعنے قادر ہے اوپر
جمیع ممکنات کے عالم ہے جمیع معلومات کا جزئیات اور کلیات
سے اور جب ایسا ہے تو خواہ مخواہ جمیع نفسون کے احوال سے

اور جانتا ہے اون کے عملون کو جو انہون نے کئے خیر و شر سے
اور بدلہ دیگا اون کو اون کی کمائی کا اور ثواب دیگا اگر عمل نیک
ہین اور عذاب کرے گا اگر عمل بد ہین اور جواب اس کا محذوف
ہے اور تقدیر اوس کی یہ ہے کہ کیا یہ اللہ قادر نہ ہو سکتا ہے
اوس کے جو عاجز ہو اپنی ذات سے اور جو اپنی ذات سے عاجز
ہوگا وہ غیرون کی جان پر تصرف کرنے سے اور بھی زیادہ عاجز
ہوگا اور یہ حال ہے اصنام کا جو نہ نفع دے سکتے ہین نہ ضرر پہنچا
سکتے ہین تمام ہوا قول خازن کا اور اسی میں ہے یہ قول اللہ پاک
کا موسی اور ہارون کے لئے انني معكما اور مخالفون کی تقریر یہ
ہے کہ معیت اگر اس جگہ علم سے ہوتی تو آیت موجب تسلی نہوتی موسی
علیہ السلام کے لئے اور اون کے دل کے تقویت اس سے حاصل
نہ ہوتی اس لئے کہ معیت علمی تو فرعون کو بھی حاصل تھی اور اور کافرون
کو بھی اور اس مین موسے علیہ السلام کی تخصیص کچھ نہین پس واجب
ہوا کہ یہ معیت معیت ذاتی ہو اب جواب سنو کہ ہم اس معیت کو فقط
معیت علمی نہین کہتے بلکہ معیت تائید اور نصرت اور حفظ کی اور
بچانے کی فرعون کے شر سے اور اس کی قوم کی شر سے جیسے ذکر
کر چکے ہین ہم آٹھوین باب مین تفسیر مین اس آیت کی بغوی اور زمخشری
اور بیضاوی اور قرطبی وغیرہم کے اقوال سے کہ انہون نے

وہ اللہ پاک سے بیعت کرتے ہین تو ہم کہینگے کہ بیعت سے مراد انقیاد اور
فرمان برداری ہے اوسکی حکم کی اور اس سے یہ واجب نہین ہوتا کہ
اوسکا ہاتھ اون کے ہاتھون کو چھو جاوے اور اوس مین ہرگز شک نہین
کہ اطاعت رسول کی اللہ کی اطاعت ہے جیسے کہ دوسری
جگہ خود اپنی کتاب مین فرماتا ہے من یطع الرسول فقد اطاع اللہ
پس اسی طرح بیعت بھی ہے اور جب یہ تمہید ہو چکی تو اب سنو کہ
ائمہ تفسیر نے اس آیت کی تفسیر مین کیا کہا ہے چنانچہ روایت
کی سیوطی نے درمنثور مین عبد بن حمید کی روایت سے وہ راوی ہین
حکم بن اعرج سے کہ انہون نے کہا ید اللہ فوق ایدیھم
سے مراد یہ ہے کہ وہ بھاگین نہین (یعنے اللہ کی تائید اون کے
ساتھ ہے جو بھاگنے سے بچاتی ہے) اور بغوی نے کہا ید اللہ
فوق ایدیھم کہ ابن عباس نے کہا کہ اللہ کا ہاتھ اون کے اوپر ہے
کہ وفا کریگا وہ اون سے جو وعدہ کیا ہے خیر کا اون کے ہاتھون
کے اوپر اور سدی نے کہا ہے کہ صحابہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کا ہاتھ پکڑتے تھے اور بیعت کرتے تھے اور اللہ کا ہاتھ اون کے
ہاتھون کے اوپر تھا اس بیعت مین اور کلبی نے کہا یہ نعمت یعنے
احسان تھا اللہ پاک کا اون کے اوپر کہ اون کو ہدایت کی اور سنے
اس بیعت سے پہلے جو انہون نے اب کی ہے اور محلی نے جلالین مین کہا

من یطع الرسول فقد اطاع الله اور مراد اس سے
بیعت الرضوان ہے اور نسفی نے مدارک مین اسی کے مثل کہا ہے
اور امام رازی نے تفسیر کبیر مین کہا ہے اور خازن نے بھی اپنی
تفسیر مین اونہی سے نقل کیا ہے ید الله فوق ایدیهم
اس مین کئی وجوہ ہوسکتی ہین اور یہ اس طور سے کہ ید کا لفظ
دونو مقام مین ایک ہی معنے رکھتا ہو یا دو معنی پہر اگر ہم کہین کہ دونو جگہ
ایک ہی معنے ہین تو اس مین دو وجہین ہون گی ایک یہ کہ ید الله
نعمة الله کے معنے مین ہووے تو مطلب یہ ہوگا کہ الله کی نعمت
اون کے اوپر ہے اور نعمت پر اور نعمت ہے جیسے دوسری جگہ
فرمایا بل الله یمن علیکم ان هداکم للایمان یعنے الله تعالے
احسان کرتا ہے تم پر کہ ہدایت کی تمکو ایمان کی اور دوسری وجہ یہ
الله کا ہاتھ اون کے اوپر ہے یعنے مدد اوسکی اوس نبی کے اوپر
سب سے قوی اور اعلی ہے صحابہ کے مدد دین کے بہ نسبت جو حضرت
کی ساتھ ہے صلی الله علیه وسلم جیسے عرب کہتے ہین الید لفلان
یعنے غلبہ اور نصرت اور قوت فلانی کو ہے اور اگر ہم کہین کہ وہ دونو
ید کے دو معنی ہین تو ہم کہتے کہ ید جو الله کے حق مین ہے اوس سے
حفظ مراد ہے اور جو تابعین کا ید ہے اوس سے جارحہ یعنے
وہی ہاتھ مراد تو معنے یہ ہوئی کہ الله کا ہاتھ اون کے اوپر ہے حفاظت

Marfat.com

اور مشرکون کے ہاتھون پر بھی ہر آن اور ہر وقت اور ہر مکان مین پھر اسکی خاص
ہونے کی اوس زمرہ مومنین کے ساتھہ کون سے وجہہ ہوتی جنھون
نے بیعت رضوان کی واللہ اعلم اور اوسی مین سے ہے یہ آیۃ ونحن
اقرب الیہ من حبل الورید اور اوسکا جواب ہم اٹھوین باب
مین دے چکے ہین کہ مراد قرب سے اس جگہ قرب علم ہے جیسے تصریح
کی ہے اسکی ائمہ مفسرین نے مثل بغوی اور رازی اور ابی السعود
کے اور مانند خازن اور نسفی اور زمخشری اور بیضاوی اور سیوطی وغیرہم
کے اور اگر قرب سے قرب ذات مراد ہوتا تو صیغہ تفضیل کے کچھہ معنی نہوتے
(صیغہ تفضیل اقرب ہے) جیسے ہم نے اوپر بیان کر دیا ہے اور
اوسی مین سے ہے قول اللہ پاک کا سورہ واقعہ مین فلولا اذا
بلغت الحلقوم وانتم حینئذ تنظرون ونحن اقرب
الیہ منکم ولاکن لا تبصرون اور وجہہ مخالفون کے
استدلال کی ظاہر ہے اسلئے کہ یہ فرمانا اوس تعالی کا کہ تم نہین دیکھتے دلالت
واضحہ رکھتا ہے اسپر کہ مقصود اس قرب سے ذات علم اور نہین تو نہ دیکھنے
کے کوئی معنی ہی نہوتے اسلئے کہ قرب علمی قابل دید نہین اور جواب اوسکا
یہ ہے کہ یہان بھی قرب علمی ہی مراد ہے اور نہین تو حاضرین کے
بہ نسبت تفضیل جایز نہوتی (یعنے اقرب کا لفظ صحیح نہوتا) اوس شخص
سے قرب کی جو قریب الموت ہے اور لوگ اوسی گھیرے بیٹھے

منکم یعنے ہم قریب زیادہ ہین بہ نسبت تمہاری یعنی ساتھہ
علم کے اور قدرت اور رویت اور فرشتے ہماری جو اوسکی روح قبض
کررہے ہین وہ تمہارے بہ نسبت زیادہ قریب ہین اوس سے
ولیکن تم اونکو نہین دیکھتے جو فرشتے حاضر ہین اور سیوطی نے درمنثور
مین کہا ہے ونحن اقرب الیہ منکم یہ قول ہے ملائکہ کا
(کہ اللہ تعالی نقل فرماتا ہے) ولکن لا تبصرون مگر تم نہین دیکھتے
یہ مروی ہے ابن عباس سے روایت کی اسکو ابن مردویہ نے ابی صالح
سے انہون نے ابن عباس سے پوری سورت کی تفسیر اور کہا خازن
نے اپنے تفسیر مین ونحن اقرب الیہ منکم اور ہم قریب ہین
اوس سے بہ نسبت تمہارے یعنی علم اور قدرت اور رویت کی راہ سے
اور بعضون نے کہا ہے کہ ہمارے رسول جو اوسکی روح قبض
کررہے ہین وہ میت سے زیادہ نزدیک ہین بہ نسبت تمہاری ولکن لا
تبصرون مگر تم نہین دیکھتے اون لوگون کو جو اوسکے پاس حاضر ہین ملائکہ
سے اوسکی قبض روح کے لئے اور بعضون نے کہا لا تبصرون
یعنے تم نہین جانتے اسبات کو اور نسفی نے مدارک مین کہا ہے ونحن
اقرب الیہ منکم یعنے ہم قریب ہین اوس سے تم سے زیادہ
اے اہل میت براہ قدرت اور علم اپنے کے اور براہ ملائکہ اپنے
کے جو موت کے لئے مقرر ہین اور محلی نے جلالین مین کہا ہے ونحن

Marfat.com

یعنے نہین جانتے اوسکے حال کو اسلئے کہ تم اوسکی کیفیت سے لاعلم ہو اور تفسیر
عباسی مین ہے ونحن اقرب الیہ اور ہم قریب ہین اوس سے
یعنے ملک الموت اور اوسکی مددگارون سے زیادہ قریب ہین طرف میت
کے منکم بہ نسبت تمہاری یعنے اہل میت کی ولکن لا تبصرون
مگر تم نہین دیکھتے ملک الموت اور اوسکی مددگارون کو تمام ہوا قول
مولف عباسی کا اور اوسی مین سے ہے یہ آیہ سورہ حدید کے
وہو معکم اینما کنتم اور جواب اس آیت کا مانند تمام آیات معیت
کی ہے یعنے محمول ہے معیت علمی پر اور دلالت کرتا ہے اوسپر
شروع آیت کا اور آخر اوسکا اب سنو کہ اول اوسکا یہ ہے ثم استوی
علی العرش یعلم ما یلج فی الارض وما یخرج منہا
وما ینزل من السماء وما یعرج فیہا اور آخر اوسکا
یہ ہے واللہ بما تعملون بصیر اور ہم نے بہت سے
اقوال جو متعلق تھے اس آیت سے وہ آگے ذکر کر دی ہین اور
اونکو ائمہ تفسیر سے نقل کر دیا ہے اٹھوین باب مین اب دوبارہ
اوسکی اعادہ کی ضرورت نہین ہے مگر اس جا پر اگر کوئی کہے کہ یہ قول
اللہ پاک کا ھو الاول والاخر والظاھر والباطن
دلالت کرتا ہے کہ وہ تعالی ہر مکان مین ہے اسلئے کہ ظاہر فوق
ہے ہر چیز کا اور باطن تحت اوسکا پس وہ تمام چیزون کے اوپر ہے

کہین مستعمل نہین نہ لغت مین نہ اصطلاح مین اور معنی اس حدیث
کی وانت الظاہر فلیس فوقک شیء ہ یہ ہین کہ کوئی چیز تیرے اوپر اور تجھسے
اظہر نہین اور تو باطن ہے کہ تجھسے پوشیدہ کوئی شے نہین ہماری
آنکھون سے اور ہماری عقلون مین اسلئے کہ ابصار اس عالم کے اوسکی
ادراک سے قاصر ہین اور اوسکے دیدار سے عاجز اور اسی طرح عقول
عاجز ہین اوسکی کنہہ کے ادراک سے تو کوئی شے اوس سے زیادہ
باطن نہوی اور معنی لاشے دونک کی یہ ہوئی کہ کوئی شے خفا اور پوشیدگی
مین تیرے قریب ہی نہین پھر تیرے مثل ہونے کا کیا ذکر ہے جیسے کہتے
ہین کہ فلان دونہ فی العلم یعنے فلانا قریب ہے اوس سے اور ذرا کم ہے
اور امام رازی نے کہا ہے کہ اوسکا ظاہر اور باطن ہونا یون جاننا چاہئے
کہ وہ ظاہر ہے بحسب وجود اسلئے کہ جو شے تم کائنات اور ممکنات سے
دیکھتے ہو وہ سب اوسکے وجود کی دلیل ہین اور اوسکی ثبوت اور حقیت
کی گواہ اور شاہد ہین اسکی کہ وہ جہات تغیر سے پاک اور بری ہے اور اوس
تعالی کا باطن ہونا اوسمین کئی وجوہ ہین اول یہ کہ اوسکا کمال ظہور یہ ہے
سبب ہوگیا ہے اوسکے باطن ہونے کا جیسے فرض کرو کہ یہی آفتاب
اگر ہمیشہ رہے آسمان پر تو ہمکو نہ معلوم ہو کہ یہ روشنی اسکی سبب سے
ہے بلکہ بعض اوقات یہ خیال مین آوے کہ یہ سب چیزین خود ہی
روشن ہین مگر جبکہ یہ اس طرح پر ہے کہ کبھی غروب ہوجاتا ہے اور ہم

جب اوسکی باریکی کو دریافت کرنے لگتے ہین تو دہشت اور حیرت اونکو تمام ادراک سے روک
دیتی ہی اسلئے وہ تمام چیزون سے زیادہ ظاہر ہے اور سب چیزون سے زیادہ پوشیدہ
بھی ہے ولیکن ظہور اور پوشیدگی دونو دو حیثیتون سے ہین اسلئے اجتماع ضدین لازم
نہین آتا جیسا کہ بادی النظر مین معلوم ہوتا ہی اور اسی لئے کہ دونو کی حیثیتین جدا
اسی واسطے ان دونو کو اور اول و آخر کو جمع فرمایا اس آیت مین اور روایت کی بغوی نے
اس آیت مین ابن عباس سے کہ ظاہر یعنی غالب ہے اور برتر ہی ہر چیز پر اور باطن یعنے
عالم ہے ہر چیز کا اور نسفی نے کہا ہی کہ ظاہر دلیلون کی رو سے جو اوسپر دلالت
کرتے ہین اور باطن ہے اسلئے کہ حواس سے مدرک نہین اور بیضاوی نے
بھی ایسا ہی کہا اور محلی نے بھی جلالین مین اور ملا علی قاری نے فرمایا ہے
کہ ظاہر ہے اپنی صفتون سے اور باطن ہے اپنی ذات سے اور ابو السعود نے
بھی ایسا ہی کہا اور نووی نے شرح مسلم مین کہا ہی کہ معنی ظاہر کے جو اسماء اللہ
مین سے ہی یہ ہین کہ بعضون نے کہا وہ مشتق ہی ظہور سے جو بمعنی قہر و غلبہ کے ہی اور کمال
قدرت کی اور اوسی قبیل سے ہی یہ کلام عرب کا ظهر فلان علی فلان
یعنے غالب ہوا فلانا اوپر فلانے کے اور بعضون نے کہا ظاہر ہی دلائل قطعیہ کے
رو سے اور باطن مستور ہی خلق سے اور یا یہ کہ عالم ہی خفیات کا اور صاحب
کشاف نے کہا ظاہر ہے بادلہ دانہ جو اوسپر دلالت کرتی ہین اور باطن ہے
کہ غیر مدرک ہے حواس سے اور عبد الرحمن ابن علی سمیبانی نے کہا اپنی
کتاب تیسیر الوصول الی جامع الاصول مین اسماء حسنی کی شرح مین کہ ظاہر

اور یہی مطلوب ہے اب جواب سنو کہ معنی شہید کے تو یہی ہین کہ حاضر ہو علما اور
مطلع ہو بندون کے حال پر ہر وقت نہ یہ کہ ذات سے حاضر ہو ہر چیز کے پاس اور
اوس سے متصل ہو اور نہین تو کئی فساد لازم آتے ہین جیسے ہم نے آگے
بیان کئی ہین اور یہ کلام مفسرین کا شہید کی تفسیر مین موجود ہے چنانچہ
بغوی نے کہا ہے شہید ہے یعنے اون کے سے یعنی عالم ہے اون کا
اور خبردار ہے اون کے احوال پر اور علامہ ابو السعود نے فرمایا ہے واللہ
علی کل شی شہید کہ یہ فرمانا وعدہ بھی ہے اون کے اور وعید بھی
ہی ہے اون کے عذاب کرنے والون کو اسلئے کہ علم اللہ تعالی کا جمیع اشیا کے ساتھ
ہے کہ اوسی مین سے ہین اعمال فریقین کے یعنی کافر و مومن کے اور وہ علم
مستدعی ہے اور مقتضی ہے اسکا کہ دونو کو پوری جزا و سزا دیوے ضرور بالضرور
اور صاحب مواقف نے کہا کہ شہید عالم ہے غائب کا اور حاضر کا اور عزیزی
نے شرح جامع صغیر مین کہا ہے کہ شہید یعنے علیم اور خبردار ہے ظواہر اشیا کا
اور جن چیزون کا مشاہدہ ممکن ہے جیسے خبیر کے معنی یہ ہین کہ عالم باطن
اشیا کا اور اون چیزون کا جنکا احساس ممکن نہین اور بعضون نے کہا
شہید مین مبالغہ ہے بہ نسبت شاہد کے اور معنی یہ ہین کہ وہ تعالی
گواہی خلق پر قیامت کے دن اور صاحب تفسیر نے کہا ہے شہید وہ ہے
جس سے کوئی چیز کبھی غائب نہو جیسی کہتے ہین شاہد و شہید جیسے عالم و علیم
یعنے وہ حاضر ہے کہ دیکھتا ہے تمام چیزون کو اور مشاہدہ کرتا ہے اون کا

تو چاہیے کہ قبلہ کیطرف نہ تہوکے اسلئے کہ پروردگار اوسکا اور قبلہ
کے درمیان ہے ولیکن بائین طرف تہوکے یا اپنے قدم کے
نیچے روایت کی یہ شیخین نے اور نسائی وغیرہم نے اور لفظ حدیث
یہ ہین اذا صلی احدکم فلا یبصق قبل قبلتہ فان اللہ
بینہ وبین القبلۃ ولکن عن یسارہ او تحت قدمہ
اور روایت کی ہے بخاری نے ابن عمر سے اور اوسمین یہ ہے فان اللہ
سبحانہ قبل وجہہ اذا صلی یعنے اللہ سبحانہ اوسکی مونہہ
کے آگے ہوتا ہے جب وہ نماز پڑہتا ہے اور جواب اسکا یہ ہے
کہ اس حدیث مین اللہ کی رحمت مراد ہے جو مصلی اور قبلہ کے بیچمین ہے
جیسا دوسری روایت مین خود آچکا ہے جو ترمذی نے روایت کی ہے
اوسمین یہ لفظ ہے فان الرحمۃ تواجہہ یعنے رحمت اوسکی
سامنے ہوتی ہے اور بعضون نے کہا ثواب اوسکا یا جہت اوسکی
جسکی طرف اوسنی مونہہ کرنیکا حکم کیا ہے اور جہمیہ اسکی قائل نہین کہ
وجود الٰہی خاص جانب قبلہ ہے مین ہے بلکہ وہ کہتے ہین کہ وہ تعالے
ہر جگہ ہے تو اس سے لازم آتا ہے کہ وہ تعالے مصلی کے آگے
بہی ہو اور پیچہے اور داہنے اور بائین اور قدم کے نیچے بہی پناہ اللہ صاحب
کے اس سے اور حالانکہ حدیث صاف حکم فرماتی ہے کہ تہوکنا سوائے
قبلہ کے اور جوانب مین روا ہے اور اس سے

مقصود اوسکا اوسکی اور قبلہ کے بیچمین ہوا اور بعضون نے کہا اسمین مضاف
محذوف ہے یعنے اللہ سے مراد عظمت اللہ کی یا ثواب اللہ کا مراد ہی اور ابن عبد البر
نے کہا ہی مقصود اس کلام سے صرف تعظیم قبلہ کی ہے تمام ہوا کلام اونکا
غرض اس تاویل کے ساتھہ کیونکر درست ہوگا رد کرنا اوسپر جو کہتا ہی کہ اللہ
تعالی عرش پر ہے بذاتہ اور شاید اس کلام کا اون سے کوئی اور محمل صحیح ہے
جسپر ہم واقف نہین اور میرا گمان یہ ہی کہ یہ قول اونکا وفیہ الرد یعنی
اور اسمین رد ہے یہ معطوف ہے اوسکی اس قول پر کہ ان اللہ فی کل مکان کہ
اللہ ہر جگہ ہے غرض تقدیر عبارت یہ ہے کہ معتزلہ نے کہا ہی کہ اس مین رد ہی
اوسکا جو کہتے ہین کہ خدا عرش پر ہے بذاتہ غرض یہ قول معتزلہ کا ہی جو نقل کیا
ابن حجر نے اور گمان کیا معتزلہ نے کہ اللہ ہر مکان مین ہے اور اگر یہ مراد
نہ لین تو ابن حجر کے قول مین تناقض لازم آتا ہی اور وہ ایسی بزرگون کی
شان سے نہایت بعید ہے غرض اس عبارت سے جو بعض کوتاہ نظر تمسک
کرتے ہین ہمارے ہم عصرون مین سے اور عبارت مذکور مین خیانت ہی
کرتے ہین چنانچہ اوپر کی یہ عبارت کہ اسکو لیکر بعض معتزلہ لڑتے ہین یہ انہون
نے نقل ہی نہین کی اسلئے کہ اسکو انہون نے اپنے مذہب کے مخالف پایا اور کیون
نہ پاتے اسلئے کہ اون کا مذہب تو بعینہ یہی ہے کہ اللہ تعالی ہر مکان مین
موجود ہی اور ابن حجر اس مذہب کو رد کر رہے ہین اور اگر اون کا مذہب انکار
ہوتا اوپر اوس شخص کے جو کہتا ہے کہ ا[illegible] پر ہی تو اس مذہب

ہو نہ ہماری خصم کی اسلئے کہ اول اوسکا معارض ہے آخر کا اور جب تعارض
ہوا تو اول و آخر دونو ساقط ہو گئے اور ہمارے دلیل اور ائمہ کا کلام
سوا ابن حجر کے جو انہون نے اس حدیث کی تفسیر مین کہا ہے سو امام نووی
نے کہا ہے شرح مسلم مین یعنے مراد اس سے وہ جہت ہے جسکو اوسنے
عظمت دی اور کہا گیا ہے کہ مراد اوس سے اللہ کا قبلہ ہے اور کہا گیا
ہے کہ ثواب اوسکا اور اسی کے مانند اور جو کچھ ہو غرض اسطرف تھوکنا ایسا ہے
کہ اس مین تحقیر ہے اوسکی جسکی طرف تھوکا جاوے اور اہانت اور
استخفاف اوسکا ہے اور کرمانی نے کہا کہ قبلہ اوسکا اوسکی مونہہ کے آگے
ہے یا ثواب اوسکا یا وہ جہت جسکی تعظیم کا حکم اوسنے دیا ہے یا کعبہ اوسکا آگے
ہے عینی نے شرح بخاری مین کہا ہے کہ وہ تشبیہ کے باب سے ہے یعنی گویا کہ وہ
تعالی مصلے کے اور قبلے کے بیچ مین ہے اور ملا علی قاری نے مرقاۃ
مین کہا ہے کہ تقدیر اوسکی یہ ہے کہ مقصود اوسکا اوسکی اور قبلہ کے بیچ مین ہے
اور شیخ عبد الحق نے لمعات مین اسی کے مثل کہا ہے اور سیوطی نے
مرقاۃ الصعود مین کہا ہے کہ تاویل یہ ہے کہ وہ قبلہ جسکی طرف مونہہ
کرنے کا حکم کیا ہے وہ اوسکی مونہہ کے آگے ہے تو چاہیے کہ اوسکو
تھوک رینٹ سے پاک رکھے اور اس کلام مین اختصار ہے اور حذف ہے
اور اختصار ہے اور امثلہ اسکی کلام مین بہت ہین اور ابن تیمیہ رحمۃ اللہ
علیہ نے فرمایا کہ ایسا ہی ہے یہ قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا

کہ اللہ اوسکی مونہہ کے آگے ہے یعنے اس اعتبار سے کہ توجہ بندہ کی اوسکی طرف
ہے اور پروردگار اوسکا اوسکی طرف متوجہ ہے اور نہین تو وہ سبحانہ جہت سے
منزہ ہے خطابی نے اوسکے معنے یہ کہے ہین کہ توجہ مصلی کی قبلہ کیطرف مقتضی ہے
اوسکی قصد کے اوسکی رب کیطرف تو گویا مقصود اوسکا اوسکی اور قبلہ کے
بیچمین ہوا اور بعضون نے کہا اسمین مضاف محذوف ہے یعنے عظمت اور
ثواب اللہ کا تمام ہوا قول اونکا اور امام ابوحنیفہ نے فقہ اکبر مین فرمایا ہے
الاقبال یضع علی المناجی ظاہر یون ہے کہ یہ اشارہ امام صاحب کا
اس حدیث کیطرف ہے کہ اذا قام فی الصلوۃ فانما
مناجی ان ربہ بینہ وبین القبلۃ یعنے تم مین کا
کوئی شخص جب نماز مین کھڑا ہوتا ہے تو وہ اپنے رب سے باتین کرتا ہے
اور اوسکا رب اوسکی بیچ مین اور قبلہ کی بیچ مین ہے اور اقبال کا لفظ
جو امام صاحب نے لکھا ہے یہ اشارہ اس حدیث کی طرف ہے جسمین یہ لفظ ہے
لا یزال اللہ مقبل علی العبد فی صلوتہ ما لم یلتفت واذا
صرف بوجہہ انصرف عنہ یعنے اللہ متوجہ کرنیوالا رہتا ہے
بندہ پر نماز مین جبتک بندہ ادھر اُدھر نہ دیکھے جب بندہ اپنا مونہہ پھیر لیتا ہے
اللہ بھی اوسکی طرف سے منہہ پھیر لیتا ہے اور دوسری حدیث مین ہے
اقبل اللہ علیہ بوجہہ یعنے اللہ منہہ اوسکی طرف کر لیتا ہے
صاف معلوم ہوتا ہے کہ امام صاحب نے ان حدیثون کا یہی معنی لکھے ہین اپنی

جو معیت او قرب کے باب مین آئی ہین اور کیونکر تاویل ہوگی حالانکہ
ترمذی رحمۃ اللہ جو مخرج حدیث ہین انھون نے خود اس کی تاویل کی۔
چنانچہ اپنے جامع مین فرمایا ہے کہ آیت دلالت کرتی ہے اس بات پر کہ
ارادہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دُول کے اترنے کا اللہ تعالے
کے علم و قدرت و حکومت پر اور علم اللہ کا اور قدرت اور حکومت اوسکی
ہر مکان مین ہے اور وہ عرش کے اوپر ہے جیسے بیان کیا اوس نے
اپنی ذات کا اپنی کتاب مین اور ملا علی قاری نے مرقاۃ مین کہا الھبط
علی اللہ یعنے اترے وہ اللہ کے علم پر اور اوسکی ملک پر جیسے تصریح
کی ہے اوس کی ترمذی نے اپنے آگے کے کلام مین تمام ہوا قول انکا
اور کہا صاحب مجمع البحار نے کہ یہ قول دلالت کرتا ہے اوپر واجب
ہونے تاویل کے اللہ کے اترنے مین اور اوپر تفویض کے استوا
علی العرش مین نہ یعنے ہبوط مین تاویل واجب ہے اور استوا کی کیفیت
اللہ پاک کے سپرد ہے اور اسی مین سے ہے جو روایت کی ترمذی نے
اور بخاری و مسلم اور ابو داود وغیرہم ابی موسی اشعری سے کہ انہون نے کہا کہ ہم
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے ایک غزوہ مین پھر جب
لوٹے اور قریب پہونچے مدینہ کے تو لوگون نے اللہ اکبر کہنا شروع
کیا اور آوازین بلند کین تب فرمایا آپنے ان ربکم لیس باصم ولا غائب
ھو بینکم و بین رؤس رحالکم یعنے رب تمہارا کچھ بہرا نہین نہ غائب

کرو اپنی جانون پر اور پست کرو اپنی آوازون کو اس لئے کہ آدمی آواز
جب ہی بلند کرتا ہے جب اوس کا مخاطب دور ہوتا ہے تاکہ اوس کو
سناوے اور تم تو اللہ کو پکارتے ہو اور وہ کچھہ بہرا نہین نہ غائب ہے
بلکہ وہ سننے والا ہے قریب ہے اور وہ تمہارے ساتھہ ہے علم
اور احاطہ سے اور دوسری روایت مین جو قول رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کا آیا ہے وہ یہ ہے والذی تدعونہ اقرب الی احدکم
من عنق راحلہ اور راوس کے کجاوے وہی ہین جو اوپر گذرے اور
حاصل یہ ہے کہ یہ مجاز ہے جیسے یہ قول اللہ تعالے کا ونحن اقرب
الیہ من حبل الورید اور مراد یہ ہے کہ دعا تمہاری ضرور سنی جاتی
ہے اور حاصل مطلب یہ ہے کہ ایک حدیث دوسری حدیث کی تفسیر
ہوا کرتی ہے پس معلوم ہوا کہ جب آپ نے ایک بار یون فرمایا کہ وہ اونٹ
کی گردن سے بھی قریب ہے اور پہر یون فرمایا کہ وہ غائب بھی نہین بلکہ
سمیع و بصیر ہے تو اس سے اوس کی ذات کا وجود اس جگہہ مراد پر نہین
ہوا اسوجہ سے کہ اگر یہ مقصود ہوتا تو یہ حصر کہ وہ داعی اور راوس کے کجاوے
کے سر کے بیچ مین ہے صحیح نہ ہوتا جیسے کہ ہر عاقل پر ظاہر ہے اور اسی مین
سے ہے یہ قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ان قلب المومن
بین اصبعین من اصابع الرحمن یقلبہا کیف یشاء یعنے
مومن کا دل اللہ پاک کی دو انگلیون مین ہے جدہر چاہتا ہے پہیرتا ہے

کہ تو ایک پتھر ہے نہ نفع دیتا ہے نہ ضرر اور اگر تجھ کو بوسہ نہ دیا ہوتا رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم نے تو مین ہرگز بوسہ ندیتا غرض اس قول سے تصریح
ہوگئی کہ اس حدیث کا ظاہر مراد نہین اور یہ حدیث اپنی معنی حقیقی پر
نہین ورنہ عمر رضی اللہ تعالے عنہ کبھی ایسا نہ فرماتے چنانچہ ابن اثیر
نے نہایہ مین کہا ہے کہ یہ ایک تمثیل ہے جیسے کہ بادشاہ جب مصافحہ
کرتا ہے کسی شخص سے تو وہ بادشاہ کے ہاتھ پر بوسہ دیتا ہے اسی
طرح یہ حجر ہے کہ اسکا مس کیا جاتا ہے اور وہ چھوا جاتا ہے اور نووی
نے مجمع البحار مین کہا ہے اسی کے مثل اور تورپشتی نے مقدمہ مین
کہا کہ حمل کرنا اس حدیث کا اپنے ظاہر پر الحاد ہے اور امام غزالی نے
احیاء مین فرمایا ہے کہ یہ قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کہ حجر
یمین اللہ ہے اوس کی زمین مین یہ صرف تشریف اور اکرام ہے یعنی اوس
حجر کا اس لئے کہ اگر وہ اپنے ظاہر پر چھوڑ دیا جائے تو محال لازم آوے
اور روایت کی احمد اور ترمذی نے ابن عباس سے کہ انہون نے کہا
فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ حجر اسود جنت سے اترا
اترا تھا جب دودھ سے زیادہ سفید تھا پھر اوس کو [illegible]
نے کالا کر دیا ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن ہے صحیح ہے [illegible]
ہی معلوم ہوا کہ اگر حجر اسود اللہ تعالے کا ہاتھ ہوتا حقیقت مین تو جنت کے
پتھرون مین سے کیونکر ہو سکتا اور اوس کا کالا ہونا [illegible]

اوس کا ہاتھ ہو جاتا ہون کہ مجھ ہی سے پکڑتا ہے اور مین اوس کا پیر
ہو جاتا ہون کہ مجھ ہی سے چلتا ہے آخر حدیث تک اور جواب اس کا یہ ہے
کہ یہہ حدیث باتفاق اہل اسلام ماول ہے اور نہین تو تغایر اوٹھہ جاتا ہے
واجب اور ممکن مین اور دونون مین اتحاد ثابت ہوتا ہے اور وہ محال
ہے اور جب تاویل ہو چکی تو پھر جہمیون کی حجت نہ رہے اور حدیث خود
دال ہے تغایر واجب اور ممکن پر ورنہ عبد کہنا اوس کا صحیح نہ ہوتا اور بعد
کا جتنا مضمون سب تفصیل و استعارہ ہے چنانچہ طیبی نے شرح مشکوۃ
مین کہا ہے اور اون سے ملا علی قاری نے نقل کیا ہے مرقاۃ مین
اور شیخ دہلوی نے لمعات مین کہ حضرت نے جو فرمایا کہ اللہ تعالے
فرماتا ہے کہ مین اوس کا سمع ہو جاتا ہون مراد اس سے یہ ہے کہ اللہ تعالی
اوس بندہ کی حواس اور آلات کو وسیلہ اپنی مرضیات کا بنا دیتا ہے
سو وہ نہین سنتا مگر جو اللہ کو محبوب ہو (یعنے قال اللہ و قال الرسول نہ
اور قیل و قال) اور جو اوس کو پسند ہو پس گویا کہ وہ اللہ ہی کے واسطے
سے سنتا ہے آخر حدیث تک یہی مطلب ہے اور بعضون نے کہا کہ سلطان
محبت اوس پر ایسا غالب ہو جاتا ہے کہ وہ نہین دیکھتا مگر جو اللہ کو محبوب
ہے اور نہین سنتا مگر جو اللہ کو محبوب ہے اور اللہ اوس کا ہاتھ یعنے مددگار
ہو جاتا ہے اور وکیل ہو جاتا ہے کہ اوس کے سمع و بصر کو اور ہاتھ پیر کو
بچاتا ہے اپنے ناپسند چیزون سے اور بعضون نے کہا معنے اوس کے

دشمن پر اوس کی مدد کرتا ہون - پانچوین معنے کو فاکہانی نے کہا ہے کہ
پہلے اِن سے ابو ہریرہ نے بیان کیا ہے کہ مجھے جو اسمین معلوم ہوتا ہے
وہ یہ ہے کہ یہان مضاف محذوف ہے اور مطلب یہ ہے کہ مین اُسکی
سمع کا حافظ ہو جاتا ہون پھر وہ نہین سنتا مگر جو اوسکو سننا حلال
ہوتا ہے اور اوسکی بصر کا بھی ایسا ہی حافظ ہو جاتا ہون آخر تک اور فاکہانی
نے کہا ہے کہ ایک اور معنی ہو سکتے ہین کہ وہ اس سے بھی دقیق ہین
جو اس سے آگے گذرے ہین اور وہ یہ ہین کہ یہان سمعہ بمعنے
مسموعہ کے ہو اس لیے کہ مصدر بمعنی مفعول اکثر آتا ہے مثلاً عرب
کہتا ہے فلان املی یعنے ماملی اور معنی یہ ہوئے کہ نہین سنتا ہے
مگر ذکر میرا اور نہین لذت پاتا ہے مگر ساتھہ تلاوت میری کتاب کے
اور نہین اُنس پکڑتا ہے مگر ساتھہ مناجات میرے کے اور نہین نظر
کرتا ہے مگر میرے عجائب ملکوت مین اور ہاتھہ اپنا نہین بڑھاتا ہے
مگر جس مین میری رضا ہو اسی طرح پر بھی اور مناوی نے شرح
جامع صغیر مین کہا ہے کہ اللہ تعالے سلطان محبت کو اوسپر ایسا غالب
کر دیتا ہے کہ وہ نہ دیکھتا ہے نہ سنتا ہے اور نہ کچھہ کام کرتا ہے مگر
وہی جسکو اللہ دوست رکھے اور یہ تسلط سلطان محبت کا اوسپر
اس لیے ہوتا ہے کہ ان جوارح کی حمایت اور بچاؤ ہو اللہ کی ناپسند
چیزون سے اور وہ کنایہ ہے اللہ کی مدد اور رعایت سے اور

مین سے اپنی ذات سے اور نہ عقل مین اوسکی حرکت و سکون ہے نہ جہت
تحدید مسافت کی جسکا اندازہ ہو باشت اور ہاتھ اور ہو وے
تو اب تاویل اسکی ضرور ہوئی چنانچہ شیخ عبد الحق نے مدارج مین کہا ہے
کہ یہ کنایہ ہے اللہ کی رحمت سے جو اوسکی طرف سبقت کرتی ہے اور
بندون سے قریب ہوتی ہے اور کنایہ ہے اوسکی زیادت ثواب اور
کثرت عطا سے اور اوسکی فضل سے اون لوگون کی طاعت پر اور
عزیزی نے شرح جامع صغیر مین کہا ہے کہ قرب اس جگہ بمعنی محبت اور قربت
ہے اور بر سبیل تمثیل قرب کو ایک ایسی شے قرار دیا ہے جو دراز ہو
اور مسافت رکھتی ہو اور عزیزی نے اس حدیث کی شرح مین کہا ہے
اقرب ما یکون العبد من ربہ وھو ساجد یعنے
سب سے زیادہ جو بندہ نزدیک ہوتا ہے اپنے پروردگار کی رحمت
سے تو سجدہ مین اور قرب آلہی سے اس جگہ قرب ذکر اور عمل صالح
کے ساتھ مراد ہے نہ قرب ذات اور مکان اسلئے کہ یہ صفات جسام
سے ہے اور اللہ تعالے اس سے پاک ہے اور اللہ کا قرب بندے
سے یہ ہے کہ اوسکا انعام نزدیک ہو اور اوسپر افاضہ ہو اللہ کے
بر و احسان کا اور اوسکی عنایتون اور مواہب کا بندے کے اوپر تمام
ہوا کلام عزیزی کا اور کہا امام ابو القاسم قشیری نے کہ نزدیکی
بندے کی اپنی رب سے پہلی تو ایمان سے حاصل ہوتی ہے پھر احسان

اور استعارہ یا اوس سے لوازم اوسکی مقصود ہین اور نہین توان چیزون
کا اطلاق اور ایسی ہی اور امور جو مانند اسکی ہون اون کا اطلاق اوس
پروردگار پر جائز نہین مگر بطریق مجاز اسلئے کہ یہ باتین اللہ تعالے کے
لئے محال ہین تمام ہوا قول اونکا اور امام نووی نے شرح مسلم مین کہا
ہے کہ معنے اوسکی یہ ہین کہ جو نزدیک ہوتا ہے مجھہ سے میری فرمانبرداری
سے مین نزدیک ہوتا ہون اوس سے اپنی رحمت سے اور توفیق
اعانت سے اور اگر اوسنے اطاعت زیادہ کی تو مین نے بھی اعانت
زیادہ کی پھر اگر وہ میری طرف چلتا اور ٹہلتا آتا ہے تو مین اوسکی طرف
دوڑتا آتا ہون یعنے اوسپر رحمت اوتارتا ہون اور پیشگی رحمت بھیجتا ہون
اور اوسکو بہت چلنے کی ضرورت نہین ہوتی کہ رحمت میری خود بخود
اوس تک پہنچ جاتی ہے اور مطلب یہ ہے کہ جزا اوسکی بڑھتی جاتی ہے
جتنا اوسکا تقرب بڑھتا جاتا ہے تمام ہوا قول نووی کا **اونیسوان
باب** اون آثار مین جنکو جہمیہ اپنا تمسک ٹھیراتے ہین اوسی مین
سے ہے قول حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قد کان اللہ ولا
مکان فالان کما کان لم یتغیر عما کان یعنے
اللہ تھا اور مکان نہ تھا اور اب بھی ویسا ہی ہے جیسا تھا نہ اوس
سے متغیر ہوا اور جواب اسکا کئی طرح پر ہے اول یہ کہ قول حضرت
علی کا کون سی کتاب مین ہے کتب حدیث مین سے جو اہل سنت

کلام اس اثر کے متعلق اس کے بعد کے باب مین آویگا اوس کے منتظر
رہو اور اسی مین سے ہے جو روایت کی امام ابو القاسم قشیری
نے اپنے رسالہ مین امام جعفر صادق سے کہ آپ نے فرمایا مَنْ
زعم انّ اللہ علی شیٔ ادنی شیٔ او من شیٔ فقد اشرک لانہ لو کان
علی شیٔ لکان محمولا ولو کان فی شیٔ لکان محصورا ولو کان من شیٔ لکان
محدثا یعنی جس نے کہا کہ اللہ کسی چیز پر ہے یا کسی چیز مین ہے یا کسی چیز سے
ہے وہ مشرک ہوا اس لئے کہ اگر کسی چیز پر ہو تو لدا ہوا ہوگا اور اگر کسی
چیز مین ہو تو گھرا ہوا ہوگا اور اگر کسی چیز سے ہو تو محدث یعنے نو پیدا ہوگا
اور جواب اس کا یہ ہے کہ اس اثر کو کسی امام نے نہ اہل سنت سے
اپنی کتابون مین روایت نہین کیا اور یہ شیعون کے مفتریات مین سے
ہے کہ انہون نے حضرت امام ابو عبد اللہ جعفر صادق پر جھوٹ باندھ دیا ہے
اور اسی لئے اس رسالہ مین روی کا لفظ بصیغہ مجہول کہا جو صاحب ضعف
قول پر دلالت کرتا ہے اور صرف ذکر کر دینا قشیری کا اپنے رسالہ مین
اس کی صحت کو کافی نہین ہو سکتا اس لئے کہ انھون نے نہ بسند ضعیف
نہ بسند قوی اسکو روایت کیا اور صرف بطور تعلیق لکھ دیا یعنے بے سند
کے اور معلقات قشیری وغیرہ اور متاخرین کے بے اعتبار ہین اہل حدیث
کے نزدیک اور تعلیقات بخاری کے قبول مین جو اختلاف ہو رہا ہے
تو اور دن کا کیا ذکر ہے۔ ہان البتہ ایک بات یہ ہے کہ اس کو محمد بن یعقوب

اللہ اون سب کا حامل اور حافظ اور تھامنے والا ہے اور قائم ہے
ہر چیز پر اور اوپر ہے ہر ایک چیز کے اور فوق ہے ہر چیز کے اور ہر چیز
پر ہے اور یہ نہین کہا جاویگا کہ اللہ اٹھایا ہوا ہے یا وہ نیچے ہے بغیر
اور کوئی لفظ ملانے کے کیونکہ اس مین لفظ اور معنے بگڑ جاتے ہین
اور مروی ہے انہی کے اسناد سے ابی عبد اللہ علیہ السلام سے
اس قول باطنی کی تفسیر مین مایکون من نجوی ثلثۃ الا ھو رابعھم
الآیۃ کہ انہون نے کہا وہ تعالے اکیلا ہے اور اکیلی ذات دانا ہے
جدا ہے اپنی مخلوقات سے اور اسی کے ساتھ وصف کیا اوس نے
اپنی ذات کا اور وہ ہر چیز کو گھیرے ہوے ہے علم سے اور احاطہ
کرکے اور قدرت سے نہین پوشیدہ رہتی اوس سے کوئی چیز
ذرہ کے برابر بھی آسمانون مین اور نہ زمین مین اور نہ اس سے
چھوٹی اور بڑی احاطہ کے ساتھ اور علم کے ساتھ نہ ذات سے
اس لئے کہ اماکن سب محدود ہین اور ان مین چار حدین پائی جاتی
ہین (یعنے شرقی غربی جنوبی شمالی) اور مروی ہے اون کے اسناد
سے احمد بن محمد بن خالد سے وہ روایت کرتے ہین اپنے باپ سے
وہ احمد بن نصر وغیرہ سے وہ اون سے جنہون نے یہ ذکر کیا عمرو بن
ثابت سے انہون نے ایک شخص سے کہ نام لیا عمرو نے اونکا اوسنے
ابو اسحاق سے انہون نے حارث اعور سے کہ انہون نے کہا

Marfat.com

کے نزدیک ہرگز اعتبار نہین اور اگر وہ مان بھی لیا جاوے تو مراد
اوس کی یہی ہوگی کہ وہ تعالے کسی چیز کے اوپر ایسی طرح نہین ہے
کہ محمول ہو جاوے جیسے اس دوسرے روایت میں بالتصریح
گذر چکا اور وہ ہمارے مذہب کے منافی نہین اس لئے کہ
ہم یہ نہین کہتے کہ وہ سبحانہ تعالے عرش کے اوپر محمول ہو کر ہے
بلکہ ہم صاف کہہ چکے ہین کہ وہ عرش پر بلا کیف ہے اور اوسی کی
قدرت حامل عرش وغیرہ ہے جیسے کہ ہم نے جابجا تصریح کی سو
اسکو یاد کرو۔ اور اسی مین سے ہے جو ذکر کیا قشیری نے کہ کسی
نے پوچھا ذوالنون مصری سے یہ قول اللہ تعالے کا **الرحمن**
علی العرش استوی تو انہون نے فرمایا کہ ثابت کیا اوس نے
اپنی ذات کو اور نفی کی مکان کی آخر قول تک اور اس کا جواب
پہلا تو یہ ہے کہ اس کی صحیح سند لاؤ جیسے ہم نے اوپر ذکر کیا ہے
اور دوسرا یہ کہ روایت کی ہے ابو الشیخ نے کتاب العظمت مین
اور عبد اللہ بن امام احمد نے کتاب الرد علی الجہمیہ مین عمر بن بحر
الاسدی سے کہ کہا انہون نے سنا مین نے ذوالنون مصری
سے کہ کہتے تھے کہ آسمان اوس تعالے کے نور سے روشن
ہوگئی اور تاریکیان اوس کے مونہہ سے نورانی ہوگئین اور
دربردہ ہے اوس کا جلال آنکھون سے اور مناجات کرتی ہین

اوس سے زبان سے اور وہ اپنے غرض یہ انداز بیان کیا ہے
اسناد مسلسل ہے اور روایت کیا ہے
اسکو ائمہ حدیث نے اور یہ اولی
بالقبول ہے بہ نسبت اوس اثر
کے جو قشیری نے ذکر کیا ہے
بلا اسناد کے اور ہم نے اسکو
پہلے بھی ذکر کیا ہے اور یہ ہے
جواب دوسرا اوس کا
یہ ہے کہ عرش مین نہ مکان ہے
نہ جہت اور یہ جب کہ مراد وہ
مکان مخلوق سے جو اصطلاحی
معنی کی رو سے مکان ہے
اس صورت مین ہمارا
مقصد کا مویید ہے اور ہمارے
مخالف کے منافی اور آسی مین
سے ہے وہ اثر جو ذکر کیا ہے
ہمارے بعض معاصرین نے
نزہت المجالس سے جو
عبد الرحمن بن عبد السلام
بن عبد الرحمن بن عثمان
صفوری کی ہے جو شافعی
ہین ایک شخص نے ابو حنیفہ
سے پوچھا
الرحمن علی العرش استوی
کو انہون نے

کہا جو حصر کرے اللہ تعالے کو جہت فوق مین + وہ کافر ہے اور جواب
پہلا تو یہ ہے کہ اس قول کا اثبات ضرور ہے ائمہ حدیث کی نقل سے
اور فقط صفوری کا نقل کرنا اس جگہہ کافی نہین ہو سکتا اس لیے کہ صفوری
ایک شخص مجہول ہین کہ نہ اون کا مرتبہ معلوم ہے نہ مبلغ علم اور اُن کی
اس کتاب کا ذکر تو کشف الظنون مین آیا ہے مگر سن وفات اون کا مذکور
نہین اور نہ اون کا حال کچھہ بیان کیا ہے اور اس حال مین
فقط اون کی روایت پر کیونکر اعتماد ہو سکے اور وہ قول امام اعظم کو
کیونکر چھوڑ دئے جاوین جو ائمہ حدیث نے اسانید صحیحہ سے اونسے
روایت کئے ہین جن کو ہم نے پانچوین باب مین نقل کیا ہے بیہقی
کی روایت سے کہ امام صاحب نے فرمایا کہ اللہ آسمان مین ہے
زمین مین نہین اور روایت ابی اسمعیل ہروی کی اون سے ایسی ہی
ہے اور دوسرے یہ ہے کہ مراد اس کلام سے اگر مان بھی لیا جاوے
تو یہ ہو گی کہ اللہ تعالے محصور نہین ہے کسی جہت مین اور اس مین
شک نہین کہ جہات سب کی سب محصور ہین عرش کے نیچے پھر جب
اللہ پاک عرش کے اوپر ہوا تو کسی جہت اور مکان مین کب محصور ہوا
اور حصر تو تمہارے مذہب مین پایا جاتا ہے یعنے جب تم کہتے ہو کہ وہ
معاذ اللہ عرش کے نیچے ہے اور داخل عالم ہے تو خواہ نخواہ
محدود بھی ہوا اور محصور بھی اور قرینہ بھی اسی پر دلالت کرتا ہے کہ یہی

اوس کا یہ ہے کہ ابو الطیب صعلوکی ایک شخص ہین کہ اون کی قدر
و منزلت معلوم ہے لیکن وہ متاخرین سے ہین کہ اون کے
زمانہ مین تنزیہ جہت و مکان کی (جو فلاسفہ کی پھیلائی ہوئی ہے)
نکل چکی تھی اور اگر مسلم بھی رکھی جاوے تو معلوم نہین کہ بیہقی
نے اوسکو کسی کتاب مین ذکر کیا ہے اور صرف نقل کرنا ابن حجر
کا کافی نہین ہے جب تک کہ اوس کا اول و آخر نہ معلوم ہو اور اگر
یہ بھی مان لیا جاوے تو بھی بیہقی خود ہمارے موافق ہین مسئلہ استوا
مین اور باطل کہتے ہین اس کو کہ ذات الٰہی کو ہر مکان مین کہین بلکہ
قائل ہین کہ او تعالے عرش کے اوپر ہے جیسے کہ ہم نے اونکا قول آگے
نقل کر دیا ہے اور اون کی کتاب الاسماء والصفات خود شاہد موجود
ہے اس پر کہ مذہب اونکا عین مذہب سلف ہے اس بارہ مین
اور اگر مان بھی لیا جاوے تو نفی جہت سے مراد فلسفی جہت کی نفی
ہے جیسے کہ ہم آگے بیان کر چکے ہین۔ اور اسی مین سے ہے جو
کہا امام اعظم نے وصیت مین اور لقا اللہ تعالے کی اہل جنت کے
لئے بلا کیف اور بلا شبہ اور بلا جہت حق ہے اور جواب اس کا اول
تو یہ ہے کہ یہ وصیت امام کی ثابت نہین پس جب تک سند معتبر
اس کی نہ ملے تب تک قابل اعتماد نہین دوسری یہ کہ ابو مطیع
راوی اوس کے وضاع ہین نزدیک تمہارے (یعنی نزدیک جمہور کے)

عرش کے اوپر ہے اپنی ذات سے اور یہ کب ہو سکتا ہے کہ معاذ اللہ
ائمہ دین محل کفر ہون اور یہ صاحب اسلام اور یہ حرکتاون سے کچھ
بعید نہین اسلئے کہ انہون نے تکفیر کی ہے اشعریہ کی جو سادات اہل
سنت وجماعت سے ہین اور باتفاق ائمہ سرداران دین مین سے
جس جگہ پر کہ انہون نے اپنی اپنی کتاب مین کہا ہے کہ اہل سنت وجماعت
کہتے ہین کہ اللہ تعالے ہمیشہ خالق تہا اور موصوف تہا ہمیشہ سے اس صفت
سے اور تمام صفات فعل سے اور اشعریہ اور کرامیہ کہتے ہین کہ جب تک
مخلوق کو پیدا نہین کیا تب تک خالق نہین تہا اور یہ کفر ہے تمام ہوا
قول ابو الشکور کا تمہید مین اور اللہ کی پناہ ہے اس خبط اور گمراہی سے
(غرض معلوم ہوا کہ یہ شخص زبان دراز یاوہ گو ہی اور ایسی شخص کے
قول کا کچھ اعتبار نہین **بیسوان باب** اون شبہات عقلیہ کے باب
مین جن سے جہمیہ تمسک کیا کرتے ہین اور اون کے مقلدین معرض کلام
مین پیش کرتے ہین اور وہ دو قسم ہین ایک وہ جو عقل اور نقل دونون سے
مخلوط ہین دوسرے وہ جو محض عقل سے تراشے ہوئے ہین پس اول
ہم قسم اول کو بیان کرتے ہین اور اوسی مین سے ہے یہ قول اللہ تعالے
کا (واذا سالك عبادی عنی فانی قریب اور استدلال
اونکا یہ ہے کہ اگر اللہ تعالی عرش پر ہوتا تو ہر ایک سے قریب نہوتا بلکہ
فقط حاملان عرش سے قریب ہوتا اور اوروں سے دور ہوتا اور

Marfat.com

مخصوص کے لئے یعنے جو زمین پر ہین اسلیے کہ اونہی لوگون نے
استبعاد کیا تہا اللہ تعالے کے سننے کا کہ وہ ہماری دعا سنتا ہے
یا نہین اور ہمارے اقوال و افعال کو باوجود اس بے حد بعد کے
جو اوسکی ذات کو ہم سے ہی جانتا یا نہین اور کوئی عام ایسا نہین ہے
جس سے کچہ افراد خاص نکل گئین ہون تیسرے یہ کہ مراد اس قرب
سے اس جگہ قرب علمی ہے جیسے کہ تصریح اوسکی اٹھوین باب مین
گذر چکی اور اقوال ائمہ مفسرین سے بخوبی یہ امر پایہ ثبوت کو پہنچ چکا ہے
اور اون کا اجماع اسپر بیان ہو چکا ہے تو اب کوئی اشکال باقی نہین رہا
اسلیے کہ حاملات عرش اور ساکنان ارض سب کے سب قرب علمی مین
برابر ہین اور اسیطرح معرفت اور سمع و بصر مین کہ کوئی چیز اوسکے علم سے
غائب نہین ہوتی اگرچہ ایک ذرہ ہو آسمان مین خواہ زمین مین اور یہ جو
فرمایا کہ جب پوچہین بندے میرے مجہہ کو یعنے میری صفتون اور میرے
قرب و بعد کے حال کو غرض اس مقام مین ذات سے سوال ہی نہین ہے
اور اگر ذات سے سوال ہوتا تو جواب جو آیہ مین مذکور ہے وہ صحیح نہوتا
یعنے مین قریب ہون (یعنی اس جواب ہی سے معلوم ہوتا ہے
کہ سوال قرب و بعد سے تہا) اور یہ بہی معلوم ہوا کہ سوال حق تعالے
کے مکان سے نہ تہا اسلئے کہ مکان اول سے اونکو معلوم تہا جب
تو انہون نے کہا کہ آپ فرماتے ہین کہ ہمارے اور آسمان مین پانسو

Marfat.com

اور جو صفت کہ اوس ذات مین جائز ہوتی ہے وہ واجب ہوتی
(یعنے کبھی فنا نہین ہوتی) پس واجب ہوا کہ وہ کسی مکان مین نہو اور جواب
اسکا یہ ہے کہ ہم نہین مانتے کہ ہالک سے مراد یہ ہو کہ وہ عنقریب ہالک
ہوگا اور ہم قائل نہین کہ عرش ہلاک ہوگا جب مخلوق ہلاک ہوگا
بلکہ معنی ہالک کے یہ ہین کہ جسکی ذات ہلاک سے مانع نہو اور ممکن الہلاک
اور کیون نہ قبول کئے جاوین یہ معنی اسلئے کہ بہت سے اہل علم قائل
ہین کہ جنت اور دوزخ اور عرش باقی رہیگا اور اللہ تعالی فرماتا ہے
اکلها دائم و ظلها اور فرماتا ہے ان هذا لرزقنا ما له
من نفاد اور امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ اپنی وصیت مین فرماتے ہین کہ
بہشت اور دوزخ دونو مخلوق ہو چکی ہین (یعنے برخلاف زعم معتزلہ
کے کہ وہ قائل ہین کہ ابھی نہین ہے) اور اونکو فنا نہین اور نہ اون
لوگون کو اور ملا علی قاری نے اوسکی شرح مین کہا ہے کہ جہمیہ طرف
گئے ہین کہ وہ دونو فنا ہو جاوینگی اور اون کے لوگ بھی فنا ہو جاوینگے
اور یہ قول بلاشبہ باطل ہی اسلئے کہ مخالف کتاب و سنت ہی اور دوسرے
یہ ہے کہ ہم عرش کو اللہ کا مکان نہین کہتے بطور معنی مشہور کے کہ وہ محتاج
ہو عرش کا جیسے مجسمہ کہتے ہین تو اب استدلال فخر الدین کا سرے سے
فاسد ہو گیا اور یہ مقدمہ بھی ہم تسلیم نہین کرتے جو انہون نے کہا کہ جو
صفت پروردگار کو جائز ہوتی ہے وہ اوسکے حق مین واجب ہوتی ہے

الملك الفلانی مع
فلان بادشاہ فلانے کے ساتھ ہے اور کہتے ہین
نحن نسبح و نقدس و نحمد معنا
یعنے ہم تسبیح اور تقدیس اور تعریف اور تحمید
ہمارے ساتھ ہے حقیقۃ

باوجودیکہ وہ عرش پر ہے (اور فرش پر نہین) اور ان دونو بات مین
(یعنے عرش پر ہونے مین اور وہان رہ کر ہمارے ساتھ ہونے مین)
کچھ منافات نہین جیساکہ مستدل نے سمجھا ہے اور اسکی تفصیل اوپر
اور گذر چکی اور اوسی مین سے ہے یہ قول اللہ تعالے کا لا تدرکہ
الابصار وھو یدرک الابصار اور مخالف کہتا ہے
کہ اگر وہ مکان مین ہوتا تو مکان اوسکو محیط ہوجاتا۔ خواہ اوسکو دیکھتی
یا نہ دیکھتی اور مکان مین ہونیکا قول اور اسی طرح اوسکی نہ دیکھنے کی بات دونون
بالاتفاق اور بالاجماع باطل ہین اور اگر دیکھا جاوے اور کسی ایسے مکان
مین بھی ہو جو اوس تعالے کو محیط ہوگیا ہو تو آنکھہ اوسکو پالیگی (یعنے
محیط ہوجاویگی) بخلاف اسکے کہ جب مکان مین نہو تو اگر دیکھا بھی جاوے
تو بھی آنکھین اوسکو نپاوینگی (یعنے محیط نہون گی) اسلئے کہ آنکھہ اوسیکو
محیط ہوتی ہے جو مکان مین ہو (غرض یہ کہ خداوند تعالی مکان مین
نہین ورنہ آنکھین اوسکی محیط ہوجاتی) اب جواب سنو کہ دیدار اللہ سبحانہ
کا بلا کیف ہوگا کہ ہم اوسکی حقیقت نہین جانتے اور نہ کیفیت سے
واقف ہین غرض اوس سبحانہ کے عرش پر ہوتے ہوئے بھی اوسکا
دیدار ہوسکتا ہے بغیر اسکے کہ وہ کسی مکان مین گھر جاوے اور یہ لزوم
جو مخالف نے ثابت کیا ہے کہ اگر وہ مکان مین ہو تو مکان
اوسکو محیط ہوجاوے اسکو ہم نہین مانتے اسلئے کہ ہم مکان کے

Marfat.com

سے جو امام ہین کوفیون کے پہر اگر مستدل اس حدیث کو جانتا ہے
اور جان بوجھکر اسکو رد کرتا ہے اور اوسپر طعن و تعریض کرتا ہے تو اوسکو
اوپر بڑے خوف کا مقام ہے (یعنے کفر کا ڈر ہے) اور اگر اوسکو
نہین پہنچی پس وہ معذور ہے اپنے جہل کے سبب سے اور میرے
سے یہ استدلال تو باطل و فاسد ہے اسلئے کہ ہم نے کئی بار تصریح
کردی ہے کہ ہم استوا علی العرش سے وہ استوا مراد نہین لیتے
ہین جیسا ایک جسم کو دوسرے جسم پر ہوتا ہے پہر اب اس استدلال کا
کیا محل رہا اور یہ اعتراض تو اوسی پر آویگا جو قائل ہو کہ وہ تعالی جسم ہے
اور یہ بہی ہو سکتا ہے کہ مجسمہ اسکو نمانین کہ احد مبالغہ ہے واحد کا
اور اگر اسکو مان بہی لین کہ یہ مبالغہ ہے تو اسی نہ مانین کہ وہ مرکب ہے
اجزا سے بلکہ یون کہین کہ وہ جسم بسیط ہے کہ اوسمین ایک جز دوسرے سے
منفصل نہین اور اوسی مین سے ہے یہ قول اللہ تعالے کا
ویحمل عرش ربك فوقهم يومئذ ثمانية پہر اگر آلہ عالم
عرش کے اوپر ہوتا تو حاملان عرش اوسکے بہی حامل ہوتے اور اللہ تعالے
ضرور محمول ہوتا اور حامل بہی اور محفوظ ہوتا اور حافظ بہی اور جواب
اسکا یہ ہے کہ ہم یہ نہین کہتے ہین کہ وہ سبحانہ عرش کے اوپر حلول کرنے
والا ہے یا حال ہے یا متصل و مماس ہے تاکہ حمل لازم آوے بلکہ ہم
قائل ہین کہ وہ فوق العرش ہے اور مستوی ہے اوس طرح کہ

وما رب العالمین تو آپ نے فرمایا رب السموات والارض
وما بینهما ان کنتم موقنین اور دوسری بار آپ نے فرمایا رب کم
ورب اٰبائکم الاولین اور تیسری بار مین فرمایا رب المشرق
والمغرب وما بینهما ان کنتم تعقلون اور تینون آیتون مین
اشارہ ہوا خلاقیت کا مگر فرعون نے کہا یا هامان بن لی صرحا
لعلی ابلغ الاسباب اسباب السموات فاطلع
الی اله موسی غرض اوسنے آسمان مین آلہ کو طلب کیا
پس ہم نے جان لیا کہ آلہ کا وصف خلاقیت ہے اور موصوف نہونا
اوسکا نشان اور جہت سے یہی دین تہا موسی علیہ السلام کا اور تمام
انبیا کا اور اوس تعالی کا آسمان مین ہونا یہ دین تہا فرعون کا
اور اوسکی ساتہ کے کافرون کا اور اوسکے جواب مین ہم اول تو یہ
کہتے ہین کہ پناہ اللہ صاحب کی تمہاری اس جرات اور جسارت سے
کہ جسکی تم مرتکب ہوئی ہو اللہ و رسول کی خدمت مین اسلئی کہ اللہ صاحب
خود فرماتا ہے ءامنتم من فی السماء غرض وصف کیا اوسنے اپنی
ذات کا کہ آسمان پر ہے اور فرمایا اوسکی رسول نے حتی ینتهی
الی السماء التی فیها الله یعنی یہانتک کہ روح مومن کی چڑہتی
ہی اوس آسمان تک جسپر اللہ ہے اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے
اوس لونڈی کے اسلام کو ثابت کیا (اور اوسی مومن کہا) جسنے صرف

جیسے اللہ نے خبر دی وانی لاظنہ کاذبا یعنے مین موسی کو جھوٹا جانتا
اسباب مین کہ اللہ آسمان پر ہے اور یہ توجیہ کسی طرح نہین ہو سکتی کہ
اس تکذیب سے صرف وجود رب العالمین کی تکذیب مراد ہو اسلئے کہ
سباق آیت کا اس توجیہ کے مناسب نہین اور وہ سباق یہ ہے
یاھامان ابن لی صرحا لعلی ابلغ الاسباب
اسباب السموات فاطلع الی الہ موسی اور اسکی
بعد یہ ہے وانی لاظنہ کاذبا اسلئے کہ یہ بخوبی ظاہر ہے کہ
محل بنانا اور اوس کا اونچا کرنا موسی علیہ السلام کے الزام دینے کو اور
اون کے جھوٹلانے کے لئے تھا اسباب مین کہ میرا رب آسمان کے
اوپر ہے اور نہین تو یہ الزام لازم نہوتا اور وہ حدیث جسکو ابو یعلی
موصلی نے روایت کیا ہے وہ تو صاف ہمارے قول پر دال
ہے اور مضمون اوسکا یہ ہے کہ ماشطہ بنت فرعون کی کہتی تھی
کہ میرا اور تیرا رب آسمان پر ہے اور فرعون نے اوسکو اسی بات پر
عذاب کیا اور موسی علیہ السلام کی ساری امت اسپر متفق ہے کہ اللہ تعالے
عرش پر ہے اور وہ موسی علیہ السلام کے اقوال سے زیادہ واقف
ہین نسبت اس قول کے جو اپنی ذات سے اور اپنی نبی بارکات
کی بات سے بھی واقف ہین چنانچہ توراۃ مین صاف مذکور ہے کہ
اللہ تعالے فرماتا ہے انا اللہ فوق عبادی وعرشی فوق

وجود سے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے مجادلہ کرتا تھا اور طالب حق
نہ تھا اور اسی وجہ سے فرعون نے موسیٰ علیہ السلام کو مجنون کہا
(کہ میں تو ماہیت اور حقیقت رب پوچھتا ہوں اور یہ صفات بیان
کرتے ہیں) اور اس آیۃ سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ وہ تعالیٰ مکان
وجہت سے موصوف و متصف نہیں ہے اسلئے کہ موسیٰ علیہ السلام
نے مثل اس قائل کے یہ نہیں فرمایا کہ وہ تعالیٰ نہ کسی مکان
میں ہے نہ کسی جہت میں اور یہ بھی نہیں فرمایا کہ وہ آسمان میں
نہیں یا عرش کے اوپر نہیں اور موسیٰ علیہ السلام یہ کیوں فرماتے
اسلئے کہ فرعون نے یہ نہیں پوچھا تھا کہ اللہ کس مکان میں یا کس جہت
میں ہے اور نہ یہ پوچھا تھا کہ وہ کہاں ہے پھر اگر موسیٰ علیہ السلام
یہ فرماتے کہ وہ آسمان پر یا عرش پر ہے تو بے سوال کے جواب
ہوتا اور بے فائدہ اور عبث ہوتا اور اپنے زمام کلام جو صفات کی
طرف پھیری تو اسی لئے کہ بیان ماہیت و حقیقت متعذر ہے
پس ضرورۃً اوسکو ترک کیا اور اوسکی کشف صفات اور تبیان
سمات کیطرف میل کیا پس تمہارا یہ کہنا کہ اس آیۃ سے ہم نے
جان لیا کہ وہ تعالیٰ متصف بمکان و جہت نہیں ہے اللہ پر
افترا باندھنا اور طوفان کرنا ہے اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے
فمن اظلم ممن کذب علی اللہ وکذب بالصدق اور

وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرَى عَلَى اللَّهِ كَذِبًا أُولَٰئِكَ
يُعْرَضُونَ عَلَىٰ رَبِّهِمْ وَيَقُولُ
الْأَشْهَادُ هَٰؤُلَاءِ الَّذِينَ كَذَبُوا عَلَىٰ رَبِّهِمْ أَلَا لَعْنَةُ اللَّهِ
عَلَى الظَّالِمِينَ الَّذِينَ يَصُدُّونَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ وَيَبْغُونَهَا عِوَجًا
الْكَذِبَ مَتَاعٌ قَلِيلٌ ثُمَّ
إِلَيْنَا مَرْجِعُهُمْ
الْعَذَابَ الشَّدِيدَ بِمَا كَانُوا يَكْفُرُونَ وَقَالَ مُوسَىٰ إِنِّي
عَائِذٌ بِرَبِّي وَرَبِّكُمْ مِنْ كُلِّ مُتَكَبِّرٍ لَا يُؤْمِنُ
بِيَوْمِ الْحِسَابِ وَقَالَ رَجُلٌ مُؤْمِنٌ مِنْ آلِ فِرْعَوْنَ يَكْتُمُ إِيمَانَهُ
أَتَقْتُلُونَ رَجُلًا أَنْ يَقُولَ رَبِّيَ اللَّهُ وَقَدْ جَاءَكُمْ بِالْبَيِّنَاتِ
مِنْ رَبِّكُمْ وَإِنْ يَكُ كَاذِبًا فَعَلَيْهِ كَذِبُهُ وَإِنْ يَكُ صَادِقًا يُصِبْكُمْ
بَعْضُ الَّذِي يَعِدُكُمْ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ كَذَّابٌ
يَا قَوْمِ لَكُمُ الْمُلْكُ الْيَوْمَ ظَاهِرِينَ فِي الْأَرْضِ فَمَنْ يَنْصُرُنَا مِنْ بَأْسِ اللَّهِ
إِنْ جَاءَنَا قَالَ فِرْعَوْنُ مَا أُرِيكُمْ إِلَّا مَا أَرَىٰ وَمَا أَهْدِيكُمْ إِلَّا سَبِيلَ الرَّشَادِ
وَقَالَ الَّذِي آمَنَ يَا قَوْمِ إِنِّي أَخَافُ عَلَيْكُمْ مِثْلَ يَوْمِ الْأَحْزَابِ
مِثْلَ دَأْبِ قَوْمِ نُوحٍ وَعَادٍ وَثَمُودَ وَالَّذِينَ مِنْ بَعْدِهِمْ وَمَا اللَّهُ يُرِيدُ ظُلْمًا لِلْعِبَادِ
وَيَا قَوْمِ إِنِّي أَخَافُ عَلَيْكُمْ يَوْمَ التَّنَادِ يَوْمَ تُوَلُّونَ مُدْبِرِينَ مَا لَكُمْ مِنَ اللَّهِ مِنْ عَاصِمٍ
وَمَنْ يُضْلِلِ اللَّهُ فَمَا لَهُ مِنْ هَادٍ وَلَقَدْ جَاءَكُمْ يُوسُفُ مِنْ قَبْلُ بِالْبَيِّنَاتِ فَمَا زِلْتُمْ فِي شَكٍّ مِمَّا جَاءَكُمْ بِهِ
حَتَّىٰ إِذَا هَلَكَ قُلْتُمْ لَنْ يَبْعَثَ اللَّهُ مِنْ بَعْدِهِ رَسُولًا كَذَٰلِكَ يُضِلُّ اللَّهُ مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ مُرْتَابٌ
الَّذِينَ يُجَادِلُونَ فِي آيَاتِ اللَّهِ بِغَيْرِ سُلْطَانٍ أَتَاهُمْ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللَّهِ وَعِنْدَ الَّذِينَ آمَنُوا
كَذَٰلِكَ يَطْبَعُ اللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ قَلْبِ مُتَكَبِّرٍ جَبَّارٍ وَقَالَ فِرْعَوْنُ يَا هَامَانُ ابْنِ لِي صَرْحًا لَعَلِّي أَبْلُغُ
الْأَسْبَابَ أَسْبَابَ السَّمَاوَاتِ فَأَطَّلِعَ إِلَىٰ إِلَٰهِ مُوسَىٰ وَإِنِّي لَأَظُنُّهُ كَاذِبًا وَكَذَٰلِكَ زُيِّنَ لِفِرْعَوْنَ سُوءُ عَمَلِهِ
وَصُدَّ عَنِ السَّبِيلِ وَمَا كَيْدُ فِرْعَوْنَ إِلَّا فِي تَبَابٍ وَقَالَ الَّذِي آمَنَ يَا قَوْمِ اتَّبِعُونِ أَهْدِكُمْ سَبِيلَ الرَّشَادِ
يَا قَوْمِ إِنَّمَا هَٰذِهِ الْحَيَاةُ الدُّنْيَا مَتَاعٌ وَإِنَّ الْآخِرَةَ هِيَ دَارُ الْقَرَارِ مَنْ عَمِلَ سَيِّئَةً فَلَا يُجْزَىٰ إِلَّا مِثْلَهَا
وَمَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِنْ ذَكَرٍ أَوْ أُنْثَىٰ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَأُولَٰئِكَ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ يُرْزَقُونَ فِيهَا بِغَيْرِ حِسَابٍ
وَيَا قَوْمِ مَا لِي أَدْعُوكُمْ إِلَى النَّجَاةِ وَتَدْعُونَنِي إِلَى النَّارِ تَدْعُونَنِي لِأَكْفُرَ بِاللَّهِ وَأُشْرِكَ بِهِ مَا لَيْسَ لِي بِهِ عِلْمٌ
وَأَنَا أَدْعُوكُمْ إِلَى الْعَزِيزِ الْغَفَّارِ لَا جَرَمَ أَنَّمَا تَدْعُونَنِي إِلَيْهِ لَيْسَ لَهُ دَعْوَةٌ فِي الدُّنْيَا وَلَا فِي الْآخِرَةِ
وَأَنَّ مَرَدَّنَا إِلَى اللَّهِ وَأَنَّ الْمُسْرِفِينَ هُمْ أَصْحَابُ النَّارِ فَسَتَذْكُرُونَ مَا أَقُولُ لَكُمْ وَأُفَوِّضُ أَمْرِي إِلَى اللَّهِ
إِنَّ اللَّهَ بَصِيرٌ بِالْعِبَادِ فَوَقَاهُ اللَّهُ سَيِّئَاتِ مَا مَكَرُوا وَحَاقَ بِآلِ فِرْعَوْنَ سُوءُ الْعَذَابِ النَّارُ يُعْرَضُونَ عَلَيْهَا
غُدُوًّا وَعَشِيًّا وَيَوْمَ تَقُومُ السَّاعَةُ أَدْخِلُوا آلَ فِرْعَوْنَ أَشَدَّ الْعَذَابِ وَإِذْ يَتَحَاجُّونَ فِي النَّارِ فَيَقُولُ الضُّعَفَاءُ
لِلَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا إِنَّا كُنَّا لَكُمْ تَبَعًا فَهَلْ أَنْتُمْ مُغْنُونَ عَنَّا نَصِيبًا مِنَ النَّارِ قَالَ الَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا إِنَّا كُلٌّ فِيهَا
إِنَّ اللَّهَ قَدْ حَكَمَ بَيْنَ الْعِبَادِ وَقَالَ الَّذِينَ فِي النَّارِ لِخَزَنَةِ جَهَنَّمَ ادْعُوا رَبَّكُمْ يُخَفِّفْ عَنَّا يَوْمًا مِنَ الْعَذَابِ
أَوَلَمْ تَكُ تَأْتِيكُمْ رُسُلُكُمْ بِالْبَيِّنَاتِ قَالُوا بَلَىٰ قَالُوا فَادْعُوا وَمَا دُعَاءُ الْكَافِرِينَ إِلَّا فِي ضَلَالٍ
إِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِينَ آمَنُوا فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ يَقُومُ الْأَشْهَادُ يَوْمَ لَا يَنْفَعُ الظَّالِمِينَ مَعْذِرَتُهُمْ
وَلَهُمُ اللَّعْنَةُ وَلَهُمْ سُوءُ الدَّارِ وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى الْهُدَى وَأَوْرَثْنَا بَنِي إِسْرَائِيلَ الْكِتَابَ هُدًى وَذِكْرَى لِأُولِي الْأَلْبَابِ
فَاصْبِرْ إِنَّ وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْبِكَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ بِالْعَشِيِّ وَالْإِبْكَارِ إِنَّ الَّذِينَ يُجَادِلُونَ
فِي آيَاتِ اللَّهِ بِغَيْرِ سُلْطَانٍ أَتَاهُمْ إِنْ فِي صُدُورِهِمْ إِلَّا كِبْرٌ مَا هُمْ بِبَالِغِيهِ فَاسْتَعِذْ بِاللَّهِ إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ
الْبَصِيرُ لَخَلْقُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ أَكْبَرُ مِنْ خَلْقِ النَّاسِ وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ وَمَا يَسْتَوِي
الْأَعْمَىٰ وَالْبَصِيرُ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَلَا الْمُسِيءُ قَلِيلًا مَا تَتَذَكَّرُونَ إِنَّ السَّاعَةَ لَآتِيَةٌ
لَا رَيْبَ فِيهَا وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يُؤْمِنُونَ وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ إِنَّ الَّذِينَ يَسْتَكْبِرُونَ
عَنْ عِبَادَتِي سَيَدْخُلُونَ جَهَنَّمَ دَاخِرِينَ اللَّهُ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ اللَّيْلَ لِتَسْكُنُوا فِيهِ وَالنَّهَارَ مُبْصِرًا
إِنَّ اللَّهَ لَذُو فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَشْكُرُونَ ذَٰلِكُمُ اللَّهُ رَبُّكُمْ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ
لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ فَأَنَّىٰ تُؤْفَكُونَ كَذَٰلِكَ يُؤْفَكُ الَّذِينَ كَانُوا بِآيَاتِ اللَّهِ يَجْحَدُونَ اللَّهُ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ الْأَرْضَ
قَرَارًا وَالسَّمَاءَ بِنَاءً وَصَوَّرَكُمْ فَأَحْسَنَ صُوَرَكُمْ وَرَزَقَكُمْ مِنَ الطَّيِّبَاتِ ذَٰلِكُمُ اللَّهُ رَبُّكُمْ فَتَبَارَكَ
اللَّهُ رَبُّ الْعَالَمِينَ هُوَ الْحَيُّ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ فَادْعُوهُ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

اور بعد اسکے عرش اس استوا سے مشرف ہوا مگر اس سے یہ کہاں لازم
آتا ہے کہ پروردگار معاذ اللہ ٹھیرا اور مضطرب تھا اللہ کی پناہ اس
خرافات سے اور یہ خرافات اسلئے لازم نہیں آئے کہ وہ محتاج نہیں اس استقرار
علی العرش کا اور جب محتاج نہوا تو قبل وجود عرش بھی اضطراب لازم نہوا
اور ٹھیرے ہونے کا تو ذکر ہی اس جگہ محض بے محل ہے اسلئے کہ
اعوجاج اور کجی کا ذکر جب ہو سکتا تھا کہ ہم استقرار علی العرش کو
بمعنے اعتدال کے مراد لیتے اور اعتدال کا مرادف ہونا استقرار کے
اسکے تو ہم قائل نہیں غرض جو امر تم نے ذکر کیا وہ لازم نہیں آتا اور
جو لازم آتا ہے وہ محذور نہیں اور نہ صفات اجسام سے ہے اور اوپر
مین سے ہے جو نقل کیا اللہ پاک نے ابراہیم علیہ السلام سے کہ انہوں نے
طعن کیا تارون اور سورج اور چاند کی ہیئت پر اور اونکو غائب ہونے
والے اور ڈوبنے والے کہا پس اگر اللہ پاک جسم ہوتا تو لازم تھا کہ وہ غائب
ہوتا اور ڈوبتا اور منتقل بھی ہوتا اضطراب اور کجی سے اور استوا استقرار
طرف رجوع ہوتا غرض جو جو طعن ابراہیم علیہ السلام نے کواکب وغیرہ
پر کئے تھے وہ سب اوسکی ذات مقدس مین پائی جاتی پھر کیونکر تم
اقرار کرتا ہیئت پر اور جواب اسکا یہ ہے کہ یہ دلیل ہماری اوپر عائد نہیں
ہوتی بلکہ یہ مجسمہ پر آتی ہے جو معاذ اللہ اللہ پاک کو جسم ٹھیراتے
ہین اور ہم سے اور مجسمہ سے کیا تعلق ہے اور مجسمہ اسکا

جب یہ ثابت ہو چکا تو ہم کہتے ہین کہ اول آیت بھی دلالت کرتی ہے
وجود قدرت و علم پر اور آخر آیت بھی اسی پر دال ہے اور جب یہ بات
ٹھیری تو اب استوی علی العرش سے بھی کمال قدرت و علم
مراد لینا ضرور ہوا اسلئے کہ اگر یہ مراد نہ لین تو یہ کلام بجہین اپنے
ماقبل و مابعد سے اجنبی ہو جاتا ہے اور اللہ تعالے کا مستقر ہونا
عرش پر یہ دلیل کمال قدرت و علم کی نہین ہو سکتی اور نہ صفات مدح
و ثنا سے ہو سکتی ہے اسلئے کہ وہ قادر ہے کہ تمام مخلوقون اور
پشوؤن کو عرش پر بٹھا دے بلکہ عرش سے بھی اوپر بٹھا دے
پس ثابت ہوا کہ عرش پر بیٹھنا نہ اثبات صفات کی دلیل ہے نہ اثبات
ذات کی اور نہ صفات مدح و ثنا سے ہے غرض یہ کہ اگر استوی علی العرش
کو جالس علی العرش کے معنون مین لیوین تو یہ کلام اپنے ماقبل اور
مابعد دونو سے اجنبی ہو جاتا ہے اور اس سے کلام مین کمال رکاکت
آجاتی ہے پس ثابت ہوا کہ اس سے عرش پر بیٹھنا مراد نہین بلکہ مراد
اوس سے کمال قدرت اور تدبیر ملک و ملکوت ہے اور جب یہ مراد
لین تو یہ کلام اپنے ماقبل و مابعد کے مناسب ہو گا اور یہی مطلوب ہے
اور جواب اسکا یہ ہے کہ یہ جتنا کچھ خرخشہ تم نے ذکر کیا سب مکڑی کے
جالے سے بھی بودا ہے اسلئے کہ استقرار اور جلوس عرش کیا دخل
تدبیر مملکت ہی کے لئے ہے بعد اسکے کہ اوسکی بنانے سے فراغت حاصل

اور جو چاہے سو کر سکتا ہے اور جو ارادہ کرتا ہے وہی حکم کرتا ہے مگر یہ قول سو بسبب
بہ نسبت عرش الٰہی عزوجل کے اسلئے کہ عرش عظیم الشان مقام خاص ہے اوس تعالیٰ
کی تجلی کا اور مہبط ہے اوسکے انوار کا اور ملائکہ کرام اور اولیائے عظام وہان
نہین پہنچ سکتے پہر پسوؤن اور مچھرون کا ذکر تو کیا ہے (مگر اس قائل نے
جو یہ کہا شاید ایسی حالت مین کہا ہوگا جسوقت ظلمت شب مین اسکے پسو اور
مچھر کاٹتے ہون گے یا اسکی ناک مین کوئی مچھر یا آنکھ مین کوئی پسو گھس گیا
ہوگا) حالانکہ یہ اوس تعالیٰ کی ادنےٰ مخلوقات سے ہین اور نہایت کم درجہ
(جب تو اس منکر صفات کی ناک مین گھسے) اور ایسی باتین صاحبان تحصیل
سے بعید ہین جو مناظرہ سے احقاق حق اور ابطال باطل چاہتے ہین غرض
اے قائل تو اون کے قطار سے مت نکل اور مجادلین کی صف مین شتر بے مہار
کی طرح مت داخل ہو جنکی غرض خرافات اور سفاہات کے سوا اور کچھ نہین اور
اوسی مین سے ہے یہ بہی کہ آسمان عبارت ہے ہر بلند شے سے جو اوپر ہو
اور دلیل اسپر یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بدلی کو سما فرمایا جہان فرمایا وینزل
علیکم من السماء ماء لیطہرکم بہ اور جب یہ بات ٹہیری
تو اب جس شے مین بلندی ہے وہ آسمان ہوا پہر اگر اللہ تعالیٰ کی ذات
عرش کے اوپر ہوتی تو لازم آتا کہ ساکنان عرش کی سما وہی ذات مقدس
ہوتی پس ثابت ہوا کہ اگر اللہ تعالیٰ عرش کے اوپر ہوتا تو آسمان ہوتا اور اللہ تعالیٰ
نے فرمایا ہے کہ مین کل آسمانون کا پیدا کرنے والا ہون اور یہ مضمون بہت سی

Marfat.com

اور جواب اسکا یہ ہے کہ ہم یہ نہین کہتے کہ وہ آسمانون مین ہے بلکہ ہم
کہ وہ آسمانون کے اوپر ہے عالم کے باہر (اور اس آیت سے اور اس تمہاری
تقریر سے تو خود تمہارا مذہب باطل ہوگیا کہ تم قائل ہو کہ جیسا اللہ عرش
ویسا ہی فرش پر ہے تو لازم ہوا کہ وہ اپنا مملوک ہو جاوے غرض
تو ہماری زمانہ کے جہمیان نافہم تابعان جہم کی مذہب و مشرب کو باطل
کرتی ہے) اور اوسی مین سے ہے یہ قول اللہ تعالی کا سورہ یونس
ان ربکم اللہ الذی خلق السموات والارض فی ستۃ
ایام ثم استوی علی العرش یدبر الامر غرض یہ آیتہ
دلالت کرتی ہے کہ استوے کے معنے یہ ہین کہ تدبیر مخلوقات کی اللہ کے
حسب منشا حاصل ہوئی اور اوسکے ارادہ کے موافق ظہور مین آئے غرض یدبر
الامر بجاے تفسیر ہے اس قول کے نئے استوی علی العرش
جیسا کہ قفال سے منقول ہے اور جواب اسکا یہ ہے کہ قول قفال کا
اس مشکل کا حل کھولنے کی فضل نہین ہے اور اوسکی کلید حدیث وہ کا
ہے جسمین کلام ائمہ کے جھڑ لگی ہو اور جو کچھ انہون نے ذکر کیا ہے دعوی
بلا دلیل ہے اور مقام استدلال مین ایسا دعوی مسموع نہین ہو سکتا
اور اوسی مین سے ہے کہ اگر وہ تعالی عرش پر مستقر ہوتا تو اگر
عرش گر پڑتا تو وہ بھی گر پڑتا اور یہ بھی محال ہے پس اوسکا مستقر
ہونا عرش پر بھی محال ہے اور جواب اوسکا یہ ہے کہ اس قول سے

اور وہ تعالی اپنے غنا پر ویسا ہی باقی ہے جیسی تہا وہی غنای قدیم
ازلی اور استقرار علی العرش کا ظہور صفات ازلیہ ذاتیہ مین سے نہین وہ
تو صفات فعلیہ مین سے ہے جو قدیم نہین جیسے کہ خالق سموات و ارض
صفت ہی اللہ پاک کی مگر ظہور اس صفت کا جب ہی ہوا جب آسمان و زمین
بنایا پس اس مین غور کرو کہ یہ مضمون دقیق ہے تاکہ تم ورطہ وہم مین نہ پڑو
اور اوسی مین سے یہ بہی ہے کہ ظاہر آیت اس پر دال ہے کہ استوی
علی العرش بعد خلق سموات و ارض کے ہوا اسلئے کہ لفظ ثم کا
تراخی چاہتا ہے اور اس سے معلوم ہوا کہ اللہ پاک قبل خلق عرش
عرش سے غنی تہا پہر جب عرش کو پیدا کیا تو کیا اوسکی ذات غنا سے
بدلکر معاذ اللہ محتاج ہو گئی یہ تو ممنوع ہے تو ضرور ہوا کہ بعد خلق عرش
کے بہی ویسا ہی عرش سے بے پرواہ رہے جیسا پہلے تہا اور جو ذات
ایسی ہو گی ممتنع ہے کہ وہ عرش پر مستقر ہو اور جواب یہ ہے کہ وہ باقی
ہے اپنے غنا پر بعد خلق عرش کے بہی جیسے کہ کئی بار گذر چکا
اور اسصورت مین بہی استوا علی العرش کے ممتنع اور محال ہونے
کی دلیل ضرور ہے اور اس امتناع کا مجرد دعوے کافی نہین ہو سکتا
چنانچہ آگے بہی اسکی مثل مضمون گذر چکا ہے اور اوسی مین سے
ہے یہ کہ اللہ تعالے جیسا اب ہے ویسا ہی پہلے بہی تہا اور وہ تہا اور
مکان نہ تہا جیسے حضرت علی سے منقول ہے پہر اب بہی ویسا ہی ہے

Marfat.com

کہ روایت وہین تمام ہوگئی کہ سوال اوس سے بدعت ہے اور
اوسکے بعد جو ہے وہ کلام ہے صاحب مدارک کا نہ حضرت علی کا
اور حاصل یہ ہے کہ یہ کلام حضرت علی سے ثابت نہین اور ثبوت مدعی
کے ذمہ پر ہے اور اگر ثابت بھی ہو تو تمہاری اوپر اثبات انقلاب
اور تغیر کا اوسکے اوصاف ذاتیہ مین لازم ہوگا بسبب استوا علی العرش
کے جیسا کہ ہم استوا کی مراد لیتے ہین اور بغیر اوسکے قیل وقال بیہودہ
مقال ہے اور اوسی مین سے ہے کہ عرش حادث ہی پھر عرش پیدا
کرنے کے قبل خداوند تعالی کہان تہا اور اگر تم مکان ثابت کروگے
تو مکان کا قدیم ماننا ضرور ہوگا اور تعدد قدما کا لازم آویگا اور وہ
باتفاق مسلمین باطل ہے اور جواب اسکا یہ ہے کہ قدم مکان کا
جب لازم آویگا کہ ہم خداوند تعالی کو مکان کا محتاج ٹھیرا دین اور
اور اسکو تو ہم قائل نہین بلکہ اس قول سے اللہ کی پناہ مانگتے ہین
اور اوسی مین سے ہے یہ کہ اگر وہ اپنے عرش پر ہوتا اور عرش اوسکا
اب آسمانون پر ہے اور آسمان حادث ہین پھر عرش اوسکا ان کے
پیشتر کہان تہا اور جواب اسکا یہ ہے کہ پانی پر تہا جیسے اوسنے خود خبر دی
اپنی کتاب مین وھو الذی خلق السموات والارض فی
ستۃ ایام وکان عرشہ علی الماء پھر اگر تم کہو کہ پانی سے
پہلے کہان تہا تو جواب دینگے کہ ہم نہین جانتے وما اوتینا من العلم

اسکے کہ شی حادث ہے تو جواب اسکا معارضہ کے طور پر یہ ہے کہ یہی اعتراض
تمہارے اوپر بھی وارد ہوتا ہے اور دوسرا جواب یہ ہے کہ صفات
باریتعالی دو قسم ہین ایک صفات ازلیہ ذاتیہ ہین جیسے حیات و علم
و قدرت اور دوسری صفات فعلیہ جو کسی شے کی طرف مضاف ہین
اور اون کا وجود اور ظہور بغیر وجود مضاف الیہ کے نہین ہوتا اور
اسقسم ثانی سے ہے پس اب اس مین کوئی اشکال نہین رہا
اور یہ بھی ایسی بات ہے جیسے اللہ پاک اپنی کتاب مین فرماتا ہے
خالق کل شئ پس خالق کل شئ ہونا یہ صفت ہے پروردگار تعالی
شانہ کی اور اس کا ظہور جب ہی ہوا کہ جب مخلوقات کو کتم عدم سے
صاحت وجود پر لایا اور پھر اسمین یہ ہے کہ صفات فعلیہ اضافیہ ہین کہ
اوسکی ظہور مین نسبت ثانی الغیر معتبر ہے اور ارتباط اوسکا غیر سے
(اسی لیے ظہور اوسکا بغیر ظہور غیر کے محال ہے) بخلاف صفات ذاتیہ
کے پس اس صورت مین کوئی محذور لازم نہین آتا اور یہ جو مشہور بات
ہے کہ صفات الٰہی قدیم ہین اس سے قسم اول ہی مراد ہوتی ہے
نہ قسم ثانی غرض یہ اعتراض مخالف کو قلت فہم اور سوء تدبر سے
پیدا ہوا ہے اور جاننا چاہیئے کہ جتنی دلائل مخالفون کے
ہم نے یہان ذکر کئی اور مخالفون نے اوسی دلائل سمعی قیاس
کر رکھا ہے اونمین سے ایک بھی ایسی نہین ہے جس سے اللہ کے

مخالفین کے وہم پر مبنی ہین یا قلت
فہم پر یا تعلیم پر مبنی ہین یا قلت
مفید یقین نہین کیا وہ مقدمات
خطابیہ ہین جن کو خصم کے ذہن پر
دقت نہین ہوتی اور اب ہم صرف
دلائل عقلیہ ذکر کرتے ہین جو وہ اثبات
ہین یہ اون کی دلیل ہین کہ

جوان سب کے دین کا نگاہ شافی ہوا اور اسکو ہر مقام
ذکر کر چکے ہین کہ شارع اسلام نے عقل پر بھی تعلیم
دین و بذریعہ صحیح کا اور خصوصاً صانع تعالی
وغیرہ اوسکی کہ اوس مین تو عقل کو دخل ہی
صریح سے جو اللہ رسول سے ثابت ہوئی اور
اسیطرح عقل کا نہ سنا جانا کا اور عقل
گویا پیدا ہی نہین ہوئی اور اوسی پر یقین کیا جاوے
نے ذکر کیا اسلئے کہ یہی کمال ہے بندگی ایمان کا
بندگی کا چاہی ایسی دو چار خران بار بردار فلاسفہ
کی قدر دس بیس شتران بے مہار نیچریہ نجامیہ
جن پر کلام و فلسفہ کا بجار چڑھا رہا ہے انہون نے یون
کہ عقل ہی اصل ہے اور دلائل شرعیہ کو تفسیر ہی اور احکام
عقل کو قطعی (معاذ اللہ من ذلک) خرافات
کہ ہم اون دلائل کو خوب اوکھاڑین کہ
باقی نرہے اوس ہماری مطلوب
اب سنو کہ دلائل عقلیہ
جسکو مخالف پیش کرتے ہین کہ اگر اللہ پاک عرش پر ہوتا تو
مکان مین ہوتا اور جسم ہوتا باتفاق

جہمیان بے باک پر آتا ہے جو فرش خاک پر اوس ذات پاک کو بتاتی ہین
اور ہم تو اسکے قائل نہین اور اس تقریر سے تمکو بخوبی واضح ہو جاویگا کہ
ہماری متاخرین علما نے جو نفی جہت و مکان کی کی ہے اون کی مراد
یہی ہے جو ہم نے بیان کی (یعنے مراد اون کی یہی ہے کہ ذات پاک
عالم مین نہین) اور جب اون کی یہ مراد ہوئی تو قول اون کا موید ہوا
اللہ کے عرش پر ہونے کا اور اثبات کیا انہون نے اس عقیدہ
کا اور دلیل اسپر یہ ہے کہ لفظ جہت و مکان کا فلاسفہ سے لیا گیا ہے
اور معنے اوسکے فلاسفہ کے نزدیک یہی ہین جو ہم نے بیان کئے ہین
باقی رہی جہت لغوی جو بمعنے جانب کے ہین اللہ تعالے اوس سے
منزہ نہین (بلکہ جہت لغوی اوسکے لئے ثابت ہے) اور ہم ملازمت
شرطیہ ثانیہ مین تسلیم نہین کرتے اس تقدیر پر حالانکہ اشارہ فرمایا
نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی خطبہ مین عرفہ کے دن آسمان کی طرف
اور فرمایا یا اللہ گواہ رہ اور ثابت کیا ایمان اوس لونڈی کا جس نے
اشارہ کیا تھا آسمان پر اللہ تعالے کیطرف اور اسی پر دلالت کرتا ہے
کلام فخر الدین رازی کا جو رئیس المتکلمین ہین جو مندرج ہے اون کی
تفسیر مین جہان انہون نے کہا ہے کہ جب ثابت ہو گیا کہ اجسام عالم کے
متناہی ہین پس عالم جسمانی کے باہر نہ خلا ہی نہ ملا ہی نہ مکان ہے
نہ جہت ہے پس جب آلہ خارج عالم ہوا تو اوسکا مکان مین ہونا

متناہی ہوگی وہ عقل کے نزدیک کم وبیش ہوسکتی ہی اور علم
اس کم وبیش ہونے کا ضروری ہے پھر اگر باری تعالے
کسی جانب سے متناہی ہوتا تو ذات اوسکی زیادت ونقصان
کے قابل ہوتی اور جو چیز ایسی ہوگی اوسکا مقدار معین پر رہنا
کسی مخصص کے سبب سے ہوگا اور کسی اندازہ کرنے والے کے اندازی
کی وجہ سی اور جس مین یہ بات ہو وہ محدث ہی پس ثابت ہوا
کہ اگر وہ تعالے عرش پر ہوتا تو جانب عرش مین متناہی ہوتا اور
اگر متناہی ہوتا تو محدث ہوتا اور یہ محال ہے (اس لئے کہ پہلے
سے اوسی قدیم مان چکے ہین) پس عرش پر ہونا ہی اوسکا محال ہوا
اور جواب اسکا یہ ہے کہ ہم کہتے ہین کہ وہ تعالے عرش پر
بلاکیف ہے جیسا اوسکی ذات مقدس کو لایق ہے اور ہم یہ
نہین کہتے ہین کہ وہ مماس ہے عرش کے اور نہ یہ کہتے ہین
کہ وہ منفصل ہے اوس سے ساتھہ مسافت متناہیہ یا غیر متناہیہ
کے جیسے اہل الحاد نے زعم کیا ہے غرض یہ استدلال ہم پر وارد
نہین ہوتا اور اگر تسلیم ہی کیا جاوے تو دعوی ضرور ہوگی کا
اقامت برہان کی مقام مین خصم کب تسلیم کریگا پس حدوث اوسکا
کا ثابت نہین ہوتا تا کہ امتناع اوسکی عرش پر ہونے کا ثبوت کو
پہنچے غرض لازم غیر محال ہے اور محال غیر لازم ہے اور اوسی مین

کہ ذات الٰہی مرکب ہو اجزا اور ابعاض سے اور یہہ محال ہے
و یہ بطلان ہوا قسم اول کا اب بطلان قسم ثانی سنو اور وہ یہہ ہے کہ
کہا جاوے کہ وہ تعالے متناہی ہے ہر جہات سے پس ہم کہینگے
کہ جو چیز ایسی ہوگی وہ زیادت اور نقصان قبول کریگی بداہت عقل
کے رو سے اور جو ایسی ہوگی وہ ایک مقدار مخصوص پر بتخصیص
مخصص پائی جاوے گی اور جو ایسی ہوگی وہ محدث ہوگی اور اگر
جائز بھی ہو کہ ایک شے محدود ہر جانب سے قدیم ہو اور ازلی
ہو اور فاعل عالم ہو تو پھر یہ کیوں عقل میں نہیں آتا کہ خالق عالم
شمس یا قمر یا کواکب ہوں کہ وہ بھی محدود ہیں اور یہہ بالاتفاق
باطل ہے پس خداوند تعالے کا جمیع جہات سے محدود ہونا
بھی باطل ہوا۔ رہی قسم ثالث اب اوسکا بطلان سنو اور وہ یہہ
ہے کہ متناہی ہو بعض جوانب سے اور غیر متناہی ہو باقی جوانب
سے سو یہہ بھی کئی وجہوں سے باطل ہے ایک وجہ یہ ہے کہ
جو جانب متناہی فرض کی ہے وہ غیر متناہی کے مغائر ہے اور
نہیں تو دونو نقیضین ایک جگہہ صادق آتی ہیں (یعنے اجتماع
نقیضین لازم آتا ہے) اور یہہ محال ہے۔ اور جب ایک دوسری
سے مغائر ہوئیں تو مرکب ذات الٰہی میں اور وجود ابعاض کا
لازم آیا اور دوسری وجہ یہہ ہے کہ وہ جانب جس پر عقل حکم

وہ متناہی ہے یا غیر متناہی اور اعراض کرتے ہین ہم ان سب
خرافات سے بالکلیہ - اور دوسرا جواب یہ ہے کہ ہم نہین تسلیم کرتے
اس امر کو کہ تناہی جمیع جہات سے مستلزم ہے قابلیت زیادت و
نقصان کو اور دعوے اسکی بداہت کا بھی غیر مسلم ہے - اور تیسرا
یہ کہ اگر یہ مسلم بھی ہو تو شمس و قمر و کواکب کو قدیم و ازلی اور فاعل العالم
ہونا جائز نہین اسلئے کہ اوسکے جواز کے واسطے مجرد تناہی کافی
نہین بلکہ یہ بھی ضرور ہے کہ وہ شے متناہی شمس و قمر سے ایسے
صفات مین ممتاز ہو جو اوس کے غیر مین نپائے جاتے ہون
چوتھے یہ کہ ہم قسم ثالث کو اختیار کرتے ہین اور کہتے ہین کہ
اوس کی ایک جانب کی متناہی ہونے سے اور اور جانب کے غیر
متناہی ہونے سے اوسکا مرکب ہونا ابعاض و اجزا سے لازم نہین
آتا اس لئے کہ ممکن ہے کہ وہ ایک شے واحد ہو ممتد ایک جانب کو
الی غیر نہایۃ اور اوس کے بطلان پر کوئی برہان نہین قائم ہوئی
اور اگر قائم بھی ہوئی تو وہ دلیل غیر کافی ہے اور مقصود یہی ہے
پس وجہ اول باطل ہو گئی - اب باقی رہی وجہ ثانی پس اوسمین
ایک شق عدم مساوات کی چھوڑ دی گئی اور اوس کو معین نہین
کیا اور شق اول بھی نقض سے خالی نہین اس لئے کہ جائز ہے
کہ مساوات فی الماہیۃ کے ساتھ ایک وصف مخصوص ہو اس امر

فاسد ہے اول یہ کہ عدم نفی محض ہے اور صرف عدم ہے اور جو چیز ایسی ہو ممکن نہین
کہ وہ اپنے غیر کا ظرف ٹھیرے دوسرے یہ کہ جو چیز ایک جہت مین پائی جاوے
وہ جہت جس کی وہ جہت ہے دوسری جہت سے ممتاز ہوگی پھر اگر یہ
جہت عدم محض ہے تو لازم آیا عدم محض کا مشار الیہ ہونا جس سے
اور یہ باطل ہے غرض ثابت ہوا کہ اگر پروردگار تعالی موجود ہو
کسی حیز اور جہت مین تو منحصر ہوا انہی دو قسمون کیطرف اور یہ دونو
باطل ہین تو اوسکا حیز و جہت مین ہونا بھی باطل ہے اور اسکی
جواب مین ہم کہتے ہین کہ ہم قائل نہین کہ اللہ تعالی کی ذات پاک
موجود ہو کسی حیز و جہت مین بلکہ ہم قائل ہین کہ وہ ماورا جہات
اور احیاز کی ہے اور جہان وہ ہے وہان نہ جہت ہے نہ حیز ہے
تو اب سرے سے تمہارا استدلال ہے ساقط ہو گیا اور ہماری
طرف متوجہ ہی نہوا اور دوسرے جواب مین ہم کہتے ہین کہ تداخل
بعدین کا محال نہین اوس شخص کے مذہب کے موافق جو کہتا ہے
کہ مکان وہ بعد موجود ہے جو ساری ہے تمام اجسام مین
اور ساری اجسام اوسی مین حال ہین اور جو دلائل اور تم نے
ذکر کئے وہ سب کے سب اپنے موضع مین منقوض ہین اور تیسرے
یہ ہے کہ تعارض کرتے ہین ہم حصول اجسام مین حیز اور جہت کے
اندر اسلئے کہ دلیل اول سے آخر تک اسی پر بنا کی گئی ہے اور علاوہ

ہونا لازم آوے اور اوسی مین سے ہے یہ کہ اگر ممتنع ہووے
وجود باریتعالی کا جنسِ اختصاص جنسِ وجہت کے تو ذات باریتعالی
محتاج ہوجاوے اپنی تحقیق اور وجود مین غیر کیطرف اور اس
صورت مین وہ ممکن ہوجاوے گی اور جب یہ محال ہوا تو قائل ہونا اسکا
کہ واجب ہے حصول اوس کا خیر مین یہ بھی محال ہوا۔ اور جواب
اسکا یہ ہے کہ ہم امتناع کے قائل نہین اور نہ اوس کے محتاج
ہونے کے پس یہ دلیل ہم پر آہی نہین سکتی۔ اور اوسی
مین سے ہے کہ جنس اور جہت کی کچھ معنی ہی نہین سوا فراغ
محض کے (یعنے خالی ہونا ایک جگہہ کا) اور فراغ صرف کی اور
صریح عقل دلالت کرتی ہے کہ یہ مفہوم مفہوم واحد ہے کہ اسمین
ہرگز اختلاف نہین اور جب یہ امر ثابت ہوا تو احیاز جتنے ہین
سب کے سب مساوی ہوئے ماہیت مین اور جب یہ ثابت
ہوا تو ہم کہتے ہین کہ اگر پروردگار تعالے شانہ مختص بجہت ہو تو لازم
آتا ہے کہ محدث ہو اور یہ محال ہے تو مختص بجہت ہونا بھی محال ہوا اب
بیان اسکا کہ کیونکر یہہ لازم آیا اس طور پر ہے کہ احیاز جب سب کے
سب متساوی ہوئے پس اگر ذات آپکی مختص ہو کسی جہت کے ساتھ
تو اختصاص اوسکا خواہ نخواہ کسی مخصص کے سبب سے ہوگا جس نے
اوسکو اس جہت کے ساتھ خاص کیا اور جو فعل ہووے کسی فاعل

ہے کہ جب یہ کہنا جائز ہوا کہ ذات اللہ پاک کی مختص ہے ساتھ بعض
احیاز کے علی سبیل الوجوب تو یہ کیون نہین عقل مین آتا کہ کہا جاوے
کہ بعض اجسام مختص ہین ساتھ بعض احیاز کے علی سبیل الوجوب
اور اس تقدیر پر یہ جسم نہ ہوگا مگر قابل حرکت اور لائق سکون پس
جاری ہوگی اس مین دلیل حدوث اجسام اور جو اس قول
کا قائل ہوگا اوسکو ممکن نہ ہوگا کہ سارے جسمون کے حدوث
پر دلیل قایم کرسکے بطریق حرکت اور سکون کے اور کرامیہ
ہمارے موافق ہین اس امر مین کہ اسکو جائز کہنے مین کفر
لازم آتا ہے اور جواب اس کا یہ ہے کہ حیز جبکہ فراغ محض
اور خلائی بحت ہوا تو اوسکی کچھ ماہیت ہی نہوئی تا کہ یہ کہنا صحیح ہو
کہ تمامی احیاز کی ماہیت مساوی ہے اور کیونکر ممکن ہوگی تقسیم
اوسکی احیاز کیطرف اور کیونکر یہ کہا جاوے گا کہ یہ بات
ترجیح بلا مرجح ہے اور اگر یہ تسلیم بھی کرلیا جاوے تو اختصاص
اللہ پاک کی مشیت سے ہے اور اوسکے ارادہ سے ہے
کہ اوس نے اپنی ذات کے واسطے عرش کو پسند کیا پس
ترجیح بلا مرجح لازم نہین آتی اور یہ اختصاص اگرچہ بعد خلق
سموات وارض کے ہو مگر اس سے ذات باری کا حدوث
لازم نہین آتا اس لئے کہ یہ تعلق محض ہے اور ذات اوس کی

Marfat.com

وہ اس سے بھی انکار کرتے ہیں اور جو لوگ اس کا ثبوت دیتے
ہوئے ثابت کرتے ہیں وہ بھی اپنے صغیر و حقیر ہونے کا اقرار کرتے
ہیں کہ وہ تعالے ایسا جزو صغیر ہے جس کے بہرا جدا نہ نکلیں
پس ثابت ہوا کہ یہ اجماع عقلاً باطل ہے اور اگر یہ جائز بھی ہو تو
پھر کیوں نہیں نقل میں آتا کہ کہا جاوے کہ اللہ عالم سوئی
یا ذرہ کے ہزار جزو میں کا ایک جزو ہے جو چھوٹی یا بڑی [illegible]
میں لگا ہوتا ہے اور معلوم ہوا کہ ہر قول اس میں کا مقتضی ہے [illegible]
چیزوں کی طرف اس عقل صراح کی کرتی ہے کہ پروردگار تعالیٰ
شانہ اس سے منزہ اور پاک اور برتر و اعلیٰ ہے۔ رہا قسم ثانی
اور وہ یہ کہ قسم قبول کرتا ہے تو ہم کہتے ہیں کہ جو چیز ایسی ہو گی
اس کی ذات مرکب ہو گی اور ہر مرکب ممکن ہے اپنی ذات میں اور
جو ممکن ہو وہ حادث ہے ایک موجد اور موثر کا اور یہ سب امور
اللہ پاک پر محال ہیں اور جواب اس کا یہ ہے کہ ہم نہ تسلیم کرتے
کہ وہ شاذ الیہ ہے مگر یہ ہم نہیں کہتے کہ شاذ الیہ باشارہ حسیہ
ہے اس لئے کہ اس کو اس عالم میں نہیں پاتے اور اشارہ
مبنی ہے سمع پر جیسے کوئی شخص مکہ کی طرف اشارہ کرتا ہے اور اس کو
نہ دیکھے مگر سنا ہے کہ مکہ اس جانب ہے اسی طرح
ہم نے سنا ہے اللہ سے اور اس کے رسول سے کہ وہ آسمان

اور جو منقسم ہے ممکن ہے اور جو ذات قایم بہ نفسہا مشار الیہا
بہ حس ہے وہ ممکن ہے پھر جو ممکن بذاتہ نہوگی بلکہ
واجب الذات ہوگی ممتنع ہوگا اوس کا مشار الیہ ہونا بحسب حس
اب سنو کہ مقدمہ اولی یون ثابت ہے کہ جو ذات قایم بنفسہا
مشار الیہا بحسب حس ہوگی اوسمین ضرور ہوگا کہ جانب یمین اوس کے
مغایر ہو جانب یسار سے اور جو ایسی ہوگی وہ منقسم ہے اور
مقدمہ ثانیہ کا اثبات یون ہے کہ جو منقسم ممکن ہے وہ محتاج ہے
اپنے ہر جزو کا اور ہر جزا اوس کا اوس شے کا غیر ہے اب جو منقسم
ہے اپنی غیر کا محتاج ہے اور جو غیر کا محتاج ہو وہ ممکن الذات ہے
اور جواب - اس کا یہ ہے کہ پہلے تو ہم صغری کو منع کرینگے اس لئے
کہ یمین و یسار اللہ تعالے مین ایسا نہین ہے جیسے ہمارا یمین
و یسار ہے اس لئے کہ حدیث مین وارد ہوا ہے کہ کلتا یدیہ
یمین یعنے دونو ہاتھ اوسکے یمین ہین - دوسری ہم نقض کرینگے
جوہر فرد سے کہ وہ قایم بذاتہ ہے اور مشار الیہ بھی ہے بحسب
حس مگر منقسم نہین - تیسرے یہ کہ ہم کہینگے کہ یہ دلیل مبنی ہے
اس کے تسلیم پر کہ اللہ تعالے جسم ہے اور ہم اسے تسلیم نہین کرتے
بلکہ باطل کرتے ہین - اور اسی مین سے ہے کہ اگر ثابت ہو جاوے اوس
تعالے کا ہونا حیز مین تو تین حال سے خالی نہ ہوگا یا عرش پر

باقی رہا وہ استوا جو لائق ہے اللہ کے جلال اور بزرگی کے اور خاص
ہے اوس کی ذات مقدس کے پس اوس سے نہین لازم آتا کوئی
لازم ان لوازم باطلہ مین سے جسکی نفی ضرور ہو صانع اجسام سے اور
یہ بات تو مثل کی سی ہوئی کہ اوسنے کہا صانع عالم یا جوہر ہوگا یا
عرض اور یہہ دونون محال ہین اس لئے کہ عقل مین نہین آتا کوئی
موجود ہو مگر انھی دونون مین سے ہوگا یا مثل اس قول کے ہے کہ جب استوی
ہوگا عرش پر تو مثل اس انسان کے ہوگا جو تخت پر یا فلک پر مستوی ہے
اس لئے کہ جو استوا پایا جاتا ہے وہ ایسا ہی ہوتا ہے اس لئے کہ یہہ
دونون مماثل ہین اور دونون عاطل ہین اوس حقیقت سے جسکا وصف
کیا ہے اللہ تعالے نے اپنے واسطے اور اول مین تو معنی حقیقی استوا
کے تعطیل ہے اور دوسرے مین اثبات اوس استوا کا ہے جو خاص
مخلوقین مین سے ہے اور یہہ اوس مثل کے قول کے مثل ہوا جو کہتا ہے
کہ اگر عالم کیلئے کوئی صانع ہو تو یا جوہر ہوگا یا عرض ہوگا اور قول فاصل
ان سب مین وہ ہے جو است متوسطہ یعنے است محمدیہ کہتی ہے کہ اللہ تعالے
اپنے عرش پر مستوی ہے اوس استوا کے ساتھہ جو اسکے جلال کے
لائق ہے اور اوس کی ذات کے ساتھہ خاص ہے پس جیسے کہ وہ موصوف
اس بات سے کہ بکل شئے علیم ہے اور جیسے موصوف ہے علی کل شئی قدیر
سے اور موصوف ہے انہ سمیع بصیر سے اور سوا ان کے اور صفات سے پس

کوئی جسم پیدا کرے پھر اگر اور پھر کوئی عالم پیدا کردے تو وہ اوس عالم کے
نیچے ہو جائے اور یہ خصم کے نزدیک محال ہے اور یہ بھی لازم آتا ہے
کہ ممکن ہے جہات ستہ مین اپنی ذات کے دوسرے اجسام پیدا کردے
اور اس صورت مین ذات اوسکی اون عالمون کے بیچون بیچ مین ہو جائے
اور اون کے درمیان گھر جاوے اور اون اجسام مین کبھی افتراق ہو
کبھی اجتماع اور یہ سب اللہ پر محال ہین رہی دوسری قسم وہ یہ کہ غیر متناہی
ہو بعض جہات سے اور یہ بھی محال ہے اس لئے کہ یہ بات برہان سے
ثابت ہو چکی ہے کہ بے نہایت بعد کا وجود محال ہے اور اوسکے ساتھ ہی
یہ بھی ہے کہ اس تقدیر پر ممکن نہین کہ عالم کے متناہی ہونے پر دلیل
قایم کرسکین اسلئے کہ جو دلیل مذکور ہوگی متناہی ابعاد مین وہی ٹوٹ جاویگی
ذات الٰہی سے اس لئے کہ وہ خصم کے نزدیک ایک ایسا ہی بعد ہے
جسکی نہایت نہین اور اگرچہ خصم اس کے بولنے سے راضی نہین ہوتا
مگر مطلب اور معنی اوسکے یہی ہین اور مباحث عقلیہ کی بنا اونہی معانی پر
ہوتی ہے نہ الفاظ پر۔ اور جواب اس کا یہ ہے کہ وہ تعالیٰ موصوف
نہین نہ متناہی سے پس حصران دونون مین باطل ہے اسلئے کہ جائز ہے کہ
اوسکو وصف نہ کرین نہ متناہی سے نہ لامتناہی سے اور اگر یہ مان بھی
لیا جاوے تو بر تقدیر اول لازم ہونا اوس کا کہ وہ ذات مقدس عالم کے
نیچے ہو جائے ممنوع ہے اسلئے کہ علو اور فوقیت سے اوسکو کوئی شے

اس طریق سے نہین کہ جیسے ہمارا مزعم ہوتا ہے غرض ہر دونون قسم منکر
آپس مین متفاوت ہین کیف مین اور اوسکی مثال ایسی ہے جیسے
کوئی کہے کہ اللہ تعالے سنتا ہے یا نہین سنتا ہے اور دونون قسمین
باطل ہین قسم اول تو اس طرح کہ اگر سنتا ہے تو تمام حیوانات کی آواز
ہوگیا جو سماع رکھتے ہین اور اگر نہین سنتا ہے تو یہ نقصان ہے
اور نقصان اوسکی ذات مین محال ہے غرض جو تم اس کا جواب دو
وہی ہمارا جواب ہے تمہارے اوس استدلال کے مقابلہ مین -
اور اوسی مین یہ ہے کہ اگر چیز اور جہت مین ہوتا اوس کو حرکت
ممکن ہوتی یا محال اور دونون قسمین باطل ہین قسم اول تو اسطرح
کہ حرکت اور سکون دونون حادث ہین پھر اگر حرکت ممکن ہوتی
تو ذات اوسکی محل حوادث ہوجاتی اور قسم ثانی اسطرح کہ اگر حرکت
محال ہوتی تو دائم المرض لنگڑے لولے کیطرح ہوتا اور یہ نقص ہے
اور نقص اوسکی ذات مین محال ہے - اور جواب اس کا یہ ہے
کہ اس دلیل مین جہت کے ذکر کی ضرورت ہی نہین صرف اتنا ہی کہنا
کافی تھا کہ واجب حرکت کرتا ہے یا نہین بصورت اول یہ محل
حوادث ہوا اور بصورت ثانیہ چار زمین لنگڑا لولا ہوا اور دوسرا
طرح بھی اس مضمون کو ادا کر سکتے ہین مثلاً کہین کہ اوس کے
لیے حرکت اور سکون ممتنع ہے یعنی اسطلاحی کے رو سے اور

ایک حیز معین کے ساتھ تو دو حال سے خالی نہین اگر کوئی انسان
اوس حیز کے کنارے تک پہونچے تو اوس مین داخل ہو سکے یا نہین
بصورت اولی وہ مثل ہوا کے ٹھیرا اور بصورت ثانی مثل سخت پتھر
کے ہوا۔ اور جواب اس کا یہ ہے کہ اوّل تو اس استدلال مین
حیز کی تخصیص ضرور نہ تھی بلکہ اسکو یون کہہ سکتے تھے کہ واجب مین
کوئی شئے نفوذ کر سکتی ہے یا نہین بصورت اولی وہ مثل ہوا ہے
اور بصورت ثانی وہ مثل حجر ہے پھر اس کا جو تم جواب دوگے
وہی ہم تمہارے استدلال کا جواب دینگے پھر اگر کوئی کہے کہ اس صورت
مین اوس کا ہوا کے مانند ہونا لازم نہین آتا اس لئے کہ ہوا کو
حیز اور مکان ہوتا ہے بخلاف واجب تعالے کے پس جواب اسکا
یہ ہے کہ وہان بھی ہوا کے مانند نہین ہے (یعنے عرش کے اوپر)
اس لئے کہ ہوا کا جسم ہوتا ہے اور وہ جسم نہین بلکہ یہ اوس سے ادنی
ہے اس لئے کہ حیز اور مکان کو ذاتیات شئے مین دخل نہین
بخلاف جسمیت کے (غرض یہ کہ جب ذات مین اوسکی جسمیت کو
دخل نہین جو ذاتیات شئے سے ہے تو حیز مکان کو کیا دخل ہوگا
جو ذاتیات سے خارج ہوتے ہین) دوسرا جواب یہ ہے کہ ممکن نہین
ہے اوس کا حجر ہونا اس لئے کہ حجر جسم ہے اور واجب تعالی
جسم نہین اور اوسی مین سے ہے یہ کہ عالم کرہ ہے اور جب کرہ

باوجود اسکے دونوں کا فوق ایک ہی ہوگا اوس معنے کی راہ سے جو ہم نے
ذکر کیا ہے اگرچہ فوق و تحت عرفی متفاوت ہو جاوے کہ اسکی تفاوت
سے کچھ نقصان نہین غرض کہ جب ہم نے فرض کیا کہ عالم کرہ ہے اور بطور
فلاسفہ کے ہم نے اسکو مان لیا اور توضیح اسکی یہہ ہے کہ زمین جب کرہ
ہوئی تو آسمان بھی کرہ ہوا اور آسمان اس صورت مین بھی بیشک فوق
ہے بہ نسبت تمام اشخاص کے جو زمین پر ہین برابر ہے کہ وہ شخص نقطہ مشرق
پر فرض کیا جاوے اور دوسرا نقطہ مغرب پر یا ایک نقطہ جنوب مین ہو اور دوسرا
نقطہ شمال پر اور عرش آسمانون کے اوپر ہے اسیطرح اور اللہ
عرش کے اوپر ہے اسیطرح غرض اس صورت مین وہ تمام
مخلوقات کے اوپر ہوا غرض مستدل مخالف نے اگر فوق و تحت کو
لیا ہے جو شرع مین وارد ہوا ہے تو ہم کرویت عالم کی تسلیم نہین
کرتے اس صورت مین اور اگر اوس نے کرویت عالم کا دعوے
کیا ہے اور اصول فلاسفہ اور ہیئت کی موافقت کی ہے تو فوق و تحت
بھی ہم اونہین فلاسفہ کے موافق مراد لیتے ہین اوسی اصطلاح
کے موافق جو فلاسفہ وغیرہ کی ہے اور یہان ہم ایک دائرہ بناتے
ہین کہ مطلوب ہمارا خوب واضح ہو جاوے اور دائرہ کبیرہ آسمان
مین آسمان ہے اور صغیرہ زمین اور اوسکی وسط مین یعنے دائرہ صغیرہ
کے وسط مین ایک نقطہ فرض کر دیتے ہین کہ وہ مرکز عالم ہے

نہین اسلئے کہ جائز ہے کہ اس کے سوا اور کوئی قسم وہان متحقق ہو
اس لئے کہ ورا عرش نہ بعد ہے نہ مکان ہے جیسے آگے تفصیل وار گذرا
یعنے بعد و مکان مخلوق ہے اور عرش کے پرے کوئی مخلوق نہیں اور
اسی مین سے ہے یہہ کہ علوم عقلیہ مین ثابت ہو چکا ہے کہ مکان
یا سطح باطن ہے جسم حاوی کا جو مماس ہو سطح ظاہر سے جسم محوی کے
اور یا بعد مجرد ہے اور فضای ممتد اور اسکے سوا مکان کی کوئی قسم
ثالث خیال مین نہین آتی پہر اگر مکان بمعنی اول مراد ہے تو اجسام عالم
سب متناہی ہین اور عالم سے باہر نہ خلا ہے نہ ملا ہے نہ مکان ہے
نہ جہت ہے پس ممتنع ہوا اللہ کا ہونا کسی ایسی مکان مین جو خارج
عالم ہو اور اگر مکان کے دوسرے معنی مراد لین تو ہم کہین گے کہ طبیعت
بعد کی طبیعت واحد ہے متشابہ ہے تمام ماہیت مین پہر اگر آگے عالم حائل
ہو کسی چیز مین تو تمامی اجزا مین اوسکا حصول ممکن ہوگا اور اس
صورت مین اوس پر حرکت اور سکون صحیح ہوگا اور جو چیز ایسی ہوگی
وہ محدث ہوگی - اور جواب اسکا یہ ہے کہ ہم نہین کہتے کہ اللہ ہر مکان
مین ہے اس معنی سے بلکہ ہم یہہ کہتے ہین کہ وہ عرش کے اوپر ہے
اور اگر یہ مان بھی لیا جاوے تو متشابہ ہونا بعد کا ممنوع ہے اور اگر وہ
بھی مان لیا جاوے تو ارادہ اللہ کا مرجح موجود ہے پس اس سے
مقدمہ اخیر ممنوع ہے (یعنی ممکن الحصول ہونا اس کا ساری اجزا

یہ بھی کہ اللہ پاک کا عرش پر ہونا اسکو اہل سنت نے کرامیہ کی طرف منسوب
کیا ہے اور مشبہ کی طرف اور یہ ظاہر ہے کہ وہ اہل سنت مین سے نہین
ہین پھر جو اون کے قول کا قائل ہوا وہ اہل سنت سے خارج ہوا اور
مشبہ اور کرامیہ مین داخل ہوا۔ چنانچہ شہرستانی نے کہا ہے ملل و نحل
مین کہ تصریح کی ہے محمد بن کرام نے جو سردار ہے کرامیہ کا کہ معبود اوسکا
عرش پر مستقر ہے اور وہ جہت فوق مین ہے اور یہ قول مذہب مشبہ مین
بھی عام ہے اور جواب اولاً یہ ہے کہ یہہ نسبت متاخرین سے اس لئے
واقع ہوئی کہ وہ فلسفیات مین ڈوبے ہوئے ہین اور علوم عقلیہ مین غرق
ہین اور کمال اعراض اور غفلت رکھتے ہین اقوال سلف سے اور اقوال
اکابر امت سے پس اون کے قول کا اس بارہ مین اعتماد نہین۔ دوسرے
یہ کہ مذہب کرامیہ کا کچھ اسی پر منحصر نہین جو تم نے ذکر کیا بلکہ کرامیہ اسکے
بھی قائل ہین کہ وہ تعالی جوہر ہے اور عرش سے لگا ہوا ہے اوس کے
صفحۂ علیا سے اور اوسکو گھیرے ہوئے ہے یا بعض اجزاء عرش پر ہے جیسے کہ
شہرستانی نے اسی کتاب مین کہا ہے اسکے بعد کہ اطلاق کیا انہون
نے خداوند تعالی پر جوہر کا اور کہا ہے کہ وہ صفحۂ علیا سے عرش کے
لگا ہوا ہے اور جائز رکھا ہے انہون نے انتقال اور ہل جانا اور
عرش سے اترنا اور ان مین سے بعضون نے کہا ہے کہ وہ بعض اجزاء عرش
پر ہے اور بعضون نے کہا عرش اوس سے بھرا ہوا ہے اور متاخرین

ہمارا ان سب خرافات سے بری ہے اس لئے کہ ہم کیفیت استوا مین کلام
ہی نہین کرتے اور نہ اوسکو مثل استوار اجسام کے جانتے ہین کہ
اوسمین مس وانفصال وامتلا اور تفاضل ہووے اور ہم تو استوا
مین صرف اتنا ہی کہتے ہین کہ جیسا اوسکی ذات مقدس کے لائق ہے
اور اوسکی عظمت وجلال کے مناسب اور جیسی اوسکی ذات خلق
کے مشابہ نہین ویسی ہی اوسکی صفات کی بھی خلق کے مشابہ نہین
اور تیسرے یہ کہ جب ہم نے کتاب وسنت مین اور اقوال ائمہ سنت
مین جو دین وشریعت کے امام ہین جیسے ابو حنیفہ اور ثوری اور مالک اور
شافعی اور احمد بن حنبل اور ابن مبارک وغیرہم ہین جنکی عدد گنتا
محال ہے تصریح پائی کہ اللہ تعالے عرش کے اوپر ہے اور علم وقدرت
اوسکی ہر مکان مین ہے تو ہم پر اتباع ان کی واجب۔ بہرحال خواہ
یہ مذہب کرامیہ کا ہو خواہ مشبہہ کا خواہ اور کسی کا اس لئے کہ حق بات
قبول کرنا اولے ہی جیسے امام شافعیؒ نے کہا ہے (اللہ اون پر رحمت
کرے) اِنْ کَانَ رَفْضًا حُبُّ آلِ مُحَمَّدٍ فَلْیَشْهَدِ الثَّقَلَانِ
اَنِّیْ رَافِضٌ یعنے اگر حب آل محمد ہی کا نام رفض ہے تو جن وانس
گواہ رہین کہ مین رافضی ہون اور اہل حق ایسے کیڈ بہکیون پر
حق سے نہین پھرتے چوتھے یہ کہ ہم مارد کرتے ہین اس استدلال
کا اس طور سے کہ جو تم کہتے ہو یہ مذہب نجاذیہ اور سالمیہ کا ہے

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

طبری سے اور امام باقلانی وغیرہم سے جو اکابر متکلمین ہین کہ سب نے تصریح
کی ہے کہ اللہ تعالی ہر مکان مین نہین بلکہ وہ اپنے عرش پر مستوی ہے جیسے اپنی کتابون مین
اونہون نے خبر دی پھر اگر اون کی مراد نفی جہت و مکان سے وہی ہوتی جو شامل
ہے اللہ کے عرش پر ہونے کے انکار پر تو وہ کبھی تصریح نکرتے کہ وہ عرش
کے اوپر ہی اور جہت علو مین ہے غرض جسکو ذرا بھی عقل ہوگی وہ بھی اس
سے جان لیگا کہ انہون نے جو نفی جہت و مکان کی کی ہے تو اسی
معنے سے ہے جو علوم فلسفیہ مین معتبر ہے نہ اوس جہت و مکان
کی جو متعارف ہے تمام اہل لسان مین اور اوس جہت کی نفی وہ ہرگز
کیونکر کرینگے جسکو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ثابت فرمایا ہے اللہ تعالے
کے واسطے اور جسکو خود اللہ پاک نے اپنی ذات کے لئے ثابت کیا ہے جیسے
کہ نصوص کثیرہ مین مذکور ہے جنکو ہم نے تیسرے اور چوتھے باب مین بیان
کیا ہے اور سلف کے لوگ سب کے سب جہت کو ثابت کرتے تھے اور خلف
کے لوگ علماء حدیث سے سب اسپر متفق تھے جیسے ابن تیمیہ اور ابن قیم
اور امام محمد بن موصلی اور شیخ ولی اللہ دہلوی وغیرہم کہ جنکا نام بھی
جمع کرنا متصور نہین اور جب یہ امر ثابت ہو چکا تو اب اس قول کی علمائے
تاویل ضرور ہوئی کہ اللہ نہ کسی جہت مین ہے نہ کسی مکان مین بلکہ جیسا
ہم نے اسکا مطلب بیان کیا ہے (یعنے اوس سے وہی جہت و مکان مقصود
ہے جو عالم کے اندر ہے) وہ تاویل نہین اسلئے کہ علم کلام مین تصریح

ایک ایسی تکلف کے ساتھ دیا ہے جس سے بخوبی واضح ہوتا ہے
جو اوس جواب کو دیکھ کر اثبات جہت کا اللہ تعالی کے اس شریعت
متواتر ہے بلکہ تمام شرائع سابقہ مین بھی اور جو غافل ہو علم فلسفہ سے اور
ذہن خالی ہو خس و خاشاک حکمیہ سے اوس کے دل مین کبھی خیال
بھی نہین گذرتا کہ اللہ پاک جہت فوق مین نہین بلکہ اس پر اجماع
ہو چکا ہے تمام خلائق کی فطرت کا اور اس صورت مین منطوق آیات
واحادیث اور مفہوم آثار و کلام ائمہ ابرار اور علماء کبار سے پھرنے
کی کوئی وجہ موجہ نہین نہ دین مین نہ شریعت مین چنانچہ
تفتازانی نے کہا ہے کہ ہم نے تلاش کیا دلائل فوقیت کو اور اللہ تعالی
کی جہت علو مین ہونیکی دلیلون کو آیات و احادیث سے تو ہزارون
پائین - اور اسی لئے کہا ہے علامہ دوانی نے کہ ابن تیمیہ اور اون
کے اصحاب کو بڑا خیال ہے اثبات جہت کا باوجودیکہ وہ ید طولی
علیا رکھتے تھے علوم نقلیہ اور عقلیہ مین اور حاصل کلام یہہ ہے کہ
یہہ تنزیہ جہت و مکان کے بعد نقل فلسفہ کی پیدا ہوئی اسلام مین اور
اسکے ساتھ ہی یہ بھی ہے کہ ہم نے بخوبی بیان کر دیا کہ اللہ تعالی کا
پر ہونا جہت و مکان کے تنزیہ سے منفی نہین بلکہ اس سے اور زیادہ
ایضاح کے ساتھ ثابت ہوتا ہے اور فلاسفہ باوجود اپنے الحاد
ہوا اور اختلاف آثار کے اس اصل عظیم سے عدول

پیر کہتے ہین دوسرا اوس کے مقابل ہے اوسکو سر کہتے ہین اور فوق کا
نام اوسکے لئے حادث ہوا جو سر کیطرف ہے اور اسفل کا نام اوسکے لئے نکلا جو
پیر کی طرف ہے یہان تک کہ جو چیونٹی اوندہی چہت کے نیچے چل رہی ہے
اوسکے جہت فوق جہت تحت سے بدل جاتی ہے یعنے زمین کیطرف
ہو جاتی ہے اور اگرچہ ہمارے حق مین وہ فوق ہے اسی طرح انسان
کے دو ہاتھ بنائے ایک دوسرے سے قوی اور قوی کے لئے
یمین کا نام نکلا (جو یُمن سے مشتق ہے) اور بائین ہاتھ کا شمال نام
ہوا جو اوسکے مقابل ہوا اور وہ جہت جو یمین کیطرف ہے اوس کا
یمین نام ہوا اور جو شمال کیطرف ہے اوسکا نام شمال نام ہوا اور دو
جانبین اوسکے اور ہین کہ ایک سے دیکھتا ہے اور اسی طرف چلتا ہے
اور اوسکا نام قدام ہوا اسلئے کہ آدمی اوسی سے تقدم کرتا ہے حرکت
کے وقت اور اوسکی جانب مقابل کا نام خلف ہوا غرض جہات انسان
کے پیدا ہونے سے پیدا ہوئے اور اگر یہ حضرت نہ پیدا ہوتے اس
صورت سے بلکہ گول مٹول کیتی یا بیل کی شکل ہوتی تو ان جہات کا
کوئی وجود نہ ہوتا پھر وہ تعالے کیونکر ازل مین مختص بجہت ہوگا اور جہت
تو حادث ہے اور جب پہلے مختص نہ ہوا تو اوسکے بعد کیونکر ہوگا کہ
جہت تو خلق انسان سے ظاہر ہوئی ہے اور پاک ہے وہ اس سے کہ
فوق رکھتا ہو اس لئے کہ پاک ہے وہ سر اور فوق وہی ہوتی ہے جو سر

اور وہ اکیلا ہے سب عالم کے تدبیر کرنے والا اور اوس کے بعد
انہون نے فرمایا ہے کہ ایسا ہی استوا بھی ہے کہ اگر استقرار اور تمکن
کے معنون پر چھوڑ دیا جاوے تو ایک جسم کا متمکن اور مماس ہونا عرش سے
لازم آتا ہے پھر خواہ وہ عرش کے برابر ہو یا اوس سے بڑا یا چھوٹا اور
یہ سب امور اوسپر محال ہین اور جو چیز محال کیطرف مؤدی ہو وہ بھی
محال ہے اور جواب اسکا یہ ہے کہ جہات کے حدوث سے یہ لازم
نہین آتا کہ وہ تعالی اب بھی ہمارے اوپر نہو نہایت درجہ یہ ہے کہ اتنی بات
ثابت ہوگی کہ جب مخلوقات نہ تھی تو وہ مخلوقات سے اوپر بھی نہ تھا اسلئے
کہ خود مخلوقات کا وجود نہ تھا اس لئے کہ مخلوقات کے اوپر ہونا تو مخلوقات کے وجود پر
موقوف ہے اور وجود مخلوق کا حادث ہے پس اسکا مخلوقات پر ہونا بھی حادث
ہے اور یہان اسطرح نقض نہین کر سکتے کہ صفات الٰہی تو قدیم ہین
(اور تم نے حادث کہا) اس لئے کہ صفات قدیمہ صفات ازلیہ ہین باقی
رہے صفات فعلیہ اور صفات اضافیہ نسبیہ جو غیر کیطرف منسوب
ہین جیسے استوا اور تکوین اور نزول اور فوقیت وغیرہ یہ سب
اشاعرہ کے نزدیک حادث ہین جیسے کہ ہم کئی بار اوپر بیان کر چکے
ہین اور امام غزالی بھی اشاعرہ مین سے ہین پھر ان کو اشاعرہ کے
اصول سے عدول کیونکر روا ہوگا اور یہ بعینہ ایسی بات ہے جیسے ہم
کہتے ہین کہ اللہ تعالے کا خالق عالم ہونا حادث ہے بعد خلق عالم کے

تو اس اصطلاح مین کچھ جھگڑا نہین اور اگر تحت سے وہ جانب مراد ہے
جو فوق کے مقابل مین ہوتی ہے تو باطل ہے اسلئے کہ اللہ تعالی جب
تمام اشیا کے فوق ہوتا ہے تو سب اوسکے تحت مین ہوئے اور تعجب
ہے حضرت امام سے کہ انہوں نے خود اقرار کیا ہے اسی احیا مین
دوسری جگہہ کہ وہ سبحانہ تعالی عرش کے اوپر مستوی ہے اور عرش
کے اوپر ہے اور آسمانون کے پرے ہے اور ہر چیز سے اوپر ہے
تحت الثری تک اور کیمیائے سعادت مین فرماتے ہین کہ اللہ
پاک کسی مکان مین نہین اور نہ کسی مکان پر ہے اور نہ وہ متمکن
ہے کسی مکان مین اور جو چیز ہے وہ عرش کے نیچے ہے اور عرش
اوسکی قدرت کے نیچے اور اوس کے حکم کا مسخر ہے اور وہ اپنے
عرش پر ہے نہ ایسا کہ جیسے جسم ہو جسم پر اور نہ ایسا کہ عرش اسکا
حامل ہو بلکہ عرش وغیرہ سب اوسکی قدرت کے محمول ہین تعالی
و تقدس اور اربعین مین بھی ایسا ہی فرمایا ہے اور حنبلی کے قول
پر رد نہین کیا جب اوس نے کہا کہ جہت فوق ثابت ہے اللہ جل
جلالہ کے واسطے اپنی کتاب مین جسکا نام (التفرقہ بین الاسلام و
الزندقہ) ہے اور یہ بیان رد کرتی ہین اللہ تعالی کے جمیع
اشیا کے اوپر ہونے کو اور رد کرتے ہین جمیع اشیا کی اوسکی
جہت ہونیکو اور یہ رد بھی بغیر دلیل معتبر کے کرتے ہین اور یہ جو کہا

یہی عضد الدین وغیرہ کا کلام ہے ۱۲

کیسیائی سعادت مین کہ وہ فوق العرش ہے نہ اس طرح جیسے
جسم دوسرے جسم پر ہوتا ہے پس یہ اعتراض آپ ہی کے قول
ساقط ہوگیا اور انہی مین قاضی عضد ا[illegible] ہین اور شارح او
سید جرجانی کہ دونو نے مواقف [illegible] کی شرح مین کہا ہے
کہ اللہ نہ جہت مین ہے نہ مکان مین اور ہم کو اس مطلب کے
اثبات مین کئی دلائل ہین پہلی دلیل یہ ہے کہ اگر وہ تعالی مکان و
جہت مین ہوتا تو لازم آتا قدم مکان وجہت کا اور اوس پر ہم
دلیل بیان کر چکے ہین کہ سوا خداوند تعالے کے کوئی قدیم نہین
اور اسپر شخاصمین سے دونو کا اتفاق ہے اور جواب اس کا
کئی طرح سے ہے اولاً اس ملازمت کی منع سے کہ قدم مکان و جہت
کا جب لازم آتا کہ اللہ تعالی ازل مین مکان وجہت مین ہو
اور ازل مین ایسا نہ تہا بلکہ ازل مین صرف اللہ ہی تہا اور
ساتہہ کوئی چیز نہ تھی اور جہات تو خلق عالم کے بعد پیدا ہوئے
پس ظہور جہت کا متاخر ہوا اور حادث ہے جیسے ظہور صفت
کا حادث ہے اور صفات نسبیہ اور اضافیہ کہ حدوث مین
محذور لازم نہین آتا اس لئے کہ ظہور اون کا اون چیزون پر
ہے جنکی طرف وہ صفات منسوب ہین اور وجود اون چیزون
اس جگہ حادث ہے - اور دوسرے یہ ہے کہ جہت اور مکان

اور لازم آتا احتیاج کا عدم انفکاک کی معنی سے جو تم نے کہا وہ
ممنوع ہے تیسری دلیل یہ ہے کہ متمکن محتاج ہے اپنے مکان کا
اسطرح سے کہ اوس کا وجود بغیر مکان کے ہرگز نہین ہو سکتا اور مکان
بے پروا مستغنی ہے متمکن سے اس لئے کہ خالی ہونا مکان کا جائز ہے
پس لازم آتا ہے امکان واجب کا اور وجوب مکان کا (یعنی اگر ذات
باریتعالے مکان مین ہو) اور یہ دونون باطل ہین اور جواب
اس کا یہ ہے کہ دونو مقدمہ ممنوع ہین اس لئے کہ متمکن ممکن
محتاج ہے اپنے مکان کا اپنے ممکن ہونے کے سبب سے
اور تمکن اللہ پاک کا عبارت ہے ایک تعلق خاص سے
جو مکان کے ساتھ ہے اور وہ تعلق ایسا ہے کہ اوسکی کنہ اور
حقیقت کوئی نہین جانتا سوائے اللہ تعالیٰ کے اور اس معنی سے جو
متمکن ہوگا اوسکے احتیاج مکان کیطرف لازم نہین بلکہ خود مکان
اوسکا محتاج ہوگا اس لئے کہ وہ مکان معلول ہے اور صاحب مکان
علت ہے سائر اکنہ کی اور جب یہ بات ثابت ہو چکی تو اوسکے اس قول
کا فساد ظاہر ہو گیا کہ مکان مستغنی ہے متمکن سے مطلقاً بلکہ یون کہنا
چاہئے کہ مکان مستغنی ہے متمکن ممکن سے اور عرش کے اوپر
نہ مکان ہے نہ جہت ہے اور عرش کا مکان ٹھہرانا اللہ پاک کے
واسطے بمعنے احاطہ کے نہین ہے جیسے ہم نے آگے بیان کر دیا ہے

اور ایسی ہی تعریف عرض کی ہے اسکے خلاف یعنے وہ ایک ممکن ہے
کہ جب خارج مین پایا جاوے تو موضوع مین نہو پس اس صورت
مین یہ اعتراض بالکل وارد ہی نہین ہوتا اور یہ قول جو ہے کہ اگر
وہ جسم ہوتا تو اسکے ہر جزو مین علم و قدرت لازم ہوتی اور تعدد والے
کا لازم آتا یہ قول تو نہایت نکما ہے اسلئے کہ جائز ہے کہ ایک صفت
قایم مجموع کے ساتھ اس حیثیت سے کہ وہ مجموع ہے پس اب
وہ محذور لازم نہین آتا اور اسی طرح معارف انسان کی وجود
سے ممکن ہو سکتا ہے کہ وہ جسم ہے اب لازم آنا چاہیے (القول) تمہارے
کہ ہر جزو اوسکا عالم ہو اور قادر ہو اور لازم آوے اس سے کہ ایک
انسان مین کئی انسان ہو جاوین اور اس کا قائل تو کوئی نادان
بے عقل بھی نہ ہوگا پانچوین دلیل یہ ہے کہ اگر متحیز ہو تو مساوی ہوگا تمام
متحیزات کے اور اس صورت مین قدم اجسام لازم آویگا یا حدوث
واجب تعالی کا اس لئے کہ جتنی چیزین آپس مین مماثل ہین احکام
مین برابر ہین - اور جواب اس کا یہ ہے کہ ایک وصف کے
اشتراک سے جمیع اوصاف مین اشتراک لازم نہین آتا اور نہین تو
اللہ تعالے سمیع و بصیر نہ ہوتا اور عالم و قادر نہ ہوتا تعالی اللہ
کی شان ان ظالمون کی بات سے بلند ہے اور تمہارا یہ کہنا کہ جتنی
چیزین مماثل ہوتی ہین احکام مین برابر ہوتی ہین اگر اس سے تمام

صحیح جو علو حق تعالیٰ پر موجود ہین اونکو ظواہر ظنیہ خیال کرتے ہین
چنانچہ یہ فاضل اپنی کتاب مواقف مین بعد استدلال ظواہر آیات
واحادیث کے جیسے الرحمن علی العرش استوی ہے (وجاء ربک
والیہ یصعد الکلم الطیب وتعرج الملائکۃ والروح الیہ آفمنتم
من السماء) ہے اور اسی طرح حدیث نزول ہے اور حدیث طاریہ
ہی کہتے ہین کہ ظواہر ظنیہ ہین (معاذ اللہ من ذالک) اور دلائل
یقینیہ جو نفی مکان وجہت پر دال ہین اون کے معارض نہین
ہوسکتین اور اللہ کی بارگاہ مین فریاد ہے اور نالش ہے کہ
یہ کیسی گمراہی اور خرابی ہے جس مین یہ لوگ پڑ گئے ہین اور
کیسی سفاہت اور حماقت ہے جسمین لتھڑ گئے ہین اونکا مقام
ہے کہ اپنی عقلون کے میل کچیل اور اسکے کفار فلاسفہ کی
گو میل باتین اور نالائق حکما منکر ان نبوات وشرائع کی ہرزہ
سرائیات کو صحیح یقین جانین اور آیات قرآنیہ اور ارشادات
ربانیہ اور احادیث رسول معصوم جسکی شان وما ینطق عن الہوی
ان ہو الا وحی یوحی ہے وہ دلائل ظنیہ شمار کرکے طاق نسیان
اس تمام ایقان کے اور صدق اس حسن ایمان کے (معاذ اللہ
من ذالک) اور اونکی مین ہیچ علامہ تفتازانی اور صاحب
مقاصد کہ ان دونون نے شرح مقاصد اور مقاصد مین کہا ہے

کہ اون سب لوگون نے اپنے کتب مین زعم کیا ہے کہ اللہ
پاک نہ کسی مکان مین ہے نہ کسی جہت مین نہیں اگر اون کی
مراد اس سے نفی جہت فلسفی ہے اور نفی مکان فلسفی تو ہمارے
مخالف ہی نہین (اسلئے کہ فلسفی جہت و مکان عرش کے اوپر موجود
ہی نہین) اور اگر مقصود انکا نفی جہت علو ہے (یعنے باعتبار
اوس فضا اور بعد کے جو بے نہایت عرش کے پرے بھی پایا جاتا ہے
اللہ پاک کے واسطے تو دعوے اونکا بے دلیل محض اور دلائل عقلیہ
جو انھون نے بیان کئے ہین اون کے خصم کے نزدیک (پر پشہ
کے برابر بھی) کچھ وقعت نہین اور وہ ہرگز اون نصوص کثیرہ
شرعیہ کے خلاف مین جو مشعر علو الٰہی ہین قابل قبول نہین ہوسکتے
اور انھی مین ہین شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی کہ انہون نے
قول الجمیل مین فرمایا ہے کہ اوتعالے منزہ ہے جمیع سمات نقص و
زوال سے جیسے جہت اور الوان و اشکال اور حضرت شاہ صاحب نے
اس جہت سے جہت فلسفیہ مراد لی ہے اور جہت علو کو اللہ تعالے
کے لئے ثابت فرمایا ہے اپنے رسالہ ذب عن ابن تیمیہ مین اور
فرمایا ہے کہ حق اس مقام مین یہی ہے کہ اللہ پاک نے اپنی ذات
مقدس کیلئے جہت فوق ثابت کی ہے اور یہی مذہب ہے امام مالک
اور اون کے برابر والونکا اور ابی الحسن اشعری کا اور باقی اپنے

منقول نہین اور اون بزرگون کا سب کا مذہب ومشرب وہی تہا
جو ظاہر آیات اور احادیث سے پایا جاتا ہے کہ اللہ پاک اپنے
عرش پر ہے اور جہت علو مین ہے اور آگے نقول سے نقلا ان
کے بخوبی واضح ہو چکا ہے کہ نصوص کثیرہ اس کے مشعر ہین اور متقدم
ماسبق سب کے سب اس پر متفق ہین اور کتب سماویہ سب کے سب اس پر
ناطق ہین غرض یہ تنزیہ جہت ومکان کے بعد قرون صحابہ اور
تابعین وتبع تابعین کے اور بعد ائمہ دین کے ظاہر ہوئی اور بدعت
وہی امر نو پیدا اور حادث فی الدین ہے جو بعد قرون صحابہ وتابعین
وتبع تابعین کے اور ائمہ دین کے وغیرہم مین سے لوگ نکال لین
اور وہی امر حادث فی الدین ہے جو بعد قرون ثلثہ کے منتشر ہو
برابر ہے کہ عمل مین ہو یا اعتقاد مین بلکہ بدعت اعتقاد کی اشد ہے
بدعات عملیہ فرعیہ سے اگر کوئی کہے کہ اگر تنزیہ جہت سے بدعت ہے
تو پہر تم لوگ اللہ تعالے کی تحت کی جہت سے کیون تنزیہ کرتے ہو
تو اسکا جواب یہ ہے کہ ہم جہت فوق اللہ پاک کے واسطے ثابت
کرتے ہین جیسے اوس نے اپنی کتاب مین ثابت کی اور اوس کے
نبی نے ثابت فرمائی اور جہت تحت سے اوسکو منزہ کہتے ہین
اس لئے کہ شرع مین یہ وارد نہین ہوئی اور اسمائے الٰہی اور
صفات اوس کے توقیفی ہین کہ اوس مین قیاس ورائے وتخییل

علی نے اپنے اعتقاد مین کہ یہ تنزیہ جہت و مکان کی سلف سے
ماثور ہین اور بے شک اس کا شیوخ تیمیہ نے اعادہ کیا ہے
جب فلسفہ اسلام مین نقل کیا گیا اور اون معتزلہ کے تابع ہوگئے
بعض متاخرین اہل سنت مثل بات قائل اعتقادین اور علامہ
قرطبی نے فرمایا ہے کہ سلف سب کے سب جہت فوق کے قائل
تھے اور اسکی تصریح کرتے تھے اور تنزیہ کرنا اس جہت سے
احداث کیا ہے جہلون نے ایسی دلیلون سے جن کو صرف
اونکی عقلون نے نکالا ہے یا نقل مین جو شبہات کہ اون کو وارد
ہوئے اون شبہات سے وہ دلائل ماخوذ ہین (غرض کوئی
دلیل کتاب و سنت کی اون کے پاس نہین) اور علامہ ابو الخیر
جوزقانی نے اپنی کتاب حسن الاعتقادین فرمایا ہے کہ سلف
کے لوگ اللہ اونپر رحمت کرے سب کے سب نہایت کنارہ
کرنے والے تھے تاویل سے اور عمل کرتے تھے نصوص کو ظواہر
پر یہان تک کہ پیدا ناخلف (منکران سلف) اون کے بعد پیدا
ہوئے کہ انھون نے نمازون کو ضائع کیا اور شہوات کے
پیچھے پڑے اور قریب ہے کہ وہ دوزخ مین جاوین اور انہی
اختلاف لوگون کے مسائل فروعی رشیدہ مین سے ہے سلف
تھے کہ سلف سب کے سب متفق تھے اثبات پر جہت فوق کی اللہ تعالی

معاصرین کے حالات میں جنہوں نے اپنا نام اہل سنت و جماعت رکھ لیا ہے
اور اس مسئلہ میں اتباع ضلالت و غوایت کیا ہے اور اوسکے
اقوال میں غور کرنا کیسے مضطرب ہوتے ہیں کہ بعض مناظرہ میں
کوئی کہتا ہے کہ اللہ بذات ہر مکان میں ہے ہر جگہ اور
کہتے کہ اس سے لازم آتا ہے کہ اوسکی ذات پاک نجس مکانوں میں
بھی ہو جیسے گھوڑے اور پائخانے میں تو کہتے ہیں کہ ہم یہ
نہیں کہتے کہ وہ کسی مکان خاص میں ہے کہ اس سے لازم آوے کہ
اوس جگہ اوسکی جگہ ہو بلکہ یہ کہتے ہیں کہ وہ ہر مکان میں ہے اور
کسی مکان کی تخصیص نہیں ہے کہ ایک میں ہو دوسرے میں
نہ ہو پھر میں نے اون سے کہا کہ تمہارا یہ کہنا کہ وہ ہر مکان میں
ہے یہ تو عام الکلیہ اور اوسکے ایعاض و افراد سب کو عام ہوگیا
پھر اب یا تو ذات اوسکی گھوڑوں اور پائخانوں میں بھی ہوگی
بصورت اولی اوسکا قائل ہونا بڑا ہے بدتر ہے اللہ کو خواہ وہ یہود
یا نصاریٰ اس لئے کہ جرأت نہ کریگا اسپر کوئی شخص جسکو ذرہ بھی
اللہ پاک کی عظمت شان اور جلالت قدر و رفعت مکان معلوم
ہوگی اور بصورت ثانیہ تمہارا یہ قول باطل ہوگیا کہ وہ ہر مکان میں
ہے یہی تو میرا ان ہو کر جواب دیتا ہے کہ ہاں اللہ تعالیٰ اوسکے
گھوڑوں اور پائخانوں میں بھی ہے اور جانوروں کے پیشابوں

اور تعالی کے معنی ہے جو اوسکی ذات کے لئے لائق ہے اور
دین بعضی جاہل نہین ہے جیسے کوئی متکلم ہوتا ہے پھر مین نے کہا یہ جواب
تو تمکو مفید نہین ہوا کیونکہ اس تعلق سے نتیجہ ہو جاتی ہے مری بات
کہ وہ کہو رہا اور یا مکانون مین ہے اور وہی محذور پھر لازم
آتا ہے دوبارہ جس سے تم بھاگتے تھے سو پھر وہ حیران و مبہوت
ہو گیا اور کوئی انمین سے کہتا ہے کہ وہ کسی مکان مین نہین نہ کسی
جہت مین نہ عرش پر نہ فرش پر نہ اوپر نہ نیچے نہ داہنے نہ بائین
نہ آگے نہ پیچھے پھر مین نے اوس سے کہا کہ یہ صفت تو لاشئے
کی ہے (اور لاشئے معدوم ہے) اور اس سے تو تنزیہ اللہ کی
لازم ہے علی الخصوص اوسوقت کہ جب احادیث صحیحہ اور آثار سلیمہ سے
ثابت ہو چکا ہو کہ وہ عرش پر ہے اور اماموں کا اس پر اجماع ہو چکا ہے
پس وہ کچھ جواب نہ دے سکا مگر اتنا کہ بعض جاہلون نے یہ کہا کہ وہ
شئے نہین پس اوسکو لاشئے کہنا جائز ہوا پس مین نے کہا کہ مفسرین
نے اجماع کیا ہے اس آیۃ مین (قل ای شئے اکبر شہادۃ قل اللہ)
کہ اللہ تعالی جل جلالہ شئے ہے اور تصریح کی ہے امام اعظم نے کہ وہ
تعالی شئے ہے مگر اور اشیاء کے مانند نہین اور بخاری کی روایت
مین اور وہو الفقاشخص کا اللہ تعالی کیواسطے اور متکلمین نے
اجماع کیا ہے اوسپر شئے کے اطلاق کرنے کا پھر اب تمہارا خیال

وہ یہ کہ تمہارے قول مین اجتماع نقیضین لازم آتا ہے اور وہ
کچھ جواب نہ دے سکا جو قابل تسلیم ہوتا اور میدان مناظرہ سے بھاگا
اور کوئی اونمین سے کہتا ہے کہ اللہ پاک ہر موجود کی عین ہے اور
ہر موجود مین ایسا ساری ہو گیا ہے جیسے پانی اشجار و ثمار مین ہے
مین نے اوس سے کہا کہ اس تمہارے قول پر تو بہت سے
محالات لازم آتے ہین۔ اوّل حلول واجب کا ممکن مین ثانی
ہونا ممکن کا آلہ اور معبود وغیرہ اور یہ مذہب حلولیہ کا ہے اور وہ
اہل سنت سے خارج ہین اور اونکی تکفیر مین بڑے لمبے چوڑے
کتابین تصنیف ہوئی ہین پھر وہ صاحب کچھ بھی جواب نہ دے سکے
اور مجادلہ پر آگئے اور کوئی کہتا ہے کہ وہ عرش کے اوپر ہے جیسے
کتاب و سنت ناطق ہے ولیکن وہ ہمارے ساتھ ہے ذات سے
پھر مین نے اوس سے کہا کہ یہ کس کتاب مین ہے دین کی کتابون
سے اور کون سے علماء معتبرین نے اسکو بیان فرمایا ہے کہ
معیت اوس سبحانہ تعالے کی باعتبار مقارنت ذاتیہ کے ہے اور
بلحاظ صفت مکانیہ کے اور سلف و خلف نے تاویل کی ہے
معیت کے ساتھ علم کے اور بیان کی مین نے اوس سے وہ دلیلین
جو ساتوین باب مین ہم نے ذکر کئے ہین تب اوس نے کوئی دلیل اپنے
دعوے پر نہین بیان کی اور مکابرہ کرنے لگا اور کہنے لگا کہ مین

فلان مال میرے ساتھ ہے اور وہ منزلون دور ہوتا ہے
غرض وہ تعالے ہمارے ساتھ ہے حقیقتاً اور عرش کے اوپر
ہے حقیقتاً اور اس سے یہ لازم نہین آتا کہ وہ زمین پر ہے
یا ہمارے سے لگا ہوا ہے یا ملا ہوا ہے ہمارے مکان سے
غرض وہ قادر رہوا اسپر کہ معیت کے ساتھ ملا صفت مکانی کو ثابت
کر سکے اور اسمین حیران و پریشان ہو گیا اور کوئی انمین سے
کہتا ہے کہ ہم ایمان لائے اللہ کی کتاب پر اور رسول کی سنت
پر پر ہم نہین جانتے کہ وہ تعالے عرش کے اوپر ہے یا کسی
مکان مین ہے تو مین نے اوس سے کہا کہ تم نے اپنے جہل کا
اقرار کیا اور اس اپنے جہل کو اپنے بہائی کے اوپر حجت نلاؤ
اور کیونکر حجت لاؤ گے کہ تم تو معذور ہو پھر دوسرے کو اپنے
ساتھ کیون معذور بناتے ہو علاوہ اسکے یہ تو کہو کہ تم الرحمن
علی العرش استوے) پڑھتے ہو اور اوسکے معنی بھی جانتے ہو کہ
ابو العالیہ نے اور مجاہد نے اور کلبی نے اور مقاتل وغیرہم نے
اور اور مفسرین نے علاء اور ارتفع کئے ہین اور تم اوس حدیث
کو بھی جانتے ہو کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ اپنے عرش
پر ہے اور عرش اوسکا آسمانون کے اوپر ہے پھر ان سبکو
جان کر تم کیون نہین جانتے کہ اللہ کہان ہے اور کیون تم وہ

Marfat.com

جوابِ سُنّی اور اصحاب جہم مین واقع ہوا اور اسمین سنی کی قول کو بہ لفظ
سُنّی اور جہمی کے جواب کو بہ لفظ جہمی ہم مُقدّر کرتے ہین اور اسکو
سنکر حق کی اطاعت کرو۔ سُنّی نے کہا اللہ پاک عالم سے خارج
ہے اپنی ذات سے اور کسی چیز مین نہین مخلوقات مین سے
اور آسمانون کے پرے عرش کے اوپر ہے اور علم و قدرت
سمع و بصر اوس کا ہر چیز کو گھیرے ہوئے ہے اور اوس کے
علم سے ایک ذرہ بھی پوشیدہ نہین نہ آسمانون مین نہ زمین
مین اور نہ اس سے چھوٹا اور نہ بڑا تمام ہوا یہ قول اور یہہ
اعتقاد سچا ہے مطابق ہے اوس کے جو عقیدہ تھا سلف
صالحین اور ائمہ راشدین کا۔ جہمی نے کہا اسپر دلیل کیا ہے
سُنّی نے کہا چھہ جگہہ اللہ پاک نے فرمایا ثم استوی علی العرش
اور ایک جگہہ فرمایا ہے (الرحمن علی العرش استوی) جہمی بولا
آیہ مذکورہ متشابہات سے ہے اسکے معنی معلوم نہین جیسے
نور الانوار مین مذکور ہے یعنے اعتقاد یہ ہے کہ یہ حق ہے
اگرچہ ہم اوسکو نہ جانین سُنّی نے کہا یہ آیتین اور جو ان کے
مثل ہین متشابہات سے نہین نزدیک بعض سلف و خلف کے
نزدیک یا متشابہ ہے بعض کے نزدیک تو صرف اس نظر سے
کہ کیفیت اوسکی معلوم نہین نہ یہ کہ وہ معنی اور کیفیت دونون

مین مذکور ہے کہ آیت رویت کے کی متشابہ ہے سبکو وجوب رویت اللہ مین متشابہ ہے کیفیت کے مخ مین جیسے کہا کہ آیات متشابہات مین دو مذہب ہین صحابہ کے زمانہ سے اول تفویض الی اللہ دوسرے تاویل خصوصًا استوا مین چنانچہ امام مالکؒ اور اوزاعیؒ اور ثوریؒ اور ابن عیینہ اور لیث بن سعد اور ابن مبارک وغیرہم نے سب نے کہا ہے کہ ایک صفت ہے ولیکن معنی اوسکے اللہ کیطرف سونپو سفیانؒ نے کہا یہ کلام تمہارا ایسا ہے کہ اول اوس کا آخر کے مناقض ہے اس لئے کہ جب معنی اوسکے اون کے نزدیک مجہول تھے جیسا تم نے زعم کیا ہے تو پھر انہون نے یہ کیونکر کہا کہ وہ صفت ہے اسلئے کہ صفت کہنے سے تو معلوم ہوا کہ معنی معلوم ہین اور یہ جو تم نے کہا کہ دو مذہب ماثور ہین عصر صحابہ سے یہ باطل ہے اسلئے کہ مذہب تاویل کا بعد عصر صحابہ و تابعین کے حادث ہوا ہے جیسا کہ منقول ہوا ہے امام الحرمین سے اور ائمہ سلف کے سب تاویل سے باز رہے ہین اور خبر جاری ہین ہے کہ مذہب سلف کا عدم تاویل ہے اور مذہب خلف کا تاویل ہے کیا حال ہے تمہارا جو تم بھول گئے جو ابھی ہم نے ذکر کیا تھا جو کہا تم نے کہ ائمہ نے کہا ہے کہ اس کے معنے تفویض کرو

اور اگر تم نے ظاہر سے معنی لغوی مراد لیا ہے تو قول تمہارا باطل
ہے جیسا کہ آگے ہم نے بیان کر دیا ہے کئی اقوال ہین اہل سنت کے
جیسے خطابی اور حافظ ابن عبد البر اور امام ابو القاسم اور ابی یعلی
اور ابن تیمیہ وغیرہم سے کہ ان سب نے کہا ہے کہ جو صفتین شرع
وارد ہوئی ہین وہ سب اپنے ظاہر معنی پر جو معروف و مشہور ہین
بغیر کیفیت کے محمول ہین اور اوس کیفیت سے جو ہم مین آتا ہے پاک
ہین چنانچہ شیخ ابن حجر نے فتح الباری مین کہا ہے کہ تقسیم کی ہے
بعضون نے اون کے اقوال کی اور چہہ قسم کیے ہین اس باب
مین دو قول تو اون کے ہین جو اونکو ظاہر پر جاری کرتے ہین
ایک تو وہ کہ اعتقاد کرتے ہین اونکو صفات مخلوقین کی جنس
سے اور وہ مشبہ ہین اور اون کے قول سے کئی رائین
نکلتی ہین اور دوسرے وہ کہ نفی کرتے ہین اون سے کیفیت
مخلوقین کی اس لئے کہ اللہ کی ذات کے مشابہ کوئی نہین ہے
اور نہ اوسکی صفات کے مشابہ کسی کی صفت ہے اسلئے کہ
صفات ہر موصوف کی اوسکی ذات کے مناسب ہوتے ہین
اور اوسکی حقیقت کے مناسب اور دو قول اور ہین اون لوگون
کے جو اونکو صفت جانکر ثابت کرتے ہین مگر اونکو ظاہر پر جاری
نہین کرتے اونمین سے ایک تو کہتے ہین کہ اون کی ہم تاویل

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

(ذالکم اللہ) یعنے موصوف ان صفت کے ساتھہ جو مقتضی ہین
الوہیت اور ربوبیت کو اوسمین شک نہین کہ استوا بھی اون
صفات مین سے ہے اور اس جگہہ مذکور ہوئے ہین پس اوسکی
طرف بھی ضرور اشارہ ہوگا اور یہ ہی مطلوب ہے۔ جہمی نے کہا
صحابہ سے (استوا علی العرش) کی تفسیر مین یہ مذکور نہین کہ استوا
کی معنی علا اور ارتفع ہوا اور جو ابن عباس اور ابو العالیہ اور اکثر
سلف سے تفسیر استوا مین ارتفع مذکور ہے وہ استوی الی السماء
کے ذیل مین ہے اور (استوی علی العرش) مین نہین پھر اس
کیا مطلب سنی نے کہا اللہ کی پناہ تمہاری کذب و جہالت
سے اب سنو کہ کذب تو تمہارا یہ ہے کہ ہمنے آگے بیان کر دیا ہے
بقول مجاہد و ابی عبیدہ و ابی العباس و اسحق بن راہویہ کہ اون سب نے
(استوی علی العرش) مین ارتفع کہا ہے اور جہالت یہ ہے کہ
جب ثابت ہو چکا کہ استوا ارتفاع الٰہی کے معنون مین ہے تو اب
کونسا محذور لازم آیا اگر اوسکو (استوی علی العرش) مین بھی مراد لیا
بلکہ یہ اوسکی لئے ضرور ہوا کہ مکان اللہ کا ارفع و اعلی ہونا چاہیے
جیسے اوس نے قسم کہائی ہے وار تفاع مکانی مین اور ارتفاع
کے معنون مین استوا کا ہونا بہت درست ہے جب صلہ اوسکا علے
کے ساتھہ ہو بہ تصریح ائمہ لغت کے جیسے امام جوہری ہین اور

Marfat.com

معنی استوا کو وہ بھی لیتے ہین تم بھی لیتے ہو اگرچہ تم نے تشبیہ کی
تصریح نہین کی ہے سنی نے کہا ہمارا اونکا قول کبھی برابر نہین اور
یہ فقط انکا قصور فہم ہے اس لئے کہ جسمیہ کہتے ہین کہ استوا اللہ پاک
کا اور قعود اسکا اور اسی طرح سمع و بصر یہ سب ہمارے استوا اور
قعود اور سمع و بصر کے مانند ہے اور ہم تو ایسا نہین کہتے مگر
البتہ اصل صفات کو اون کے ہر چند جاری کرتے ہین جیسے
ہم نے اوپر ترمذی سے نقل کر دیا ہے کہ انھون نے فرمایا
کہ تشبیہ جب ہوتی جب ہم کہتے کہ سمع اوس کا مانند دوسرے کی سمع
کے ہے اور ید اوس کا مانند دوسرے ید کے ہے اور جب
ہم نے یون کہا کہ اللہ کا ہاتھ ہے اور مونہہ ہے اور سمع ہے
اور بصر ہے تو یہ ہرگز تشبیہ نہین ہوئی اور شیخ ابن حجر نے بھی اسکی
تصریح کر دی ہے فتح الباری مین جیسے ابھی ہم نے اُن کی عبارت
نقل کر دی ہے جبھی بولا کہ سمع و بصر استوا کے مانند نہین ہے
اس لئے کہ استوا ایک صفت ایسی ہے کہ بندون کے ساتھ خاص
ہے بخلاف سمع و بصر کے سنی نے کہا کہ شیخ ولی اللہ وغیرہ نے
تصریح کی ہے اور اور بھی اکابر محققین نے کہ سمع و بصر استوا
کے مانند ہے اور ہونا استوا کا مخصوص بندون کے ساتھ غیر
مسلم ہے اسلئے کہ نص مین خود وارد ہو چکا ہے کہ استوا اللہ

Marfat.com

نفی کے [illegible]
استقرار ہوتا ہے اور [illegible]
تم کو کچھ فائدہ نہیں دیتا ہمارا [illegible]
ہیں اس امر کو اس میں [illegible]
زمین پیدا کرنے کو اور جب فارغ [illegible]
اور قرار پکڑا اور چھا اوپر [illegible]
تاویل اس کلام کی یہ ہے کہ [illegible]
اقرار کرتے ہیں کہ یہ صفات [illegible]
کرتے ہیں مگر اونکے ساتھ [illegible]
پس اس صورت میں [illegible]
تاویل میں سنی نے کہا [illegible]
ہونے کا انکار کرتے ہیں [illegible]
کرتے ہیں اور [illegible]
ہے اللہ تعالیٰ کی [illegible]
پس یہ قول انکا اور [illegible]
اور اسی طرح ائمہ ثقات نے [illegible]
کہا ہے کہ معنی اونکے اشتباہ میں [illegible]
بچے ہیں اور یہ [illegible]

عرش کے [illegible] اوپر اوس کا [illegible]
ہے اور جب وہ چاہتا ہے کسی
کے اور فرماتا ہے اور وہ خلق
سموات وارض کے [illegible] اور
پھر جب فارغ ہوا پھر عرش کی طرف
چڑھ گیا اور [illegible] اوپر ہوگیا ہیں
[illegible] قول ہیں ذرا دیکھا [illegible]
بخلاف تمہارے قول [illegible]
۴۹۲

Marfat.com

صفات فعل سے ہے تو ضرور اس استوا کے کچھ معنی ہونگے اور
کوئی معنی استوا کی صحیح اور منقول نہیں جیسے علا اور ارتفع ہیں تو آپ جزم
اور یقین کرنا ضرور ہے کہ علا اور ارتفع دونوں صفات فعل
ہیں اسلئے کہ وہ دونوں نہ استوا ہیں اور یہ تمہارا قول
ایسا ہے جیسے کوئی کہے کہ انسان ناطق ہے مگر بشر ناطق
نہیں اس لئے کہ اہل منطق نے بشر کو ناطق نہیں کہا فقط ہر
انسان کو ناطق کہا ہے اور حاصل یہ ہے کہ کلمات تمہارے
اس مقام میں بہت ایسی ہی ہیں اور ہم جو اون کی نقل سے عار رکھتے
ہیں تو صرف عقلا کی شرم سے مگر تمہیں تو مرد خدا شرم چھو نہیں گئی
جہمی نے کہا کہ صاحب کمالین نے اقوال بخاری اور ابوداؤد اور
ترمذی وغیرہم کے اماموں میں سے نقل کئے تب معنی استوا کو اللہ تعالے
کے سپرد کرنے پر تصریح کی پس معلوم ہوا کہ ظاہر اوس کا مراد نہیں ہے
سنی نے کہا کہ اول تو صاحب کمالین نے اپنی ذات سے تفویض
پر تصریح ہی نہیں کی بلکہ اسکو امام الحرمین سے نقل کیا ہے تو آپ کے
قول کو تمام اماموں کے قول پر فوقیت اور ترجیح نہیں ہو سکتی جب کہ
تمام اماموں نے تنصیص کر دی ہو کہ استوا اوس تعالی کا عرش کے
اوپر ہے اس آیت کی رو سے اور دوسری یہ کہ مراد تفویض معنی
سے معنی کی بکیفیت مخصوصہ ہیں کہ جنکی کیفیت سوا خداوند تعالے

Marfat.com

اسلئے کہ قول تمہارا مبنی ہے اسپر کہ کیف اور معنی ایک ہو جاوین
اور ہم نے ان دونون کے مغائر ہونے کو اوپر ثابت کر دیا ہے
پس اوس گذری تحریر مین غور کرو اور اغوائی شیطانی سے بچو
جہمی نے کہا کہ اگر معنی استوی کی معلوم ہوتی تو اس قول کو سیوطی اہل
تفویض کے اقوال مین شمار کرتے نہ سنی شمار کرنا جلال الدین
سیوطی کا اس قول کو اہل تفویض کے اقوال مین مبنی ہے اسی امر
پر جو ہم نے اوپر ذکر کیا ہے کہ مراد تفویض سے وہ معنی ہین جو کیف
بکیفیت مخصوصہ ہین نہ اصل معنی لغوی اور نہین تو ان آیتون
کو آیات صفات کہنا ہرگز صحیح نہ ہوتا اور اگر سیوطی کی مراد نفس
معنی لغوی کی تفویض ہوتی اور لفظ کا معنی موضوع لہ سے خالی
کر دینا مراد ہوتا تو یہ قول اونکا نہایت فاسد اور بے معنی ہوتا اسی
روایتون کے رو سے جو انہون نے سلف سے نقل کئے ہین
اس لئے کہ کلام اون ائمہ کا صاف دال ہے اسپر کہ معنی معلوم
ہین جیسے ہم نے ابھی ذکر کیا ہے۔ جہمی نے کہا کہ یہ فرمانا اللہ
پاک کا آمنتم من فی السماء آخر تک یہ مخالف ہے اللہ
کے عرش پر ہونے کے اس لئے کہ ساتوین آسمان سے
عرش تک بھی بڑا بعد ہے (چہ جائیکہ اور کوئی آسمان مراد
ہو) اور حوتم نے اوسکی تاویل مین روایت کیا (من فی السماء

[illegible]

پس اگر نقل [illegible]
وہ خود قائل کی جمع [illegible]
ہاتھ کی لکھی ہو تو قرآن و حدیث
نہ رہتا اور ظاہر ہے کہ کوئی [illegible]
اور جو کشف المظنون میں [illegible]
جو کچھ اس تفسیر میں ملا ہوا ہے
دوسرا یہ ہے کہ روایات ابن [illegible]
ذکر کیا ہے ہم نے اوپر [illegible]
انھوں نے کہا اللہ پاک [illegible]
اوپر روایت کیا ہے [illegible]
بیہقی اور ابن فورک [illegible]
جنکی گنتی کرنا مشکل ہے [illegible]
کہ مراد اس آیت سے [illegible]
علی کے لین اور [illegible]
یہ آیت کیونکر مخالف ہوگی [illegible]
تمکو بے دلیل کے وہم ہو گیا ہے
عرشیہ) کی ضعیف ہے ابن لہیعہ
ابوداؤد کے کلام سے معلوم [illegible]

[illegible] صحیفہ اوسان کی [illegible]
[illegible] ابن ابی
فوری اور ابن جریر نے اوس سے
قین کہا ہے کہ [illegible]
ایمون طبقہ سے [illegible] ہے اور
ابی فوری کی [illegible] ابن
سنی کی ہے اور ابی [illegible]
سنی کہا ہے کہ اوت داؤد کی [illegible]
ہے بلکہ وقف [illegible] ہے
اور روایت ۶۹۶
سنی اوس سے ابوداؤد نے ایسے
سنن ابن اور [illegible] بیان کیا
کہ وہ ضعیف ہیں اور ابن [illegible]
اوس سالہ ابن [illegible] وہ
صالح [illegible] ابوداؤد نے
[illegible]
[illegible]

Marfat.com

اوسکی صحت کی تائید ہوئی تو نہ ضعیف کہنا صحیح نہ ہوا بہی نے
کہا کہ اس حدیث سے کہ جب اللہ تعالی خلق کو پیدا کر چکا تو اوس نے
ایک کتاب لکہی جو اوسکے نزدیک ہے عرش کے اوپر آخر تک
اس سے اللہ کا عرش پر ہونا ثابت نہین ہوتا جیسے کہ اللہ تعالی
فرماتا ہے اپنی کتاب مین (ان المتقین فی جنت ونہر فی مقعد صدق
عند ملیک مقتدر) تو اس سے اللہ تعالے کا جنت مین ہونا
ثابت نہین ہوتا سبکی نے کہا اس حدیث کو بخاری نے اپنے
صحیح مین کتاب الرد علی الجہمیہ مین روایت کیا ہے اور امام
ذہبی نے کتاب العرش مین اون حدیثون کے ضمن مین
ذکر کیا ہے جو اثبات فوقیت الہی کی لئے لائے ہین تو اس صورت
مین ضرور اس سے ثابت ہوا کہ اللہ پاک کا عرش پر ہونے کو
مفید ہے اس مین کسی طرح کا شک نہین ہے اور آیت
کی معنی ترقی ہے ادنے سے اعلی کیطرف یعنی وہ لوگ جنت
مین ہین اور نہرون مین اور وہ ایک اور حال مین بہی ہین
جو اس سے اعلی اور برتر ہے کہ وہ ملیک مقتدر کے پاس
ہین صدق کی جگہہ مین اور اس اللہ پاک کا جنت مین ہونا یا اس
طرح کہ جنت کو گہیرے ہوئے ہو نہین ثابت ہوتا بلکہ یہ ثابت
ہوتا ہے کہ وہ اون کے اوپر ہے جنت سے بلند اور اسکے

Marfat.com

تفسیر ابن عباس مین کہا ہے (یخافون ربہم من فوقہم الذی فوقہم
علی العرش) یعنے ڈرتے ہین وہ اپنے رب سے اپنے اوپر یعنے
جو کہ اونکے اوپر ہے غرض جس نے جو اپنی نافہمی سے
کہا ہے وہ باطل ہے جیسا حدیث عبداللہ بن رواحہ کی جسمین
یہ شعر اون کا مذکور ہے (وفوق العرش رب العالمین) روایت
مجہول السند ہے اور ابن رواحہ صحابی نہین ہین سنی یہ روایت
صحیح ہے ذکر کیا ہے اسکو امام ذہبی نے طبقات مین اور
کتاب العرش مین کہا ہے کہ مروی ہوئی ہے یہ کئی سندون
صحیح سے بطور ارسال کے عبداللہ بن رواحہ سے روایت
کی ہے یہ ابو عمرو بن عبدالبر نے کتاب استیعاب مین اور ابن
رواحہ صحابی مشہور ہین اور انہون نے یہ شعر رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کے آگے پڑہا اور آپ ہنسے ہین اور فرمایا ہے
کہ اللہ پاک نے تمہارا کذب اس سبب سے بخش دیا کہ تم
نے اوس کی بزرگی بیان کی اور یہ قصہ گذر چکا ہے پانچوین
باب مین سو دیکھو اس جہمی دگرفتار نافہمی کے کہ اونکے صحابی
ہونے کا بھی انکار کیا جہٹ سے کر دیا اور باوجود اس کے
مدعی ہے کہ وہ اسماء الرجال خوب جانتا ہے اور اونکے
احوال سے خوب واقف ہے اور عجائب امور سے ہے

Marfat.com

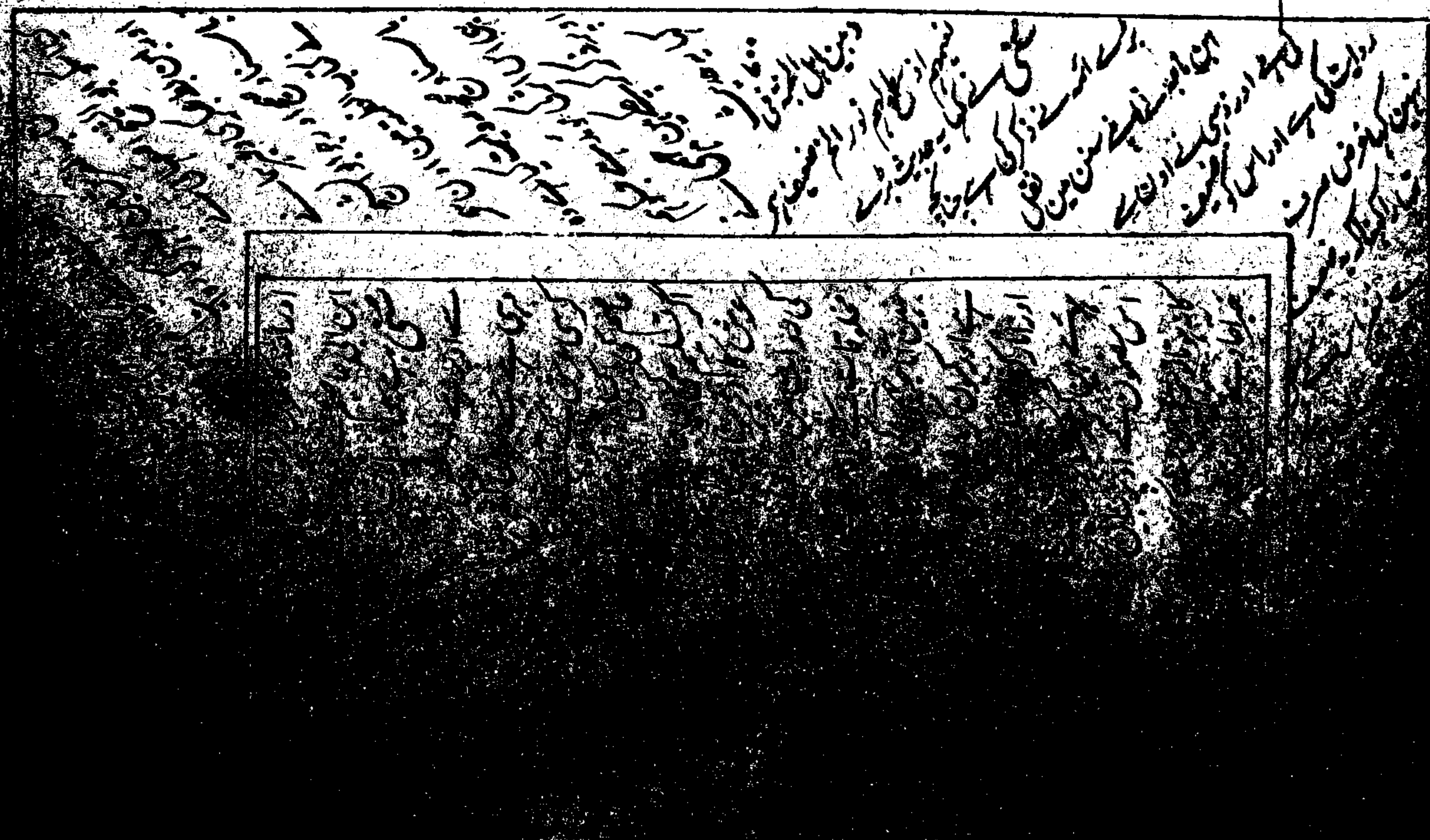

اور تاویل اسکی یہ ہے کہ جنت والے لوگ خیال کرینگے کہ پروردگار
اون کے اوپر بھی اول کے اوپر سے اور وہ اپنی کرسی پر ہے
اور نفس الامر مین کچھ نہ ہوگا سنی اس تاویل سے لازم آتی ہے
نسبت کذب کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کیطرف اور لازم آتا ہے ابطال
نصوص شرعیہ کا پس ایسی تاویل مردود ہے اور اوسکے ماول
کا اعتبار نہین۔ مترجم جنتیون کے اوپر خیال باطل کی تہمت
لگانا بیشک دوزخ والونکا کام ہے اس سے تو یہ بہتر ہے کہ
اس جہمی ہی کو دنیا مین مجنون مخبوط الحواس گرفتار وسواس بلکہ
شر الناس پورا خناس جانین تو بہتر ہے اس سے کہ تکذیب
نبی معصوم کے قائل ہون صلی اللہ علیہ وسلم۔ جہمی معنی اس
حدیث کے یہ ہین کہ ایک جسم نورانی اون جنت والون کے
اوپر ظاہر ہوگا کہ اوس کا نام ہم مثال مجسم للہ رکھتے ہین سنی
اللہ کی پناہ تمہارے اس خبیث اعتقاد سے اس لئے کہ اگر
ایسا ہی ہوتا تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اس قول کی مراد
کیا ہوتی (فاذا الرب قد اشرف علیہم) یعنے جب جنتی سر اٹھاوینگے
تو دیکھینگے کہ پروردگار اونکا اون کے اوپر جھانک رہا ہے اور
تمہارے قول کے موجب لازم آیا کہ وہ مثال جسمانی رب ہو اہل
جنت کا تو کئی رب ہونا ثابت ہوا اول تو وہ مثال جسمانی اور دوسرے

اثرابن وہبی ...
ہین کہ اوسکی ...
کے ہین اور وہ ...
سخاوی نے ...
بیہقی نے صفات ...
کتاب العظمۃ ہین اور ...
کیا ہے اور امام ...
اور سخاوی کا قول ...
کے طرق جب ...
ہو جاوین تو وہ ...
ایک ایک ...
بھی ہے کہ قول ...
جہی حدیث ...
نے فرمایا ہے ...
کہ آسمان ...
ذکر کیا ہے دنیا کہا ہین ...
د ابن الشد ...
عجب ہوا ...

... ہین داخل ...
کی ... اسکے بعد ...
ایکسا ... اور عبد الوہاب شعرانی
ہین ... ہے اور
اوسکی کتاب مذاہب ...
ہین ہے جس کا نام کشف الغمہ
احادیث جمیع الائمہ ہے اور ...
احادیث صحیحہ اور ضعیفہ بلا تخریج
... ۲۰۷

Marfat.com

یہ پوچھنا کہ اللہ کہان ہے جائز ہے اور یہ جواب بھی صحیح ہے کہ
وہ آسمان پر ہے اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا
سوال کرنا اور آپکے جواب کا سوال کرنا ثابت ہو گیا تو اب
کون اوس سے منع کرتا ہے (سوا فرعون بے عون
مردود و دو کون کے) اور جو کوئی منع بھی کرے تو اوسکی
کون سنتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بات چھوڑ
کر غرض جو جہمی نے ذکر کیا وہ محض باطل و لاطائل ہے جہمی
حدیث حصین کی حجت نہین اس لیے کہ اعتقاد کفار کا یہی تھا
کہ اللہ آسمان پر ہے اور حصین بھی اونہی مین تھے پہلے اور یہ
بھی ہے کہ کنیت حصین کی ابی عمران نہین ہے تو اب قول
اوسکا صحیح نہین ہے جو کہتا ہے کہ یہ حدیث مرسل ہے حصین
ابی عمران سے سنی آگے اس کے تحقیق گذر چکی اور ثابت
ہو چکا کہ حصین والد ہے عمران کا سو قول اوس شخص کا جو کہتا ہے
کہ روایت ہے حصین ابی عمران سے مراد اوسکی یہہ کہ حصین
جو باپ ہے عمران کا غرض ابی عمران بدل واقع ہوا ہے
حصین سے پس قول اس قائل کا صحیح ہے اور اوسکی صحت میں
کلام نہین اور جو تم نے خیال کیا ہے محض باطل و لاطائل ہے اسلئے
کہ اللہ پاک کا آسمان مین ہونا اور عرش پر ہونا دونون ایک ہی

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

ذات سے اوترکر وہ تہہ کثرت مین آجاوے گویا اوس قادر
نے ایک جوہر فرد کی جنس سے ٹہیرا دیا ہے کہ نہ وہ محسوس
ہے نہ ایک جانب اوسکی دوسری جانب سے متمایز ہے
جلد ۱۲۱
اوسکی تعدیم مین مبالغہ کیا ہے کہ جوہر فرد کا بہی جو
ہے مگر اوسکا وجود بہی ممکن نہین اور جب ایسی پوچ لچر تعریف
دگار مقتدر کی اپنے ذہن مین انہون نے گہڑ رکہی تہے اور
سنا کہ پروردگار فرماتا ہے وَالٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ یا قل ہو
اللہ احد یا وما من اله الا اله واحد تو وحی
کے ان الفاظ متبرکہ کو اپنے معانی مصطلحہ پر اوتار لیا اور
ات پہیلائی کہ اگر اوسکو کلام ہو یا مشیت یا ارادہ یا سمع یا بصر
یا حیات وقدرت یا رحمت وغضب یا نزول ومجی یا صعود
تو وہ واحد نرہے بلکہ مرکب ہو جاوے اور اوسکی ذات
ف وترکیب لازم آوے غرض یہ کہ ابطال صفات کمال
اوصاف جلال اور تعطیل مراتب لایزال کا نام توحید رکہا
یعنی انکار صفات کو احسن باسماء سے یعنے توحید ومعرفت
موسوم کیا گویا کفر کا نام شکر اور انکار کا نام ایمان ظنون
انہون نے رکہا معاذ اللہ من ذالک لخرافات اور اثبات
جو عمدہ ذریعہ معرفت الٰہی کا تہا اور عمدہ وسیلہ

[illegible]

[illegible] اور تنقید [illegible]

[illegible] قاعدہ اور [illegible]

[illegible] مطالعہ دور از کار [illegible]

اور ارشادات اصفیا [illegible]

اور جب ارشادات شریعت اور [illegible]

کو اس اصل خبیث کے خلاف پاتے [illegible]

پھونک دیا کہ اذا تعارض [illegible]

اور یہ خیال نہ کیا کہ اذا اجاع [illegible]

غرض جن مسلمانوں میں [illegible]

مطلقہ ہس بے [illegible] اکثر [illegible]

یا کتاب و سنت کی [illegible]

والوں کو اور [illegible] پر یقین [illegible]

اور ان کفریات کو [illegible]

نصوص شریعت کا [illegible]

مطلقہ ہوا و تار [illegible]

لب ایمان اور [illegible]

الکفریات اب [illegible]

فلاسفہ [illegible]

[illegible] صفات [illegible]

[illegible] فلاسفہ [illegible]

[illegible] صفات [illegible]

[illegible] صفات [illegible]

Marfat.com

[illegible] بھی آیات واحادیث صفات کے سننے اور پڑھنے
[illegible] غضب آجاتا ہے آخر کار جب یہ کہتا ہے کہ منشاء اس
[illegible] صفات کا انبیاء واقع ہوئی ہین تو اون سے ایک بغض خفی
دل مین پیدا ہو جاتا ہے اور سلسلہ اسکا جب یہ کہتا ہے کہ اکابر محدثین
کے ذریعہ سے اس امت مرحومہ مین پھیلا ہوا ہے تو اون سے دل
بجانب منزل شکار کا رہتا ہے اور کبھی موقع پاکر اون پر اعتراض طعن
کرنے لگتا ہے ہوتے ہوتے یہ نوبت پہونچتی ہے کہ خسر الدنیا والآخرۃ
ذالک ہو الخسران المبین مین گرفتار ہو کر قعر جہنم مین جگہہ پکڑتا ہے اور
ہمیشہ ان مجاہدین جہبذہ کو تم دیکھو گے کہ اکابر محدثین پر مثل ابن تیمیہ
وابن قیم وبخاری ومسلم اور مثل امام مالک اور احمد بن حنبل اور امام
شافعی وامام ابوحنیفہ کے کہ ان پر زبان طعن وطوفان دراز کرتے ہین
اور ہمیشہ تبعان سنت اور مروجان شریعت وملت پر اطالت لسان
کیا کرتے ہین کسی سے سلام علیک ترک کر دیتے ہین کسی سے مصافحہ
مکروہ جانتے ہین کسی کے وعظ ونصیحت سے روکتے ہین کسی کے تصانیف
وتالیف کے دیکھنے سے منع کرتے ہین کسی کے مطاعن سابقہ
تلاش کرتے ہین کسی کے عیب جوئی اور غیبت سے اپنا نامۂ اعمال
سیاہ کرتے ہین غرض یہ بغض وحسد اہل حق کا عجیب عجیب رنگ
[illegible] فرد بشر مین باختلاف طبایع انسانیہ اور قوت جسمانیہ و

کا جنجال [illegible] ان کے خیالات
حادث و خالق و مخلوق [illegible]
واحد ہے خود اپنے ذات [illegible]
وہ حق منزہ ہے اور جو [illegible]
و یسار و تحت و فوق و [illegible]
اور اوسکے سوا کوئی معبود نہیں [illegible]
معبود کہیں جنا جدی کہیں [illegible]
اور فرعون موسیٰ دو لڑکے ہیں اور [illegible]
اور دنیا میں کوئی مشرک نہیں [illegible]
انبیا خالق و مخلوق میں فرق [illegible]
ہیں اور عبد کو جدا اور خدا کو جدا [illegible]
کا یہ ہے کہ فرعون کو [illegible]
اور تمام عابدان صنم [illegible]
سبحان دیان کے خالق ہیں اول [illegible]
اور اہل توحید اور تفرید قرار دینا اور [illegible]
مابین المخلوق و الخالق کی مشعر و مخبر [illegible]
اور عقاید فاسدہ سے تاویلات [illegible]
لئے عذاب کے بدلے [illegible]

[illegible] ایک [illegible] اور [illegible]
آدمی کو [illegible] سے [illegible]
بیویوں سے [illegible] سے [illegible] اور
صوم و صلوٰۃ و ارکان [illegible]
[illegible] کو [illegible]
اور دینا اور [illegible]
قیامت اور [illegible] عبادت [illegible]
اور ترقی دنیوی [illegible]
افضل [illegible]
اور اعلیٰ [illegible]
دین و ملت [illegible]
اور [illegible] فلاسفہ [illegible]
[illegible] احادیث [illegible]
والسلام [illegible]
[illegible]

Marfat.com

[illegible] اور [illegible] خیال
[illegible] کے ساتھ ہو رضای الٰہی سے
[illegible] اور اوضاع مسلمین کے ساتھ تمسخر کرنا اور اکابر
مین ان کو جہال [illegible] ائمہ کرام وغیرہم کو جاہل و بے علم یقین کرنا
[illegible] حاذق و سفایت کی بانی ملت اور مہذب مذہب
[illegible] کلام یہ ہے کہ پانچون قسمون کو اہل باطل
توحید نام کرتے ہین اور اہل اسلام کے طعن و لعن سے بچنے کے لئے
انہون نے اپنے کفریات کو توحید کی پردہ مین چہپایا ہے اور کہتے ہین
نحن الموحدون نحن المهذبون اور وہ توحید جو انبیا لائے
ہین اوسکو ترکیب و تشبیہ و تجسیم نام رکہتے ہین اور ان القاب کو اپنا سلاح
و سہام شمشیر کر اہل اسلام اور جماعہ کرام اہل سنن سے مقابلہ و مقاتلہ اور
مجادلہ کرتے ہین حالانکہ بروایت صحیحہ جابر سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے حجۃ الوداع مین توحید کے ساتھ اہلال فرمایا اور ارشاد کیا کہ لبیک
اللهم لبیک لا شریک لک لبیک ان الحمد و
النعمة لک والملک لا شریک لک اور توحید انبیا
علیہ السلام کے متضمن اثبات کمال ہے کہ اونہی کے سبب سے وہ ذات
مقدس مستحق حمد ہے اور مشتمل ہے اثبات افعال کی جسکے سبب سے وہ
مستحق ہے منعم ہونیکا اور مثبت ہے قدرت و مشیت و ارادہ و تصرف

Marfat.com

مین آن کر حیران و پریشان ہوگئے اور جب دیکھا کہ کتب کلامیہ
مین یہ الفاظ مرقوم ہین بس سمجھے کہ یہی ہماری ہدایت کی نجوم
ہین اور یہ خیال نکیا بلیت درین ورطہ کشتی فرو شد ہزار
+ کہ پیدا نشد تختہ بر کنار + غرض انہون نے خیال کیا کہ یہ
الفاظ عند الاطلاق خداوند تعالی کی تنزیہ عیوب و نقائص صاحبا
سے کرتے ہین اور یہ غایت تمجید و تعظیم الہی ہے بس ہم
کیا تہا بہیڑیا دہسان کا براعن کا براو جہیلا لعن جیل ان پر کرنا
شروع ہوئی اور ناقد بصیر اور مدرک خبیر خوب جانتا ہی کہ ان
الفاظ کے اندر کیا سم پرتاثیر قاتل صغیر و کبیر بہرا ہوا ہے اور
تکذیب رسل اور تعطیل و الحاد کا زہر ہلاہل ملا ہوا ہے
اب اون کی تفصیل بطور مشتی نمونہ از خروارے آپ کو سناتا ہون
اور ذائقہ اس شیرۂ پر شرارت و الحاد کا جو بصورت عسل مصفی
براہ جو فروشی و گندم نمائی معرض تحریر مین لائے ہین چکہاتا ہون
اب سنو کہ تنزیہ البعاض جو انہون نے ابحاث کلامیہ
مین درج کی ہے اوس سے غرض یہ ہے کہ نفی کرین وجہ
دیدین اور کف و اصبع اور شمال اور قدم اور ساق اور
حقو اور جنب کی اللہ پاک سے حالانکہ یہ سب اوسکی جہات
کمال ہین جیسے سمع و بصر اوسکی کمال ہین اور مقصود اس

ہاتھ ایک ہے یا دو ہین انہون نے فرمایا کہ دو ہین اور ابن عمر اور ابن عباس
سے مروی ہے کہ انہون نے فرمایا پہلے جو اس نے بنایا قلم تھا پھر اوسکو
اپنے داہنے ہاتھ مین لیا اور دونو ہاتھ اوسکی برکت والے ہین اور
اسیطرح مروی ہے اصدق الصادقین اعرف الخلق رب العالمین
سید المرسلین خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آپنے فرمایا پروردگار
آسمانون کو ایک انگلی پر اوٹھاتا ہے اور زمین کو ایک انگلی پر اور
تمام ملک کو ایک انگلی پر غرض نفی ابعاض سے ان ملاعنہ کی
مراد یہ ہے کہ ان سب احادیث کی تکذیب کرین اور اپنی ذوات نجسہ
مین معرفت الٰہیہ انبیاء کرام سے بڑھ کر ثابت کرین اور متبعان
حدیث کو سفیہ اور اپنی کو عارف باللہ ٹھیرائین وما ھذا
الا ضلال مبین اب اغراض کا حال سنو کہ غرضین
مخلوق کے پیدا کرنے سے اور اون کے اوپر ہدایت کا نور ڈالنے
سے اور گمراہی کی ظلمت پھیلانے سے اور اون کے معذب و مثاب
کرنے اور کار خانہ امر و نہی جاری کرنے سے اور ارسال رسل اور
انزال کتب سے کمال حکمت ہے اور یہی غایات محمودہ ہین جو اوامر و نواہی
سے مطلوب ہین اور انہون نے ان غایات محمودہ کا نام اغراض و
علل رکھا اور اوس سے پروردگار کی تنزیہ کی اور اس تنزیہ سے
تمام نامعقولی اور ساری مخلوقات مین ابطال حکمتہائے الٰہیہ لازم آیا

اوسکی صفات مخلوق کے مبائن ہین اور شارع نے ان صفات
ثابت کیا نہ یہ کہا کہ وہ اعراض ہین نہ یہ کہا کہ وہ جسم ہے
عرض کہنا یا عرض نکہنا دونو روا نہین صرف اثبات ان صفات کا
بلا کیف و بلا تمثیل اور بلا تشبیہ اور بلا تحریف اور بلا تاویل
حدود و جہات کی تنزیہ کا حال سنو کہ مراد اون کی اس
تنزیہ سے یہ ہے کہ نفی کرین اوسکی آسمان پر ہونیکی اور عرش
سے پرے ہونیکی اور نفی کرین اسکی کہ وہ مشار الیہ ہووے کسی
سے اوپر کی جہت مین جیسے کہ اعرف الخلق اور اعلم العباد
برب العرش والسموات اعنی سید المرسلین خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ
والسلام نے ایک لاکھ چوبیس ہزار صحابہ کے سامنے اونٹنی کے
اوپر خطبہ پڑہا اور فرمایا کہ تم سے قیامت مین سوال ہوگا کہ مین نے
تمہے پیغام الٰہی پونہچایا نہین اور صحابہ نے جواب دیا کہ بیشک ہم گواہی
دینگے کہ آپ نے حق رسالت ادا کیا اور آپ نے تین بار آسمان کی طرف
اشارہ کیا اور فرمایا **اللھم اشھد اللھم اشھد** غرض
یہ کلمہ تین بار فرمایا اور ہر بار اوپر اشارہ کیا غرض ان مکذبان ثابت
نے اسکی تکذیب کی حدود و جہات کی تنزیہ کے پردیمین اور نتیجہ
اسکا یہ ہوا کہ منکر ہوئے اسکی کہ اوس تعالیٰ شانہ کی طرف سے کوئی چیز
اوترے جیسے قرآن ہے یا کتب و صحائف انبیا ہین یا جبرئیل

جہات کی ہمکو ضرورت ہی کیا ہے جس سے ہم اپنی ساری شریعت
کی تکذیب کرین ہمکو تو غرض صرف اتنی ہے اور یہی راہ نجات ہے
کہ خدا اور رسول نے جسکا اثبات کیا اوسکا اثبات کرین جسکی اونے
نفی کی اوسکی نفی کرین غرض جو اثبات اور جو نفی کہ شارع سے
منقول نہین اور اکابر سلف اور قرون مشہود بالخیر مین رائج نہین وہ
بدعت ہے اور محدث بہ نصوص قطعیہ شرعیہ متواترۃ المعنی سراپا ضلالت
ہے اور ہر ضلالت کا انجام نار ہے اب **حلول حوادث** کا
بکھیڑا سنو کہ اوس سے ان ملاعین فلاسفہ نے اکثر صفات فعلیہ الہیہ کو
باطل کردیا اور ہزارہا نصوص قطعیہ جو اون کے اثبات پر دال تھی
سبکی تکذیب کا بیڑہ اوٹھایا اور حلول حوادث کی نفی سے انکار کیا اللہ پاک
کے کلام کرنے کا اپنی قدرت و مشیت سے اور انکار کیا اوسکی ہر شب آسمان
پر اوترنے کا اور انکار کیا اوسکی روز قیامت مین آنے کا اور اوسکی غصہ ہونے
کا اور غضب کرنے کا اور راضی اور خوش ہونے کا اور ناراض ہونے کا
اور رضا کے بعد غضب کرنے کا اور غضب کے بعد راضی ہوجانے کا اور انکار کیا اس سے
کہ کوئی فعل اوسکی ذات کی ساتھ قائم ہو اور انکار کیا کہ کوئی حکم تازہ دے
جو پہلے نہ دیا ہو یا کوئی فعل اوس سے صادر ہو جو پہلے نکیا ہو اور انکار کیا کہ
ارادہ کرے کسی چیز کا جسکا پہلے سے ارادہ نہو یا ارادہ کو اپنے ترک کرے
اور انکار کیا اوسکی کُن فرمانے کسی چیز کے لئے حقیقۃً اور انکار کیا

Marfat.com

اتینا طائعین غرض ان سب کا انکار کیا اس لئے کہ یہ سب
حوادث ہین اور وہ حلول حوادث سے منزہ ہے اور یہ نہین
جانتے کہ یہ سب اوسکی مختار اور فاعل ہونے پر دال ہین اور
جب ان نصوص شرعیہ کا انکار کیا تو اب کوئی فعل اوسکا باقی
نرہا اور معطل محض ہو گیا اور جہمیہ کہتے ہین کہ ہم ایک قدیم واحد
کا اثبات کرتے ہین اور مثبتان صفت اثبات بہت قدما کا
کرتے ہین اور نصاری جو تین قدیم کے مثبت ہین اون کو کافر
کہتے ہین پھر جو مثبت سات قدیم یا زیادہ کا ہو اوسکا کیا ذکر ہے اور یہ سراپا
تدلیس و تلبیس ہے غرض مقام غور ہے کہ کیونکر ان اقوام باطلہ نے سات معین
کو دہو کا دیا چند قدما کا لفظ سنا کر اور اپنے تئین مثبت ایک قدیم کا
ٹھیرا کر اور جہمیہ نے صفات اوسکی مسمای اسم مین داخل کر دے
اور مثبتین صفات سے کہا کہ جیسے تم اثبات ایک آلہ کا کرتے ہو اور
پھر اوسکی ہر صفت کو جدا جانتے ہو تو اس مین تعدد قدما کا لازم
آتا ہے اور ہم ویسا نہین کرتے بلکہ ہم ایک خدا کے قائل ہین اور
کسی صفات کو اوسکی مسمائی اسم سے خارج نہین جانتے
حالانکہ مثبتان صفات کا قول ہے کہ وہ ایک خدا ہے اپنی جمیع اسما
اور صفات کی ساتھ اور یہ مقولہ جہمیون کا بعینہ ویسا مقولہ ہے
جیسے مشرکین اور عبدہ اصنام اور مکذبان پیغمبران کرام علیہم الصلوٰۃ

کمال بین وہ اسمائی الٰہی سے بہتر ہوسکے تو حق یہ ہے بہت بخوبی دال ہے
توحید ذات اور کثرت نعوت وصفات پر اور اسی طرح ان ملاعنہ
فلاسفہ کا یہ بھی دھوکا ہے جو کہتے ہین کہ خاص ترین صفت خداوند
تعالیٰ کی قدیم ہونا ہے اور جب اوسکی لئے اور صفات قدیمہ ثابت
کرین تو لازم آوے کہ کئی خدائی قدیم ہون حالانکہ سوا ایک خدا کے
کوئی قدیم نہین اور اون دغابازون مکارون جعلسازون سے جو بے
تقریرون سے اکثر عوام کالانعام بلکہ بعض ملایان انام کو دھوکا دیتے
ہین اور جادۂ مستقیم سنت اور صراط قدیم نبوت سے موڑ کر چاہ
ضلالت وغوایت مین ڈالکر انسان کو معطلہ بنا دیتے ہین تو کہنا چاہئے
کہ وہ تعدد قدما کہ عقل وشرع اور فطرت جنکی نفی کرتے ہی اور وہ
تعدد جسکا انبیا بالاتفاق بطلان کرتے ہین وہ کئی خداؤن کا
ہونا ہے ایک خدائی قدیم کے ساتھہ نہ یہ کہ رب العالمین کہ اکیلا
اور زبردست ہے وہ حی وقیوم وسمیع وبصیر ومتکلم وقادر وقوی و
صاحب ارادہ ومشیت نہو اور آمر وناہی اور فوق العرش اور صاحب
اسمائی حسنی اور صفات علیا نہو اور ایک خداوند کا ان صفات
کاملہ سے موصوف ہونا اسکی عقل وشرع وفطرت کوئی مانع نہین
نہ اسکی مانع ہے کہ آلہ واحد قدیم ان صفات مختصہ کو اپنی ذات واحد
مین رکھتا ہو گو وہ صفات کتنی ہی ہون مگر ذات تو ایک ہی ہے

اور صاحب غضب اور صاحب انتقام و قہر ہے پس بلاشک
یہ معانی اوس تعالی شانہ کے لئے ثابت ہین اور وہ ان صفات
علیا سے موصوف ہے اور خود پروردگار نے اپنے نفس نفیس کو
ان اسماء اور صفات اور نعوت سے موسوم و موصوف و منعوت
کیا ہے غرض ان صفات کی ہرگز نفی نہین ہو سکتی جیسے کہ اس
خیال سے ہم سب صحابہ نہین کر سکتے کہ روافض محبان صحابہ کو
ناصبی کہتے ہین اور اس خوف سے نفی تقدیر کی کر سکتے ہین کہ
قدریہ ہمکو جبریہ کہینگے اسی طرح ان اسماء و صفات الٰہیہ کی نفی نہین
کر سکتے جنکا اثبات شارع نے کیا ہے کہ احادیث ہمکو حشویہ
کہینگے اور اسی طرح خدا تعالے کی خلق پر اور استوا کی عرش پر
اور اوسکی ارتفاع کی اور اوسکی نزول کی آسمان دنیا پر نفی نہین کر سکتے
اس خوف سے کہ منکران صفات اور معطلہ اور فرعونیہ اور مضدان
دین برق کی طرح کڑک کر ہمکو مجسمہ یا مشبہہ ٹھیرائینگے اور اگر مراد
جسم سے یہ ہے کہ وہ مشار الیہ ہو اور اوسکی طرف اشارہ حسیہ
کر سکین تو سید العارفین سند الکاملین افضل المرسلین خاتم النبیین
علیہ الصلوۃ والتسلیم نے خود مجمع عام مین صحابہ کرام کے آسمان کی
طرف اشارہ کیا اور تین بار استشہاد کے لئے اوپر اونگلی اوٹھائی
اور معلوم ہوا کہ تمام صحابہ کرام کا یہی عقیدہ تہا ورنہ کسی کو بہی اگر

الطیب یرفعہ اللہ الیہ

الیہ یصعد الکلم

اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد

جبرئیل اوپر کی طرف

والیہ یعود اور

اوپر کی طرف

اور اوپر کی طرف

ایک دوم تیسرے

اور

Marfat.com

متمیز و ممتاز ہو سکے اور ہر صفت اوسکی ایک مفہوم جدا رکھتی ہو تو ظاہر ہے
کہ وہ سبحانہ تعالی موصوف بصفات کمال ہے اور سمع و بصر و علم و قدرت
و مشیت و ارادہ اور حیات رکھتا ہے اور ہر صفت کا مفہوم جدا ہے کہ اوسکا
مفہوم کی جہت سے وہ صفت دوسری صفت سے جدا ہے اور بجوبیہ نہ کہ ان
جمیع صفات کا مفہوم ایک ہی یا یہ سب صفتین ایک ہین وہ مجانین اور
مسلوب الحواس مین گنا جاویگا حالانکہ صادق مصدوق فارق
بین الخالق والمخلوق احمد مصطفے محبوب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم
خود فرماتے ہین اعوذ برضاك من سخطك وبعفوك
من عقوبتك واعوذ بك منك اور رضا مین پناہ
ڈہونڈہتے سخط سے بہاگتے ہین اور عفو مین پناہ ڈہونڈہتے
ہین اور عقوبت سے بہاگتے ہین پہر رضا و سخط کیونکر ہوگی اور عفو
و عقوبت دونو متحد کیونکر ہون گے اور اگر مراد جسم سے یہ ہے کہ وہ
وجہہ دیدین و سمع و بصر نہ رکھتا ہو تو ہم خود ایمان لاتے ہین اور
اقرار کرتے ہین کہ وہ وجہہ دیدین اور سمع و بصر اور حقو اور جنب
و ساق رکھتا ہے مگر بلا تشبیہ و بلا تکییف اسی طرح اور بہی جہات
کمال رکھتا ہے جسکا اطلاق اوسنے اپنی ذات مقدس پر کیا ہے
اور اگر جسم سے یہ مراد ہے کہ وہ فوق ہے اپنی خلق کے اور
مستوی ہے اپنی عرش پر تو یہ خود اوسنے خبر دی اور اوسکی رسول
نے خبر دی ہے کہ وہ عرش کے اوپر ہے اور عرش اوس کا

تو خواہ مخواہ جو آدمی شہد کی حقیقت سے واقف ہین
وہ نفرت کریگا اور جو اوسکو چکھ چکا ہے اور اوسکی لذت
اوٹھا چکا ہے وہ اس تعریف و توصیف ہی کو غلط سمجھیگا
غرض خلاصہ کلام یہ ہے کہ ان مکارون و غبازون
فلسفیون نے دیکھا کہ اگر ہمین خداوند کریم کے صفات
کی نفی کرینگے تو کوئی ہمارے دام تزویر مین نہ آویگا اور اوس
معلم الملکوت شیخ زعفران سے جو ان کا اوستاد اول تھا
اوسنے یہ نسخہ اور کہانی کہ اثبات صفات کا نام
تشبیہ اور ترکیب و تجسیم رکھو اور اس تعبیر کاذبہ سے عوام کو
اثبات صفات سے نفرت دلاؤ اور اوس سچے معرفت الٰہی کو
جو بذریعہ انبیا علیہم السلام انکو پہنچی ہے اور مدار سعادت
اور قطب ہدایت اور مرکز ولایت ہے اوس سے دور ڈال دو
اور یہ بڑا فریب اعدائے انبیاء کا ہے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ اور بڑا
مکر ہے حق مقبول سے لوگون کے نفور کرنے کا اور گمراہ
کرنا یہی ہے کہ جو چیزین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے
ثابت ہوئی ہین اون کے لئے بڑی بڑی مثالین دیا اور بڑے
بڑے الفاظ سے اوسکی تعبیر کرنا اور اون کے لئے الفاظ اور
معانی منفرد وضع کرنا کہ اون کے سننے سے گوش سامعین

خلق پر عالی ہونا اور مخلوقات سے بائن ہونا اور عالم سے جدا ہونا اور عرش
مستوی ہونا مراد ہے اور یہہ مراد ہے کہ اوسکا اوپر کوئی چیز نہین اور وہ
سب چیزون کے اوپر ہی پس یہہ مراد بلا شبہہ حق ہی اور اسیطرح اگر
مرکب ہونے سے یہہ مراد ہی کہ اوسمین تمیز ایک چیز کی دوسری چیز سے ہووے
تو ظاہر ہے کہ اوسکی صفات سب الگ ہین ایک دوسرے سے
ممیز اور ممتاز ہین اور سمع الگ ہے بصر الگ اور علم جدا ہی اور قدرت جدا اور
ہر ایک کا مفہوم دوسرے کے مفہوم سے جدا ہے اور یہان پر منکر لوگ
صفات کہتے ہین کہ ہم اسی لئے کسی صفت کو اوسکے لئے ثابت نہین
کرتے کہ ترکیب لازم آتی حالانکہ یہہ صریح تکذیب قرآن و حدیث ہے
اور صریح تعطیل رب العالمین اور یہ تنزیہ نہین ہے بلکہ کمال درجہ
تحقیر و تذلیل ہے پروردگار کی اور بیکار سمجھنا ہی اوس عالی درجات
رافع سموات رب العرش والعلا خالق ارض و سما کا اب ترکیب کے
معانی سنو کہ ترکیب سے عند الاطلاق پانچ معنے مراد ہوتے ہین ایک
ترکیب ذات کی وجود و ماہیت سے اوس شخص کے نزدیک جو وجود
ذات کو ماہیات ذات پر زائد کہتا ہے اور جب اس ترکیب کو نفی
کرتے ہین تو وجود مطلق باقی رہتا ہے اور اوسکا وجود صرف ذہن مین
ہوتا ہے نہ اعیان مین دوسرے ترکیب ماہیت کی ذات و صفات
سے اور جب اس ترکیب کی نفی کرو تو ذات مجرد رہ جاتی ہے کہ

کہ وہ آلہ واحد واحد ہے نہ اوسکا کوئی شریک ہے نہ شبیہ اور لم یلد ولم
یولد ہے اور اسی طرح گواہی دیتے ہین کہ وہ واحد ایسا نہین کہ نہ اوسکا نام
ہو نہ صفات نہ وجہ ہو نہ ید و عین نہ فوق خلق ہو نہ اوسکی طرف
کوئی چیز صاعد ہو نہ اوسکی طرف سے کوئی شے نازل ہو غرض عقلیہ
ان باتون پر گواہی نہین دیتین کہ وہ مرکب ہو نہ اسبات پر گواہی
دیتی ہین کہ یہ صفات نہون پھر صریح دعوی کرنا کہ فوق العرش ہونے
سے ترکیب و تشبیہ وغیرہ لازم آتی ہے غلط محض اور کذب
صحیح اور بہتان صریح اور افترای قبیح ہے بیچاری عقول پر اور تکذیب
صریح ہے وحی الٰہی کی اور یہی تقریر ہے جہت مین کہ اگر اوس سے
وہ جہت وجودی مراد ہے کہ محیط ہو اوس تعالی کی اور حاوی
اور حاضر ہو اوس ذات پاک کی تو ہم کہتے ہین بے شک
وہ اس سے اعظم و اکبر و منزہ و عالی ہے مگر اوسکی عرش پر ہونے
سے یہہ جہت لازم نہین آتی اور اگر مراد جہت سے وہ امر ہے
جو موجب مباینت خالق و مخلوق ہے اور سبب ہے اوسکے علو کا
خلق پر اور اوسکی استوا کا عرش اعلی پر پس نفی اوسکی اس معنی سے
باطل ہے اور یہہ اصطلاح اون منکران صفات نے اس لئے مقرر کی
ہے کہ وسیلہ ہو اوس صفت پاک کے انکار کا جسپر عقل و نقل
و فطرت بہمہ وجوہ دال ہین اور اسی لئے انہون نے ما فوق عالم

بندون کے توبہ کے وقت اور اوسکی ندا کی دینے علیہ السلام کو
کوہ طور پر آنے کے وقت اور اوسکی پکارنیکی آدم وحوا کو شجرہ منہیہ
سے کہانیکے وقت اور اوسکی پکارنیکی قیامت کے دن اپنے بندون کو
اور اوسکی محبت کی اوس کافر سے جو ایمان لایا اور پہلے اوس سے
وہ حق تعالی کا مبغوض تہا اور بعد ایمان کے محبوب ہوا اور اوسکی
ربوبیت کی جو ہر روز تازہ بتازہ بندون پر باوان صفت پرستی ہے
اور کل یوم ہو فی شان سے وہی مراد ہے نفی کی اور ان سب
صفات کا نام حوادث رکہا اور کہا وکان اللہ الحوادث
کہ حوادث اوس میں حلول نہیں کرتے غرض اس تنزیہ فلاسفہ لاعنہ
کی حقیقت اور اسکا مآل یہ ہوا کہ وہ تعالے عما یقولون منزہ ہے
وجود سے اور ماہیت سے اور خالی ہے ربوبیت اور پرورش
سے اور خالی ہے ملک سے اور حکومت سے اور افعال لما یرید نہیں
بلکہ حیات اور قیومیت تک بہی نہیں رکہتا پہر مقام غور ہے کہ یہ تنزیہ
کیا خاک ہوئی اور اگر وہ خالق عالم معاذ اللہ ایسا ہی ہو تو خلق عالم
پر کیونکر قادر ہوا فرض غور کرو کہ معطلہ اور نافیان صفات نے اپنے اس
قول میں تمام صفات کاملہ الہیہ کو کیسا باطل کر دیا اور اوسکو معطل
محض بہیر دیا چنانچہ کہا لیس بجسم ولا جوہر ولا مرکب ولا
یقوم بہ الاعراض ولا یوصف بالابعاض ولا یفعل

اور کفر و ضلال اور اوصاف کمال کے ابطال مین جا پڑی اور متبعان
صفات کی تضلیل و تجہیل کرنے لگی اور اعداء اللہ کے ساتھ جو معاملہ
کرنا تھا وہ ان متبعان رسالت کی ساتھ پیش کیا اور خلاصہ مقام
یہ ہے کہ اثبات صانع کی لئے اور حدوث عالم کے واسطے لوگ
کئی راہین چلتی ہین اور سب سے بہتر اور عمدہ اور سہل اور
سہل الوصول الی المقصود اور قریب تر راہ یہ ہے کہ انبیا کی
تصدیق کرین اون کے معجزات سے جو لوگ اون کے زمانہ مین
حاضر ہین وہ تو دیکھکر اور جو لوگ اون کے بعد ہین وہ اخبار
مشہورہ متواترہ سے اور جب نبوت ثابت ہو لئی تو جسطرح
نبی نے بتایا ہے صلی اللہ علیہ وسلم اوسی کی راہ اختیار کرین
اور ہر نقیر و قطمیر مین اوسیکو سچا جانین اور اوسکی ارشادات کی
دل و جان سے تصدیق کرین اور یہہ بات نہایت سہل و آسان
ہے کہ اس سے کہ ہر امر پر معجزات وغیرہ سے دلائل
عقلی قائم کرین اور اون کے معانی مین غور کرین اور تعلق اولہ
اون کے دلالات سے دریافت کرنے پھرین اور یہی طریقہ
اقوی ہے اور احسن ہے اور اسی سے احمد پاک نے ارشاد
بیان فرمایا اور یہی اعظم اولہ ہین صانع کے وجود پر اور اوسکی افعال
و صفات پر اور یہی طریقہ ہے قرآن کا کہ اوسی سے ہدایت کی ہے

اور سعید ازلی کو یہی مستلزم اکیلا بڑی آیت ہے اور بڑی دلیل ہے
اور کافی و شافی ہے اور ہادی و وافی ہے اس معرفت الٰہی کے
لیے حسبنا کتاب اللہ سلف کا مقولہ ہے اور یہ آفتاب ہدایت
اور ماہتاب ارشاد ہے اور دستگیر عباد ہے اور مستحق للاعتماد والاستناد
ہے کہ اوسکی تعبیرون مین اجمال نہین اور دلالتون مین اشکال نہین
عرض کون سی دلیل ہمکو اوس سے بہتر ملیگی جو اوسنی خود اپنی کتاب
مین ارشاد فرمائی ہے جیسے فرمایا افی اللہ شک
فاطر السموات والارض کیا اللہ مین شک ہے جو پیدا
کرنے والا ہے آسمان و زمین کا کیف تکفرون باللہ
وکنتم امواتا فاحیاکم ثم یمیتکم ثم یحییکم ثم
الیہ ترجعون یعنے کیونکر منکر ہوتے ہو تم اللہ کے
اور تم پہلے مردہ تہی (یعنے پشت پدر اور رحم مادر مین کہ حیات
مطلق نہ رکہتے تہے) پہر تمکو زندہ کرتا ہے پہر مارتا ہے پہر زندہ
کریگا پہر اوسیکی طرف جاؤگے دیکہو لس خوبی سے اثبات کیا حیوۃ
ثانی کو حیوۃ اولی پر اور موت ثانی کو موت اولی پر اور اس سے
بہتر طریقہ اثبات معاد کا ہرگز ہاتہہ نہ آویگا اسلیے کہ وجز اس دلیل کے
جو مقیس علیہ ہین وہ ہر مخاطب مکلف پر گذر چکی ہین بخلاف
دلایل متکلمین کے کہ ہرگز افادہ یقین کا نہین کر سکتی اور نہ اس طرح

کیا ہی سمع و بصر کو ویسی ہے ثابت کیا ہی نزول و استوا کو غرض نفس
اثبات صفات تشبیہ نہین اور نفی صفات ثابتہ تنزیہ نہین اور مذہب
سلف کا متوسط ہی دو مذہبون مین اور سراپا ہدایت ہے دو ضلالتون
مین کہ ایک جانب اوسکی تشبیہ ہے دوسری جانب تعطیل اور سنت ان
دو لوسکے بیچ مین ہے اور جیسے اسلام تمامی ادیان مین متوسط ہی ویسے ہی مذہب
اہل سنت تمامی مذاہب اسلام مین متوسط ہی اور اصل اس باب مین یہ ہے
کہ جو ثابت ہوا قرآن و حدیث مین اوسکی تصدیق واجب ہے جیسے علو پروردگار
کا اور استوا اوسکا عرش پر اور جو الفاظ محدثہ نفی و اثبات مین ایسی ہین
کہ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ مین وارد نہین ہوئی اون سے احتراز
لازم ہے طالب حق کو مثلاً یہ کہنا کہ وہ متحیز ہے یا نہین اور جوہر ہے
یا نہین اور عرض ہے یا نہین کہ اس کے نہ نفی وارد ہوئی ہے نہ اثبات
اور کہین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نہ صحابہ و تابعین سے نہ ائمہ
مسلمین سے ایک حرف بھی ان کے اثبات مین مروی ہے نہ نفی مین
غرض ایسے الفاظ اثباتاً یا نفیاً جناب الٰہی مین بولنا اسی قبیل سے ہے
جسکو اللہ پاک الحاد فی الاسماء فرماتا ہے اور بندون کو اوس سے
روکتا ہے اور اسیطرح نہین وارد ہوا کہ وہ جسم ہے نہ یہ وارد ہوا
کہ وہ جسم نہین غرض یہ الفاظ نہ منصوص کتاب و سنت ہین نہ مروی
از ائمہ سنت اور جو لوگ ان الفاظ کو بولتے ہین کبھی معنی صحیح مراد لیتے ہین

اور حافظ جو پڑھتا ہے یہ سب کلام الٰہی ہے نہ کلام قاری
اور فرمایا یریدون أن یبدلوا کلام اللہ اور وہ جو
محفوظ ہے سینون مین وہ بہی کلام الٰہی ہے اسلئے کہ فرمایا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یاد کرتے رہو قرآن کو کہ وہ
زیادہ بہاگنے والا ہے صدور رجال سے اوس اونٹ سے جسکا
ایک پانو بندہا ہو اور وہی مکتوب ہے مصاحف مین چنانچہ ابن عمر
سے مروی ہے کہ انہون نے کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے کہ سفر نکرو قرآن لیکر دشمنون کے ملک مین
الحدیث اور عثمان بن عفان سے مروی ہے کہ انہون نے
فرمایا مین نہین دوست رکہتا کہ مجہہ پر کوئی دن ایسا آوے کہ مین
کلام اللہ مین نظر نکرون یعنی مصحف دیکہہ کر تلاوت نکرون
اور سلف کا اجماع ہے اسپر کہ وہ غیر مخلوق ہے چنانچہ حضرت
علی نے فرمایا کہ قرآن مخلوق نہین ہے بلکہ وہ اللہ کا کلام ہے
اوسی سے شروع ہوا ہے اور اوسی کیطرف لوٹ جاویگا اور
ابن مسعود اور ابن عباس اور عمرو بن دینار اور سفیان بن عیینہ
سے بہی ایسا ہی مروی ہے اور اللہ نے اسی قرآن سے کلام
کیا ہے حقیقتہً اور اوسی کا بولا ہوا ہے نہ یہہ کہ اوسکے غیر کا کلام
ہو اور یہ کہنا روا نہین کہ یہہ اللہ کے کلام کی حکایت ہے یا اوس سے

جو بندا سے نکلا ہے یعنے قرآن سے اور اعتقاد کرتے
ہین کہ حروف مکتوبہ اور اصوات مسموعہ عین کلام اللہ ہین جیسے
فرمایا ذلک الکتاب لا ریب فیہ پھر جو قائل نہوا حروف کے
کلام اللہ ہونے کا وہ دین سے نکل گیا اور جماعت مسلمین سے
باہر ہوگیا اور جسنے انکار کیا اسکا کہ وہ حرف ہی اور نے بیہودہ کہا
اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو ایک حرف کلام
کا پڑھے اوسکے لیے دس نیکیان ہین روایت کی یہ ترمذی نے
اور صحیح کہا اور ام سلمہ نے کہا کہ قرائت رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کی حرف حرف تھی مفسر روایت کی یہ ابو داؤد نے اور
نسائی اور ترمذی نے اور طلحہ بن مصرف نے کہا کہا ایک شخص نے
معاذ بن جبل کے آگے قرآن پڑھا اور ایک واو چھوڑ دیا تو آپ نے
فرمایا تو نے ایسا ایک حرف چھوڑ دیا جو کوہ احد سے بڑا ہے
اور اعتقاد کرتے ہین کہ اللہ کے کلام مین آواز ہے چنانچہ
عبد اللہ بن انس سے مرفوعاً مروی ہے حدیث حشر مین کہ
اللہ سبحانہ پکاریگا ایسی آواز سے کہ دور و نزدیک سب
سنینگے روایت کی یہ احمد نے اور ایک جماعت نے اور ابن مسعود سے
مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب اللہ وحی فرماتا ہے
تو آسمان کے مرشتون کو ایک آواز سنائی دیتی ہے جیسے زنجیر

پیدا کردے خلاق ہے علیم ہے مدبر ہے جمیع کائنات کا
سننے والا ہے جمیع مسموعات کا نہ اوسکا کوئی شبیہ ہے مثیل
نہ ضد ہے نہ ند نہ شریک ہے اوسکا کوئی وجوب وجود مین نہ استحقاق
عبادت نہ پیدا کرنے نہ حکم کرنے مین نہ تدبیر نہ مریض کی شفا
دینے مین نہ کسی کے رزق دینے مین نہ کسی مشکل کے دور کرنے
مین نہ کسی مین وہ حلول کرتا ہے نہ اوسمین کوئی شے حلول
کرتی ہے اور نہ اپنی غیر سے متحد نہ اوسکا غیر اوس سے متحد ہوتا
ہے اور نہ اوسکی ذات مین حدوث ہے نہ اوسکی صفات مین مگر
صرف تعلق صفات مین حدوث ہے باعتبار اون چیزون کے جن سے
وہ صفات متعلق ہوئی ہین بری ہے تجدد سے اور جہل اور کذب
سے اور وہ اپنے عرش پر ہے جیسا کہ بیان کیا اوسنے اپنی ذات کا
اور وصف کیا اوسکے رسول نے اور وہ کسی کا محتاج نہین نہ اپنی
ذات مین نہ صفات مین اور نہ اوسپر کوئی حاکم ہے اور نہ کسی کے
حکومت ہے سوا اوسکی اور اوسپر کوئی چیز واجب نہین کسی غیر کے
واجب کرنے سے اور وہ وعدہ خلافی نہین کرتا اور سارے کام
اوسکی حکمت سے بھرے ہوئے ہین اور کوئی چیز اوسکی قبیح نہین اور اوسکا
فعل کو جور و ظلم نہین کہہ سکتے اور عقل سے حسن و قبح اشیا کا دریافت
نہین ہو سکتا اور اوسکے نام سب اچھے ہین اور اوسکا یول بالا

اور فاسق سے بالکل ایمان کا نام سلب نہین ہوتا اور نہ ہمیشہ
دوزخ مین رہیگا جیسے معتزلہ کا قول ہے اور کبھی مطلق ایمان کے
نام مین داخل نہین ہوتا جیسے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
زنا نہین کرتا زانی درانحالیکہ وہ مومن ہو اور مراد اس سے یہ ہے
کہ اوسوقت وہ مومن کامل نہین بلکہ ناقص الایمان یا ایمان کے
رو سے مومن ہے اور کبیرہ کے رو سے فاسق غرض فاسق کو مطلق
مومن کا لقب یا ہی نہین جاتا اور مطلق سلب بھی نہین کیا جاتا
اور نہ گواہی دیتے ہین کسی اہل قبلہ پر کہ وہ نار مین ہے بسبب اپنے
گناہ کے یا بسبب کسی کبیرہ کے اور نہ نکالتے ہین کسی کو دائرہ
اسلام سے کسی عمل کے وجہ سے مگر یہ کہ کسی حدیث مین آیا ہو
پس اوسکی تصدیق کرتے ہین اور جیسا مروی ہے ویسا ہے
جانتے ہین جیسے ترک صلوۃ اور شرب خمر وغیرہ مین وارد ہوا
یا کوئی بدعت ایسی نکالے کہ صاحب اوسکا کفر اور خروج از اسلام
کے طرف منسوب ہو تو اوسمین اتباع حدیث کرے اور اوتنا ہی
کہ جتنا حدیث مین آیا اور اوس سے آگے بڑھے اور اعتقاد کرتے اور ایمان
لاتے ہین قدر پر کہ قدر خیر و شر اور قلیل و کثیر اور صغیر و کبیر کی اللہ پاک کی طرف
سے ہے کوئی چیز اوسکی تقدیر سے خالی نہین اور کوئی شے
دنیا مین ایسی نہین جو اوسکی تدبیر اور قضا سے صادر نہوئی ہو

Marfat.com

جنون اور آدمیون سب سے جہنم کو بہر نیکی اور فرمایا اونسے انا کل
شیء خلقناہ بقدر) یعنے ہم نے ہر چیز قدر کے موافق پیدا
کی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عمل کرو ہر ایک جسکے لیئے
پیدا ہوا ہے وہی اوس سے بن پڑتا ہے اور اوس تعالی نے خلق کو
پیدا کیا اور اون کے افعال بھی پیدا کئے اور اون کے رزق مقدر
کئے اور اون کے عمرون کا اندازہ کیا جسکو چاہتا ہے ہدایت
کرتا ہے اپنی رحمت سے اور جسے چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے اپنی حکمت
سے اور فرمایا ما اصاب من مصیبۃ فی الارض ولا
فی انفسکم الا فی کتاب اور اللہ تعالے کے تقدیر
اور اوسکی قضا کو کوئی حجت نہین لا سکتا جب اوسنے رسول بھیجے
اور اللہ ہی کی حجت ہم پر پوری ہے کہ اوسنے کتابین اوتار دین اور
پیغمبرون کو بھیجا اور ہمین اوسکی آگے کوئی حجت نہین ہے اور اوسنے
نہین کیا کوئی امر نکوئی نہی مگر طاقت رکھنے والے کو جو کرنے نکرنے
کا مختار تھا اور کسیکو گناہ پر مجبور نہین کیا اور نہ ترک طاعت
چنانچہ فرمایا لا یکلف اللہ نفسا الا وسعہا اور فرمایا
فاتقوا اللہ ما استطعتم اور فرمایا الیوم تجزی کل نفس
بما کسبت غرض معلوم ہوا کہ بندہ کمائی کرتا ہے اور
نیکی پر جزا اور بدی پر سزا پاتا ہے اور اگرچہ وہ اللہ ہی کی قضا

ومعدومات پر اور کوئی مخلوق نہین آسمان و زمین مین جو اوسکا پیدا
کیا ہوا ہو اور اوسکی سوا کوئی پیدا کرنے والا نہین نہ پالنے والا ہے
اور باوجود اسکی اپنے اطاعت اور اپنے نبی کی اطاعت کا حکم
کیا ہے اور اپنی اور اپنے نبی کی نافرمانی سے منع فرمایا ہے
اور وہ سبحانہ متقیون اور محسنون اور عادلون کو دوست اور
اون لوگون سے راضی ہے جو ایمان لائے اور نیک عمل کئے
اور نیک عمل وہی ہے جو نبی نے تعلیم فرمائے اور کافرون
کو دوست نہین رکھتا اور نہ فاسقون سے راضی ہوتا ہے
اور نہ بیحیائی کا حکم کرتا ہے اور نہ اپنے بندون کا کفر پسند
کرتا ہے اور نہ فساد اور بندے اپنے کامون کے فاعل
ہین حقیقۃً اور وہ سبحانہ اون کے افعال کا پیدا کرنے والا
ہے اور بندہی مومن و کافر و نیک و فاجر و مصلی و صائم
ہوتا ہے اور بندون کو اپنے فعلون کی قدرت ہی اور اون
کا ارادہ ہے اور اللہ اون کے قدرت اور ارادہ کا خالق ہے
اور قدر کے اس درجہ کا انکار عامہ قدریہ کرتے ہین جنکو
نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مجوس امت فرمایا اور بعضی اسمین
غلو کرتے ہین یہانتک کہ بندے کی قدرت و اختیار سلب کر لیتے
ہین اور افعال الٰہی سے اور احکام سے حکمتین اور مصالح

پیدا کیا ہے اور اسی طرح جانتا ہے طاعت کو اہل طاعت
کی اور اسی لئے اونکو پیدا کیا ہے اور جس سے وہ بچ گئے
وہ اونکو کبھی نہ پونہچ سکتا تھا اور جو پونہچا وہ اوس سے بچ
نہین سکتے تھے اور جسنے یہ خیال کیا کہ اللہ تعالے نے اپنے
بندون سے اطاعت اور فرمانبرداری چاہی اور بندون نے
اوسکی نافرمانی کی اور مرتکب شر اور معصیت ہوئی اور اپنی
مشیت کے موافق کیا تو اوسنے یہ دعوے کیا کہ مشیت بندون
کی خدا کی مشیت پر غالب ہوئی اور یہ صریح افترا اور کذب ہے اللہ پر
اور اوس سے بڑھکر جھوٹ کون ہوگا اور جسنے خیال کیا کہ زنا
اللہ پاک کی تقدیر سے ہے تو اوس سے کہو کہ بھلا دیکھو یہ عورت
جو زنا سے حاملہ ہے اور لڑکا جنا ہے آیا اللہ پاک نے اسکا پیدا
کرنا چاہا تھا یا نہین اور پہلے سے اوسکو یہ معلوم تھا یا نہین اگر اوسنے
کہا نہین تو دعوے کیا کہ اللہ کے سوا کوئی دوسرا خالق ہے
اور یہ کھلا ہوا شرک ہے اور جسنے کہا کہ چوری اور شراب پینا اور
حرام کھانا اللہ پاک کی تقدیر سے نہین اوسنے دعوی کیا کہ یہ
آدمی قادر ہے کہ دوسرے کا رزق کھا لے اور یہ صاف مجوس کا
قول ہے بلکہ صحیح عقیدہ یہ ہے کہ اوسنے وہی رزق کھایا جو
اللہ نے اوسکے لئے مقدر کیا تھا اور اوسی طرح کھایا جسطرح اوسنے

اصلاح کی اور اونکو ہدایت کی اور کافرون پر لطف فرمایا نہ اونکی اصلاح کے
نہ ہدایت کی اور اگر اون کی اصلاح فرماتا تو صالحین مین ہو جاتے اور
اگر ہدایت کرتا تو مہتدی ہو جاتی اور اللہ قادر ہے کہ ہدایت کردے
اور اون پر لطف کرے کہ مومن ہو جاوین جیسے فرمایا ولو شاء اللہ
لھدٰکم اجمعین مگر اوسنے چاہا کہ یہ کافر ہی رہین جیسا کہ
پہلے سے جان چکا تہا اور اون کو مخذول اور گمراہ کردیا اور اون
کے دلون پر مہر کی اور اون کے کانون پر مہر کی اور اون کی آنکہون
پر پردہ ڈالا اور محدثین ایمان رکہتے ہین کہ لوگ اپنے نفسون کے
نفع وضرر کے مالک نہین ہین مگر جو اللہ چاہے اور ہر حال
مین بندے اوسیطرف التجا کرتے ہین اور اپنی حاجتین اوسی
سے طلب کرتے ہین اور اعتقاد رکہتے ہین کہ محمد مصطفے اور
احمد مجتبی صلی اللہ علیہ وسلم تمام مخلوقات سے افضل اور بہتر ہین اور
سب سے زیادہ بزرگی رکہتے ہین اللہ پاک کے آگے درجہ مین اور
سب سے زیادہ قریب ہین اللہ سے اور اللہ پاک نے اون کو عالمین
پر رحمت کی نظر سے بہیجا اور مخصوص کیا شفاعت کرنے سے
ساری خلق مین چنانچہ جابر بن عبد اللہ سے مروی ہے کہ نبی
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پانچ چیزین مجہے ایسی عنایت ہوئی
ہین کہ انبیا مین سے کسی کو نہین ملین مجہہ سے پہلے ایک تو میرا رعب

کہ آپ سے پہلے کسی کے لئے نکھولون روایت کی یہ مسلم نے اور اسکی
سوا اور بہت سے خصائص اور فضائل آپ کے ہین مین کہتا ہون
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قیامت مین تین طرح شفاعت
کرینگے اول تو شفاعت اولی ہے اہل موقف سب آدم علیہ السلام
اور نوح اور ابراہیم اور موسیٰ اور عیسیٰ علیہم السلام کے پاس سے
پھر کر آپ کے پاس آینگی اور اس شفاعت سے حساب و کتاب بندون
کا شروع ہو جاوے گا اور نامہ اعمال اوڑنے لگینگے اور دوسرے
اہل جنت کے لئے شفاعت کرینگے کہ وہ جنت مین داخل ہون
اور یہ دونو شفاعتین آپ کے ساتھ خاص ہین کہ اوسمین کوئی
شریک نہین اور تیسرے شفاعت اون لوگون کی ہوگی
جو مستحق نار ہو چکی ہین اور آپ کے شفاعت سے اللہ تعالے اونکو
دوزخ مین نہ ڈالیگا اور یہ شفاعت ایسی ہے کہ اسمین آپ کے ساتھ
تمام مومنین اور صدیقین اور شہدا اور صالحین اور ملائکہ مقربین
سب شریک ہون گے اور شفاعت نکرینگے مگر اوسی کے
جس سے پروردگار راضی ہو اور وہ اوس کے خوف سے
کانپتے ہون گے جیسے فرمایا پروردگار نے ولا یشفعون
الا لمن ارتضی وھم من خشیتہ مشفقون
اور کافرون کو نہ شفاعت ہوگی نہ نفع دیگی اور ایک قوم دوزخ

پہر کوہ شفاعت بغیر حکم کیونکر حل سکتا ہے اور تمام اہل شفاعت اسی حکم
مین داخل ہین اور اگر بغیر حکم الٰہی ہو تو شفاعت کاہی کو ہوئی بلکہ حمایت ہوئی
اور حمایت اللہ کی بارگاہ مین کوئی نہین کرسکتا اور **اعتقاد** رکھتے ہین
اہل سنت و جماعت اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھہ اون کی
خیر و صلاح اور تقوی کا اور عدول جانتے ہین اون کو اور صاف رکھتے
ہین سینہ اپنا اون سے جیسا فرمایا اللہ صاحب نے **ولا تجعل فی قلوبنا**
غلا للذین امنوا ربنا انک رءوف الرحیم اور فرمایا اوسکے
رسول نے صلی اللہ علیہ وسلم کہ مت برا کہو میرے اصحاب کو کہ قسم ہے
اوس پروردگار کی کہ میری جان اوسکے ہاتھہ مین ہے کہ اگر تم مین سے
کوئی کوہ احد کے برابر سونا خرچی تو اون کے ایک سیر یا دہ سیر کے
برابر بھی نہوگا اور قبول کرتے ہین اون کی فضیلتون کو جو کتاب اللہ اور
سنت مین وارد ہوئی ہین اور جن پر اتفاق ہے اون کے مراتب اور
فضائل مین سے اور اون مین سے جن لوگون نے صلح حدیبیہ کے
قبل اموال خرچ کئے ہین اونکو افضل جانتے ہین اون لوگون سے جنہون نے
اوسکے بعد خرچ کیا اور اوسکے بعد لڑے اور مہاجرین کو مرتبہ مین انصار پر
مقدم جانتے ہین اور **اعتقاد** رکھتے ہین کہ اہل بدر اور وہ تین سو
دس پہ کئی اصحاب ہین اون کے لئے اللہ صاحب نے فرمایا **اعملوا**
ما شئتم فقد غفرت لکم کہ جو تمہارا جی چاہے عمل کرو

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اور آپ کے داماد حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو جیسے
دال ہین ان پر آثار اگرچہ بعض اہل سنت نے اختلاف کیا ہے حضرت عثمان
اور علی کی تفضیل مین کہ اون دونون مین افضل کون ہے سو بعضون نے
حضرت عثمان کو مقدم کیا ہے اور اوسکی بعد سکوت کیا اور بعضون نے
حضرت علی کو چوتھے درجہ مین گنا ہے اور بعض نے حضرت علی کو مقدم
کیا ہے حضرت عثمان پر اور بعضون نے اس مین توقف کیا ہے مگر تقدیم
شیخین کے تمام صحابہ قائل ہین اور اتفاق و اجماع کیا ہے اہل سنت نے
اور نہین خلاف کیا ہمارا اس مین مگر ہا عنہ روافض نے جنہون نے رفض
سنت اور اختیار بدعت اختیار کیا ہے مگر اکثر اہل سنت کے نزدیک
یہی ظاہر ہوا ہے کہ حضرت عثمان مقدم ہین حضرت علی پر اگرچہ یہ مسئلہ
ایسا نہین کہ اس مین تضلیل کسی کے لازم ہون یعنی تقدیم علی و عثمان
لیکن جس مین تضلیل ہوتی ہے وہ مسئلہ خلافت ہے کہ اہل سنت
اعتقاد رکھتے ہین کہ خلیفہ بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ابوبکر ہین
پھر حضرت عمر پھر حضرت عثمان پھر حضرت علی اور عبد اللہ بن عمر فرماتے
ہین کہ ہم سب صحابہ کہا کرتے تھے اور رسول اللہ علیہ وسلم زندہ تھے
کہ اول درجہ ابوبکر کا ہے پھر عمر کا پھر عثمان کا اور آپ کو یہ خبر پہنچی تھی
اور آپ نے اس کو حرام نہ کیا تھا اور حضرت علی سے روایت صحیح و نقل
[illegible] فرمایا [illegible] اس امت کے ابوبکر ہین پھر عمر پھر عثمان

کے سنت کو اور اوسی کو کچھ دن سے تھا ہوا اور فرمایا کہ خلافت
میرے بعد تیس برس تک ہوگی اور اہل سنت محبت
اہل بیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور یاد رکھنے ہیں ان کے لئے وصیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی
فرمایا کہ میں تمکو یاد دلاتا ہوں اپنی اہل بیت کے لئے دو بار فرمایا اور
حضرت عباس سے فرمایا جب بیمار ہوئے کہ بعض قریش اون سے
کشادہ پیشانی سے نہیں ملتے اور قسم اوس پروردگار کی کہ
میری جان اوسکے ہاتھ میں ہے کہ وہ مومن نہوں گے جبتک کہ
دوست نرکھینگے اللہ کے واسطے اور میرے قرابت کے سبب سے
اور عشرت کو رکھتے ہیں کہ بیان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے مومنوں کی ماں ہے جیسے قرآن میں صاف ارشاد ہوا ہے
اور وہی انکی بیبیاں ہیں آخرت میں خصوصاً خدیجۃ الکبریٰ کہ وہ
ماں ہیں اکثر اولاد نبی کی رضی اللہ عنہا اور سب سے پہلے ایمان لائی ہیں
آپ پر عورتوں میں سے اور بڑی مدد کی ہے آپ کے امر نبوت
اور اشاعت علم میں اور محبت رکھتے ہیں کہ پروردگار خود انکو
سلام بھیجتا تھا جبریل علیہ السلام کے زبانی اور صدیقہ بنت الصدیق
جناب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اونکو
برات ساتوں آسمانوں کی اوپر سے اوتاری اور محبوب ہیں رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے اور آخرت میں خدا کی بیوی ہیں

اور ہر ایک کو ان مین ثواب ہے اور باوجود اسکی ہر صحابہ کو کبائر و صغائر سے
معصوم ہی نہین جانتے اور جانتے ہین کہ اون سے گناہ ہونا ممکن ہے مگر
سوابق ایمانیہ اور فضائل احسانیہ اون سے موجب مغفرت ہین اور اون
سے وہ خطائین معاف ہوسکتی ہین جو اورون سے معاف نہین
اسلئے کہ حسنات کفارہ سیئات ہوجاتے ہین اور وہ سب عدول
ہین اسلئے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیر القرون
میرا قرن ہے اور جو جو فضائل اور برکات اور کرامات اللہ پاک
نے اونکو عنایت فرمائے اون سے یقین ہوگیا کہ وہ خیر خلق اللہ
ہین انبیا کے بعد اور اعتقاد رکھتے ہین کہ ایک گروہ اہل توحید
کا دوزخ سے نکلیگا جیسا متعدد روایتون مین وارد ہوا ہے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور اصول اہل سنت سے ہے
تصدیق کرامات اولیا کی اور جو اون سے خلاف عادت امور ظاہر
ہوتے ہین اور انواع علوم اور مکاشفات وغیرہ جیسے اسلاف امت
اور ائمہ ملت سے مروی ہے اور اوسی مین سے کیفیات اصحاب کہف
کے اور حالات حضرت صدیقہ مریم علیہ السلام کے اور خوارق
اصحاب کرام علیہم الصلوۃ والسلام کی اور وہ سب ظل ہین معجزات
انبیا کی اور کشف و کرامات احکام شریعت مین حجت نہین خاصۃً جو کتاب
و سنت کے خلاف ہو اور اصحاب ولایت و کرامت احاد مسلمین

دعاؤن کا قبول کرنے والا فریادون کا سننے والا مصیبتون
کا دفع کرنے والا بلاؤن کا ٹالنے والا اسی لئے واجب ہوئی
محبت اوسکی اور دعا کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ خداوندا
تیری محبت مجھی اپنی جان سے بھی زیادہ ہووے اور اپنی اہل و مال
سے بھی اور ٹھنڈے پانی سے بھی زیادہ اور اجتناب
کرتے ہین اور دور رہتے ہین وہ اس سے کہ نذر کرین وہ اللہ
کے سوا کسی مخلوق کی یا دعا کرین کسی مخلوق سے یا استغاثہ کرین
کسی سے سوا باری تعالی کے یا مشاہد و قبور و ضرائح مجعولہ کو سجدہ
کرین یا طواف کرین یا اور اقسام کے عبادات اون کے لئے بجالاوین
دور بھاگتے ہین وہ اس سے اور وارد ہوئی ہے نبی رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم سے نذر غیر خدا کی اور لعنت کی ہے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے اون لوگون کو جو قبور انبیا و صالحین کو
مساجد ٹھیرایا اور اوسمین نماز پڑھی اور سجدہ وغیرہ اجزائی نماز کے
ہے پھر کیا حال ہوگا اون کا جنھون نے قبرون کو وثن بنایا اور
ضار و نافع سمجھا اور فرمایا آپنے کہ شدید ہوا غضب اللہ پاک اون پر
جنھون نے اپنے نبیون کی قبرون کو مساجد بنایا اور فرمایا کہ اگلے
مشرکین کی عادت تھی کہ جب اون مین کوئی نیک مرجاتا تھا تو اوسکی
قبرون پر تصویرین بناتے تھے اور عمارت کھڑی کرتے تھے اور وہ

اور جس نے کہا کہ اسرا بیت المقدس تک اور شب مین تہا اور افلاک پر عروج
اور شب مین اوسنے غلط کہا اور جسنے کہا کہ فقط خواب تہا اور جسد مبارک
آپکا اوپر نہین گیا اوس نے بہی غلط کہا اور حدیث معراج کی ایک جماعت
کثیرہ صحابہ سے مروی ہے اور بہت سے آثار صحیحہ اوس مین اور اوس مین
اختلاف ہے صحابہ کا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکہا ہے
پروردگار کو یا نہین اور ہر طرف ایک جماعت صحابہ اور تابعین کی
گئی ہے اور امام احمد کے نزدیک ترجیح اسیکو ہے کہ دیکہا ہے
آپنے عزوجل کو اور معتقد اور کہتے ہین کہ موت حق ہے اور
ملک الموت موسی علیہ السلام کے پاس حاضر ہوئے اور آپنے
اونکو طمانچہ مارا اور اون کی آنکہہ پہوٹ گئی جیسے کہ صحیح بخاری مین
رسول صادق و مصدوق سے مروی ہے اور واجب جانتے ہین
ایمان لانیکو تمام اخبار نبی پر خواہ وہ ہماری عقل مین آوے یا نہ آوے
اور تصدیق کرتے ہین فتنہ قبر اور عذاب آخرۃ اور نعمای جنت کے
اور حشر و نشر و میزان و پل صراط اور حساب و کتاب اور ضیق مقام
کی یوم قیام مین اور جو تفاصیل ان امور کے احادیث صحیحہ مین
وارد ہوئی سب کی تصدیق کرتے ہین اور تصدیق کرتے ہین حوض
کی جو مورود ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اور پانی اوسکا دودہ سے
زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ میٹہا ہے اور کوزی اوسکی آسمان کے

نہ فنا کرے اور اون پر موت نہین لکھی اور جو اسکے خلاف کی رد سنتے
ہے اور تصدیق کرتے ہین کہ مومنین اوس تعالی شانہ کو قیامت
کے دن اپنے سر کی آنکھون سے دیکھینگے جیسے دوپہر کیوقت سورج کو
بے تکلف دیکھتے ہین جسوقت بدلی اور غبار نہو یا جیسے چاند کو چودھوین
رات کا دیکھتے ہین کہ ایک دوسرے کا مزاحم نہین ہوتا اور پھر اوس کے
دیدار سے مشرف ہونگے جب جنت مین جاوینگے اور کفار اسکو
نہ دیکھینگے کلا انہم عن ربہم یومئذ لمحجوبون
اور جو کچھ ہمنے ذکر کیا ہے مسئلہ رویت مین کہ وہان جہت
نہوگی اور مقابلہ نہوگا اور قرب اور بعد رویت مین ضرور ہے اور جو
مضمون اسکی نفی سے ہین وہ سب لغو اور پوچ ہین اور کسی نص شرعی
سے ثابت نہین اور کسی سلف کے بزرگون سے مروی نہین اور
وہ تمامی مخبط الحواس لوگون نے براہین فلسفہ سے نکالی ہین اور
شریعت مین اون کا کچھ اعتبار نہین اور شاہ ولی اللہ دہلوی نے
اس مقام مین خوب بات لکھی ہے اور کہا ہے کہ وہ خدا شانہ
مومنون کو اپنے دیدار سے مشرف فرمائیگا قیامت کے دن جو
ایک کرشمہ ہوگا بانکشاف تام و بلا کیف و انکشاف بعد
عقلی سے بڑھکر ہوگا گویا وہ رویت بصری کی ہے اور وہ بلا مقابلہ
اور مواجہہ اور موازاۃ کے ہوگا اور بغیر لون اور شکل کے اور

اگرچہ ہم اوسکی حقیقت اور کیفیت کو نسمجہین اور اعتقاد رکہتی ہین
کہ اللہ تعالی کے فرشتے ہین کہ موکل ہین کتابت اعمال پر بنی آدم کے
اور حفاظت کرتے ہین بندون کی اوسکی حکم سے اور دعوت کرتے
ہین خیرات وحسنات کی اور الہام کرتے خیر اور رشد کا قلوب
عبادمین اور نافرمانی نہین کرتے رب العباد کی اور اوسکی مخلوق
مین سے ہین شیاطین کہ اون کا اثری بندون کے دلون پر
شر سے اور تصرف کرتے ہین اون مین اور جاری ہوتے ہین اون
مین جیسے خون جاری ہوتا ہے اور اعتقاد رکہتی ہین کہ صاحب
کبیرہ مسلمان دوزخ مین ہمیشہ نرہے گا اور عفو کبیرہ کا ممکن ہے
اور عفو اوسکا بہی ممکن ہے جو بغیر توبہ کے مسلمان مرا جیسے
عذاب ممکن ہے اور بعثت انبیا کی اور مکلف ہونا بندونکا اور
امر ونواہی کے ساتہہ حق ہے اور انبیا معصوم ہین کفر سے اور
اصرار علی الکبائر سے اور اللہ اون کا عاصم ہے اور دعوت ہماری
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عام ہے جمیع انس وجن کو جیسے فرمایا اللہ صاحب
نے لیکون للعالمین نذیرا اور امر معروف اور نہی
منکر واجب ہے بشرطیکہ موذی فتنہ کی طرف نہو اور اوسکی قبول کی امید ہو
اور خلافت بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریش مین ہے جبتک
دو آدمی بہی باقی رہین اور کسی کو اون سے نزاع نہین پہونچتا